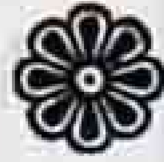
حضرات القدس

مؤلفہ

شیخ بدرالدین سرہندیؒ

مقدمہ، تحقیق، تصحیح

مولانا محبوب الٰہی



محکمہ اوقاف پنجاب ○ لاہور

١٩٧١ء

شیخ عبدالملک — بہارِ جاوداں

نعت

شعاعِ سرمدی جس کی جبینِ پاک سے رقصاں — جمالِ ایزدی جس کے فروغِ حسن سے رخشاں
فضائے قدس کا ہر جلوہ جس کے نور پر قرباں — بسیطِ خاک کا ہر ذرّہ جس کا تابع فرماں
وہ سلطانِ امم آیا وہ مختار الرّقاب آیا

وہ آئینہ دکھایا جس نے عکسِ روئے جاناں کو — نمایاں کر دیا جس نے فروغِ حسنِ پنہاں کو
چراغاں کر دیا جس نے تجلی گاہ امکاں کو — عطا کی دولتِ نظارہ جس نے دیدۂ جاں کو
جلوہ اب جمالِ احمدیؐ میں بے نقاب آیا

معارف کا خیاباں تازہ جس کی رشحہ باری سے — مکارم کا چمن شاداب جس کی آبیاری سے
شناسا جس نے عالم کو کیا توحید باری سے — دلوں کی کھیتیاں سرسبز جس کے فیضِ جاری سے
وہ دریائے کرم آیا وہ رحمت کا سحاب آیا

زمانے کو کوئی بدظن، مگر اپنا تو ایماں ہے — کہ اس کی شانِ عالی ماورائے فہمِ انساں ہے
فلک بھی اس عروجِ قدر پر ششدر ہے حیراں ہے — درِ دولت سرا کی گو ابھی زنجیر جنباں ہے
مگر وہ جا کے بزمِ لامکاں سے باریاب آیا

سجایا جائیگا دربار جب سرکارِ وحدت کا — تو عالم دیدنی ہوگا گنہگارانِ امت کا
یہ غل ہوگا وہ آیا کوکبہ شاہِ رسالت کا — بھرم کھلنے کو ہے اب تابشِ مہرِ قیامت کا
لوائے حمد لے کر شافعِ یوم الحساب آیا

اگر فانوس ہے وہ جسمِ اطہر نورِ وحدت کا — تو ہے صدیقِ اکبر آئینہ شمعِ رسالت کا
یہ ہے فیضِ تقرب یہ کرشمہ ہے معیّت کا — جدا کس طرح رہتا سایہ اس کے سروِ قامت کا
وہ آیا اور صدیقِ امینؓ بھی ہمرکاب آیا

(اقبال ایلی)

یاقوت رقم 7/1/73

ماہنامہ محفل لاہور دسمبر ۱۹۷۲ء

نغمۂ توحید باری عز اسمہٗ

۱۔ اے صانع کل ارض و سمٰوات کے خالق
ارواح و نباتات و جمادات کے خالق

ہر شے میں ترے نور کی ہے جلوہ نمائی
لاریب تجھی کو ہے سزاوار خدائی

جلوے تری قدرت کے ہر ذرے میں نظر ہیں
تاروں میں کہیں اور کہیں شمس و قمر میں

گلزار جہاں سے تری توحید عیاں ہے
ہر برگ ستائش میں تری چرب زباں ہے

امید کرم تجھ سے ہے درویش و غنی کو
تیرا ہی سہارا ہے ضعیف اور قوی کو

کیا اعلیٰ کیا اسفل کیا ماہ اور ماہی
ہر اک تری توحید کی دیتا ہے گواہی

لائق جو عبادت کے ہے وہ کس سے ہوئی ہے
غرض ہاں سے ترے معترف عجز بنی ہے

یارا ہے کسے مار سکے دم ترے آگے
وہ کونسا سر ہے جو نہیں خم ترے آگے

حق تیرے تشکر کا ادا ہو نہیں سکتا
اس فرض سے دل عہدہ برآ ہو نہیں سکتا

—

اے خالق ہر بلند و پستی
شش چیز عطا بکن ز ہستی ربا جہان
ایمان و امان و تندرستی
علم و عمل و فراخ دستی

— شیخ سعدیؒ

داده سبادعمر در لہو و فسوس
زینہار مشو ز رحمت حق مایوس
ہشدار کہ آتش جہنم حق را
تہذیب غرض بود نہ تعذیب نفوس

غالب مرحوم

یاقوت رقم

کرامات و مکاشفہ ص ۱۲ ۔ ۱۷ خطاء

مکاشفہ ۷-۸-۹ ص ۹۸ ۱۰۱ خطاء قرابتی ۔ رعایت سنت کی برکت

مکاشفہ ۱۳ ص ۹۹ جنانی کی حقیقت ۱۰۱ خطاء

مکاشفہ ۱۵ ص ۱۰۰ امام اعظم سراج الائمہ امام ابو حنیفہؒ کی زیارت سے مشرف ہونا

مذہب حنفی اور مذہب شافعی میں حنفی حق کی جانب ۔ الحنفیۃ ...

مکاشفہ ۱۶ ص ۱۰۱ خطاء ہے ۔ حنفی دریائے عظیم کی شکل میں ... باقی ...

مکاشفہ ۱۷ و ۱۸ ص ۱۰۲ خطاء [redacted] بشارت آپ کے حق میں ۔

مکاشفہ ۱۹ ... ہندوستان میں ... اہل بیعت ...

مکاشفہ ۲۰ تمام کمالات کا منشا ... اور ...

مکاشفہ ۲۶ و ۲۷ نسبت ... اور تمام و کمال ...

مکاشفہ ۳۰ کلمہ طیبہ کا مقام محمود اور ذکر کی فضیلت ۔ افضل الذکر لا الہ الا اللہ

جامع کمالات ولایت و نبوت است ۔

مکاشفہ ۴۱ و ۴۲ ... غوث الثقلین ...

حضرت باقی باللہ رحمہ اللہ کے عرس میں شیخ مجدد کی حاضری ص ۵۶ و ص ۵۴

صاحب قبر سے الشہداد و شفاعت ص ۱۲۰

انک من المتقین ص ۱۰۱

حضرات القدس

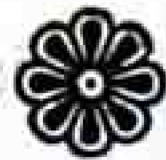
مقدس

مؤلفہ

شیخ بدر الدّین سرہندیؒ

مقدّمہ، تحقیق، تصحیح

مولانا محبوب الٰہی



محکمۂ اوقافِ پنجاب ○ لاہور

۱۹۷۱ء

یکے مطبوعات شعبۂ مطبوعات محکمۂ اوقاف ، پنجاب ، لاہور

طبع اول :

تعداد : ... ... ایک ہزار

مؤرخہ : ... ... جون ۱۹۷۱ء

قیمت : ... ... پندرہ روپے

ناشر

شعبۂ مطبوعات محکمۂ اوقاف ، حکومت پنجاب

حضوری باغ (بادشاہی مسجد) لاہور

فون : ۵۵۸۴۵

طابع

مطبعة المكتبة العلمية ۱۵ — لیک روڈ ، لاہور

فہرست

عنوان	صفحہ
پیش لفظ	۵
مقدمہ	۱
حضرات القدس کی تالیف	۴
موازنۂ زبدۃ المقامات	
و حضرات القدس	۷
مؤلفِ حضرات القدس	۹
پیدائش	۹
تعلیم وبیعت و تربیت	۱۰
بارگاہِ مجددی میں تقرّب	۱۳
اجازتِ بیعت	۱۵
رابطۂ شیخ	۱۶
نماز میں حضور قلب	۱۷
رعایت مذاہب آئمہ مجتہدین	۱۷
مؤلف کے نام امام ربانی کے	
مکتوبات	۱۸
شغلِ بیعت و ارشاد	۱۹
تالیفاتِ مؤلف	۲۱
دیباچہ کتاب	۲۲
حضرۃ ثالیہ	۲۵
ظہور نور محمدی	۲۶
مظہریتِ محمدی	۲۷
نسبتِ چشتیہ	۲۸
انتساب بخاندان قادری	۲۹
انتساب بخاندان نقشبندیہ	۳۰
شجرۂ منظوم	۳۰
ولادت ، طفولیت ، تعلیم	۳۱
کسبِ کمالاتِ باطنی	۳۳
مرتبۂ حق الیقین در توحید	۳۶
بیان مرتبۂ فرق بعد الجمع	۳۷
الحضرۃ الثالثہ	۴۲
الحضرۃ الرابعہ	۶۶
الحضرۃ الخامسۃ	
فی وظائفہ و طاعاتہ و اخلاقہ	۸۰
الحضرۃ السادسۃ	
فی مکاشفاتہ	۹۳
الحضرۃ السابعہ	۱۱۳
الحضرۃ الثامنہ	
فی ملفوظاتہ	۱۴۴
الحضرۃ التاسعہ	
فی حلیتہ وکراماتہ	۱۰۰

عنوان	صفحہ
الحضرة العاشره	
فی تاریخ و صاله	
الحضرة الحادی عشرة	۲۱۱
در بیان فرزندان گرامی	
و خلفائے آن	۲۲۰
ذکر خواجہ محمد صادق	۲۲۰
خواجہ محمد سعید	۲۳۴
خواجہ محمد معصوم	۲۶۲
خواجہ محمد یحیٰی	۲۹۵
ذکر محمد فرخ ، محمد عیسیٰ	
و اُم کلثوم	۲۹۷
الحضرة الثانیة عشر	
فی بیان احوال خلفائه	۲۹۹
ذکر محمد نعمان	۲۹۹
ذکرشیخ نور محمد پٹنی	۳۱۱
ذکر شیخ حمید بنگالی	۳۱۴
شیخ محمد طاہر لاہوری	۳۱۹
خواجہ محمد صادق بدخشانی	۳۲۷
شیخ بدیع الدین سہارنپوری	۳۳۴
شیخ محمد طاہر بدخشی	۳۴۰
شیخ یار محمد قدیم	۳۴۳
شیخ عبدالہادی	۳۴۴
خواجہ محمد صادق کابلی	۳۴۵
حاجی خضر خان افغان	۳۴۷
شیخ احمد دیوبندی	۳۴۹
شیخ احمد برکی	۳۵۱
شیخ یوسف برکی	۳۵۴
شیخ کریم‌الدین	۳۵۵
شیخ حسن برکی	۳۶۲
شیخ عبدالحئی	۳۶۶
خواجہ محمد ہاشم کشمی	۳۶۸
شیخ آدم بندری	۳۸۳
مؤلف حضرات القدس	۴۱۳

پیش لفظ

شیخ احمد سرہندی کی غیر معمولی شخصیت پر لکھتے ہوئے علامہ غلام علی آزاد لکھتے ہیں کہ شیخ موصوف کی ذات گرامی برعظیم ہند و پاکستان کے لیے باعثِ افتخار ہے اور ان کا وجودِ گرامی نوعِ انسانی کی برتری کی دلیل ہے[1]۔ شیخ موصوف کی زندگی اور ان کا پیغام اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ :

''بہ مصطفیٰ برسان خویش را کہ دین ہمہ اوست''

شیخ موصوف نے اجتماعی زندگی میں شریعت کی سختی سے پابندی کی اور انسان کی معنوی زندگی کے ارتقاء کے لیے نہ صرف خود کامیاب جدوجہد کی بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی منزل کا پتا دیا ۔

شریعت کی پابندی اور انسانی وقار کی حفاظت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ شاہجہان نے اپنے دو آدمیوں افضل خان اور خواجہ عبد الرحمٰن المفتی کو شیخ کے پاس بھجوایا جنھوں نے شیخ سے کہا کہ بادشاہوں کے لیے سجدۂ تعظیم جائز ہے ، اور شیخ سے التجا کی کہ وہ بھی بادشاہ سے ملتے وقت اس ''بدعت'' کو قبول کریں۔ لیکن شیخ نے کہا کہ ہرچند یہ روا ہے لیکن مقام عظیمت (عزیمت)[1] کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہ کیا جائے[2]'' ۔ چونکہ معنوی زندگی کی اصلاح ہی مذہب کی اصل روح ہے اس لیے شیخ نے اپنے ہزاروں عقیدت مندوں کی زندگیوں کو تصوف کی راہ سے بدل ڈالا اور وہ سچائی ، راست بازی اور پاکیزگی کا نمونہ بنے ۔ اس لیے زمانۂ حاضر کے بعض علماء کا یہ کہنا شاید صحیح نہ ہوگا کہ حضرت شیخ کو لوگوں کی اصلاح کے لیے تصوف کو اختیار نہیں کرنا چاہیے تھا ۔

واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ سیاست کی راہ سے اخلاق اصلاح کی منزل تک پہنچنا چاہتے

---

۱ ۔ سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان ، حیدرآباد ، ۱۳۰۳ھ ، صفحہ ۴۵ ۔

۲ ۔ ایضاً ، صفحہ ۴۹ ۔

ہیں ، انھیں عملی دنیا میں پیش آنے والے واقعات کی روشنی میں اپنے موقف پر نظرثانی کرنی چاہیے - شیخ موصوف کے سوانح پر مستند کتابیں خود آپ ہی کے براہ راست خلفاء نے 'زبدۃ المقامات' اور 'حضرات القدس' کے نام سے لکھیں -

''حضرات القدس'' کے متعدد قلمی نسخے پاکستان کی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں - مثلاً :

۱ - خانقاہِ کندیاں شریف (پنجاب) -

۲ - کتاب خانۂ خانقاہِ موسیٰ زئی شریف (~~حیدر آباد سندھ~~ کوہ سلیمان) -

۳ - آغا ہاشم جان (حیدر آباد سندھ) -

محکمۂ اوقاف ان تینوں نسخوں کی بنیاد پر کتاب ھذا شائع کر رہا ہے - چنانچہ حاشیے میں دیے گئے نمبر ۱ ، ۲ اور ۳ سے بالترتیب کندیاں شریف ، آغا ہاشم جان اور خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے قلمی نسخے مراد ہیں -

امید ہے کہ اہل علم اور ملک کے دوسرے دانشور اس علمی کتاب سے استفادہ کریں گے اور برعظیم ہند و پاکستان کے اس مایۂ ناز فرزند کی تعلیمات اور سوانح ان لوگوں کے لیے یقیناً مشعلِ راہ ثابت ہوں گے جو اخلاص سے یہ یقین رکھتے ہیں کہ :

''مستقبل آن قوموں کے ہاتھ میں ہے جو پاک دامن ہیں -''

رشید احمد (جالندھری) پی ایچ - ڈی

لاہور

جنوری ۱۹۷۱ع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حالاتِ زندگی ، احوالِ عرفانی ، مقاماتِ حقانی اور تجدیدی کارناموں کی تفصیلات کے بیان و ترتیب کے بارے میں خود آپ کے عہد مبارک ہی میں آپ کے فرزندان گرامی اور خلفائے عظام نے اپنے طور پر سعی و کوشش شروع کر دی تھی - آنحضرت قدس سرہ کے مکتوبات کی ترتیب و اشاعت بھی اسی سلسلے کی ایک بہت اہم کڑی ہے ، بلکہ حق یہ ہے کہ یہ کام سب سے اہم تھا - حضرت امام ربانی قدس سرہ کے مقامات عالیہ کا صحیح اندازہ آپ کے مکتوبات عالیہ ہی سے لگایا جاسکتا ہے -

مکتوبات شریفہ کے علاوہ بھی آپ کے علوم و معارف اور دیگر مسائل سے متعلق اس خانوادۂ مقدس کے کئی اصحاب قلم نے رسائل ترتیب دیے اور شائع کیے - مطابع نہ ہونے کی وجہ سے اس زمانے میں اشاعت کا ذریعہ قلمی نقول تک ہی محدود تھا ، ایک سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا ان رسائل کی نقل اتارتا رہتا تھا - اس طرح ملک اور بیرون ملک میں آپ کے علمی کارنامے پھیلتے جا رہے تھے - اسی سلسلے میں آپ کی سیرت پاک اور سوانح عمری کی تألیف و ترتیب کی طرف بھی توجہ دی گئی - آپ کے ایک خلیفہ خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ نے 'زبدة المقامات' کے نام سے اور دوسرے خلیفہ شیخ بدر الدین سرہندیؒ نے 'حضرات القدس' کے نام سے آپ کی سوانح نگاری کو اپنا مطمح نظر اقرار دے کر اپنی اپنی کتاب مرتب کی یہ دونوں کتابیں آپ کے حالات معلوم کرنے کے سلسلہ میں ایک مستند مأخذ تصور کی جاتی ہیں -

دونوں حضرات نے فوائدِ تألیف کو وسعت دینے کے لیے اپنے اپنے نقطۂ نظر کو بھی وسعت دی - خواجہ ہاشم کشمی نے حضرت امام ربانی سے پہلے ان کے شیخ خواجہ باقی باللہ کے احوال سے اپنی کتاب شروع کی - پھر ان کے چند خلفا کا ذکر کرنے کے

بعد حضرت امام ربانیؒ کی سیرت نگاری پر پورا زور قلم صرف کیا۔ شیخ بدر الدین سرہندیؒ نے اپنے نظریۂ تالیف کو اور زیادہ وسیع کیا۔ خلفائے رسول اکرم ﷺ کے احوال و سیرت سے اپنی کتاب کا آغاز کیا اور بارہ ابواب پر، جن کے لیے انھوں نے حضرات کی اصطلاح مقرر کی ہے، بارہ عنوانوں کے ساتھ مرتب فرمایا۔ ہرچہار خلفائے رسالت مآب علیہم السلام کی مختصر سیرت لکھنے کے بعد خواجگان و اکابر نقشبندیہ علیہم الرضوان کے حالات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے لے کر اپنے عہد تک قلمبند فرمائے۔ زیادہ زور تحریر حضرت امام ربانی قدس سرہ اور ان کے خلفا کے احوال پر صرف کیا۔ باب اول جس کو وہاں حضرتِ اولیٰ سے تعبیر فرماتے ہیں، خلفائے اربعہ سے شروع ہو کر حضرت خواجہ باقی باللہ اور ان کے چیدہ چیدہ خلفا کے احوال پر ختم ہوتا ہے۔ باب دوم سے باب دوازدہم تک گیارہ باب حضرت امام ربانیؒ، ان کے فرزندان عالی قدر اور خلفائے بلند مرتبہ کے لیے مخصوص ہیں۔

مگر تعجب ہے کہ صاحبِ 'حضرات القدس' نے حضرت امام ربانی کا نسب شریف تو بیان فرمایا مگر آپ کے آبا و اجداد خصوصاً والدِ ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر اپنی کتاب میں کوئی روشنی نہیں ڈالی۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اگرچہ حالات و مقاماتِ امام ربانی قدس سرہ کو حیطۂ تحریر میں لانے کا خیال پہلے پہل آپ کے ہی گوشۂ خیال میں آیا تھا مگر بعض حوادث و موانع کی وجہ سے، جیسا کہ آئندہ ان کا ذکر آئے گا، یہ کام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا تھا اور آپ کی کتاب 'حضرات القدس' سے پہلے خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کی 'زبدۃ المقامات' منصۂ شہود پر آگئی تھی اور اس میں حضرت امام ربانی قدس سرہ کے والد ماجد اور دیگر بزرگوں کا ذکر خاصی تفصیل کے ساتھ آچکا تھا۔ غالباً یہی امر اس کا باعث ہوا ہوگا کہ آپ نے باب دوم کا آغاز حضرت امام ربانیؒ کے سلاسلِ انتساب اور ایامِ طفولیت کے مختصر ذکر کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں آپ کی حاضری سے کیا ہے۔

'زبدۃ المقامات' (۱۰۳۷ھ) مؤلفہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کی ترتیب کا آغاز غالباً ۱۰۳۲ھ یا ۱۰۳۳ھ میں بفرمائش حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم ہو چکا

تھا - اسی اثنا میں خواجہ موصوف کو خلعتِ خلافت مرحمت ہوا اور حضرت امام ربانی قدس سرہ کی طرف سے مامور ہو کر آپ برہانپور چلے گئے - تالیف کا بقیہ حصہ وہاں رہ کر ۱۰۳۷ھ میں حضرت امام ربانی قدس سرہ کی وفات کے تین سال بعد مکمل کیا - کتاب کا اصلی نام 'برکات احمدیہ' رکھا اور تاریخی نام 'زبدۃ المقامات' تجویز فرمایا - موخرالذکر نام مقبول و مشہور ہوا -

کتاب مذکور گونقشِ اول ہے مگر اپنے موضوع پر جامع اور مستند ہے اور بعد کے سیرت نگاروں کے لیے مفید ماخذ کا درجہ رکھتی ہے اور مطبع نولکشور سے ۱۸۹۰ء مطابق ۱۳۰۷ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے -

خواجہ ہاشم کشمی اولاً حضرت امام ربانی کے خلیفہ میر محمد نعمان رحمہ اللہ سے برہانپور میں بیعت ہوئے اور ان کی خدمت میں رہ کر مقاماتِ سلوک مجددی طے فرما رہے تھے کہ استعدادِ بلند اور قابلیتِ ارجمند کی بنا پر ۱۰۳۱ھ میں امام ربانی قدس سرہ کی طرف سے آپ سرہند شریف طلب کر لیے گئے ، خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور پورے دو سال سفر و حضر میں امام ربانیؒ کے ساتھ رہے اور محرمانِ خاص میں شمولیت کا شرف حاصل کیا - فرماتے ہیں کہ :

"فوائدے کہ این غریب درآن مدت قلیلہ از موائد کثیرۂ آنحضرت یافتہ و انوارے کہ ازآن آفتاب عالمتاب بر روزنۂ این شکستہ خاطر تافتہ شرح و بیان را برنتابد -" (زبدۃ المقامات ، ص ۳)

صاحب 'حضرات القدس' خواجہ موصوف کے حالات میں ان کے کمالات کا اظہار فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں :

"الحق خواجہ در مدت یسیر بہ یمن توجہ و قوت تصرف حضرت ایشان باحوال باطنی و مقامات معنوی و حالات عجیبہ و کمالات غریبہ رسیدہ مورد الطاف کثیرہ و اعطاف عظیمۂ آنحضرت گشتہ بامر آنحضرت بہ برہانپور نشستہ -" (حضرۃ دوازدہم ، ذکر خواجہ ہاشمؒ)

دوسرا تذکرہ ، جو قدیم اور قابلِ استناد ہے ، وہ شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب 'حضرات القدس' مسمی باسم تاریخی 'درجات الابرار' (۱۰۴۳ھ) ہے جو اب تک قلمی کتب کی فہرست میں ہی شامل ہے ۔ آج تک اس کی طباعت کی نوبت نہیں آئی ۔ محکمۂ اوقاف مغربی پاکستان کی سعی سے امید ہے کہ کتاب کا دفتر دوم جو خانوادۂ مجددیہ سے متعلق ہے ، ان شاء اللہ زیور طباعت سے مزین ہو جائے گا ۔ دستبردِ زمانہ اور قدر شناسوں کے قحط کی وجہ سے بزرگوں کے بہت سے قابلِ قدر علمی کارنامے ضائع ہوچکے ہیں اور جو کچھ باقی ہیں اگر وہ طباعت سے روشناس نہ ہوئے تو ان کے بھی ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ محکمۂ اوقاف اور اس کے قدر شناس اور علم نواز کارکنوں کو جزائے خیر دے کہ وہ اس طرف خاص توجہ دے رہے ہیں ۔ محکمۂ مذکور کی طرف سے اس عاجز کو دفترِ دوم 'حضرات القدس' کی تصحیح و مقابلہ و ترتیب جدید کا کام سونپا گیا تھا جو اپنی استطاعت کے مطابق پوری محنت سے انجام دے کر پیش کر رہا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے !

'حضرات القدس' کی تالیف کا آغاز :

اگرچہ 'حضرات القدس' کی صورت میں امام ربانی قدس سرہ اور اکابر نقشبندیہ کا یہ تذکرہ 'زبدۃ المقامات' سے تقریباً پانچ سال بعد ۱۰۴۳ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچ سکا اور شرفِ تقدم خواجہ ہاشم کشمی کے حصے میں آیا لیکن مؤلفِ 'حضرات القدس' کے بیان کے مطابق 'مقامات مجددیہ' پر پہلی تالیف آپ نے ہی 'سیر احمدی' کے نام سے مرتب کی ۔ اگرچہ اس کے مسودات اثاث البیت کے ساتھ چوری ہوگئے جس کا مؤلف کو بڑا قلق تھا ، لیکن درحقیقت 'حضرات القدس' کی بنیاد وہی گم شدہ رسالہ تھا ۔ حضرت مؤلف 'حضرۃ نہم' باب کراماتِ مجددیہ میں تحریر فرماتے ہیں :

"ہر چند این حقیر پیش ازین در حالات با برکات آن قبلۂ حاجات یک بارے مقامات ایشان را مسودہ کردہ بود و آن را سیر احمدی نام نہادہ و در نظر کیمیا اثر ایشان گذراندہ . . . . . (حضرت ایشان خوشوقت شدہ) برسبیل طیبت فرمودہ کہ باری نخستین تصنیف شما در ذکر احوال ما واقع شد ۔"

اسی رسالے میں مؤلف رحمہ نے خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کے ہندوستان تشریف لانے کے سلسلے میں استخارہ فرمانے اور خواب میں طوطی کے واقعے کا ذکر کیا تھا اور اتفاق سے طوطی کے بجائے طائر ہندی لکھا تھا ۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے اصلاح فرمائی اور طائر ہندی کے بجائے لفظ طوطی تحریر فرما دیا تھا ۔

ان مسودات کے چوری ہو جانے سے مؤلف کی طبیعت افسردہ اور سرد ہوگئی، پھر ۱۰۳۹ھ میں یہ خیال تازہ ہوا، غالباً اس سلسلے کی تحریک کا باعث خواجہ ہاشم کشمیؒ کا تذکرہ 'زبدۃ المقامات' ہوا جو ۱۰۳۷ھ میں منظر عام پر آ گیا تھا ۔ اس کے مطالعے سے مؤلف کے جذبۂ سیرت نگاری میں نئی حرکت اور طبیعت سرد میں نئی گرمی پیدا ہوگئی ۔ غرض ۱۰۳۹ھ میں ہمارے مؤلف نے نئے جذبے سے اس کام کی ابتدا کی لیکن دوران تالیف میں موانع اور عوائق پیش آتے رہے جن کا ذکر بہ تفصیل مؤلف مرحوم نے حضرت نہم 'حضرات القدس' میں کیا ہے ۔

وہ موانع بھی تالیفی و تصنیفی ہی تھے ؛ ہوا یہ کہ ۱۰۴۳ھ میں تسوید کے کام سے فارغ ہو کر مسودات کو صاف کرنا چاہتے تھے کہ ایک سید صاحب ، جو سرہند کے ہی رہنے والے تھے اور بعہدۂ کروری فائز تھے ، انھوں نے آپ سے ایک جامع تذکرۂ اولیا جمع کرنے کی فرمائش کی اور جلد اس کام کو مکمل کرنے کا مطالبہ کیا ۔ چنانچہ آپ نے 'حضرات القدس' کی تبییض کا کام روک دیا اور 'مجمع الاولیا' کے نام سے ایک ہزار پانسو بزرگوں کے حالات جمع فرما کر ۱۰۴۴ھ میں فراغت پائی ۔ اب پھر مسودات 'حضرات القدس' کو تیزی سے صاف کرنا شروع کیا ، کیونکہ خطرہ تھا کہ پھر کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے گی لیکن یہ تمنا پھر بھی پوری نہ ہو سکی ۔ حاکم مذکور نے 'مجمع الاولیا' کے مسودات صاف کرنے اور تصحیح و مقابلہ کرنے کے لیے بلا لیا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان مسودات میں کچھ ترمیمات اور حذف و اضافہ کا کام بھی نکل آیا ہوگا کہ مؤلف مرحوم کو وہ کام پورا کرنے میں تین سال لگ گئے ۔ ۱۰۴۷ھ میں فارغ ہوئے تھے کہ داراشکوہ کی طرف سے بلاوا آ گیا ۔ اس کی فرمائش پر 'بہجۃ الاسرار' اور 'روضۃ النواظر' کو عربی سے فارسی میں منتقل کرنے کی خدمت انجام دینی پڑی ۔ ان کے

ترجمے سے فارغ ہوئے تو تفسیر 'عرائس البیان' تصنیف روز بہان بقلی کے ترجمہ فارسی کا کام سونپ دیا گیا۔

مؤلف اس اثنا میں تھوڑے تھوڑے وقفے سے 'حضرات القدس' کے مسودات بھی صاف کرتے رہے۔ تفسیر 'عرایس البیان' کے ربع حصہ کا ترجمہ کر لینے کے بعد اس کام کو روک کر 'حضرات القدس' کی تبییض کا کام پورا کیا۔ فرماتے ہیں:

"ربع آن را بہ ترجمہ رسانید ان شاء اللہ العزیز بعد اتمام این کتاب حضرات القدس بہ ترجمہ بقیہ آن خواہد پرداخت۔"

(حضرت نہم، حضرات القدس)

ظاہر ہے کہ ان تراجم میں کافی وقت صرف ہوا ہوگا۔ اگر یہ مدت پانچ سال فرض کر لی جائے تو 'حضرات القدس' کی تبییض کا کام تقریباً ۱۰۵۲ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچا ہوگا۔

صفحہ ۲۹۹ میں میر محمد نعمان کے ساتھ قدس سرہ اگر مصنف ہی نے لکھا ہے تو اُن کی وفات ۱۸ صفر ۱۰۵۸ھ کے بعد ہی حضرات القدس کی تکمیل ہوئی۔ صفحہ ۳۸۵ دیکھیں۔

محتویات:

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کو بارہ ابواب پر تقسیم کیا ہے جن کو وہ 'حضرات' کے عنوان سے تعبیر کرتے ہیں۔ 'حضرۃ اولیٰ' کے آغاز میں جناب رسالت مآب ﷺ کے چاروں خلفا حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے مختصر حالات و فضائل تحریر فرمائے ہیں۔ اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ تک تمام اکابر نقشبندیہ اور ان کے بعض خلفائے عظام کا تذکرہ فرمایا ہے۔

'حضرۃ ثانیہ' (باب دوم) امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز کے احوال و مقامات کا بیان شروع فرما کر مختلف عنوانات کے تحت حضرت دہم میں تواریخ وصال پر ختم کیا ہے۔ حضرۃ یازدہم میں آپ کے فرزندان: حضرت خواجہ محمد صادق، خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم رحمہم اللہ تعالیٰ کے تفصیلی ذکر کے بعد صاحبزادہ محمد فرخ اور محمد عیسیٰ رحمہما اللہ کا ذکر بھی مختصر طور سے کر دیا ہے۔ باب کے آخر

میں کچھ احوال حضرت امام ربانی قدس سرہ کی صاحبزادی ام کلثوم ؒ کے بھی ایزاد کردیے ہیں -

آخری باب 'حضرت دوازدہم' میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے (بشمول خود) بیس خلفا کا تذکرہ فرمایا ہے ، بعض کا تفصیلی اور بعض کا اجمالی -

موازنہ زبدۃ المقامات و حضرات القدس :

یہ دونوں کتابیں تقریباً ایک ہی عہد کی مرتب کردہ ہیں - ان کے دونوں مؤلفین حضرت امام ربانی ؒ کے خلفا میں سے ہیں اور دونوں نے آپ کی زندگی میں ہی اس کام کی ابتدا بھی کردی تھی - لیکن اتفاق وقت سے شیخ بدر الدین کی تالیف اول 'سیر احمدی' جو فی الجملہ مکمل ہو کر حضرت امام ربانی قدس سرہ کی نظرِ مبارک میں شرفِ قبولیت بھی حاصل کر چکی تھی ، اس کے مسودات اثاث البیت کے ساتھ سرقہ ہوگئے - بہر حال جب ۱۰۳۹ھ میں مؤلفِ 'حضرات القدس' کو پھر از سر نو تحریرِ مقاماتِ امام ربانی کا خیال پیدا ہوا تو ظاہر ہے کہ انھوں نے 'سیر احمدی' کے بہت سے مضامین اور واقعات بہ مددِ حافظہ 'حضرات القدس' میں شامل کر لیے ہوں گے - اسی عرصے میں 'زبدۃ المقامات' مؤلفہ خواجہ محمد ہاشم کشمی ؒ چونکہ ۱۰۳۷ھ میں منظر عام پر آ چکی ہے ، اس لیے مؤلفِ 'حضرات القدس' کو اس سے بھی استفادہ کا موقع مل گیا اور آپ نے بعض واقعات و حالات اس سے بھی اخذ کیے ہیں - چنانچہ خود خواجہ محمد ہاشم کشمی کے حالات کے بعض اجزاء مقدمہ 'زبدۃ المقامات' سے ماخوذ نظر آتے ہیں -

دونوں مؤلفات کا فرق :

(۱) بلحاظِ زبان 'حضرات القدس' 'زبدۃ المقامات' سے زیادہ صاف و سلیس ہے - مگر بلحاظِ پختگی و شوکتِ زباندانی 'زبدۃ المقامات' کا مرتبہ بلند نظر آتا ہے -

(۲) تفسیرِ بے نقط قرآن مجید کی تصنیف کو مؤلف 'حضرات القدس' نے ابوالفضل کی طرف منسوب کیا ہے (صفحہ ۱۰) جو بحیثیت تاریخی درست نہیں - ممکن ہے کہ ابوالفیض لکھا ہو جو فیضی کی کنیت تھی - کتابت کی غلطی سے ابوالفضل لکھا گیا - نیز جملہ اخیر ''اکثرآن تفسیر بہ معاونت ایشان بانجام رسید'' محل تامل ہے - 'زبدۃ المقامات' میں تفسیر

ترجمے سے فارغ ہوئے تو تفسیر 'عرائس البیان' تصنیف روز بہان بقلی کے ترجمۂ فارسی کا کام سونپ دیا گیا ۔

مؤلف اس اثنا میں تھوڑے تھوڑے وقفے سے 'حضرات القدس' کے مسودات بھی صاف کرتے رہے ۔ تفسیر 'عرایس البیان' کے ربع حصہ کا ترجمہ کر لینے کے بعد اس کام کو روک کر 'حضرات القدس' کی تبییض کا کام پورا کیا ۔ فرماتے ہیں :

''ربع آن را بہ ترجمہ رسانیدان شاء اللہ العزیز بعد اتمام این کتاب حضرات القدس بہ ترجمہ بقیۂ آن خواہد پرداخت ۔''

(حضرت نہم ، حضرات القدس)

ظاہر ہے کہ ان تراجم میں کافی وقت صرف ہوا ہوگا ۔ اگر یہ مدت پانچ سال فرض کر لی جائے تو 'حضرات القدس' کی تبییض کا کام تقریباً ۱۰۵۲ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچا ہوگا ۔

صفحہ ۲۹۹ میں میر محمد نعمان کے ساتھ قدس سرہ اگر مصنف نے غلط لکھا ہے تو اُن کی وفات ۱۸ صفر ۱۰۵۸ھ کے بعد ہی حضرات القدس کی تکمیل ہوئی۔ ص ۳۸ دیکھیں ۔

محتویات :

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کو بارہ ابواب پر تقسیم کیا ہے جن کو وہ 'حضرات' کے عنوان سے تعبیر کرتے ہیں ۔ 'حضرۃ اولیٰ' کے آغاز میں جناب رسالت مآب ﷺ کے چاروں خلفا حضرت ابوبکر ، عمر ، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے مختصر حالات و فضائل تحریر فرمائے ہیں ۔ اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ تک تمام اکابر نقشبندیہ اور ان کے بعض خلفائے عظام کا تذکرہ فرمایا ہے ۔

'حضرۃ ثانیہ' (باب دوم) امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز کے احوال و مقامات کا بیان شروع فرما کر مختلف عنوانات کے تحت حضرت دہم میں تواریخ وصال پر ختم کیا ہے ۔ حضرۃ یازدہم میں آپ کے فرزندان : حضرت خواجہ محمد صادق ، خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم رحمہم اللہ تعالیٰ کے تفصیلی ذکر کے بعد صاحبزادہ محمد فرخ اور محمد عیسیٰ رحمہما اللہ کا ذکر بھی مختصر طور سے کر دیا ہے ۔ باب کے آخر

میں کچھ احوال حضرت امام ربانی قدس سرہ کی صاحبزادی ام کلثومؒ کے بھی ایزاد کردیے ہیں -

آخری باب 'حضرت دوازدہم' میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے (بشمول خود) بیس خلفا کا تذکرہ فرمایا ہے ، بعض کا تفصیلی اور بعض کا اجمالی -

موازنۂ زبدۃ المقامات و حضرات القدس :

یہ دونوں کتابیں تقریباً ایک ہی عہد کی مرتب کردہ ہیں - ان کے دونوں مؤلفین حضرت امام ربانیؒ کے خلفا میں سے ہیں اور دونوں نے آپ کی زندگی میں ہی اس کام کی ابتدا بھی کردی تھی - لیکن اتفاق وقت سے شیخ بدر الدین کی تالیف اول 'سیر احمدی' جو فی الجملہ مکمل ہو کر حضرت امام ربانی قدس سرہ کی نظرِ مبارک میں شرفِ قبولیت بھی حاصل کر چکی تھی ، اس کے مسودات اثاث البیت کے ساتھ سرقہ ہوگئے - بہر حال جب ۱۰۳۹ھ میں مؤلفِ 'حضرات القدس' کو پھر از سر نو تحریرِ مقاماتِ امام ربانی کا خیال پیدا ہوا تو ظاہر ہے کہ انھوں نے 'سیر احمدی' کے بہت سے مضامین اور واقعات بہ مددِ حافظہ 'حضرات القدس' میں شامل کر لیے ہوں گے - اسی عرصے میں 'زبدۃ المقامات' مؤلفہ خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ چونکہ ۱۰۳۷ھ میں منظر عام پر آ چکی ہے ، اس لیے مؤلفِ 'حضرات القدس' کو اس سے بھی استفادہ کا موقع مل گیا اور آپ نے بعض واقعات و حالات اس سے بھی اخذ کیے ہیں - چنانچہ خود خواجہ محمد ہاشم کشمی کے حالات کے بعض اجزاء مقدسہ 'زبدۃ المقامات' سے ماخوذ نظر آتے ہیں -

دونوں مؤلفات کا فرق :

(۱) بلحاظِ زبان 'حضرات القدس' 'زبدۃ المقامات' سے زیادہ صاف و سلیس ہے - مگر بلحاظِ پختگی و شوکتِ زباندانی 'زبدۃ المقامات' کا مرتبہ بلند نظر آتا ہے -

(۲) تفسیرِ بے نقط قرآن مجید کی تصنیف کو مؤلف 'حضرات القدس' نے ابوالفضل کی طرف منسوب کیا ہے (صفحہ ۱۰) جو بحیثیت تاریخی درست نہیں - ممکن ہے کہ ابوالفیض لکھا ہو جو فیضی کی کنیت تھی - کتابت کی غلطی سے ابوالفضل لکھا گیا - نیز جملۂ اخیر ''اکثر آن تفسیر بہ معاونت ایشان بانجام رسید'' محلِ تامل ہے - 'زبدۃ المقامات' میں تفسیر

کی نسبت فیضی کی طرف کی گئی ہے اور بقدر یک صفحہ حضرت امام ربانی نے برجستہ بے نقط حروف میں مقامِ مشکل کو حل فرما کر فیضی کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا۔ صرف اس قدر واقعہ مندرج ہے جو صحیح و درست ہے (زبدۃ المقامات ، صفحہ ۱۳۲) ۔

(۳) صاحبِ 'زبدۃ المقامات' نے حضرت امام مجدد الف ثانی قدس سرہ کے جدِ اعلیٰ امام رفیع الدین اور والد ماجد مخدوم شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہما کے حالات کافی تفصیل کے ساتھ درج فرمائے ہیں اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کے فرزندان کا ذکر بھی فرمایا ہے ۔ صاحب 'حضرات القدس' نے غالباً 'زبدۃ المقامات' میں یہ تذکرۂ خیر آ جانے کی وجہ سے اس سے صرفِ نظر فرمائی ۔

(۴) اگرچہ دونوں مؤلفین کی نظر میں اپنی اپنی تالیف میں مرکزی شخصیت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی ذات گرامی ہے لیکن صاحبِ 'زبدۃ المقامات' نے صرف حضرت خواجہ باقی باللہ کے حالات سے کتاب کا آغاز کیا اور اپنی تالیف کے دائرے کو یہیں تک محدود رکھا اور صاحبِ 'حضرات القدس' نے خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کے ذکر سے آغازِ کتاب فرما کر اپنے عہد تک کے اکابر نقشبندیہ کے احوال قلمبند کرکے اپنی تالیف کو جامعیت کا مقام بخشا ۔ چنانچہ مقدمہ دفتر اول میں فرماتے ہیں :

> "کمترین خاک نشینان بارگاہ انور بدر الدین بن شیخ ابراہیم سرہندی نے پیران سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے مقامات کو اول سے آخر تک (کہ کسی اور نے اس طور سے اس وقت تک ان مقامات کو جمع کرنے کی توفیق نہ پائی تھی) جمع کردیا اور اس کا نام 'حضرات القدس' رکھا ۔" (صفحہ ۸)

(۴) صاحبِ 'زبدۃ المقامات' نے اپنی ذات کو نظر انداز کرکے حضرت امام ربانی قدس سرہ کے فرزندان گرامی قدر کے علاوہ صرف بائیس خلفائے جلیل القدر کے حالات قلمبند فرمائے ۔ اور صاحبِ 'حضرات القدس' نے صرف بیس خلفا کے حالات لکھے ہیں جن میں وہ خود بھی شامل ہیں اور صاحبِ 'زبدۃ المقامات' خواجہ محمد ہاشم کشمی[رح] بھی ۔ صاحب 'زبدۃ المقامات' نے شیخ بدر الدین کا صرف نام فہرستِ خلفا میں درج کر دیا ہے ۔ تفصیلی حالات نہیں دیے ۔

غرض ان جزوی تفاوتوں کے باوجود یہ دونوں کتابیں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مقامات و کمالاتِ ظاہری و باطنی معلوم کرنے کے لیے تحقیقی کام کرنے والے حضرات کو مفید ماخذ کا کام دیتی ہیں - جزاھما اللہ خیر الجزاء -

اصطلاحات :

صاحبِ 'حضرات القدس' نے ابوابِ کتاب کو 'حضرات' کے عنوان سے اور اقوال اکابر کو قدسیہ یا ملفوظ سے اور مقامات کو درجہ اور کرامات کو کرامت یا تصرف کے لقب سے تعبیر کرنے کا التزام کیا ہے -

مؤلف رحمہ اللہ

مؤلفِ کتاب شیخ بدر الدین بن شیخ محمد ابراہیمؒ سرہندیؒ ہیں - آپ نے اپنی اس تالیف کے آخر میں اپنے حالات بھی درج فرما دیے ہیں - اگر وہ ایسا نہ کرتے تو شاید آپ کے حالات سے بعد کے لوگ آشنا نہ ہوسکتے - کیونکہ دیگر تذکرے حتیٰ کہ 'زبدۃ المقامات' بھی ان کے حالات سے خالی ہے - ہم مؤلف رحمہ اللہ کے ممنون ہیں کہ انھوں نے باوجود اظہارِ انکسار کے تکلفِ بے جا سے کام نہیں لیا اور اپنے حالات خاصی تفصیل کے ساتھ ذکر فرما دیے - لیکن اپنی تاریخ پیدائش اور ایامِ طفلی کے حالات درج نہیں فرمائے -

تاریخ پیدائش :

تعیین کے ساتھ آپ کی تاریخ پیدائش مذکور نہیں - البتہ ایک مقام پر یہ تصریح ہے:

"این فقیر پانزدہ سالہ بود کہ بشرف ارادت آنحضرت استسعاد یافت -"

(حضرۃ دوازدہم)

دوسری جگہ بارگاہِ حضرت مجدد علیہ الرحمہ میں اپنے قیام کی مجموعی مدت کا تعین فرماتے ہیں :

"این حقیر ہفدہ سال در خدمتِ ایشان بود -" (حضرت نہم)

اس لیے تقریباً یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی وفات (۱۰۳۴ھ) کے وقت ہمارے مؤلف کی عمر بتیس سال تھی - اس لحاظ سے

آپ کی پیدائش ۱۰۰۲ھ میں یا چند روز کے تفاوت سے آگے پیچھے واقع ہوئی ہوگی۔

تعلیم و تربیت :

خانقاہِ مجددیہ اگرچہ سالکانِ طریقت کی تربیت کا گہوارہ تھی لیکن علومِ ظاہری کی تعلیم کا مرکز ہونے کی حیثیت بھی رکھتی تھی اور حضرت مخدوم عبدالاحدؒ کے عہد مبارک سے علومِ ظاہری کی تعلیم گاہ کا بھی کام دے رہی ہیں۔ خود حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ نے بہت سی درسی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ پھر آپ نے فارغ التحصیل ہو کر یہاں مسندِ ارشاد سے پہلے مسندِ درس بچھائی اور مختلف علوم و فنون کی کتابیں آپ کے زیرِ درس رہیں۔

شیخ بدر الدین رحمہ اللہ نے بھی تحصیلِ علم کی عمر کو پہنچنے کے بعد علومِ ظاہری کی تحصیل حضرت امام ربانی کے زیر سایہ کی۔ اپنے تلمذ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

''این حقیر شرحِ مواقف و بیضاوی و عضدی با حاشیہ میر در خدمت آنحضرت خوانده است و بسعادت تلمذ آنحضرت نیز مستسعد گشت۔''

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان بھی درس دیتے تھے، کچھ کتابیں آن سے بھی پڑھی ہوں گی۔

بیعت و تربیت روحانی :

آپ ابھی تحصیلِ علم سے فارغ نہ ہونے پائے تھے اور ابھی پندرہ سال کی عمر تھی کہ حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ سے شرفِ بیعت و ارادتِ حاصل کرلیا۔ بیعت ہونا تھا کہ احوال و وارداتِ باطنی کا باب مفتوح ہوگیا اور سلوک کے معارج و منازل سے گذر ہونے لگا۔ فرماتے ہیں:

''در ہمان مجلس ذکر در گرفت . . . . وکار از اختیار بیرون رفت۔''

حضرت امام ربانی قدس سرہ نے آپ کی استعداد ملاحظہ فرما کر حکم دیا کہ:

''چند روز ترک سبق خود و تکرار طلبہ باید کرد تا ذکر ملکۂ دل گردد۔''

حسب ہدایت چند روز اسباقِ کتب کو ملتوی رکھا ، فرماتے ہیں کہ :

"ہمچنان شد کہ میل خواندن و جدا ماندن بالکل برخاست . . . . بعد ازان ذکر بجانب یمین صدر کہ مقام روح است منتقل شد . . . ۔"

لطائفِ خمسہ عالم امر کے ذاکر ہو جانے کے بعد تمام بدن میں ذکر سرایت کر گیا اور ہر چیز حتیٰ کہ شجر و حجر تک ذاکر محسوس ہونے لگے ۔ توحیدِ وجودی کا انکشاف ہوا اور ہر چیز مظہرِ جمالِ ربانی نظر آنے لگی تا آنکہ :

"گوئیا باطن این حقیر را بتمام برده اند واکثرے از ظاہر نیز ہمراہی کرده اگر کسے با من سخن می گفت یا من بہ کسے سخن می کردم نمی دانستم کہ اوچہ گفت و من چہ گفتم و اگر گاہے باز می دادند می دیدم کہ ہیچ قسم غبارے نہ از دنیا و نہ از دین دران راه یافتہ است واز آئینہ ہم صاف تراست اما نمی دانستم کہ کجا می برند ۔"

غرض ان صحو و محو ، تشبیہ و توحیدِ وجودی کی کیفیات و احوال سے گزر کر آپ جلد ہی تنزیہ و تقدیس اور معرفتِ ذات کی دولت سے ہمکنار ہوگئے ۔ اب بے مزگی، بے حلاوتی ، یاس و ناامیدی کے عالم میں گریہ و زاری ، بے چینی اور اضطراب کی کیفیات وارد ہوئیں ۔ فرماتے ہیں :

"بعد ازان بتوجہ آنحضرت تنزیہ و تقدیس پرتو انداخت و تشبیہ و توحید رخت بربست حق سبحانہ را غیب الغیب یافت ۔ غیب الغیب ہم از تنگی عبارت می گفت والا این لفظ را ہم در آنجا گنجائش نبود اورا سبحانہ بعالم ہیچ نسبتے بہ ہیچ وجہ ثابت نمی کرد . . . . و بے مزگی و بے حلاوتی با کمال یاس و نا امیدی می یافت . . . . و اکثر اوقات ازین معنی گریہا و سینہ خراشی ہا کرده می شد ۔ اما حضرت ایشان را ہمیشہ بچشم سر (بفتح سین) با خود می دید کہ درمیان آمده تسلی می بخشیدند ۔"

حضرت مؤلف رحمہ اللہ کے یہ احوال ابتدائے عشق کے ہیں ۔ بقول کسے :

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ؟ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا ؟

سبحان اللہ ! اسی سے انتہائے عشق اور اس کے واردات و مقامات کا کچھ دھندلا سا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔ سلاسلِ دیگر کے مقاماتِ انتہا کی چاشنی سلسلۂ علیہ نقشبندیہ میں ابتداءً بتوجہ پیر کامل و مکمل چکھا دی جاتی ہے ۔ اسی کا نام ان کی اصطلاح میں اندراج النہایہ فی البدایہ ہے ، یعنی ان حضرات کی ابتدا دوسرے سلاسل کی انتہا کے ہمرنگ ہوتی ہے - پس : ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

یہ تمام احوال تاریک پردوں کے گرنے اور اٹھنے سے پیدا ہو رہے تھے جنھیں اصطلاح قوم میں حجب ظلمانی سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ ان کے خاتمے کے بعد حجبِ نورانی کے توارد کا معاملہ درپیش آیا ۔ فرماتے ہیں :

''این یافت غیب الغیب در ضمن حجب ظلمانی بود، بعد ازان . . . . شروع در حجب نورانی افتاد ، آن را ہم قطع نمودہ می رفت ۔ در آن حالت بعد ہر حجابے تعین او تعالیٰ می کرد . . . . . اما درین حالت (قرب) ہیچ جا تعین نمی کرد و ہر حجاب کہ . . . . بنظر می آمد ، ازان بالکلیہ وراء می یافت بلکہ نمی یافت و بحیرت و جہالت می رفت ۔ بے تعیین و تشخیص . . . . طرفہ کارے و عجیب معاملہ بود ، آمید و ناآمیدی دست و گریبان یک دگر بود ۔''

حضرت شیخ بدرالدین گویا اب اس مقام پر تھے کہ :

دوربینان بارگاہ الست جز ازین پے نہ بردہ اند کہ ہست

یافت و نایافت کے حیرت کدے میں اور جہالت و نکارت کی وادی میں سرگردان و حیران تھے ۔ اسی حالت میں ایک بار موقع پا کر خلوت میں حضرت امام ربانی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں عرض حال کیا ۔ اتفاق سے حضرت امام ربانی قدس سرہ کے بڑے صاحب زادے خواجہ محمد صادقؒ بھی تشریف لے آئے ۔ حضرت نے ان کی جانب التفات فرما کر ارشاد فرمایا :

''شنیدید فلانے معطل شدہ است ۔''

پھر صاحبِ احوال شیخ بدرالدین سے مسکراتے ہوئے مخاطب ہو کر فرمایا :

''باک نیست این احوال اصالت مآل بر سالکان وارد می شود ۔ اما شکر کن کہ در عالم تنزیہ است ، در لباس تشبیہ نیست کہ آن مزلہ اقدام است و موجب ضلالت و ظلام ۔ اکثرے از صوفیہ از راہ تشبیہ بر قدم رفتہ اند نہ از راہ تنزیہ و دعوت انبیاء ہمہ تنزیہ بودہ است ۔''

شیخ کے جستہ جستہ ابتدائی حالات کا یہ خاکہ محض اس خیال سے پیش کیا گیا ہے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ حضرت امام ربانی کی توجہات عالیہ و صحبت کمیا تاثیر نے کس قدر جلد اُن منازل سے شیخ کو گذار دیا جن کے طے کرنے میں عموماً سالکین کو عمریں صرف کر دینی پڑتی ہیں اور پھر بھی منزل حقیقت پر پہنچنا کسی کسی کو ہی نصیب ہوتا ہے ۔

بارگاہ مجددی میں تقرب :

رفتہ رفتہ مؤلف علیہ الرحمۃ نے اپنے خصوصی احوال بلند اور کامل اتباع شیخ کی بدولت بارگاہ مجددی میں وہ قرب حاصل کر لیا کہ محرمان اسرار اور بار یافتگان خلوت کے زمرے میں داخل ہوگئے اور اس سعادت کے حاصل ہونے کے سلسلے میں ایک واقعہ بیان فرمایا ہے کہ :

''ایک روز حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے جماعت خانے میں تشریف لائے اور صاحبزادگانِ عالی مقام میں سے خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم علیہما الرحمۃ آپ کے ساتھ تھے ۔ آپ نے ہر دو صاحبزادگان کے ساتھ داخل ہو کر اندر سے دروازے کی کنڈی اپنے دست مبارک سے لگا لی تاکہ کوئی دوسرا نہ آنے پائے اور جس جگہ اب حضرت خواجہ محمد صادق فرزند اعظم کا مزار ہے ، اس سے قبلہ کی طرف آپ تشریف فرما ہوئے اور معارف خاصہ صاحبزادگان سے بیان فرمانے لگے ۔ میں خواجہ محمد صادق رحمہ اللہ کے مزار کے دوسری طرف بیٹھ گیا ، مجھے ان حضرات نے نہ دیکھا تھا ۔ اس طرح چھپ کر میں بھی حضرت کے خاص علوم و معارف سننے لگا اور یہ خیال

اور آرزو دل میں لیے ہوئے تھا کہ کیا اچھا ہو کہ مجھے بھی اندر بلا لیں اور خلوتِ خاص میں حاضر ہونے کی اجازت مرحمت فرمادیں ۔

آپ کا سلسلۂ بیان ابھی یہاں تک پہنچا تھا کہ جو سالک فنائے حقیقی کے مقام پر پہنچ گیا ہو، اس کے دل میں غیر اللہ کا خطرہ و خیال بھی نہیں گذر سکتا ، خواہ اس کو عمر نوح[۴] کیوں نہ دے دی جائے ۔ اتفاقاً ان دنوں میرا حال یہی تھا کہ خطرۂ غیر دل سے بالکل منقطع ہو چکا تھا لیکن ابھی تک میں اپنا یہ حال آنحضرت کی خدمت میں عرض نہ کر پایا تھا کہ اتنے میں حضرت نے میرا نام لے کر زور سے مجھے پکارا ، میں فوراً بولا : ''حاضر ہوں'' اور خلوت خانۂ خاص میں داخل ہو گیا ۔ فرمایا : ''بیٹھ جاؤ ، تم ہمارے محرموں میں شامل اور عیال میں داخل ہو ، خلوت میں بھی حاضر ہوتے رہا کرو ۔ کسی حال کا پہلے سے علم ہو جانا اس حال کے حاصل ہونے کی خبر دیتا ہے اور اب بسہولت تمام تمھارا حال یہ ہے کہ خطرے کا گذر تمھارے دل پر نہیں ہوتا لیکن یہ بتاؤ کہ کھانے ، پینے ، اٹھنے ، بیٹھنے وغیرہ کے یہ بہت سے خیالات و خطرات جب دل پر نہیں گذرتے تو پھر کہاں گذرتے ہیں ؟'' میں نے عرض کیا کہ لطائف ستہ : قلب ، روح ، سر ، خفی ، اخفی اور نفس کے درمیان کچھ کچھ فاصلے ہیں ۔ اس قسم کے خیالات و خطرات ان فاصلوں کے درمیان آتے جاتے رہتے ہیں ۔ حضرت نے میری اس بات پر خوب داد تحسین دی ، پھر فرمایا کہ ہم پر جو بات ظاہر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ان خطرات کا گذر نفس پر ہوتا ہے ، ان کا تعلق نفس سے ہوتا ہے ، دل سے ان خطرات کا کوئی واسطہ نہیں ۔''

غرض ہمارے مؤلف رحمہ اللہ حضرت امام ربانی قدس سرہ کے انیسِ جلوت اور ندیمِ خلوت ہونے کا بھی شرف رکھتے تھے ۔ مقاماتِ سلوک ، مدارجِ عروج اور منازلِ نزول ، کوائف و احوال عجیبہ ، کمالات ولایات اور کمالات وراثت و نبوت کے فیوض و برکات سے باتباع پیر بزرگوار پوری طرح بہرہ ور ہوئے ۔ آپ نے بہت سے اپنے

خصوصی وقائع و حالات اپنی کتاب 'حضرات القدس' میں ذکر فرمائے ، جن سے حضرت مجدد قدس سرہ کی جانب سے بذات خود آپ کی تربیت خاصہ فرمانے کا اور بوسیلۂ اتباع آنحضرت دیگر اکابر سلاسل سے فیوضاتِ روحانی حاصل ہونے کا انکشاف ہوتا ہے جن میں سے چند کا ذکر کردینا باعث دلچسپی ہوگا۔

اجازت بیعت و خلافت کا واقعہ :

مؤلف رحمہ اللہ اجازت بیعت مطلقہ عطا ہونے کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ :

''ایک دفعہ میرے خاندان کی چند مستورات ، جو میری محرم تھیں اور میرے چچا شیخ محمد ، جو بہت بوڑھے ہوچکے تھے اور بوجہِ ضعف حضرت امام ربانی کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکتے تھے ، ان سب نے باصرار مجھ سے مطالبہ کیا کہ ہم کو حضرت مجدد صاحب کے طریقے میں داخل کر لو اور ذکر و شغل سکھاؤ ۔ میں نے کہا ''مجھے حضرت کی طرف سے اجازتِ بیعت نہیں ہے ، حضرت کی طرف سے اجازت ہو گی تو بیعت و تلقین کروں گا'' میں نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ کچھ نیک بیبیاں اس عاجز سے تلقینِ ذکر چاہتی ہیں ، جیسا ارشاد عالی ہو اس پر عمل کروں ۔ اس وقت میں اپنے چچا صاحب کا نام ذکر کرنا بھول گیا ۔ حضرت نے فرمایا : ''ان بیبیوں کو تلقین ذکر کرو اور اپنے چچا شیخ محمد کو بھی تلقینِ کرو، وہ بھی مشتاق ہیں'' اور آپ نے ایک اور بوڑھے شخص کا نام لیا اور فرمایا : ''اس کا لڑکا ہمارے پاس آیا تھا اور اس کی طرف سے بیعت اور تعلیمِ ذکر و شغل کی درخواست کی تھی ، اس کے گھر جا کر اس کو بھی بیعت کرو اور تعلیمِ ذکر و شغل دو'' ۔ مجھے خیال گذرا کہ آیا یہ اجازت انھی لوگوں تک محدود ہے یا ان کے علاوہ اوروں کو بھی تلقین و تعلیم کی اجازت ہے ۔ ابھی یہ خطرہ دل میں پوری طرح گذرنے بھی نہ پایا تھا کہ حضرت نے فرمایا :

''تم کو اجازت مطلقہ ہے کیونکہ تم ہماری عیال میں شامل ہو ۔'' الخ

رابطۂ شیخ :

حضرت امام ربانی قدس سرہ کے ساتھ اپنے رابطۂ قوی کے سلسلے میں ایک کرامت ذکر فرماتے ہیں کہ :

''احقر جب بھی آنحضرت کے حلقۂ ذکر و مراقبہ میں بیٹھتا ، آنحضرت کی صورتِ مبارک میرے دل میں جم جاتی ، تمام شغل و مراقبہ اسی حالت میں جاری رہتا اور حلقہ ختم ہونے تک یہی نقشہ رہتا تھا ، اور جب دوران مشغولی مجھے یہ نظر آتا کہ حضرت کی شبیہ مبارک میرے دل سے اٹھ گئی ہے تو میں فوراً آنکھیں کھول دیتا اور یہ دیکھتا کہ حضرت یا تو اٹھ کھڑے ہوئے ہیں یا اٹھ رہے ہیں ۔ اس معاملے میں کبھی تخلف نہیں ہوا ۔ سبحان اللہ ! حضرت کا تصرف سالکین کے قلوب پر کس قدر تھا !''

مؤلف نے امام ربانی قدس سرہ کے چند ملفوظات مبارکہ بھی درج فرما دیے ہیں ۔ ان میں سے ایک دو بطور تبرک یہاں ذکر کیے جاتے ہیں :

بلی سے محبت کرنا علامتِ ایمان ہے :

ایک روز حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے : ''حب الھرة من الایمان'' لیکن اکثر دل میں یہ خلجان رہا کرتا تھا کہ بلی سے محبت کرنے کا ایمان سے کیا تعلق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دوستی و محبت کو علامت ایمان قرار دیا ہے ۔ اس بارے میں جب پوری توجہ صرف کی تو منجانب اللہ القا ہوا کہ لوگ بلی کے رونے کی آواز کو بدشگون جان کر عموماً اس سے نفرت کرتے اور عداوت رکھتے ہیں اس لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ جب بلی سے محبت رکھیں گے تو اس کے رونے کی آواز کو بدشگون نہ سمجھیں گے اور بدفالی اور بدشگونی لینا چونکہ علاماتِ کفر میں سے ہے اس لیے اس کا ترک کرنا یقیناً ایمان کی علامت ہوگا ۔

نماز میں حضور قلب :

حضرت امام ربانی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ نماز میں سنن ، مستحبات اور آداب صلٰوۃ کو مد نظر رکھنا حضورِ قلب کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ ان امور کی رعایت رکھنا ذکر ہے اور ذکر یہی ہے کہ امرِ خداوندی کی تعمیل کی جائے اور حق تعالیٰ کی طرف توجہِ تام رکھی جائے -

نماز میں خشوع و خضوع :

شیخ مؤلف فرماتے ہیں کہ ایک روز میں امام ربانی قدس سرہ کی مجلسِ مقدس میں حاضر تھا - آپ نے فرمایا کہ شریعتِ مطہرہ میں نماز میں بندے کو حضورِ قلب کا بایں معنی کہ کسی اور بات کی طرف دھیان قطعاً نہ جائے ، مکلف نہیں کیا گیا ہے - حضور علیہ الصلوٰاۃ والسلام نے جس خضوع و خشوع کا حکم دیا ہے ، وہ یہ ہے کہ بحالتِ قیام نظر سجدہ گاہ پر رکھے اور رکوع میں قدموں پر اور سجدے میں ناک کے بانسے پر اور جلسے میں آغوش پر - اس میں راز یہ ہے کہ نظر کو بند اور محدود رکھنا جمعیتِ دل کے حصول میں بڑا دخل رکھتا ہے - جس کی نظر پراگندہ نہیں ہوتی اس کا دل بھی پراگندہ نہیں ہوتا -

نیز جس دن حضرت نے مجھے ذکر کی تلقین فرمائی تھی ، یہ بھی فرمایا تھا کہ اگرچہ ذکر کے وقت آنکھیں بند کر لینا ذکر کی شرط نہیں ہے لیکن جب تک ذکر ملکۂ دل نہ بنے ، آنکھیں بند کر کے بھی ذکر کرنا چاہیے کیونکہ حصول جمعیت میں اس کو بڑا دخل ہے -

اگرچہ دیدہ بود پاسبان تو اے دل
بہوش باش کہ نقد تو پاسبان نبرد

رعایتِ مذاہبِ ائمہ مجتہدین :

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کا معمول مذاہبِ فقہیہ کے بارے میں یہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہوتا، سب ائمہ کے مسالک کو جمع فرما لیا کرتے تھے - اسی سلسلے کا ایک واقعہ شیخ مؤلف نے بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت نے ایک طویل مدت

تک آونی قالین پر نمازیں ادا فرمائیں ۔ چونکہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک آونی کپڑے پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور آپ حتی الامکان جمعِ مذاہب فرمایا کرتے تھے ، اس لیے سجدے کے مقام پر سوتی پیوند لگوا لیا تھا ۔ برسوں آپ نے اس جانماز پر نمازیں ادا فرمائیں اور سجدہ سوتی پیوند پر کیا ۔ جب وہ پیوند میلا ہو گیا تو خدام نے پرانا پیوند اُتار کر اس کی جگہ نیا پیوند لگا دیا ۔ میں نے اس میلے پیوند کو جو نہایت متبرک تھا ، لے لیا اور اپنی پگڑی میں رکھ لیا ، اس خیال سے کہ گھر جا کر تعظیم و تکریم کے ساتھ محفوظ جگہ پر رکھ دوں گا۔ اتفاق سے رات ہوگئی اور میں عشاء کی نماز پڑھ کر سو گیا اور بھولے سے وہ پیوند میری دستار میں ہی رکھا رہا ۔ اس کی برکت اور آنحضرت کی کرامت! کہ اس رات مجھے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و سلم کی زیارت کا شرف بارہ دفعہ بلکہ اس سے بھی زیادہ حاصل ہؤا ۔ بار بار جاگتا اور پھر سو جاتا تھا اور ہر دفعہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی زیارت سے شرف یاب ہوتا تھا ۔

حضرت مؤلف نے امام ربانی قدس سرہ کی آغوشِ تربیت میں رہتے ہوئے جو بے شمار واقعات دیکھے اور سنے ہیں ، ان میں سے انہوں نے صرف چند کا ذکر کیا ہے ۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ اور سلسلۂ پاک کے دیگر اکابرؒ اور خانوادۂ مجددی کے بزرگوں کے مقاماتِ عالیہ اور طریقِ تربیتِ سالکین کا صحیح اندازہ پوری کتاب کے مطالعے سے ہی ہو سکتا ہے ۔

مؤلف رحمہ اللہ کے نام امام ربانی قدس سرہ کے مکتوبات :

مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دفاتر ثلثہ میں حضرت مؤلف مرحوم کے نام متعدد مکتوب ملتے ہیں ۔ ہر مکتوب بلند حقائق و معارف کا حامل ہے ۔ دفتر اول میں مکتوب نمبر ۲۸۹ اسرارِ قضا و قدر کے بیان میں اور مکتوب نمبر ۲۹۷ احاطہ و سریانِ حق تعالیٰ کی تحقیق کے سلسلے میں نہایت فصیح و بلیغ عربی میں نگارش پذیر ہوئے ہیں ۔ دفتر دوم میں مکتوب نمبر ۴۰ کی شانِ ورود یہ معرفتِ خاصہ ہے کہ خرقِ حجبِ شہودی ہوتا ہے نہ وجودی ۔ دفتر سوم میں مکتوب نمبر ۳۱ عالم ارواح ، عالم مثال اور عالم اجساد کی تحقیق کے سلسلے میں شیخ بدر الدین کے

عریضے کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔ شیخ موصوف نے عذاب قبر کے سلسلے میں اپنے کشفی رنگ میں یہ ظاہر کیا تھا کہ روح بدن میں آنے سے پہلے عالم مثال میں تھی اور بدنی موت کے بعد پھر عالم مثال میں منتقل ہوجائے گی تو عذاب قبر کی نوعیت درد ناک خواب کے رنج و الم سے مشابہ ہوگی۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے ان کو اس کشف کی غلطی پر متنبہ فرمایا ہے اور عذاب قبر کی حقیقت واضح کرتے ہوئے ہرسہ عوالم پر تحقیقی نظر سے حقائق سے لبریز مذہب اہل السنۃ کے مطابق کلام فرمایا ہے۔

خانہ نشینی و شغلِ بیعت و ارشاد :

شیخ مؤلف کو حضرت مجدد الف ثانی قدسی‌سرہ نے جب اجازتِ بیعت و ارشاد فرمائی تھی اور آپ نے اجازت کے بعد اپنے چچا شیخ محمد اور گھر کی چند بی‌بیوں کو اور آنحضرت کے حکم کے بموجب ایک اور بزرگ کو بیعت کیا تھا جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے، تو آپ نے اپنے ان مریدین کے احوال آنحضرت کی خدمت میں عرض کیے اور تاثیرِ صحبت اور تلقینِ ذکر کے اثرات بیان فرمائے تھے۔ جس پر حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے بہت خوش ہوکر فرمایا تھا : ''ما می‌خواستیم کہ تو بنشینی و بارشاد خلق پردازی کثرت عیال ترا نمی‌گذارد'' اور یہ حقیقت تھی کہ شیخ مؤلف کو عیالداری کی وجہ سے کسبِ معاش کی ضرورت سے اپنا وقت دوسرے کاموں میں کافی خرچ کرنا پڑتا تھا اور امرا و سلاطین سے بھی تعلق رکھنا پڑتا تھا۔ چنانچہ اسی واقعہٗ اجازت کے ذیل میں مؤلف رحمہ اللہ نے اپنے اکبر آباد (آگرہ) جانے کا ذکر کیا ہے اور راستے میں پانی پت میں خواجہ شمس الدین ترکؒ پانی پتی اور شیخ ابو علی قلندر پانی پتیؒ اور دہلی میں خواجہ باقی باللہ قدس سرہ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات مقدسہ پر حاضری کے واقعات لکھے ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کی طرف سے بھی آپ نے گھر بیٹھ کر ارشاد خلق اللہ میں مشغول ہونے کا اشارہ پایا۔ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ نے یہ ہدایت فرمائی کہ :

''از ہمین جا برگرد و درگوشہ بنشین و راہ آمد و رفت خلق بر خود بہ بند

آنچہ ازین سفر جوئی ہما نجا یابی ۔''

لیکن چونکہ آپ بارادۂ سفر گھر سے نکل چکے تھے اس لیے عرض کیا کہ :

''چون برآمدہ ام یکبار باکبر آباد بروم و باز گردم وآن چہ فرمودہ اند ، انشاء اللہ تعالیٰ بعمل آرم ۔''

دوبارہ حضرت خواجہ نے تاکید فرمائی کہ :

''تا زود باز گردی'' اور رخصت فرما دیا ۔

دہلی سے روانہ ہو کر آگرہ پہنچے، جو کام در پیش تھا ، انجام دیا ، پھر حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کے مزار پر حاضر ہوئے، وہاں سے بھی یہی ہدایت ملی کہ:

''بوطن باز گرد و آنجا بنشین و راہ آمد و رفت مردم بہ بند و ایذائے آنجا بکش ۔''

واپسی میں دہلی آئے تو حضرت سلطان المشائخ نظام الدینؒ کی زیارت کی ۔ انھوں نے بھی عالمِ واقعہ میں ارشاد فرمایا :

''بنا بر وصیت مشائخ بنشین و صبر اجر دارد و تحمل تجمل ۔''

دہلی سے پانی پت شیخ شرف الدین بوعلی قلندرؒ کے مزار مبارک پر پھر حاضر ہوئے ، ان کی طرف سے ارشاد ہوا :

''ایذائے نیست و صبرے نہ و بعد ازان ایذائے و صبر و تحمل است ۔''

غرض جب اس قدر تائیدات حاصل ہوگئیں اور حضرت مجدد رحمہ اللہ کے قول مبارک ''ما می خواستیم کہ بنشینی و بارشاد خلق اللہ مشغول باشی'' کی تصدیق ہر جگہ سے حاصل ہوگئی تو آپ سرہند شریف پہنچ کر حسب ہدایت امام ربانی قدس سرہ و دیگر مشائخ قدس اللہ اسرارہم ہدایت خلق اللہ کے کام میں مشتغل ہوگئے اور آخر دم تک اسی میں مصروف رہے رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ ۔ تاریخ وصال معلوم نہ ہوسکی اور نہ ان کے خلفا کے حالات دستیاب ہوسکے ۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا ۔

تعداد تالیفات مؤلف رحمہ اللہ :

آپ نے جو کتابیں 'حضرات القدس' کی تالیف کے زمانے میں مرتب فرمائیں ، ان کا تذکرہ پہلے گذر چکا ہے ۔ ان کے علاوہ بھی مؤلف مرحوم کی تالیفات ہیں جن کا ذکر باب نہم میں فرماتے ہیں :

''بعد ارتحال آن کعبہ آمال کتاب **کرامات الاولیا** در اثبات خوارق بعد موت تالیف نمودم و **فتوح الغیب** غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ را ترجمہ فارسی کردم و **روائح** در اصطلاحات صوفیہ و اشغال قادریہ و نقشبندیہ جمع نمودم و سنوات الاتقیا در بیان تواریخ وصال و احوال ارباب کمال از خلقت آدم تا زمان خود تالیف نمودم ۔''

نیز ایک رسالہ 'وصال احمدی' کے نام سے حضرت امام ربانی قدس سرہ کے وصال پر مرتب کیا جس میں آپ کے بعض خوارق قبل وفات اور بعد وفات کے جمع فرمائے۔ اس طرح آپ کی تالیفات کی مجموعی فہرست حسبِ ذیل ہو جاتی ہے :

(۱) سیر احمدی ۔ (۲) حضرات القدس ۔ (۳) کرامات الاولیا ۔ (۴) روائح ۔ (۵) ترجمۂ فارسی فتوح الغیب ۔ (۶) سنوات الاتقیا ۔ (۷) مجمع الاولیا ۔ (۸) مقامات غوث الثقلینؒ یعنی ترجمۂ بہجۃ الاسرار ۔ (۹) ترجمۂ روضۃ النواظر ۔ (۱۰) ۔ ترجمۂ تفسیر عرائس البیان ۔

محمد محبوب الٰہی عفی عنہ

۱۰ جون ۱۹۷۱ء

بسم الله الرحمن الرحیم

دیباچه

هو المستعان وهو المقصود

حمد و نعت

حضرات القدس محامد مقدسه ونفحات الانس مکارم منزهه ببارگاه واجب الوجود سزد که عالم گوناگون را از کتم عدم بمنصهٔ ظهور کشیده ، و صفات ازلیه قدیمهٔ خود را در مکونات حدیثه جدیده منعکس گردانیده لابل عدم را کسر صولت عدمیت او فرموده مرآت شیون وصفات خود نموده ، آن را بوجود برداشته ، وانبیاء و اولیا ازآن ساخته ، وارشاد و هدایت عالمیان بتوسط ایشان خواسته ، وفیوض وبرکات بوسیله ایشان بجهانیان فائض گردانیده ، و ایشان را به نیابت و خلاف امتیاز بخشیده ، و ید ایشان را ید خود فرموده ، و بیعت ایشان را بیعت خود نموده و عجائب و غرائب امور که مقدور هیچ بشر نتواند بود برید بیضائے ایشان پیدا و هویدا گردانیده - عجب کاروبار است ، خاکی چه پاکی آورده ، عدم چه راه بقدم برده - بلے این همه کارخانه از دولت محبت برپاست ، واین همه دارومدار بعشق برجاست که احببت أن أعرف باعث ایجاد افراد[1] کائنات گشته است ، ولولاک لما خلقت الافلاک موجب تکوین این عرصه گردیده - ازینجاست که حمد حامدان که مخصوص ببارگاه احدی ست ، وخاصهٔ او تعالی که در غیر او یافته نشود ، بجناب احمدی مهدی بخشیده ، وستودگی و ستائش مندمج در اسم[2] سامی او علیه الصلواة والسلام گردانیده - و خاصهٔ خود رانثار محبوب خویش ساخته لوآء الحمد یومئذ بیدی مشعر این معنی ست - چه جائے افلاک که همه مکونات در راه او در باخته ، و محبان خود را از وجود مسعود وے خبردار ساخته ، تا غائبانه بوے علیه السلام

---

۱ - درمخلوطه ۱ ، ۳ : ایجاد و افراد -

۲ - در مخطوطه ۱ : باسم -

محبت ورزند و اعتقاد و ایمان باوے علیہ السلام درست کنند و بذکر نام نامی او علیہ السلام بفیوض و برکات برسند کہ محب محبوب ، محبوب محب محبوب ست ـ ازآن ست کہ بعض انبیاء التماس رویت او علیہ السلام نمودند و برخے از پیغمبران ملتمس دخول در امت او علیہ الصلوة و السلام گشتند ـ

و حضرت رب العزة محبوب خود را دو طریقہ مرحمت فرموده ، ظاہر و باطن ، ظاہر را عام ساختہ و باطن را خاص گردانیده ـ علماء را بظاہر امتیاز بخشید واولیاء را بعلو باطن رسانیده و نسبت باطن چون احکام ظاہر معنعن[1] و مسلسل از خیر البشر بارباب ولایت رسیده و بہمین نہج تاقیام قیامت خواہد رسانید کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون حاکی ازین معنی ست صلوات اللہ و تسلیماتہ علی محبوبہ و علی جمیع الانبیاء و علی آلہ وألہم و اصحابہ و اصحابہم و علی جمیع اتباعہ و اتباعہم و علی جمیع الاولیاء والاتقیاء و متوسلیہم بعدد کل ذره الف الف مرة الی یوم القیامة ـ

امابعد بنده[2] خاکسار بے مقدار دور از کار بدر الدین بن شیخ ابراہیم سہرندی مشہود ضمائر اولی البصائر می گرداند کہ چون دفتر اول کتاب حضرات القدس کہ محتوی بر ذکر مقامات مشائخ سلسلۂ علیہ نقشبندیہ است مرتب و مسلسل از ذکر مناقب و مآثر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ تا ذکر مقامات حضرت خواجہ محمد باقی قدس اللہ سره الاقدس باتمام رسانیدم ، و ذکر ابناء و بعض اصحاب حضرت خواجہ راکہ ذکر ایشان مختصر بود بآن[3] ملحق کردم ، اکنون شروع در دفتر ثانی کہ مشتمل بر ذکر مقامات و کرامات و درجات و کمالات و احوال و اقوال و اعمال حضرت پیر دستگیر قدس اللہ تعالیٰ سره العزیز کہ اسم سامی آن حضرت عنقریب مذکور گردد[4] ، و باعث تصنیف این کتاب معلی القاب بیان مناقب آن حضرت ست ، می نمایم ، و بیان احوال و کمال ابناء و بعضے خلفا و کمل اصحاب ایشان کہ مشاہیر

۱ ـ در مخطوطہ ۱ : معصون ـ
۲ ـ در مخطوطہ ۳ : کمترین بنده ـ
۳ ـ در مخطوطہ ۲ ، ۳ : بدان ـ
۴ ـ در مخطوطہ ۱ : می گردد ـ

بودند بدان ملحق می گردانم - وچون این کتاب مبتنی بر دوازده حضرت ست و دفتر اول بحضرت اول تمام گشت باقی حضرات را دفتر ثانی محتوی و مشتمل گردید - و از حضرت ثانی شروع افتاد ، واین دفتر را بحکم خذوا العلم من افواه الرجال بروایات ثقات و صلحائے عالی درجات اخذ کرده ، بنوعے که هیچ ریب و شبه درآن اسناد راه نداشت جمع نموده است و درین باب احتیاط بسیار بکار برده[1] انه تعالی ولی التوفیق و منه الاستعانة و علیه التکلان -

---

۱ - در مخطوطه ۲ ، ۳ : برده اند -

الحضرة الثانية

من كتاب حضرات القدس فى بيان مجمل مبادى الحالات الى منتهى المقامات ، لشيخنا و امامنا و قبلتنا قطب الاقطاب غوث الشيخ و الشاب حضرة[1] مجدد الف الثانى خازن الرحمة الربانى[2] ، بحرالاسرار الالهية مزين الاطوار النقشبندية حجة العرفاء المحققين[3] ختم العلماء الراسخين شيخ الاسلام و المسلمين الشيخ احمد الفاروق الكابلی النقشبندی السهرندی رضی الله تعالیٰ عنه ۔

انتساب آن حضرت درین طریقه انیقه بحضرت خواجه محمد باقی قدس سره است و ایشان اعظم و اکمل خلفائے حضرت خواجه اند ۔ عالم عالم غریقان بحر عمان غفلت به طفیل ایشان بساحل دوام حضور افتاده اند ، و جهان جهان راه گم کردگان تیه ضلالت بتوسط ایشان بشاہراہ ہدایت رسیده ۔ علما و فضلا از اقصائے بلاد بخدمت آن خیر عباد چون مور و ملخ می شتافتند ، (و مشائخ) وقت ترک مشیخت نموده بادراک صحبت آن مرکز کمالات قطبیت و غوثیت مفتخر و مباہی می گشتند و اولیاء عصر انقیاد آن حضرت را سربلندی بقرب صمدی می دانستند ۔ و ملوک (وصعلوک) چون پروانه بر شمع می ریختند ۔ چه آن حضرت در وقت خود قبلهٔ اہل روزگار و کعبهٔ دیار بوده اند ۔ وصول فیض و ہدایت و حصول فضل و رحمت بعالم و عالمیان از مشرق تا مغرب و از جنوب تا شمال از وقت ظهور ایشان تا روز قیامت بتوسط شریف آن حضرت ست ۔ افاضهٔ شان منتظر توجه ایشان نیست ، و افادهٔ شان مترصد قصد ایشان نه ۔ چون نور آفتاب و ظهور ماہتاب بر افراد کائنات بر سبیل تفصیل ساطع و لامع ست ، و موقوف بر علم مهر و ماه نیست ، مثل ایشان مثل بحر محیط است که بر انجاد خود ایستاده است ،

---

۱ - در مخطوطه 'ب' لفظ حضرت مذکور نیست ۔

۲ - در مخطوطه ۳ : الرحمانی ۔

۳ - در مخطوطه ۱ : المتحققین ۔

سیلان آن منوط[1] بتوجہ متوجہ و اخلاص مخلص ست ۔ واگر دریا خواہد بفردے یا بر جماعۂ سیلان و فیضان بخشد ، در بخشش او کرا سخن ست ؟ جہانے را دریک لمحہ مالا مال و مملو سازد ۔

مقام آنحضرت :

و معاملۂ ایشان وراء طور عقل و درایت است ۔ خرد کہنہ لنگ در آنجا قدم ندارد بعد از ہزار سال از ارتحال محبوب ذوالجلال علیہ و علی آلہ الصلوات و التسلیمات بکمال اتباع آن سرور (علیہ الصلوۃ و السلام[2]) بکمالات وراثت شدہ مجدد بعد الف آمدہ اند ، و آنچہ آن سرور علیہ السلام فرمودہ ''مثل اُمتی کمثل المطر لایدری اولھم خیرھم ام آخرھم'' تواندکہ اشارہ بوجود مسعود آن حضرت بود ، چہ آخریت این امت از مضی الف است ۔ و پیغمبر علیہ السلام فرمودہ کہ در ہر مأتہ مجددے آیدکہ دین متین مرا از سر نو تازہ گرداند ۔ از مجددِ مأتہ تا مجددِ الف ، از صد تا ہزار فرق است بل زیادہ ازآن ۔ ہزار سال بایستے تا این چنین گوہرے بوجود آید ۔

ہزار سال بباید کہ تا بباغ یقین
ز شاخ ہمت چون تو گلے ببار آید
بہر قران و بہر قرن چون توئے نبود
بروزگار چون تو کَے بروزگار آید[3]

ظہورِ نورِ محمدی :

نور آن سرور علیہ السلام بعد ہر مائۃ در کسوت قطب وقت ظہور کند و ارشاد و ہدایت فرماید اما در کسوت قطب الاقطابے کہ ہزار سال تخمیر طینت او کردہ اند ، و مادرِ دہرسی[4] و سہ قرن و دہ سال در شکم داشتہ ، و دایۂ قضا سہ لک[5] وشصت ہزار روز درکنار حمایت تربیت فرمودہ ، و مشاطۂ ازل در مدت دوازدہ

---

۱ ۔ در مخطوطہ 'الف' محو شدہ است ، از مخطوطہ 'ب' آوردہ شد ۔
۲ ۔ نسخۂ خطی میں یہاں بیاض چھوڑی ہوئی ہے ۔
۳ ۔ مصرعہ میں سکتہ پایا جاتا ہے ہرسہ نسخ خطیہ میں یہی صورت ہے ۔
۴ ۔ ایک قرن مساوی تیس سال ۔ ۵ ۔ بحساب قمری ۳۶۰ روز فی سال ۔

ہزار ماہ بجلی ظاہر و باطن اورا محلی و مزین ساختہ ، و بہ تزین[1] صورت و معنی آراستہ ، و الحاق آخر باوّل خواستہ ، ظہور اتم و اکمل است ، و تجدید درین صورت کہ سراپا بروز[2] حقیقت و معنی است اعم و اشمل -

زہے دولتِ مادرِ روزگار کہ پورے چنین پرورد درکنار

از آن ست کہ کارخانۂ رحمت و خزانۂ فضل و احسان بآن حضرت حوالہ رفتہ است ، وما ارسلناك الا رحمة للعلمين دربارۂ سید المرسلینؐ از حضرت رب العالمین خطاب مستطاب آمدہ ، بعد از ہزار سال از محمدؐ بر احمد[3] پرتو انداخت - (مستزاد)

تو خازن گنج رحمت مولائی — ہنگام نثار
مشاطۂ حسن ملت بیضائی — از بعد ہزار
ز انجام نخست حرف نامت پید است — از روئے شمار[4]
بر اول و آخر درِ رحمتہائی — در روز شمار

نام حضرت ایشان عنداللہ عبدالرحمن است اعجوبۂ روزگار و انموذج عطیات پروردگار بودہ اند :

چندین ہزار صنع خدائی بکار رفت
تا بوالعجوبہ مثل تو مخلوق خلق شد

مظہریت مہدی :

دلیلِ مظہریت مہدی بہ ازین نباشد کہ اسرار مقطعات قرآنی کہ راز سبحانی با محبوب خود است ، و خصوص بآن سرور داشت ، برباطن ایشان ظاہر گشتہ -

منقبت آن خدیو کارخانۂ ہستی ازین گرفتار خود پرستی چہ آید و مدحت آن کدخدائے سرائے وجود ، ازین مبتلائے بود و نابود چہ تراود - بیان اطوار و اسرار و مقامات و کرامات ایشان را کہ از اقطار[5] امطار و از نجوم افلاک افزون است ، قراطیس

۱ - درمخطوطہ ۳ : تزیین -	۲ - در نسخہ خطی : روز -
۳ - اسم گرامی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمة -
۴ - در نسخہ خطی ۱ ، ۲ ، ۳ : حساب -
۵ - در مخطوطہ ۱ : اقطار و امطار و از نجوم و افلاک -

دنیوی خورسندی نیارد ـ و مداد بحار و اقلام اشجار بسندی نہ بخشد ، و حوصلۂ انسان تصور آن را برنتابد ـ شعر :

از کتاب حسن او حرفے[1] ست اوراق فلک
در کتابش نقطۂ شک نیست الا آفتاب

وصف یک نقطۂ خالش نتوانست نوشت
تا سرانگشت نویسنده بفرسود قلم

باوجود آن دست و پائے زدہ ام ، از دریا بہ نمے و از خرمن بخوشۂ و از بستان بگلے و از خمخانہ بہ ملے اکتفا نمودہ ، جزوے چند نوشتہ ام ـ بشنو[2] :

نسب شریف :

نسب انسب ایشان بہ امیرالمومنین امام الاعدلین عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ می رسد بدین طریق :

ایشان فرزند شیخ عبدالاحدند و وے فرزند شیخ زین العابدین بن شیخ عبدالحی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب اللہ ، بن امام رفیع الدین ، بن خواجہ نور ، بن خواجہ نصر ، بن خواجہ سلیمان ، بن خواجہ یوسف ، بن سلطان شہاب الدین علی المعروف بفرخ شاہ کابلی ، بن خواجہ نصیر الدین ، بن خواجہ محمود ، بن خواجہ سلیمان ، بن خواجہ مسعود ، بن خواجہ عبداللہ ، بن خواجہ واعظ اصغر بن خواجہ واعظ اکبر بن خواجہ ابوالفتح ، بن خواجہ اسحاق ، بن خواجہ ابراہیم ، بن ناصر ، بن عبد اللہ ، بن امیرالمومنین عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـ

نسبت چشتیہ :

و انتساب ایشان در سلسلۂ چشتیہ بوالد خود شیخ عبدالاحد است ، و والد ایشان را انتساب بہ شیخ رکن الدین است ، و وے را بوالد ماجد خود شیخ عبدالقدوس الغزنوی الگنگوہی الحنفی نسباً و مذہباً ، و او را بشیخ محمد عارف ، و او را بہ پدر و شیخ خود

۱ ـ در مخطوطہ ۲ ، ۳ : جزوے ـ ۲ ـ در مخطوطہ ۲ ، ۳ : بشنو بشنو ـ

شیخ احمد عبدالحق ، و او را بشیخ جلال پانی پتی ، و او را بشیخ شمس الدین ترک پانی پتی، و او را بشیخ علاء الدین علی احمد صابر(کلیری) ، و او را بخواجہ شیخ فرید الحق و الدین مسعود اجودھنی مشہور بگنج شکر ، و او را بخواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی دہلوی ، و او را بخواجہ معین الدین سنجری اجمیریؒ ، و او را بشیخ عثمان ہرونی ، و او را بشیخ حاجی شریف زندنی ، و او را بشیخ مودود چشتی ، و او را بشیخ ابو یوسف چشتی، و او را بشیخ ابومحمد چشتی، و او را بشیخ ابو اسحاق شامی ، و او را بشیخ علی دینوری، و او را بشیخ ہبیرہ بصری ، و او را بشیخ حذیفہ مرعشی ، و او را بسلطان ابراہیم ادہم ، و او را بفضیل عیاض ، و او را بشیخ عبدالواحد بن زید ، و او را بحسن بصری ، و او را بامیرالمومنین علی المرتضی و او را بحضرت رسالت ﷺ -

انتساب بخاندان قادری :

و نیز حضرت ایشان را انتساب در سلسلۂ قادریہ بدین طریق است کہ :

آنحضرت را انتساب بوالد خود بود ، و وے را بشیخ رکن الدین مذکور ، و او را بمیر سید ابراہیم معین الحسنی الحسینی[1] الایرجی القادری ، و او را بشیخ بہاءالدین الانصاری الحسینی القادری ، و او را بشیخ احمد چلپی[2] قادری ، و او را بوالد خود سید موسیٰ قادری ، و او را بوالد خود سید عبدالقادر ، و او را بوالد خود سید حسن ، و او را بوالد خود سید محی الدین[3] ابو نصر، و او را بوالد خود سید ابو صالح، و او را بوالد خود سید عبدالرزاق ، و او را بوالد خود غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی -

و نیز حضرت ایشان را در سلسلۂ قادریہ باوجود نظر قبولیت از حضرت شاہ کمال کیتھلی انتساب بشاہ سکندر نبیرۂ شاہ مشار الیہ است[4] کہ باوجود پسر خود شاہ عماد خلافت بہ نبیرۂ مذکور عنایت فرمودہ ، و شاہ کمالؒ را انتساب بشیخ فضیل بود ، و او را بسید گدا رحمن ثانی[5] ، و او را بسید شمس الدین عارف ، و او را بسیدگدا رحمن

---

۱ - در ترجمہ اردو : الحسنی - ۲ - در ترجمہ : احمد محی الدین قادری -
۳ - در ترجمہ : فخر الدین - مترجمؒ نے خط شکستہ میں 'محی الدین' کو 'فخرالدین' سمجھ لیا۔
۴ - در مخطوطہ در قید کتابت نیامدہ -
۵ - در ترجمہ : قاشانی - اور یہ صحیح نہیں ، قلمی نسخے سے نقل میں غلطی ہوگئی -

اول ، و او را بسید ابوالحسن، و او را بسید شمس الدین صحرائی، و او را بسید عقیل ، و او را بسید بہاء الدین، و او را بسید عبدالوہاب ، و او را بسید شرف الدین، و او را بسید عبدالرزاق ، و او را بوالد خود غوث الثلقین شیخ عبدالقادر جیلانی، و آنحضرت را بوالد خود سید ابو صالح و او را بہ پدر خود سید موسیٰ فالح ، و او را بہ پدر خود سید یحییٰ زاہد ، و او را بہ پدر خود سید داؤد ، و او را بہ پدر خود سید موسیٰ[2] و او را بہ پدر خود سید عبداللہ[1] ، و او را بہ پدر خود سید موسیٰ[3] ، و او را بہ پدر خود سید محسن[4] ، و او را بہ پدر خود حسن مثنی و او را بہ پدر خود حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و او را بہ پدر خود علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ۔

انتساب مصافحہ :

و نیز حضرت ایشان مصافحہ با حاجی عبدالرحمن بدخشی کابلی مشہور بہ حاجی رمزی کردہ اند، و وے با حافظ سلطان اوہی[5] کہ صد و دہ سال عمر یافتہ مصافحہ کردہ ، و او باشیخ محمود الفزاری ، و او بشیخ سعید معمر[6] حبشی، و او باحضرت رسالت پناہ مصافحہ کردہ و تفصیل آن در کتاب سنوات اتقیا نوشتہ ام ۔

انتساب بخاندان نقشبندیہ :

و انتساب آن حضرت قدس اللہ تعالیٰ سرہ بسلسلۂ علیہ نقشبندیہ بتفصیل و تعدد طرق در صدر دفتر اول ایں کتاب ذکر یافتہ است ، مع ذالك با جمال دریں دفتر نیز می آرد و اکتفا باین منظومہ می نماید :

شجرۂ منظوم[7]

رسید فیض بصدیق رضؓ ز احمد ﷺ مختار
ازو رسید بسلمان رضؓ مخزن اسرار

---

۱ ـ در ترجمہ : سید عبداللہ جبلی ـ
۲ ـ در ترجمہ : موسیٰ ثانی ـ
۳ ـ در ترجمہ : موسیٰ الجون ـ
۴ ـ در ترجمہ : المحض ـ
۵ ـ در ترجمہ : ادہمی ـ
۶ ـ در ترجمہ : معمن ـ
۷ ـ شجرۂ منظوم قلمی نسخہ میں مذکور نہیں ـ مخطوطہ ۲ ، ۳ سے نقل کیا گیا ـ

ازو بقاسمؒ و جعفرؒ ، ابویزیدؒ ازو
بخرقانیؒ و زو بوعلیؒ سرِ ابرار

ازوست یوسفؒ ، و زو غجدوانیؒ و عارفؒ
ز فغنویؒ ست برامیتنی بزرگوار

ازوست حضرت باباؒ ، پس ست امیر کلالؒ
بہائے ملت و دین نقشبندؒ فخرِ کبار

عقیب این ہمہ یعقوب چرخیؒ است دگر
ازو بخواجہ عبیداللہؒ واقفِ اسرار

ازوست زاہدؒ و درویشؒ ، خواجہ امکنگیؒ
ازو بخواجۂ باقیؒ ست معدنِ انوار

ازو امامِ زمان قطبِ وقت شیخ احمدؒ
کہ ہست بانیِ این راہ[1] منبع اسرار

ولادت و طفولیت و تعلّم :

ولادت باسعادت آن حضرت در ماہ شوال سنہ نہصد و ہفتاد و یک در بلدۂ معظمہ سہرند[2] حرسہا[3] اللہ سبحانہ عن الآفات اتفاق یافتہ ۔ چون بسن تعلم رسیدند ایشان را بمکتب آوردہ اند[4] ، در مدت قلیل حفظ قرآن مجید نمودہ بہ تحصیل علوم نزد والد خود شیخ عبدالاحدؒ اشتغال فرمودند ، اکثر علوم پیش والد بزرگوار خود خواندند۔ بعد ازان بسیالکوٹ[5] رفتند ، نزد مولانا کمال کشمیری کہ محقق و مدقق[6] بودہ است و علامہ روزگار و عابد و زاہد ، بعضے کتب معقولات[7] کہ مولانا در آن ممتاز بود باکمال تدقیق و تحقیق گذراندند ، وبرخے از کتب حدیث پیش مولانا یعقوب کشمیری

---

۱ - یعنی طریقۂ خاص مجددیہ ۔ ۲ - یہ شہر اب 'سرہند' بولا جاتا ہے ۔
۳ - ترجمہ : اللہ تعالی اس شہر کو آفتوں سے بچائے ۔
۴ - در مخطوطہ ۳ : آوردند ۔
۵ - مغربی پاکستان کا مشہور صنعتی شہر ۔
۶ - باریک بین ۔ ۷ - علوم منطق و فلسفہ ۔

که از خلفائے شیخ حسین خوارزمی کبروی بوده و در حرمین محترمین از کبار محدثین استفاده نموده سند کرده اند ۔ مانا که بیعتِ سلسلۂ علیه کبرویه نیز بایشان نموده اند ۔

فراغت از تعلیم :

در سن ہفده سالگی باتمام تحصیل علوم ظاہری سربلند گشتند و درین مدت یسیر[1] علوم کثیر حاصل نمودند ۔ چون تحصیل را بانجام رسانیدند ، در حضور والد ماجد خود بدرس مشغول گشتند و در اثناء مطالعه یا[2] درس بعضے سخنان دقیق رو می‌داد در حواشی کتب تعلیق می نمودند و اجازتِ درسِ کتبِ تفسیر و حدیث از صحاح سته و غیرہا و حدیث مسلسل بالاولیة ''الراحمون یرحمهم الرحمن ، ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء'' بیک واسطه از قدوة المحققین و زبدة المحدثین شیخ عبدالرحمن که از کبراء اہل حدیث[3] و اکابر علماء عصر بود داشتند و حضرت ایشان در اوان اشتغال علوم ظاہره رسائل لطیفه بلسان عربی و فارسی در نہایت فصاحت و بلاغت تصنیف فرموده اند و رسالۂ[4] تہلیلیه و رسالۂ اثبات نبوت و رسالۂ رد شیعه وغیره ازانجمله است و اقتدار مولویت ایشان ازان قیاس باید نمود که ابوالفضل[5] علامی تفسیر قرآن بحروف بے نقط تصنیف کرد و علمائے ہندوستان مثل مولانا جمال لاہوری تلوی وغیره برائے امداد و اعانت این کار ہمیشه در مجلس وے جمع می شدند ۔ ناگاه در مقامے حصر شده اند و اعتراف بعجز نموده ۔ ابوالفضل حضرت ایشان را تکلیف نمود که علماء درین جا محصور شده اند و اعتراف بعجز نموده ، اگر ایشان عبارتے که معنی تحت اللفظ ہم تواند بود بنگارند بسیار غنیمت می دانیم که درین باب حیرانیم ۔ حضرت ایشان علیه الرضوان دست بقلم بردند و بحروف غیر معجمه در ہمان محل که فحول در آنجا حیران بودند با کمال بسط

ابوالفیض فیضی

۱ - نسخۂ مترجم میں اس عبارت کا ترجمه حسب ذیل ہے : ''اور اس مدت میں اکثر علوم کی سیر فرمائی'' جو 'یسیر' کو 'سیر' سمجھنے کا نتیجه ہے ۔

۲ - در نسخه خطی : با ۔ ۳ - یعنی محدثین ۔

۴ - ازیں رسائل دو رساله اول الذکر در مجموعۂ رسائل مجددیه و ثالث الذکر بنام تائید مذہب اہل السنة از اداره سعدیه مجددیه لاہور به ترتیب نو اشاعت یافته ۔

۵ - شاید اصل میں ابوالفیض ہوگا کیونکه تفسیرِ بے نقط ابو الفیض فیضی برادر ابوالفضل کی طرف منسوب ہے ۔

و بیان و تحریر مقاصد و ذکر قصص و شان نزول کہ عقل عقیل در تصور آن کوتہی کند املا فرموده اند ، یک بیک[1] ازین تفسیر بے نقط بر عرصہ ظہور می آورده اند ، چنانکہ شیخ ابو الفضل (صحیح ابو الفیض) و سائر اہل فضل حیران می مانده اند[2] و اعتراف بکمال قوت علمیہ ایشان می نموده اند[3] و اکثر[4] آن تفسیر بہ معاونت ایشان بانجام رسید و این تصنیف تفسیر پیش از زمان ارشاد ایشان[5] بود ۔

کسب کمالات باطنی :

الغرض آن حضرت بعد از تحصیل و تدریس ملتزم صحبت والد ماجد خود شدند و کسب کمالات باطنیہ و اقتباس انوار سلسلہ قادریہ و چشتیہ از دولت خانہ پدر بزرگوار خود نمودند و در نفس اخیر والد ماجد ایشان خرقہ خلافت از میان فرزندان بایشان داد و جانشین خود گردانید ۔ حضرت ایشان علیہ الرضوان در بعضے[6] تصانیف خود نگارش فرمودند کہ :

"این درویش را مایہ نسبت فردیت از پدر بزرگوار خود حاصل شده بود و پدر بزرگوار او را از عزیزے کہ جذبہ قویہ داشتند و بخوارق مشہور بودند بدست آمده ۔"

مراد حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری است ، و نیز نوشتہ اند کہ :

"این درویش را توفیق عبادات نافلہ خصوصاً ادائے صلواۃ نافلہ مددے از پدر وے ست و پدر بزرگوار او را این سعادت از شیخ خود کہ در سلسلہ چشتیہ بود ، حاصل شده ۔"

مراد شیخ عبدالقدوس حنفی غزنوی گنگوہی است ۔

---

۱ ۔ یعنی ناگاہ بے مشق تحریر بے نقط ۔ اس جملے کا ترجمہ نسخہ مترجمہ میں صحیح نہیں کیا گیا ۔ در مخطوطہ ۳ : و چنگ جنگ ہر روز ۔

۲ ۔ در مخطوطہ ۲ ، ۳ : می ماندند ۔

۳ ۔ در مخطوطہ ۲ ، ۳ : می نمودند ۔

۴ ۔ بودن اکثر آن تفسیر بمعاونت ایشان رض از روے تاریخ بہ ثبوت نہ پیوستہ ۔

۵ ۔ در نسخہ خطیہ : ایشانرا ۔

۶ ۔ 'مبدء و معاد' کے شروع میں یہ ذکر آیا ہے ۔

عزمِ حج بیت الله و رسیدن بملازمتِ خواجه باقی باللهؒ :

و حضرت ایشان را ہمواره عزم زیارت بیت الله و روضۂ رسول اللهؐ دامن گیر می بود ، و از جهت خدمت والد ماجد خود و کسب کمالات در تعویق می افتاد ـ چون پدر بزرگوار آنحضرت در سنہ یک ہزار و ہفت (۱۰۰۷ ھ) ارتحال فرمودند ، آن عزم سر کشید و شوق غالب گردید ، بہ تجرید و تفرید بسفر مبارک بیرون آمدند ، ہیچکس را برین معنی اطلاع نہ بخشیدند ـ چون آنحضرت بدہلی رسیدند ، ملاقات شیخ حسن کشمیری کہ از مخلصان حضرت خواجہ محمد باقی قدس سره بود و از دوستان قدیمی حضرت ایشان اتفاق افتاد و وے مناقب و مآثر و کرامات و مقامات حضرت خواجہ را درمیان آورد ـ حضرت ایشان از آنجا کہ اشتیاق این نسبت عزیز الوجود داشتند و والد ماجد را نیز شائق این طریقۂ انیقہ دیده بودند، بے اختیار زمام اختیار از دست داده بملازمت حضرت خواجہ قدس سره شتافتند تا ذکر و مراقبہ از ایشان حاصل نموده توشۂ راه یثرب و بطحا سازند ـ حضرت خواجہ بمجرد ملاقات فرمودند کہ شما بزیارت بیت الله می روید ، اگر چند گاه درین جا باشید شاید کہ آنچہ ازآن جا می طلبید ہمین جا یابید ، و فرمودند کہ لااقل سہ روز درینجا مقام نمائید بعد ازان اگر عزم مصمم شود متوجہ شوید ـ حضرت ایشان قبول نمودند ـ بآنکہ طریقۂ حضرت خواجہ چنین بود کہ طالبان درخدمت ایشان می آمدند ، تا مدت مدید و عہد بعید آمد و رفت می‌نمودند و طلب طریقہ می کردند ، آنحضرت طریقہ نمی فرمودند و نصیحت می نمودند کہ کسب حلال کنید وحقوق عیال واطفال بجا آرید ـ بعد ازآن کہ صدق طلب می دیدند بعد از استخارات طریقہ می‌فرمودند ـ حضرت ایشان را ترک وضع خود نموده بتصرف باطن و تملق[1] ظاہر جانب ایشان روئے کرده بصید آوردند ، بعد ازان طریقہ بایشان فرمودند ـ ہر روز بلکہ ہر ساعت کار ایشان در ترق بود و معاملۂ سنین بساعات وا می‌نمود ـ

گلے بردند زین دہلیزۂ پست
بدان درگاه والا دست بردست

بعد از اندک مدت کار باوج خود رسید و از اقران وامثال خویش فائق گشتند

---

۱ ـ درخطی : 'تلمق' شاید 'تملق' ہوگا ـ

و بکمال وتکمیل و قطبیت وفردیت الی ما شاء الله رسیدند چنانکه حضرت ایشان مجملے از احوال ابتدا درمکتوب بیان طریقه نگارش فرمودند وآن این ست :

قدسیه: این درویش را چون هوس این کار پیدا شد عنایت خداوندی جل و علا هادی کار او گشته بخدمت ولایت پناه حقیقت آگاه ، هادی طریق اندراج النهایه" فی البدایه والی السبیل الموصل الی درجات الولایه" مؤید الدین الرضی شیخنا وامامنا الشیخ محمد الباقی قدس سره که یکے از خلفائے کبار خانوادهٔ اکابر نقشبندیه قدس الله تعالی اسرارهم بوده اند و ایشان این درویش را ذکر اسم ذات جل سلطانه تعلیم نمودند وبطریق معهود توجه فرمودند تا التذاذ تمام در من پیدا شد واز کمال شوق گریه دست داد ، بعد از یک روز کیفیت بے خودی که نزد این اکابر معتبر ست و مسمی است به 'غیبت' روئے نمود درآن بے خودی یک دریائے محیط می دیدم وصور واشکال عالم در رنگ سایه در آن دریا می یافتم واین بیخودی رفته رفته استیلائے پیدا کرده وبامتداد کشیده گاہے تا یک پهر روز می کشید گاہے تا دوپهر و در بعضے اوقات استیعاب شب می نمود ۔ چون این قضیه را بحضرت خواجه رسانیدم فرمودند ''نحوے از فنا حاصل شده است'' و از ذکر گفتن منع فرمودند وبه نگاه داشت آن آگاهی امر نمودند ۔ بعد دو روز مرا فنائے مصطلح حاصل شد چون[1] بعرض رسانیدم ، فرمودند که ''بکار خود مشغول باش'' بعد ازآن فنائے فنا حاصل شد ۔ چون بعرض رسانیدم فرمودند که تمام عالم را یکے می بینی و متصل واحد می یابی؟'' عرض کردم ''بلے'' فرمودند که ''معتبر درفنا آن است که باوجود دید اتصال بے شعوری حاصل شود'' درهمان شب فنائے فنا باین صفت حاصل شد ، بعرض رسانیدم و گفتم که ''من علم خود را نسبت بحق سبحانه حضوری می یابم ۔ بعد ازان نورے محیط همهٔ اشیا ظاهر گشت ومن آن را حق دانستم جل وعلا وآن نور رنگ سیاه داشت ۔ بعرض رسانیدم فرمودند که :''حق مشهود است جل سلطانه اما در پردهٔ نور'' ونیز[2] فرمودند که : این انبساط که درآن نور می نماید در علم ست بواسطهٔ تعلق ذات جل شانه باشیاء متعدده که در بالا وپست واقع شده‌اند منبسط می‌نماید ، نفی انبساط باید کرد ۔ بعد ازان آن نور

---

۱ - مخطوطه ۱ و ۲ : این کلمه ندارد ۔

۲ - در مخطوطه ۱ : فرموده اند ۔

سیاه منبسط روے بانقباض آورد و تنگ شدن گرفت تاآنکہ بنقطہ کشید ۔ فرمودند کہ آن نقطہ را ہم نفی[1] باید کرد و بحیرت آمد ہمچنان کردم آن نقطہ ہم از میان زائل شد و بحیرت انجامید کہ در آن موطن شہود حق خود بخود است ، چون بعرض رسانیدم فرمودند کہ: ہمین حضور حضور نقشبندیہ است و نسبت نقشبندیہ عبارت ازین حضور است ، واین حضور را حضور بے غیبت نیز می گویند واندراج نہایت در بدایت درین موطن صورت می بندد وحصول این نسبت مرطالب را درین طریق در رنگ اخذکردن طالب است درسلاسلِ دیگر اذکار و اوراد را از پیر[2] تا بران عمل نماید و پے بمقصود برد ۔

قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا

واین درویش را این نسبت عزیز الوجود بعد از دوماہ وچند روز از ابتدائے زمان تعلیم ذکر حاصل شدہ بود ۔ و بعد از متحقق شدن باین نسبت فنائے دیگر کہ آن رافنائے حقیقی می گویند ، حاصل گشت ودل[3] را آن قدر وسعت پیدا شدکہ تمام عالم را از عرش تا مرکز زمین در جنب آن وسعت مقدار خردلۂ قدرے نبود ۔

مرتبۂ حق الیقین در توحید :

بعد ازان ہر ذرۂ عالم را فرادیٰ فرادیٰ عین خود دیدم وخود را عین ہمہ اینہا تا آنکہ تمام عالم را دریک ذرہ گم یافتم ، بعد ازان خود را بلکہ ہر ذرہ را آن قدر منبسط و وسیع دیدم کہ تمام عالم را بلکہ اضعاف عالم را در آن گنجائش باشد بلکہ خود را و ہر ذرہ را نورے یافتم منبسط کہ در ہر ذرہ ساری ست وصور واشکال عالم درآن نور مضمحل و متلاشی ۔ بعد ازان خود را و ہر ذرہ را مقوم[4] تمام عالم یافتم ، چون بعرض رسانیدم فرمودند کہ مرتبۂ حق الیقین در توحید ہمین ست و جمع الجمع عبارت ازین مقام ست ۔ بعد ازان صور و اشکال عالم را چنانکہ اول حق می یافتم این زمان موہوم دیدم و ہر ذرہ را کہ حق می یافتم بے تفاوت و بےتغیر ہمان ذرہ را موہوم یافتم بغایت حیرت دست داد و درین اثنا عبارت فصوص کہ از پدر بزرگوار شنیدہ بودم بیاد آمد کہ

---

۱ ۔ در مخطوطہ : باید نفی کرد ۔
۲ ۔ مخطوطہ ۱ این کلمہ ندارد ۔
۳ ۔ در مخطوطہ ۱ : و آن را ۔
۴ ۔ در مخطوطہ ۱ : مقدم ۔

فرموده است: ''ان[1] شئت قلت انه ای العالم حق وان شئت قلت انه خلق وان شئت قلت انه حق من وجه وخلق من وجه وان شئت قلت بالحیرة لعدم التمیز بینهما ۔'' این عبارت فی الجمله مسکن آن اضطراب گشت ۔ بعد ازان در ملازمت ایشان رفته عرض حال خود کردم فرمودند که ہنوز حضور تو صاف نشده است ، بکار خود مشغول باش تا تمیز موجود از موہوم ظاہر شود ۔ عبارتِ فصوص را که مشعر بعدم تمیز بود خواندم ، فرمودند که : شیخ بیان حال کامل نکرده است ، عدمِ تمیز ہم نسبت به بعضے ثابت است ۔

بیان مرتبۂ فرق بعد الجمع :

حسب الامر بکار خود مشغول شدم[2] ۔ حضرت حق سبحانه بمحض توجه شریف حضرت ایشان قدس سره بعد از دو روز تمیز در موجود و موہوم ظاہر گردانید تا موجود حقیقی را از موہوم متخیل ممتاز یافتم و صفات و افعال و آثار که از موہوم می‌نمایند از حق سبحانه یافتم و این صفات و افعال را نیز موہوم محض یافتم و در خارج جز یک ذات موجود ندیدم ۔ چون این حالت را بعرض اشرف رسانیدم گفتند ''مرتبۂ فرق بعد الجمع ہمین است و نہایت سعی تا اینجاست ۔ پیش ازین آنچه در نہاد استعداد ہر کسے[3] نهاده اند ظاہر می شود و این مرتبه را مشائخ طریقت مقام تکمیل گفته اند ۔'' تمّ کلامه الشریف ۔

حضرت ایشان قدس سره سه مرتبه از وطنِ مالوفِ خود بخدمتِ حضرت خواجه قدس سره رسیده اند ۔

مرتبۂ اول حضرت خواجه قدس سره ایشان را بشارت حصولِ دولتِ کمال و تکمیل و ترقیات در مدارج قرب و نہایت فرمودند کما مرت الاشارة الیه ۔

مرتبۂ دوم اجازت ارشاد و افادۂ طلاب داده اند و خلعت خلافت عنایت فرموده

---

۱ - ترجمه : خواه یوں کہو که وه یعنی عالم حق ہے ، خواه یه کہو که وه خلق ہے ، خواه عالم کو ایک اعتبار سے حق کہو اور دوسرے اعتبار سے خلق سمجھو اور خواه دونوں میں امتیاز نه ہونے کے باعث حیرت کے قائل ہو جاؤ ۔

۲ - در مخطوطه ۳ : گشتم ۔

۳ - در مخطوطه ۲ ، ۳ : ہر کس ۔

رخصت نمودند و جمعے از منتخبان اصحاب خود را ہمراہ ایشان دادہ تربیت آنہا را بآن عالی حضرت حوالہ کردند ـ

مرتبۂ سیوم حضرت ایشان بخدمت حضرت خواجہ رفتہ اند ـ خواجہ ولایت پناہ بمجرد استماع قدوم حضرت ایشان قدس سرہ پا پیادہ از قلعہ فیروزی کہ مسکن مبارک ایشان بود برآمدہ تا دروازۂ کابلی کہ معروف است استقبال فرمودہ اند ـ وبانواع اعزاز و اکرام بردند ، و چون مجلس مقدس انعقاد یافت ، حضرت خواجہ قدس سرہ از حضرت ایشان پرسیدند کہ : سید الطائفہ قدس سرہ العزیز گفتہ ''لو طولبنا بما علیہ الخراز لھلکنا'' یعنی اگر مطالبہ کنند ما را بہ آنچہ خراز بران بودہ ہرآئینہ ہلاک شویم ـ گفتہ اند کہ آن آگاہی و عدم غفلت بود بین الخرزتین و چون آخر وقت از خراز پرسیدند کہ چہ آرزو داری ؟ گفت : حسرت دارم بر غفلت ، تطبیق چگونہ باشد ؟

حضرت ایشان در جواب گفتند کہ آرزوئے خراز حضور بالکلیہ بود بظاہر و باطن کہ ورائے آنرا غفلت می دانست و دوام حصول آن متعسر بود ، بر آن تحسر داشت و آنکہ گفتہ کہ بین الخرزتین او را غفلت نبود مراد حضور باطنی ست فقط ـ

بالجملہ درین مرتبہ حضرت خواجہ ایشان را اکرام و احترام فوق الحد می‌نمودند ، چنانکہ ہر گاہ از مجلس بر می خاستند رجوع القہقری می کردند ، مبادا پشت بجانب ایشان شود و در راہ رفتن رعایت می نمودند و بطلاب و حضار می فرمودند کہ زنہار در حضور ایشان تعظیم من نکنید و جمہور اصحاب خود را بایشان حوالہ نمودند و بالکل معاملۂ مشیخت[1] و ارشاد بایشان سپردند بلکہ فرزندان گرامی خود را کہ اطفال رضیع[2] بودند، طلبیدہ ازان حضرت طلب توجہ در باب ایشان کردند ، چنانکہ در احوال ہر دو مخدوم زادہ در آخر ''حضرت اول'' گذشت و بعضے اصحاب کہ در حضور حضرت خواجہ قدس سرہ ماندند در باب اینہا تربیت غائبانہ ازان حضرت طلب می‌نمودند و می فرمودند کہ مقصود ازین شیخی کہ ما کردیم ظہور ایشان بود بناء علیہ خود ترک مشیخت فرمودند ـ

---

۱ در مخطوطہ : مشیخت ارشاد ـ

۲ ـ یعنی شیرخوار ـ

آن حضرت بامر حضرت خواجه بسهرند تشریف آوردند و بتربیت طلاب مشغول گشتند چنانکه حضرت ایشان نگارش فرموده اند -

قدسیه : ''چون[1] خواجه من مرا کامل و مکمل دانسته مرا اجازت تعلیم طریقه فرمودند و جمعے از طالبان را حواله من نمودند - مرا درآن وقت در کمال و تکمیل خود ترددی بود - حضرت خواجه فرمودند که تردد را دران راه نباید داد که ازان ترددے در کمال مشائخ لازم می آید - حسب الامر الشریف شروع در تعلیم طریقه رفت[2] و در مسترشدان کار سنین بساعات محسوس گشت درین میان باز علم بنقص خود پدید آمد آنان را که پیرامون من می تنیدند جمع کرده حدیث نقص خود گفتم و وداع خواستم اما طالبان این معنی را محمول بر تواضع داشته از آنچه داشتند نگشتند - بعد از چند گاه حضرت حق سبحانه و تعالیٰ احوال منتظره را محصل گردانید'' تم کلامه الشریف -

و از احوال و کمال خود و ترقیات ارباب صحبت وہم پیرہا که تربیت ایشان حواله آنحضرت شده بود بخدمت حضرت خواجه عرضداشت می نمودند و آن عرائض در دفتر اول مکتوبات قدسی آیات ثبت یافته بدانجا رجوع نمایند و ہمچنین احوال ہریک از اصحاب حضرت خواجه (قدس سره) که در خدمت ایشان نیامده[3] بودند بعد استفسار حضرت خواجه قدس سره ازآن حضرت ، ایشان بکشف صریح[4] و صحیح اطلاع یافته از سهرند بخدمت خواجه[5] می نوشتند و توجه غائبانه برترقیات آنها می گماشتند - زہے نظر دور بین ! زہے قوت و ہمت تصرف !!

بالجمله چون آوازه ارشاد ایشان بجهان و جهانیان رسیده و گلبانگ[5] ایشان بربع مسکون بردند و نوبت ایشان در ہفت اقلیم زدند برحکم منطوقه کریمه ''اذا جآء نصرالله و الفتح و رأیت الناس یدخلون فی دین الله افواجاً'' خلق الله از اقصائے بلاد حلیه مبارک ایشان را در واقعات و منامات می دیدند و اشارات و بشارات بترغیب صحبت شریف آنحضرت از انبیاء و اولیاء می یافتند و فوج فوج و جوق جوق بگرامی خدمت

---

۱ - این کلام در رساله مبدء و معاد مذکور ست -
۲ - در مخطوطه ۳ : کرد -
۳ - در مخطوطه ۱ : این عبارت متروک مانده -
۴ - صاف و درست -
۵ - شهرت -

آن قطب‌الاقطاب می‌شتافتند و بشارات در معاملات ازان عالی درجات می شنیدند ، بعد از ملازمت آنحضرت برطبق[1] آن می دیدند ، ناچار باعتقاد تام و انقیاد[2] تمام می‌گرویدند و خوارق عادات و کرامات و کشف قلوب و اشراف[3] غیوب چون ابرنیسان متوالی و متواتر از آن حضرت احساس می نمودند و آثار تصرفات و توجهات در ظاہر و باطن خویش بے عد و حد[4] مشاہدہ می فرمودند و عاشق صورت و معنی ایشان می‌گشتند و در حضور آنحضرت وجود نداشتند و از غایت ادب و انکسار چون نقش دیوار دور تر[5] می ایستادند و تاب خطاب آن قطب الاقطاب کرا ؟ و یارائے ہمزبانی کجا ؟ مجمعے از خدا دوستان و حق پرستان انعقاد یافتہ بود کہ در ہفت اقلیم روئے زمین شبہے و مثالے ازآن موجود نبود ۔ صورت ہر یکے ازآن طالبان حق و حلیہ ہر واحدے ازان سالکان محق ہر کہ می دید بے تامل و بے تعمل[6] و بے اختیار و بے انتظار برزبان ''ان ہذا الا ملك کریم'' (می راند[7]) ۔

و طریق ایشان بعینہ طریق اصحاب رض کبار بود و لباس ایشان ہم بطور صحابہ سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم ۔ عمامہ معظم برسر و مسواک محرف درکور دستار و طرہ وفش بین الکتفین[8] مسدول و قمیص مشقوق[9] المنکبین در بر ۔ و سراویل[10] فوق الکعبین[11] بل وسط[12] الساق در تہ ، وکفش در پا و عصا در دست ، و سجادہ برکتف و نشان کثرت سجود در پیشانی و تلالؤ[13] انوار بر جباہ[14] و بہاء خدود دلیل نورانیت باطن ۔ شبہا در قیام یا در مراقبہ بسر بردندے و روزہا در اوقات حلقہ ذکر کہ بعد نماز بامداد و پیشین و دیگر انعقاد می یافت در مجلس مقدس ، ایشان استغراق داشتندے و اشراق و چاشت گذاردندے ۔ تمام روز و شب کار ایشان وضو یا نماز یا مراقبہ یا تلاوت بود ۔ نظافت مکان

---

۱ - مطابق ۱۲ -
۲ - اطاعت ۱۲ -
۳ - اطلاع بر امور غیبیہ ۱۲ -
۴ - بے شمار و بے انتہا ۱۲ -
۵ - در نسخہ خطی ۱ : و در دور تر ۱۲ -
۶ - بے تکلف ۱۲ -
۷ - در اصل نسخہ مذکور نیست -
۸ - درمیان ہر دو دوش فروہشتہ -
۹ - گریباں بہر دو دوش شگافتہ -
۱۰ - ازار ۲ -
۱۱ - ٹخنوں سے اوپر ۱۲ -
۱۲ - بلکہ نصف پنڈلی تک ۱۲ -
۱۳ - روشنی ۱۲ -
۱۴ - جمع جبہہ بمعنی پیشانی -

و ظرافت لباس در حین نماز از ہرچہ گویم بہتر می داشتند ۔ مانا کہ حدیث نبوی علی مصدرها الصلوه 'لایدری اولهم خیر ام آخرهم' در باب آن قطب الاقطاب و احباب و اصحاب ایشان خواہد بود ۔ حضرت ایشان بہ برادرِ حقیقیِ خود شیخ محمد مودود نگارش فرموده اند :

قدسیه : ''اے برادر! این نوع اجتماع اہل اللہ و این قسم جمعیت اللہ و فی اللہ کہ امروز در سہرند میسر است ، اگر گرد عالم گردید معلوم نیست کہ عشر عشیر این دولت پیدا آرید و شمہ ازان ماجرا حاصل کنید و شما این چنین دولت را مفت از دست دادید و از جواہر نفیس بجوز و سویز در رنگ طفلان اکتفا نمودید ع : شرمت بادا ہزار شرمت بادا ۔''

الحضرةُ الثالثہ

فی بیان درجاتہ التی ظہرت علی خیر عباد اللہ و اولیاء اللہ قبل ظہورہ و بعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔

درجہ ۱ : علامہ سیوطی درجمع الجوامع حدیثے روایت کردہ کہ پیغمبر علیہ السلام فرمودہ ''یکون فی امتی رجل یقال لہ صلۃ یدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا و کذا'' مانا کہ اشارت بوجود حضرت ایشان باشد کہ ایشان درمیان علما و صوفیہ صلہ بودند کہ اختلاف فریقین را در وحدت وجود بلفظ راجع داشتہ اند چنانکہ بعد تحریر آن مقال خود نوشتہ اند : الحمدللہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین'' و حضرت ایشان از سرور کائنات علیہ افضل الصلوات مبشر شدہاند کہ فردائے قیامت چندین ہزار کس را بشفاعت تو بخشند ۔ منطوق حدیث مضمون بشارت بر آن حضرت صادق می آید و درین مدت ہزار سال دیگرے باین لقب نگذشتہ است ۔

درجہ ۲ : در یکے از مقامات شیخ الاسلام شیخ احمد جام قدس سرہ دیدہ ام کہ فرمودہ :

''بعد من ہفدہ تن مثل من مسمی باسم من پیدا شوند و آخرین ایشان بعد ہزار سال ظہور نماید و از ہمہ بزرگ بود ۔''

درجہ ۳ : شیخ ظہیر الدین کہ یکے از فرزندان شیخ احمد جام است ، در کتاب رموز العاشقین نوشتہ کہ تا آخر عمر پدرم شیخ الاسلام کہ بردست وے شش ہزار کس توبہ کردہ اند و از پدرم پرسیدند کہ مقامات مشائخ شنیدہ ایم و کتب ایشان دیدہ ایم مثل این حالات کہ از شما ظاہر می شود از ہیچکس نشدہ ، فرمود کہ در وقت ریاضت ما ہر ریاضتے کہ دانستیم کہ اولیائے خدا کردہ اند کردیم و بر آن افزودیم

---

۱ - حضرت سوم آپ کے درجات کے بیان میں جو اللہ کے نیک بندوں اور اولیاء اللہ پر آپ کے ظہور سے قبل اور اس کے بعد نمودار ہوئے۔

حق سبحانہ آنچہ پراگندہ بایشان داد تنہا باحمد داد و در ہر چہار صد سال چون احمد شخصے پدید آید کہ آثار عنایت حق سبحانہ در باب او این باشد کہ ہمہ خلق بہ بینند ہذا من فضل ربی - انگارم کہ این سخن اشارت بوجود مسعود حضرت ایشان است زیرا کہ ارتحال شیخ احمد جام در ششم صد است و ولادت حضرت ایشان در نہصد و ہفتاد و یک (۹۷۱ھ) -

درجہ ۴ : یکے از ثقات پیش فقیر نقل کردہ کہ در بعضے رسائل شیخ خلیل اللہ بدخشانی دیدہ ام کہ نوشتہ است کہ در سلسلۂ حضرات خواجہا در ہندوستان عزیزے پیدا خواہد شد کہ بے نظیر عصر خود خواہد بود - افسوس ! کہ حیات من تا آن زمان وفا نخواہد کرد -

قطب المحققین حضرت خواجہ باقی قدس سرہ می فرمودند کہ حضرت مخدوم ما مولانا خواجگی امکنگی مارا امر کردند کہ بہند بروید تا این سلسلۂ شریفہ را رواجے[1] از شما پیدا شود، ماخود را شایان این معنی ندیدہ تواضع نمودہ ایم - ایشان امر باستخارہ فرمودند استخارہ کردیم ، درآن استخارہ دیدیم کہ گوئیا طوطی برسر شاخے نشستہ است و ما در دل خود نیت کردیم کہ اگر این طوطی ازان شاخ پریدہ بر دست ما نشیند پس مارا درین سفر کشائشہا خواہد بود - بمجرد خطور این خاطر آن طوطی پرواز نمودہ بر دست ما نشست و ما منقار وے را در دہان خود گرفتیم و از لعاب خود بوے چشانیدیم گویا گردید - بار دیگر منقارش در دہان خود گرفتیم در دہان ما شکر ریخت - تعبیر این واقعہ چنین کردیم کہ طوطی چون از طیور ہندوستان است عزیزے از ہند بما متوسل شود کہ بمعارف و حقائق و اسرار گویا گردد و مارا نیز از وے فائدہ برسد[2] ، و این واقعہ را باتعبیر آن در خدمت مولانا گذرانیدیم[3] مولانا فرمود کہ تعبیر این واقعہ چنین است کہ بخاطر شما راہ یافتہ - دیرگاہ است کہ بزرگان منتظر قدوم آن عزیز اند بشتابید و آن عزیز را دریابید - معلوم شد کہ آن بزرگ از دامن شما پرواز خواہد کرد - حضرت خواجہ قدس سرہ بعد اتمام این کلام خطاب بآن قطب الاقطاب

---

۱ - در مخطوطہ ۳ : از شما رواجے -
۲ - مخطوطہ ۱ : این کلمہ ندارد -
۳ - در مخطوطہ : گذرانیدم -

کرده فرمودند که ما این واقعه را اشارت و بشارت نسبت[1] بحال شما می دانیم - آخرکار موافق تعبیر حضرت خواجه بوقوع آمد -

درجه ۵ : حضرت خواجه قدس سره بحضرت ایشان ما می‌فرمودند که چون وقت مراجعت از خدمت مولانا خواجگی امکنگی قدس سره بسهرند شما رسیدیم در واقعه دیدیم که می‌فرمایند که تو در جوار قطب فرود آمدهٔ و حلیه آن قطب را نیز نمودند - بامداد به دریافت صحبت مشائخ و گوشه‌نشینان آن بلده رفتم هیچ کدام را از ایشان بدان صورت نیافتم و آثار و دثار قطبیت در هیچ یکے معاینه نکردم ، گفتم شاید که از اہل این شہر کسے قابلیت قطبیت داشته باشد که بعد ازین بظہور آید - ہمان روز اول که شمارا دیدم ہم حلیه شمارا موافق آن حلیه یافتم وہم نشان آن قابلیت در شما شناختم -

درجه ۶ : ونیز حضرت خواجه قدس سره در اوائل‌ایام رسیدن حضرت ایشان بخدمت حضرت خواجهٔ صفا کیشان[2] قدس سره بحضرت ایشان قدس سره فرموده اندکه در شہر شما فرود آمده بودیم دیده شده بود که مشعلے سربفلک کشیده برافروخته اندکه تمام عالم از مشرق تا مغرب ازآن یک مشعل روشن شده است و محسوس می گشت[3] که انوار آن مشعل ساعت بساعت متزاید می‌گردد و مردم ازان یک مشعل چراغہائے بسیار افروختند واین واقعه را اشارت و بشارت بمعامله شما می دانیم -

درجه ۷ : و نیز حضرت خواجه قدس سره در اوائل ایام وصول آنحضرت بملازمت حضرت خواجه قدس سره بیکے از بزرگان روزگار مکتوبے نوشته بودند و در آنجا نگارش فرموده که شیخ احمد نام مردے است در سہرند کثیر العلم و قوی العمل ، روزے چند فقیر با او نشست و برخاست کرده عجائب بسیار از روزگار اوقات او مشاہده نموده بآن می‌ماند که آفتابے شود که عالمے ازو روشن گردد الحمد الله که احوال کامله او مرا بیقین پیوسته و این شیخ مشارالیه برادران و اقربا دارد و ہمه مردم صالح و از طبقه علماء ، چندے را دعاگو ملازمت نموده از جواہر عالیه دانسته استعداد ہائے عجب دارند -

---

۱ - مخطوطه ۱ : این کلمه ندارد -
۲ - مخطوطه ۳ : این کلمه ندارد -
۳ - در مخطوطه ۱ : گشته -

وفرزندان آن شیخ کہ اطفالند اسرار الٰہی اند بالجملہ شجرہ طیبہ است انبتہ اللہ نباتا حسنا ۔

درجہ ۸ : و نیز حضرت خواجہ قدس سرہ در باب آنحضرت فرمودہ اند کہ ما درین سہ چہار سال مشیخت[۱] نکردیم ، چند روز بازی کردیم الحمد للہ والمنتہ کہ این بازی ما و این دوکان پردازی ما بےفائدہ نشد کہ چون ایشانے بر روئے روزگار آمد ۔

درجہ ۹ : و نیز حضرت خواجہ قدس سرہ در باب حضرت ایشان می فرمودند کہ این تخم را از بخارا و سمرقند آوردہ در زمین برکت آئین ہند کشتیم ، سرگرمی ما بہ تربیت طالبان تا زمانے بود کہ معاملہ ایشان بانتہا نرسیدہ بود ۔ چون از کار ایشان فارغ شدیم خود را از کار مشیخت کشیدیم وطلاب را بایشان حوالہ نمودیم ۔

درجہ ۱۰ : حضرت خواجہ قدس سرہ بحضرت ایشان مکتوب باین اسلوب نوشتہ اند کہ دلالت بر جلالت قدر و منزلت آنحضرت دارد و آن مکتوب این ست :

''حق سبحانہ بمرتبہ کمال و اکمال برساند وللارض من کاس الکرام نصیب تکلف[۲] نیست آنچہ حقیقت حال ست نوشتہ می شود پیر انصاری حضرت عبداللہ قدس سرہ می فرماید کہ من مرید ابوالحسن خرقانی ام ، اما اگر خرقانی درین وقت می بود باوجود پیریش مریدی من می کرد ۔ ہرگاہ صفت آن بے صفتان چنین باشد گرفتاران آثار وصفات چرا جان فدائے لوازم طلب‌گاری نکنند و از ہرجائے کہ بوئے بمشام جان برسد ازپے آن نروند ۔ اکنون توقف و اہمال ما نہ از راہ استغنا وبے پروائی ما است ، منتظر اشارت است ۔''

گر طمع خواہد زمن سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین

''این ست حقیقت احوال کہ نوشتہ می شود حق سبحانہ تعالی بدانچہ باید ممہتد[۳] گرداناد واز عجب و پندار مخلصی بخشاد ۔ بقیہ المقصود جناب سیادت مآب

---

۱ ۔ در مخطوطہ ۳ : شیخی ۔ ۲ ۔ درمخطوطہ ۳ : تکلفے ۔
۳ ۔ در مخطوطہ ۱ : اینجا بیاض گذاشتہ اند

مقامے خواہد بود کہ از عود مذکور ایمن گرداند ـ ایضاً در مقام فنا فی‌الله نیز نظرے بفرمایند کہ شاید غیر ازین راہ ظاہر بتفصیل راہے دیگر ہم داشتہ باشد و بعضے عزیزان ازان راہ داخل شدہ باشند باقی احوال آن متوقف[1] ایشان را بہتر معلوم است چہ نویسم ـ چندان اسامی و علامات و مقامات ما را معلوم نیست تعبیر آنرا[2] چہ نوع توان نوشت ، ان شاء الله تعالی آنچہ مرضی ست بیان شود ـ محمد صادق و جمیع برادران و اعزہ نیازمندی قبول نمایند ـ‘‘

درجہ ۱۴ : و نیز حضرت خواجہ در جواب عرائض حضرت ایشان صحائف گرامی سامی نگارش فرمودہ ارسال داشتہ اند و زبان گوہر فشان الہام ترجمان را بہ ستائش[3] ایشان و صحت احوال و کشوف آنحضرت حکم فرمودہ اند و آن این ست : ’’آنچہ از کشوف مذکور گشت طریق آن بغایت مرضی و صحیح و مستقیم و مستحسن است کہ بے قول و زبان چیزہا مکشوف می شود ـ حاجت نیست کہ بیان ہمہ وجوہ نمودہ شود ان شاء الله تعالی بعد از ملاقات آنچہ باید گفت بحضور گفتہ خواہد شد ـ‘‘

درجہ ۱۵ : روزے ایشان[4] قدس سرہ در حجرۂ خود در مسجد فیروز آباد دہلی مشغول بودند کہ حضرت خواجہ قدس سرہ تنہا بقصد ملاقات حضرت ایشان بدر آن حجرہ آمدند ـ خادم حضرت ایشان خواست کہ آن حضرت را از ورود خواجہ آگاہ سازد وے را بمبالغہ منع فرمودند و بیرون حجرہ نشستند ، بعد از لمحہ حضرت بافاقت آمدند فرمودند کہ بیرونِ در کیست؟ حضرت خواجہ فرمودند ’’فقیر عبدالباقی ـ‘‘ حضرت ایشان باضطراب تمام در بکشادند و بیرون آمدند و بافتقار و انکسار تمام در خدمت حضرت خواجہ قدس سرہ نشستند ـ

درجہ ۱۶ : حضرت خواجہ بشکرانۂ آنکہ حق سبحانہ اینچنین مریدے بلند استعدادے عالی نہادے را بصحبت ایشان رسانید و از برکات صحبت ایشان بدرجۂ کمال

---

۱ ـ کنایہ از ذات گرامی خود یعنی حضرت خواجہ ـ ۲ ـ در مخطوطہ ۱ ، ۳ : تعبیر را ـ
۳ ـ ماناکہ اینجا لفظے ماندہ است و عبارت چنین بودہ : بستائش ایشان کشادہ بصحت احوال الخ
۴ ـ در مخطوطہ ۱ : حضرت ـ

و تکمیل واصل گردانید ہمواره رطب[1] اللسان می بودند و باین معنی مفاخرت و مباہات می فرمودند و در حضور خود ایشان را سر حلقۂ اصحاب خود گردانیدند و خود بآن حلقه در آمدند[2] و بگوشۂ سے نشستند ۔

درجه ۱۷ : گویند که یکبارے حضرت شاہ کمال کیتھلی بر سبیل عادت قدیم خود بمنزل شریف والد ماجد خود حضرت ایشان اعنی شیخ عبدالاحد نزول فرمودند ۔ در آن ایام حضرت ایشان طفل رضیع[3] بودند و مرض طحاله[4] که از امراض مہلکۂ اطفال است داشتند ، نفس دراز گشته بود و از ہوش رفته و مدتے گذشته که شیر مادر بکام شان نرفته ۔ اہل بیت خاطر شکسته و مایوس گشته نشسته بودند ورود شاہ را غنیمت دانسته ایشان را بہمان حال در خدمت شاہ آوردند ۔ شاہ ولایت پناہ ایشان را در کنار گرفتند و زبان مبارک خود را در دہان ایشان انداختند ۔ آنحضرت فی‌الفور مکیدند بعد ازان حضرت شاہ فرمودند که خاطر عاطر دوستان از جہت ایشان جمع باشد که عمر عزیز ایشان بسیار است و خدائے را جل و علا با ایشان بسیار کاروبار است و ایشان مثل من بزرگ خواہند شد ، ایشان را بفرزندی قبول کردم ۔ ہمان لحظه ایشان را صحت تام و عافیت تمام حاصل شد ۔

درجه ۱۸ : حضرت ایشان را در ایام شباب مرض شدید و ضعف قوی روئے نموده بود که کار بیاس کشیده ۔ والدۂ حضرات مخدوم زاده ہائے عالی قدر که از مستورات صالحات عابدات بود، تجدید وضو ساخته و دو رکعت نماز گذارده بگریه و زاری روئے نیاز بدرگاه باری جلت عظمته نهاده برائے صحت آنحضرت دعا می کرد ۔ درین اثنا آن زہرائے عصر را خواب در ربود ، دید که قائلے می گوید که خاطر جمع دار که ما را باوے کار ہائے عظیم در پیش است که ہنوز یکے از ہزار بظہور نیامده ۔ حضرت حق سبحانه عنقریب آنحضرت را صحت کامل کرامت فرموده بدرجۂ قرب رسانید ۔

---

۱ ۔ یعنی تر زبان ۔

۲ ۔ در مخطوطه ۳ : در آمده بگوشه الخ ۔ ۳ ۔ یعنی شیرخوار ۔

۴ ۔ بر حاشیۂ مخطوطه ۲ نوشته : ''شاید مراد از طحاله ام الصبیان باشد'' ۱۲ ۔

درجه ۱۹ : عصمت پناه زہرائے عصر والدۂ حضرات مخدوم زاد ہائے عالیقدر در ایام نو کدخدائی خود والدِ ماجدِ خود حاجی الحرمین المحترمین شیخ سلطان را کہ عالم و فاضل بود و متقی و سخی بود ، بعد از وفات وے در خواب دید کہ گوئیا می گوید کہ این زمان در صحبت کثیر البرکت حضرت خیرالبشر علیہ الصلوۃ و السلام بودم ، آنحضرت علیہ التحیہ برکاغذے بخط خاص مسجل فرمودہ اند کہ مرا چہار یار اند پنجم ایشان شیخ احمد است - عم من شیخ زکریا گوئیا انکار اظہار می نماید ، والد من باوے می گوید این سخن را انکار میار کہ من ہمین ساعت در خدمت سید کونین علیہ الصلوۃ حاضر بودہ ام و این معاملہ را معاینہ نمودہ ام، درین معنی ہیچ شکے و ریبے نیست - بعد از افاقت از عظم این واقعہ در حیرت افتادم ، آخرالامر حضرت حق سبحانہ ایشان را بکمال متابعت سرور کونین علیہ السلام و اصحاب کبار بمرتبۂ رسانید کہ ہر کہ ایشان را می دید می گفت کہ طریقۂ ایشان بعینہ طریقۂ اصحاب کبار است -

درجه ۲۰ : حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ وقت ارتحالِ خود جبۂ متبرکۂ خود را کہ سالہا در بر خود داشتند باوجود پسر خود شاہ عماد بہ نبیرۂ خود شاہ سکندر بن شاہ عماد عنایت نمودند و فرمودند کہ این جبہ را بتو امانت می سپارم بہر عزیزے کہ خواہم گفت خواہی رسانید - اتفاقاً شاہ کمال در گذشتند و نام ہیچکس نگفتند ، بعد ازان در واقعہ بشاہ سکندر فرمودند کہ این جبہ را بفرزند معنوی شیخ احمد سہرندی برسان کہ این جبہ امانت ایشان است پیش تو - شاہ سکندر توقف و تعلل نمودہ کہ نعمت خانہ بہ بیگانہ چون دہم - حضرت شاہ باز در معاملہ امر نمودند و دران باب مبالغہ فرمودند ، شاہ سکندر بر این معنی نیامدہ - سیوم مرتبہ حضرت شاہ بعتاب عظیم معاتب ساختند - این زمان شاہ سکندر ناچار شدہ آن جبہ را از قصبۂ کیتھل بسہرند نزد ایشان آورد و در پوشانید ، و آنچہ حضرت ایشان بعد پوشیدن آن جبۂ متبرکہ مشاہدہ نمودہ اند ، در مکشوفات مذکور خواہد شد ان شاء اللہ تعالیٰ -

درجه ۲۱ : وقتے کہ حضرت ایشان قدس سرہ بعد ارتحال حضرت خواجہ قدس سرہ بجہت عزاء[1] آنحضرت طرف[2] دہلی تشریف بردند ، اصحاب حضرت خواجہ قدس سرہ

---

۱ - تعزیت ۱۲ -   ۲ در مخطوطہ ۲ : بہ دہلی -

برسنن[1] سابق استقبال ایشان نمودند و بر طریق قدیم در حلقهٔ ذکر ایشان حاضر می شدند و مریدانه سلوک می کردند بلکه به تجدید بیعت بآنحضرت می نمودند ، ناگاه ''الخناس[2] الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس'' چندے را که قوت یقینیه غالب نداشتند به مقدمات مموهه زر اندودهٔ خود از جا برد و برسر انکار ایشان آورد و صحبت منغص شد[3] ۔ حضرت ایشان توجه بوطن مالوف خود فرمودند ۔ حقائق و معارف پناه شیخ تاج[4] با آنکه مخلص خاص ایشان بود بسبب صحبت بعضے ازین فرقه عناد ترددے و شبہے به خاطر وے نیز متمکن شده بود ۔ بعد ازان شیخ تاج از سنبھل که وطن مالوف وے بوده ، مکتوبے به مولانا محمد قلیج خسر پورهٔ حضرت خواجه[5] نوشت که :

''بخدمت حضرت ایشان عریضهٔ نویسد و در آنجا دعائے فقیر را رسانیده معروض دارد که در واقعه از جریمهٔ من در گذشته اند، در واقع نیز از گناه من در گذرند ، دیگر یاران دہلی بگویند ہر که بخدمت حضرت ایشان رجوع داشت و الحال منحرف شده مرتد طریقت است و ہر که رجوع نداشت و انحراف گرفته نیز مرتد طریقت ، زیرا که انکار کمل اولیا داخل ارتداد است و این دو روزه زندگانی سہل است اما ہر که بر ہمان[5] انحراف ماند، دم آخر ایمان او مسلوب خواہد شد ۔ چون ہم پیرہائے یکدیگریم خبر کردیم ۔''

بعد ازان به چندگاه شیخ تاج بدہلی تشریف آوردند و در حجرهٔ حاجی صالح فرود آمدند ۔ اخوند ملا حسن و جعفر بیگ تہانی و خواجه محمد[6] صدیق در خدمت ایشان حاضر شدند[7] ۔ جعفر بیگ وملا حسن بخدمت شیخ عرض کردند که باین مضمون مکتوبے از شما بما رسیده بود آیا این مکتوب را کسے از پیش خود ساخته بود یا در واقع

---

۱ ۔ طور و طریق ۱۲ ۔
۲ ۔ شیطان خناس جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے ۔
۳ ۔ در مخطوطه ۲ ، ۳ : گشت ۔
۴ ۔ در مخطوطه ۳ : که از کمل اصحاب و اجلهٔ خلفائے حضرت خواجه و از مشاہیر مشائخ ہند و حرمین شریفین بود با آنکه الخ ۔ ۵ ۔ در مخطوطه ۱ ، ۳ : بهان ۔
۶ ۔ در مخطوطه ۱ ، ۲ : خواجه صدیق ۔ ۷ ۔ در مخطوطه ۲ : چون جعفر بیگ الخ ۔

مکتوب شما بود - حضرت شیخ فرمودند که مکتوب از من بود و حقیقت معامله آن ست که مرا انکارے بخدمت شیخ احمد بوده است - از دست ایشان لت خوردم ، بعد ازان معتقد گشتم و متوجه احوال یاران دہلی شدم اثرے رشدے مفہوم نشد و چندانکه توجه نمودم راہے به مقصد نمی کشود تا شبے نیازمندی فراوان بدرگاه مولیٰ تعالیٰ نمودم در ہمان حال غیبت در ربود ، می بینم که مجلس عالی است که جمیع کمل اولیا درآن مجمع معلی جمع اند ، من نیز خود را در گوشهٔ آن محفل مقدس خزاندم - چون ساعتے گذشت یکے ازین[1] اکابر مرا مخاطب ساخته فرمود که تو باکمل عصر انکار داری مگر این قدر ندانی[2] که باکمل وقت در مقام بے ادبی بودن و غلظت[3] نمودن باعث خرابیٔ دین و موجب سلب ایمان است - ازین انکار برگرد ونادم و تائب شو - چون این بزرگ ساکت شد بزرگے دیگر ازآن بزرگان مرا مخاطب ساخته بہمین صرافت ته تراشه[4] کشید -

الغرض جمیع کبرائے آن مجلس فرداً فرداً بہمین طریق خطاب وعتاب می فرمودند من حیران گشتم که خداوند بکدام یکے از اکابر دین که او اکمل وقت باشد ، مرا غلظت خواہد بود که مستوجب اینہمه اعتراض گشتم - ناگاه می بینم که در صدر این مجلس مقدس بندگی میان شیخ احمد نشسته است[5] و جمیع این بزرگان را روے توجه بجانب ایشان است و رأس و رئیس این محفل عالی ایشانند - این زمان معلوم شد که معامله چیست؟ لاجرم از جائے خود برخاسته بخدمت ایشان شتافته خود را بر قدم ایشان انداختم - چون ایشان فقیر را دیدند برخاسته در کنار کشیده و کمال مرحمت بجا آوردند ، عرض کردم که چون من درمیان یاران غیّاب نشسته بودم ، از من نیز نسبت بایشان غیبت سر بر زده است ، امید که عفو فرمایند - فرمودند که ''از مثل توئے[6] عجب، از مثل توے عجب، از مثل توئے عجب ، سه بار تکرار نمودند -

---

۱ - در مخطوطه ۳ : یکے از اکابر -
۲ - در مخطوطه ۲ ، ۳ : ندانسته -
۳ - در مخطوطه ۱ ، ۲ : غفلت -
۴ - یعنی عتاب فرموده والله اعلم -
۵ - در مخطوطه ۳ : نشسته اند -
۶ - در مخطوطه ۱ : این کلمات یک بار و در مخطوطه ۳: دوبار و در مخطوطه ۲: سه بار بعبارت آمده -

بتضرع و زاری معروض داشتم که بمقتضائے بشریت واقع شده است - فرمودند که عفو کردیم - چون از خواب بیدار گشتم تائب شدم و تضرع بسیار نمودم - اثر قبول بظهور پیوسته و رشدے درکار پدید آمد - بنا بران بدوستان و ہم پیرہا نوشتم که این دو روزه زندگانی سہل است ہر که بہان انحراف بحضرت ایشان خواہد ماند و رجوع و بازگشت نخواہد نمود در آخر دم ایمان بباد خواہد داد - وچون حضرت ایشان بتقریب عرس حضرت خواجه قدس سره بدہلی تشریف بردند شیخ تاج که از کمل اصحاب و از اجله خلفائے حضرت خواجه قدس سره واز مشاہیر مشائخ ہند بود ، نیز بدہلی آمده بودند - استقبال ایشان نموده بالمشافهه طلب عفو کردند[1] وقبل ازین نیز شیخ تاج بخدمت ایشان نامه محتوی بر شفاعت جماعت فیروز آبادی و طلب عفو تقصیرات اینہا نگاشته بودند ، درآن نامه این حکایت را نگارش فرموده بوده اند که بزرگے در ناحیه مسجدے در مراقبه بود که بازرگانے آنجا بجہت نماز ورود نمود ، اتفاقاً ہمیانی پانصد دینار که درکمر داشت درآنجا باخود نیافت ، گمان او برآن قرار یافت که این مرد که در زاویهٔ مسجد نشسته است آنرا برداشت[2] - مردم خود را فرمود تا آن بزرگ را بانواع عقوبات معاقب ساختند ، آخر آن عزیز طوعاً وکرہاً اعتراف نمود که این زر را او ادا نماید - آن درویش مخلصان ومریدان داشت برینہا توزیع[3] نمود وآن زر بوے ادا فرمود - بعد ازان ہمیانی را آن بازرگان از جائے دیگریافت - ازآن آزارہا که بآن درویش صابر کرده بود ، بر خود بلرزید و بملازمت آن عزیز رسید و بانواع تذللات درپیش وے متذلل شده[4] ندامتہا و پشیمانیہا کشید - آن بزرگ فرمود اے فلان اینہمه اظہار تذلل و انکسار برائے چیست ؟ من ہمان روز که از تو آزار یافتم باخود عہد بستم که در بہشت نروم تا ترا نبرم - غرض از عرض آنست که سلف چنین کرده اند توقع که ایشان از زلات این گروه بگذرند و عفو کنند - حضرت ایشان بنا بشفاعت شیخ تاج بالمراسله اولا و بالمشافهه

---

۱ - در مخطوطه ۳ : فرمودند -

۲ - در مخطوطه ۲ : آن را برداشته است -

۳ - یعنی تقسیم کرد - در مخطوطه ۱: توضع و در مخطوطه ۲،۳ : توضیع -

۴ - درمخوطه ۲،۳ : گردیده -

ثانیاً عفو فرمودند -

درجه ۲۲ : دران ایام که حضرت ایشان قدس سره بعد ارتحال حضرت خواجه قدس سره بجهت تعزیت آنحضرت بدہلی تشریف برده بودند واصحاب[1] حضرت خواجه قدس سره بایشان بیعت مجدده نموده بودند خدمت خواجه حسام الدین احمد در واقعه دیدند که گوئیا حضرت رسالت پناه صلی‌الله علیه وسلم به منبر برآمده اند و خطبهٔ در ثناء و ستائش حضرت ایشان قدس سره می‌خوانند و بفقرات فصیحه و کلمات ملیحه ایشان را می ستایند ومفاخرت ومباہات می نمایند و می فرمایند که می نازم باآنکه در امت من شیخ احمد این چنین عزیزے ظهور فرموده است و مجدد دین متین من گشته -

درجه ۲۳ : ونیز خدمت خواجه حسام الدین احمد در واقعه دیدند که گوئیا بایشان می فرمایند که در یاران فیروزآباد بلائے عظیم نازل خواہد شد ، ہر که غساله وضوے ایشان بیاشامد ازان بلا نجات یابد - چون خواجه مشار الیه این واقعه را بخدمت حضرت ایشان گزراند فرمودند که آب مستعمل آشامیدن مکروه است ، بکتب فقه رجوع نمودند ، این قدر رخصت پیدا شد که اگر چهارم مرتبه اعضا را بے نیت قربت شسته شود آب مستعمل نمی‌شود ، آشامیدن آن کراہت ندارد و بنابر آن غسالهٔ مرتبهٔ چهارم[2] را ہمه یاران چه اصحاب حضرت خواجه وچه مریدان ایشان ہمه باعتقاد راسخ آشامیدند ، حق سبحانه و تعالی ببرکت آن ایشان را ازان بلا نجات ارزانی داشت -

درجه ۲۴ : یکے از مخلصان حضرت ایشان قدس سره که صالح و حافظ قرآن بود پیش بنده نقل نموده که حضرت ایشان درعشرهٔ اخیرهٔ ماه رمضان گونه تکسر[3] داشتند - درین ایام شبے در واقعه می بینم که مردم فوج فوج و جوق جوق از ہر طرف می‌دویدند پرسیدم که موجب این ہمه تلاش چیست ؟ گفتند قطب الاقطاب عصر شیخ احمد فاروق بیمار اند درین قلعه سنگین درمسجد جامع تشریف ارزانی دارند و امیرالمؤمنین حضرت عثمان رضی‌الله عنه بجهت بیمار پرسی ایشان آمده اند - مردمان بدیدن ایشان می‌دوند، من

---

۱ - مخطوطه ۱ : این عبارت ندارد - ۲ - در مخطوطه ۲ ، ۳ : رابع -
۳ - اعضا شکنی مراد علالت -

نیز در تنگ ودو افتاده ام و شوق دریافت دیدار پر انوار حضرت امیرالمؤمنین غالب گشت که حق تعالی این خلیفه برحق را بجهت عیادت آنحضرت زنده ساخته بدین جهان فرستاده است ، دیدار ایشان غنیمت است -

گوئیا آن قلعه سراپا ازسنگ سرخ عمارت یافته است وبغایت رفعت و استحکام دارد وآن قلعه (بر مقام[1] بلند) واقع است ، چنانکه بر کوه برمی‌آیند مردم برآن قلعه برمی‌آیند چون نزدیک دروازۂ آن حصن رسیدم شور و غوغائے مردم و دویدن و رسیدن از ہر طرف که بود تسکین یافت و مردم از دو طرف راه صف بسته ایستاده شدند - بعد از ساعتے شور در شہر افتاد که حضرت امیرالمؤمنین عثمان رضی الله عنه حضرت شیخ احمد را عیادت فرموده[2] معاودت می‌فرمایند - درین اثنا سه مرد براسپ سوار پیدا شدند ، حضرت ذی النورین اندکے پیش و آن دو مرد در عقب - من نیز برابر صف دست بسته ایستاده ام - چون مرور[3] آنحضرت رضی الله عنه از پیش من (شد[4]) دست بر زانوئے ایشان نہادم و بوسه دادم گریه شوق در من پیدا شد - حضرت امیر المؤمنین ہمن فرمودند ہرگه مرا یاد کنی حاضر شوم - ہمدرین اثنا از خواب درآمدم ، دیدم که اشکم چون چشمه جاری ست -

درجه ۲۵ : زمانے که حضرت ایشان قدس سره بعد ارتحال حضرت خواجه قدس سره بدہلی تشریف برده بودند وبعضے اصحاب خواجه بعد از آنکه منکر[5] ارادت آمده اند وآن حضرت بجهت شکوک و شبہات اینها نصائح و مواعظ بسیار فرمودند - چون سودمند نه دیدند سلب نسبت بعضے ازینها نموده اند - باز منتبه[6] نشده اند بلکه اجتماع بروضۂ منوره حضرت خواجه رفته توجه والتجا بجا آورده اند - یکے را که ازآن جماعت صاحب کشف بوده اند واقعه بنظر در آمده که گوئیا ہر یک ازین درویشان چراغ برافروخته است که ناگاه برق خاطف در رسیده وہمه چراغہائے ایشان را منطفی گردانیده وہم در

---

۱ - در مخطوطه این فقره متروک است ۱۲ -
۲ - در مخطوطه عیادت فرمودند معاودت می فرمایند ۱۲ -
۳ - گزر -
۴ - در مخطوطه اینجا بیاض گذاشته اند -
۵ - در نسخه خطیه : شوا -
۶ - آگاه ۱۲ -

معامله معلوم شد که دانی این چراغها چیست ؟ توجهات درویشان فیرور آباد است و برق خاطف کدام است ؟ توجه عالی حضرت ایشان است - باوجود آن مشاهده جلالت قدر و علو مرتبه آنحضرت ، چنانکه استفاده را شاید بآنحضرت رجوع ننمودند اما بعد از مدتے شیخ تاج شفاعت نموده از حضرت ایشان زلات آن جاعه را استعفا نموده وآن حضرت بکرم عفو فرمودند - بعد ازان صفا در صفا بود وآن جاعت بانابت و اردات حضرت ایشان پیش می آمدند و در صحبت وحلقهٔ ایشان بادب و تعظیم تمام امیدوار فیوض و برکات می‌نشستند و بخدمات قیام و اقدام می نمودند وآن حضرت ہر سال در ایام عرس حضرت خواجه قدس سره بدہلی تشریف می بردند الا ماشاء الله سبحانه -

درۃ ۲۶ : عورتے صالحه عابده خدا طلب حق پرست که بزرگان را دیده و از ہر کس به نصیبهٔ خود رسیده می گفت که در اکبر آباد بودم که بعضے عورات می گفتند که در فتح پور سیکری درویشے آمده است صاحب کشف و کرامات ، گاه پیدا می شود و گاه غائب می گردد - اکنون بعد از مدتے از غیب بظهور آمده است - گفتم بملازمت آن عزیز بروم و از تعطش طلب خود در راه حق اظهار نمایم - باشد که نصیبے دریابم - چند عورات دیگر از اہل دولت ہم ہمراه من شدند تا ازان درویش التماس دعا کنند -

الغرض وقت شام به باغچهٔ که آن درویش در آنجا بود رسیدیم و کس فرستادیم که اذن درآمدن ما به ملازمت اوبیارد - فرمود که بیائید - وقتے که می در آمدیم ہمراہان گفتم که شما عورات خورد سال و جوانید مبادا در حرکات و سکنات بے ادبی کنید و یا بر لباس فقیر بخندیدید که موجب ضرر است بارے بخدمتش رسیدیم (دیدیم[1]) که سیاه پوش است و دو سه خادم ہمراه دارد - سلام کردیم و دورتر نشستیم و من اندکے بفرق ازینها نشستم که اگر ازینها خنده ظاہر شود اعتراض درویش بر من نباشد - لمحه نگذشته که اینها آہسته اشاره بر لباس سیاه وے کردند - از آنجا که نشسته بود باعتراض تمام گفت که نزدیک فقیران باستهزاء و تمسخر می آئید - حیران گشتند که

---

۱ - مانا که این کلمه در کتابت نیامده ۱۲ -

باوجودے کہ اشارۂ نازکے واقع شدہ بود و شب تاریک تر و دور تر نشستہ بودند، غیر ازانکہ بکشف دانستہ روے دیگر نیست ـ از دہشت روح از بدن اینہا پرید و بغایت وحشت کشیدند و نہایت ترسیدند و حیران گردیدند ـ بعد لمحہ کہ آن عزیز از اعتراض تسکین یافت ، من اظہار طلب خدا و تعطش این راہ نمودم فرمود کہ :

در ہر زمان قطب یکے ست و درین زمانہ قطب یگانہ حضرت میان شیخ احمد اند ـ ہر گاہ تو بخدمت ایشان رسیدی و از دریائے عمان سیراب نگردیدی از جوئے خورد چہ سیراب خواہی شد ـ من نکارت و جہالت انداختہ گفتم آرے ایشان بزرگ اند ، من تعریف ایشان شنیدہ ام خدائے جل وعلا میسر گرداند[1] کہ ایشان را بہ بنیم ـ الحال بخدمت شریف شما آمدہ ایم ازینجا بہرہ می خواہیم ، فرمود چرا دروغ می گوئی تو فلان جا وقت نیمروز بود کہ بخدمت ایشان رسیدی و درمیان تو و ایشان فلان سخن گذشت ـ ہرچہ رفتہ بود بعینہ مطابق واقعہ موافق نفس الامر بیان نمود و حال آنکہ درآن وقت بخدمت ایشان بعضے چیزہا استفسار نمودہ بودم و جواب یافتہ کہ ہیچکس حاضر نبود ـ ناچار باقرار آمدم گفتم بلے من ایشان را ملازمت کردم اما کنون از شما امیدوارم ـ فرمود کہ من ہم از حضرت ایشان امیدوارم کہ یکبار ملازمت آن سید اخیار کردہ ام ان شاء اللہ تعالیٰ یکبار دیگر آنحضرت را خواہم دید ہر کہ ایشان را دیدہ است از آتش دوزخ رہا گردد و بروے حرام شود ـ و عورات دیگر کہ ہمراہ عفیفہ آمدہ بودند بہمین عبارت بلا تفاوت این ماجرا نقل نمودند ـ

درجہ ۲۷ : خواجہ محمد اشرف کابلی کہ از مخلصان خاص حضرت ایشان بود از فضلائے عہد بود بامن فقیر نقل می نمود کہ بجہت ارادت و انابت بخدمت خادمان حضرت ایشان قدس سرہ استخارہ کردہ بودم در واقعہ دیدم کہ صحرائے است بس فراخ و مسطح دران دشت جمع شتابان بزیارت عزیزے می روند من نیز بشوق تمام متوجہ آن جمع گردیدم و ازان جماعہ استفسار نمودم کہ اے فلان بزیارت کدام عزیزے می روید؟ یکے ازینہا گفت اے بیخبر! اینجا حضرت رسالت علیہ السلام تشریف دارند ـ

---

۱ ـ در مخطوطہ : کرد ـ

بعد از استماع این خبر مسرت اثر فرحت ثمر شوق غالب گشت ، بسرعت تمام خود را بآن مجمع رسانیدم ، دیدم که مردم حلقه کرده ایستاده اند ، دور تمام شده ، دور حلقه دوم شروع شده ، من خود را بسعی بلیغ مابین حلقه رسانیدم ، درین اثنا هجوم مردم بسیار شد ، چنانکه حلقه سیوم نیز باتمام رسید ـ درین ولا بخاطر آمده که ازین مردم نیک تحقیق باید نمود تا اطمینان حاصل شود ـ ازان جماعه باز استفسار کردم اینهمه سعی بزیارت می نمائید فرمائید که این کدام عزیز است ؟ همه متفق اللفظ والمعنی گفتند که هنوز ندانستهٔ ؟ که حضرت خاتمیت علیه السلام و التحیة اند ـ شوق (افزون تر) شد، از کوتاهی قد و قامت بصد مشقت بر سر انگشتانِ پا ایستاده ملاحظه نمودم ـ چون چشم[۲] من برجمال پر انوار افتاد ، دیدم که حضرت ایشان اند بآن جماعه اظهار نمودم که ایشان حضرت میان شیخ احمد اند ، شما فرمودید که حضرت رسالت اند علیه السلام بالاتفاق گفتند که حضرت رسالت اند ـ

بعد ازانکه بیدار شدم کیفیتے روئے داد که بے ہوش افتادم ، چون از بے خودی بشعور آمدم گریهٔ عظیم برمن مستولی شد بعد ازان بسعادت ارادت و انابت حضرت ایشان مستسعد[۳] گشتم ـ

درجه ۲۸ : درویشے بلخی گفته که در واقعه دیدم که گوئیا جنازهٔ باعظمت و جلالت آورده اند و جمع کثیر و جم غفیر در سلف و خلف خصوصاً اکابر ماوراء النهر مثل قطب ربانی عبدالخالق غجدوانی و غوث الافراد خواجه بهاء الدین نقشبند و قدوة الابرار خواجه عبیدالله احرار و اقران و امثال ایشان قدس اسرارهم برآن جنازه حضور ارزانی دارند و انتظار عزیزے می برند و چشم بر راه او دارند و برپا ایستاده اند ـ درین میان یکے از اعزه گفتم که این نعش کدام عزیز است و این اولیائے کبار در انتظار کدام بزرگ ایستاده اند ؟ فرمود که این میت قطب بوده و این بزرگان منتظر قطب الاقطاب اند تا تشریف آورد و نماز جنازه گذارد و ایشان اقتدا بدو کنند

۱ ـ در مخطوطه اینجا بیاض گذاشته اند ـ
۲ ـ در مخطوطه این لفظ از کتابت مانده ـ
۳ ـ در مخطوطه : مستعد ۱۲ ـ

و درین اثنا بزرگے سرو قدے ، گندم گون ، مائل بسفیدی ، کشاده چشم، فراخ پیشانی ، بلند بینی ، انبوه و سریع ریش ، پرموی[1] که صباحتش از حسن یوسفی خبر می داد و ملاحتش از حسن محمدی انباء می‌نمود و انوار ولایت برجبین مبین متلالی بود و وجاهت و وقار و تمکین دثار[2] خود داشت ، در رسید ، همه اولیا تواضع کردند ، وے پیش رفت و امامت کرد -

چون جنازه برداشتند از یکے پرسیدم که نام این امام و مقام این همام کدام است ؟ گفت نام ایشان حضرت میان شیخ احمد است و مقام ایشان سهرند - از خواب درآمدم و در طلب دیدار آن بزرگوار بے قرارگشتم ، علی‌الصباح از بلخ رخت رحلت بجانب آن قطب الاقطاب (بربستم[3]) چون بسهرند رسیدم و بملازمت آن عالی حضرت مشرف گردیدم ، حلیهٔ مبارک ایشان را همچنان یافتم که در واقعه دیده بودم ، روے نیاز بدرگاه عرش اشتباه وے مالیدم و چند گاه گرد خانقاه ملائک پناه وے گردیدم و دیدم آنچه دیدم -

درجه ۲۹ : یکے از درویشان که آثار نیستی و دثار مستی بر وے پیدا بود از مبدء حال و از سبب انابت خود بحضرت ایشان[4] می‌گفت شبے بعد از نماز تهجد بروح پر فتوح خلیفه صدر الدین ، که از خلفائے خواجه محمد زاهد بلخی بوده ، اما مدت مدید بر مسند مشیخت و راهبری طلاب سلسلهٔ کبرویه نموده و والد من مرا در صغر سنی بملازمت ایشان برده بود ، توجه آوردم ، گفتم یا خلیفه صدر الدین! شما ازین عالم فانی بملک جاودانی رفتید ، مرا به بزرگے که درین زمانه ازوے بزرگتر نه باشد ، هدایت و دلالت نمائید - خوابم در ربود حضرت خلیفه صدر الدین را دیدم که آمدند و فرمودند که ترا بخدمت میان شیخ احمد سهرندی می‌فرستم که درین عصر هیچکس از وے کامل‌تر نیست -

علی الصباح با کمال اشتیاق بخدمت آن قطب آفاق شتافتم و قبول یافتم -

---

۱ - در مخطوطه : دو موی -
۲ - بمعنی لباس -
۳ - این کلمه در مخطوطه متروک است -
۴ - در مخطوطه : خواجه ۱۲ -

درجه ۳۰ : تاجرے صالحے کہ ساکن یکے از قرائے پنجاب بود ، نقل نموده کہ محبت من باغوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ غالب بود و ہمیشہ بعد صلوات خمسہ فاتحہ بروح پرفتوح غوث الثقلین می خواندم و در خلوت بعجز و انکسار بدان غوث آفاق عرض حاجات خود می‌نمودم و باوراد و وظائف و اذکار سلسلۂ علیہ قادریہ اشتغال داشتم تا شبے غوث الثاقین را قدس سرہ بین النوم[1] و الیقظہ دیدم ، دویدم و پائے مبارکش بوسیدم ، فرمود کہ در ظاہر نیز پیر گرفتن از ضروریات این راہ است ۔ عرض کردم کہ ہرکہ از مشائخ زمانہ اکمل باشد امر فرمائید تا بحضرت او برسم ۔ فرمودند در سہرند عزیزے ست جامع علم ظاہر و معرفت باطنی و اعمال صوری و کمال معنوی شیخ احمد نام ۔ نزد وے رو کہ درین عصر مثل او دیگرے نیست ۔ علی الصباح متوجہ آن[2] بارگاہ قطب الاقطاب گشتم تا آنکہ باستانۂ فلک نشانہ آنحضرت پیوستم و حقیقت معاملہ معروض داشتم ، مورد عنایات بے غایات و الطاف بیکران گشتم ۔ بجذبہ و سلوک بنواختند و کار مرا در اندک مدت ساختند ۔

درجه ۳۱ : میر سید احمد کہ از مقبولانِ حضرت ایشان ما بود ، نقل کرد کہ دران ایام کہ سلطان ایشان را آزار رسانیده بود، من در ملک دکھن بودم و بماجرائے اطلاع نداشتم کہ ناگاہ خبر شنودم کہ سلطان[3] زمان حضرت ایشان را بعنف تمام طلبیده بشہادت رسانید و ازین خبر وحشت اثر بے قرار گشتہ ببازار در آمدم تا باشد کہ قاصدے خبر فرحت اثرے و مسرت ثمرے برگوید ۔ دیدم کہ درکنار بازار بازرگانان چندکہ سیمائے[4] صلاح از ایشان ہویدا و پیداست ، فرود آمده اند ۔ نزد آنہا رفتم و سلام کردم ۔ بنشستم یکے از آنہا اندوه و ستوه در من فہید و ازآن معنی پرسید ۔ خبر موحش کہ در گوش من خورده بود بیان نمودم ، وے آہ سرد از دل پردرد برآورد و سر بگریبان فرو برد ہر لمحہ متلون می شد تا در چہره اش تغیر کثیر راه یافت ۔ بعد از زمان فراوان سر بر آورد و گفت خاطر جمع دار کہ حضرت ایشان زنده اند لیکن مقید اند ۔

---

۱ ۔ درمیان بیداری و خواب ۱۲ ۔

۲ ۔ والصحیح بارگاہ آن قطب الاقطاب ۔

۳ ۔ سلطان جہانگیر ۱۲ ۔

۴ ۔ مراد اثر ۱۲ ۔

مرا ازین سر بمراقبه فرو بردن و اخبار از عالم غیب نمودن او حیرت فروگرفت ـ گفتم شما حضرت ایشان را دیده اید ؟ گفت کمترین مریدان ایشانم ـ بالتماس تمام وے را بخانهٔ خود آوردم و تسلی خاطر حزین بصحبت آن عزیز خواستم و پرسیدم که چندگاه در ملازمت آنحضرت بسر برده اید و چه نعمت یافته اید و باعث ارادت بایشان چه بود؟ چون دانست که از مخلصان پستم سبب ارادت چنانکه برو گذشته بود بیان نمود و این مرد در زی[2] تجار می‌گذراند و در معنی از کمل بود ـ

درجه ۳۲ : یکے از شاہزادہا[3] با پدر خود محاربه داشت ، باوجود کثرت لشکر وقوت محاربان فتح نمی یافت ، روزے آن شاہزاده از درویشے که صاحب خوارق ظاہره و کرامات باہره و کشف جلی و فراست سنی[4] بود ، استفسار نمود که سر چیست ؟ که باینہمه لشکر بیحد و مبارزان بے غد فتح نمی شود ، حال آنکه امرائے پدر من اکثر بامن موافق اند ـ شیخ جلیل القدر توجه نمود و بکشف و فراست خود دریافت و گفت که درین عصر چہار تن اند که مدار این کار باستصواب ایشان است؛ سه کس بر فتح شما راضی اند و یکے که بزرگتر ایشان است بدین معنی راضی نیست ـ گفت کیست؟ گفت حضرت میان شیخ احمد سہرندی ـ تم کلامه والحق ہمچنان بود ـ

یکے از کبرائے مشائخ ہندوستان بخدمت حضرت ایشان نوشت که اکابر زمان بفتح شاہزاده حکم می کنند ـ شما درین باب چه می فرمائید ؟ ایشان در جواب نوشتند که درین جنگہا خود فتح شاہزاده بنظر درنمی‌آید اما آخر کار معاملهٔ آن شاہزاده بلند در نظر می آید ، ہمچنان واقع شد ـ درآن محاربات فتح شاہزاده نشد ، اما بعد ارتحال پدر شاہزاده پادشاه شد و دین را رواج و اسلام را رونق داد و شریعت را از سر نو زنده گردانید ـ

درجه ۳۳: دانشورے خدا پرستے که بشرف ملازمت حضرت ایشان مشرف شده بود نقل کرد که در برہانپور بخدمت شیخ فضل الله که وے را از اقطاب آن سرزمین

---

۱ - در مخطوطه این فقره مذکور نیست ۱۲ - ۲ - یعنی لباس و ہیئت ۱۲ -
۳ - شاہزادہ سے مراد شاہزادہ خرم ہے جو شاہجہان کے نام سے بادشاہ ہوا ـ
۴ - یعنی بلند ۱۲ -

توان گفت رسیدم ۔ شیخ از من اوضاع واطوار حضرت ایشان را پرسید کہ در سہرند بخدمت ایشان رسیدۂ ہان ! بگو تا ایشان راچہ طور دیدۂ ؟ گفتم از احوال باطن مرا چہ یارا کہ بیان نمایم اما در ظاہر و غائب سنت و دقائق آن چنانچہ ایشان دارند اگر مشائخ[1] وقت جمع شوند عشر عشیر آن اداب از ایشان نیاید ۔ شیخ بغایت مبتہج شد ومسرورگشت و فرمود پس ہرچہ آن قطب الاقطاب از اسرار حقیقت می‌گوید و می نویسد ہمہ صحیح واصیل است ودران صادق وبآن متحقق کہ علامت صدق مقال و علو حال اتباع برکمال است ۔ مرا بایشان اخلاص و محبت غائبانہ تمام است و لہذا دران ایام کہ حضرت ایشان را والیٔ وقت بگفتۂ بعضے دشمنان دین ایشانرا در حضور خود طلبیدہ وتکلیف سجدہ نمودہ وایشان اورا سجدہ نکردہ اند ودر قلعہ گوالیار ایشان را مقیدساخت، شیخ ہموارہ ہر پنج وقت نماز برائے خلاصی ایشان دعا و فاتحہ وردساختہ بود از آنجاست کہ چون کسے پیش شیخ بارادت وانابت رفتے واورا معلوم گشتے کہ سہرندی است فرمودے عجب است کہ شما در شہر حضرت ایشان مسکن دارید و بجائے دیگر مرید می شوید و آفتاب را گزاشتہ بستارہ رجوع می آرید ۔

درجہ ۳۴ : یکے از امرائے وقت کہ در کار حضرت ایشان ترددے داشت از قاضی القضاۃِ عصر کہ بخدمت حضرت ایشان ارادت داشت در خلوت پرسید کہ شما عالمید وصادق القول وصاحب امانت و دیانت از حال ایشان بگوئید ۔ فرمود کہ احوال باطنہ این طائفہ از ادراک ما بیرون است اما این قدر می دانیم کہ اطوار و اوضاع ایشان مارا بطور اولیاء ما تقدم یقین تازہ بخشید زیراکہ چون ریاضات عجیبہ وطاعات غریبۂ کمل متقدمین را در کتب سلف مطالعہ می کردیم در دل می‌گذشت کہ شاید مریدان ایشان بمبالغہ نوشتہ باشند ۔ چون اوضاع ایشان را دیدیم آن تردد برخاست بلکہ از محرران احوال اولیاء آزردہ ایم کہ چراکم نوشتہ اند ۔

درجہ ۳۵ : عالمے عاملے پرہیزگارے مقتدائے عصرے درباب تصانیف شریف حضرت ایشان می گفت کہ کتب و رسائل قوم تصنیف است یا تالیف ، تالیف آن است کہ

۱- درمخطوطہ : اگر مشائخ وقت جمع عشر عشیر آن آداب ایشان نیاید ۔

ایشان سخنان مردم را بترتیب نیکو جمع نمایند وتصنیف آنکه علوم و اسرار و نکات و مقامات حاصله خود را بنگارند ۔ مدتها بود کہ تصنیف از عالم ساقط شده بود و ہمین تالیف مانده ۔ ہر چند من مرید ایشان نیستم اما حق و انصاف آن ست کہ درین جزو زمان مکاتیب و رسائل ایشان تصنیفات ست نہ تالیفات زیرا کہ ہر چند بران عبور نمودیم از دیگران آنجا نقلے ندیدیم الا بندرت و ضرورت ۔ بیشتر مکشوفات و ملہمات خاصہ ایشان است وہمہ عالی وزیبا و منطبق برشریعت غراء جزاه الله تعالی خیر الجزاء ۔

درجه ۳۶ : یکے از فضلائے وقت کہ بصحبت بسیارے از عرفا و علماء رسیده بود وسالہا سخنان این طائفۂ علیہ دیده وشنیده ، چون قیل و قال بعضے معاندان دین درکلمات عالیات حضرت ایشان قدس سره استماع نمود ، فرمود کہ حق این ست کہ مزاج اہل زمانہ شایان ادراک دقائق و حقائق این بزرگوار نیست ، این عزیز در ایام سلف می‌بایست تا قدر ومرتبہ او را و درجۂ کلام او را در می‌یافتند و متاخران سخن او را بہ استشہاد واستدلال درکتب خود ایراد می‌نمودند ۔ فطرت ارباب این عصر باسخنان ایشان چون قصہ آن کوتہ اندیش است درباب آن دانائے حکمت کیش ' و آن حکایت چنین بودکہ دانائے در محفل شاہے بر زبان راند کہ جانورے دیده ام کہ اخگر برافروختہ می‌خورد ، مجلسیان کہ آن را ندیده بودند باور شان نیامد ، باوے درپیچیدند و بجہالت وبلاہت وے اتفاق نمودند ۔

درجه ۳۷ : فاضلے کاملے معمرے بہ طینت کشف و معرفت مخمرے کہ مشائخ را دیده بود و ارادت بشیخ محمد غوث گوالیاری داشت ، اعنی مولانا حسن غوثی کہ تذکره احوال اولیاء الله نوشتہ است ، در احوال مشائخ کہ در ممالک ہندوستان بہدایت وارشاد اشتغال داشتہ اند ' درعنوان آن ایشان را باین القاب نگاشتہ :

''بالانشین مسند محبوبیت ، صدر آرائے محفل وحدانیت ، خدیو مقام فردیت صاحب مرتبت قطبیت ۔''

درجه ۳۸ : ہدایت و سیادت پناه سید میرک شاه وشیخ اجل کبروی میر محمد مومن بلخی و مولاناء ربانی حسن قبادیانی واقضی القضاة مولانا تولک مصحوب درویشے امانات

و دعوات نیازمندانه بحضرت ایشان مرسل داشته[1] بودند - درویش صفاکیش دعوات همه را بخدمت آنحضرت رسانید - بعد ازان پیغام از پیر خود میر محمد مومن بلخی معروض داشت که ایشان بعد از عرض نیاز بجناب حضرت شما چنین گفته اند که اگر کبرسن و مسافت بعیده مانع نبودے بملازمت ایشان رسیده بقیة العمر درخدمت بسر بردمے و از احوال بلند مالا عین رأت ولا أذن سمعت اقتباس نمودمے - چون این موانع درمیان است التماس آنست که از مخلصان حضور دانسته بافاضات غائبانه متوجه احوال این محب بظاهر مهجور و بمعنی در حضور باشند - وآن درویش گفت که مرا فرموده اندکه از جانب من بایشان بیعت نمائی ، برخاست و بخدمت ایشان از جانب مشار الیه بیعت کرد ووقت رخصت التماس نمود که اعزۂ آنجا معارف بلند ایشان شنوده اند ، بشوق تمام التماس نموده اندکه مکتوبے مشتمل برحقائق علیه مرسل گردد ، غایت کرم خواهد بود ، حضرت ایشان دو کلمه متضمن دعا دادند -

و بعضےاعزه که از دیار بلخ و ماوراء النهر به هندوستان سفر[2] کرده بودند می‌گفتند که درملازمت قدوة العرفاء میر مشار الیه بودیم که معارف حضرت ایشان چون بآنجا رسید بمطالعه حضرت میر درآمد رقص کرده اند و فرمودند که اگر سلطان العارفین و سید الطائفه درین وقت می بودند غاشیه برداری این عزیز می کردند -

درجه ۳۹ : سید زادۂ صالح خداپرست که از مخلصان حضرت ایشان بود ، باین حقیر نقل نمود که روزے یکے از منکران این طائفه گفت که حضرت ایشان می گویند که :

"اگر خواجه بهاء الدین نقشبند درین وقت می بود خدمت من می کرد -"

از استماع این سخن تعجب روئے نمود ، گفتم معاذ الله! ایشان چنین نفرموده باشند - طریقهٔ ایشان نیست که این قسم حرف برزبان رانند ، اتفاقاً درآن ایام بطاعون گرفتار گشتم - شبے در شدت مرض دیدم که ملائکه از آسمان برائے قبض روح من فرود آمدند - درین اثنا حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند قدس سره پیدا شدند و بملائکه خطاب فرمودند که این سید زاده را حیات بخشیدند ، شما باز گردید - قابضان ارواح پرسیدند که سبب چیست ؟ فرمودند که اگر وے از عالم برفت سه کس کافر می شوند - بعد ازان

---

۱ - مخطوطه : مرسل بودند -

۲ - درخطیه : بهندوستان کرده بودند -

بمن خطاب کرده فرمودند ''اگرچہ حضرت ایشان این سخن را کہ طاعن نقل کرد نگفتہ اند اما درجۂ ایشان ازان ہم عالی ترست ۔

درجه ۴۰ : وہم وے گفت کہ شبے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ را در واقعہ دیدم کہ گویا براہے می روند ۔ در پیش ایشان فوج ست و عَلَمہائے پادشاہانہ پیش پیش ایشان می برند و عقب ایشان نیز فوجے است و مانند پادشاہان بجاہ و جلال و حشمت می روند و من نزدیک ایشان می روم ۔ درین اثنا شخصے بامن گفت کہ پدران تو در سلسلۂ چشتیہ ارادت دارند ، تو چرا در سلسلۂ نقشبندیہ رفتی و مرید حضرت ایشان شدی ؟ گفتم کہ سگ از ہر جا کہ پارچہ نانے بیابد ہماں جا آساید ، بجائے دیگر نرود ۔ آن شخص گفت کہ در طریقہ حضرت خواجہ معین الدین و حضرت ایشان چہ تفاوت دیدی کہ ملازمت ایشان گزیدی و از پیران اجداد خود رمیدی ؟ گفتم کہ فرق درمیان حضرت ایشان و مشائخ آبا و اجداد مثل فرق حبیب اللہ و کلیم اللہ علیہما السلام است :

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتوِ صفات
تو عینِ ذات می نگری در تبسمی

حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ بآن شخص خطاب باعتاب کردہ فرمودند کہ او را ہیچ مگو کہ پیر وے بسیار متشرع است و بغایت الغایۃ رسوخ و استقامت دارد ۔

الحضرة الرابعة

فی بیان شطر من مقاماته الخاصة و درجاته العالیة التی خصه الله تعالیٰ بها من بین اولیائه[1] ۔

درجه ۱ : حضرت ایشان را حق تعالیٰ از اخص خواص و از علمائے راسخین گردانید و ازآن اقل قلیل که بوراثت نبوی علیه السلام محرم اسرار متشابهات قرآنی و مقطعات فرقانی ساخت چنانکه آنحضرت خود نگارش فرموده اند که :

قدسیه : این فقیر تا مدت متشابهات را مفوض بعلم حضرت حق میساخت و علماء راسخین را غیر از ایمان بمتشابهات نصیب نمی یافت و تاویلاتے که بعضے علماء صوفیه بیان کرده اند آنها را لائق شان آن متشابهات نمی دانست وآن تاویلات را از اسرارے که قابل استتار باشند تصور نمی کرد ۔ چنانکه عین القضاة از الف ، لام ، میم ، الم خواسته بمعنی دردکه لازمهٔ محبت است و امثال آن ۔ آخرکار چون حضرت حق تعالیٰ به محض فضل شمهٔ از تاویلات متشابهات برین فقیر ظاهر ساخت و جدولےازآن محیط بزمین استعداد این مسکین کشاده گردانید ، دانست که علماء راسخین را از تاویلات متشابهات و مقطعات نصیب وافر است و همچنین آنکه بعضے علماء از وجه ذات مراد داشته اند و از ید قدرت ، آن هم نیست ، بلکه تاویل آنها از اسرار غامضه است که باخص الخواص آن را نموده اند و از حروف مقطعات چه گوید که هر حرفے ازان حروف بحرے است مواج و از اسرار خفیهٔ عاشق و معشوق است و رمزے ست غامض از رموز دقیقهٔ محب و محبوب ۔ محکمات هرچند امهات کتاب اند اما نتائج و ثمرات آن متشابهات اند ۔ مقاصد کتاب متشابهات اند امهات وسائل پیش نیستند ۔ عالم راسخ کسے بود که این را با آن جمع سازد و حقیقت را تواند که بصورت آرد ۔ آنکه بے علم محکمات و بے عمل مقتضیات

---

۱ ـ ترجمه : حضرت چهارم در بیان بعض مقامات خاصه و درجات عالیه حضرت ایشان که الله تعالیٰ ایشان و را از اولیاء مخصوص ساخته ۔

آن محکمات تاویلات متشابہات جوید و صورت را گذاشتہ بحقیقت پوید ، آنکس جاہل است و از جہل خود بے خبر ، وضال است و از ضلالت خود بے شعور ۔

نیز رقم فرمودند کہ :

علم متشابہات مخصوص برسل است علیہم الصلوات و از امتان آنمگر اقل قلیل را بہ تبعیت و وراثت ازین علم مشربے ارزانی دارند ۔ درین نشاء برقع از جمال شان برایشان بکشایند اما امید است کہ در نشاء آخرت جم غفیر از امتان نیز بہ تبعیت باین دولت مہتد گردند ۔ این قدر بعلم می در آید کہ درین نشاء نیز بعضے دیگر را ورائے آن اقل روا است کہ باین دولت مشرف سازند اما علم بحقیقت معاملہ ندہند و تاویل منکشف نسازند بالجملہ جائز است کہ تاویل متشابہات حاصل آن بعضے بود اما ندانند کہ چہ حاصل دارد زیراکہ متشابہات کنایات از معاملات اند ، روا بود کہ معاملہ حاصل شود و علم بآن معاملہ حاصل نگردد ۔ این معنی را در یک فردے از متشابہات خود مشاہدہ نمودہ است بدیگران تا چہ رسد انتہی (مکتوبات) ۔

روزے خدمت مخدوم زادگی عالم ربانی ، نور اتم قیوم خواجہ محمد معصوم سلمہ اللہ باین حقیر در خلوتے فرمودند کہ بر حضرت ایشان اسرار و رموز متشابہات و مقطعات منکشف شدہ است، اما اظہار نمی فرمایند ، ہر گاہ التماس اظہار آن نمودہ شود می فرمایند کہ شیطان دشمن قوی است و پیوستہ در جستجوئے اظہار اسرار پیرامون مے گردد کہ اگر مکاشفان این معاملات برزبان آرند ، استراق سمع نمودہ افشا نماید ۔ حق تعالیٰ علماء را کہ باین معاملہ وا رسیدہ اند راسخین فرمودہ است باعتبار رسوخ ایشان در ستر این معاملہ ۔ ناچار ہر کرا آگاہ ساختہ اند وے مستور داشتہ است ۔ عرض کردم کہ حضرت ایشان قادر اند برآنکہ شیاطین را ازان محل طرد و دفع نمایند و از حوالی خود اینہا را مندفع گردانند تا استراق سمع نتوانند نمود ۔ چون الحاح و التماس از حد افزون شد آنحضرت باظہار اسرار حرف ق را بہ بیان آوردہ اند و ما را از ہوش بردند ۔

درجہ ۲ : حضرت حق تعالیٰ ایشان را مجدد الف ثانی ساختہ چنانکہ خود باین معاملہ تصریح فرمودند ۔ در مکتوبے بعد تحریر علوم و معارف خاصہ برنگاشتہ اند ۔

قدسیه : این علوم مقتبس از مشکوة انوار نبوت علی اربابها الصلوة و السلام کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت و وراثت تازہ گشتہ اند و بطراوت ظهور یافتہ صاحب این علوم و معارف مجدد این الف است کما لا یخفیٰ علی الناظرین فی علومہ و معارفہ التی تتعلق بالذات و الصفات والافعال وتتلبس بالاحوال والمواجید و التجلیات و الظهورات فیعلمون ان هذه العلوم و المعارف وراء علوم العلماء و وراء معارف الاولیاء بل علوم هؤلاء بالنسبة الی تلك العلوم قشر و تلك المعارف لب ذلك القشر والله سبحانہ الهادی ۔

بدانند کہ برسر ہر مأتہ مجددے گذشتہ است اما مجدد مأتہ دیگر است و مجدد الف دیگر چنانچہ درمیان مأتہ و الف فرق است در مجددین اینها نیز همان قدر فرق است بلکہ زیادہ ازان و مجدد آن ست کہ ہرچہ دران مدت از فیوض و برکات بہ اُمتان برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آن وقت بوند و بدلاء و نجبا باشند انتهیٰ[1] کلامہ الشریف[1]۔

و نیز در مکتوبات چند ایمائے باین مدعا فرمودہ اند آنجا کہ تحریر نمودہ اند :

''اے فرزند ! این آن وقت است کہ در امم سابقہ سابقہ درین طور وقت کہ پر از ظلمت است پیغمبر اولو العزم مبعوث می گشت و بنائے شریعت جدیدہ می کرد درین امت کہ خیر الامم است و پیغمبر ایشان خاتم الرسل علیہ الصلوة والسلام علما را مرتبۂ انبیائے بنی اسرائیل دادہ اند و بوجود علماء از انبیا کفایت فرمودہ اند لهذا برسر ہر مأتہ از علماء این امت مجددے تعین می نمایند کہ احیاء شریعت فرماید علی الخصوص بعد مضی الف کہ در امم سابقہ وقت بعثت اولوالعزم است و بہر پیغمبرے درآن وقت اکتفا ننمودہ اند ۔ درین طور وقت عالمے عارفے تام المعرفہ ازین امت درکار است کہ بمقام اولی العزم امم سابقہ باشد انتهیٰ ۔''

و در جائے دیگر در ہمین باب نوشتہ اند کہ :

---

۱ ۔ مکتوب چهارم جلد دوم ۱۲ ۔

''آخریت این امت از بدایت الف ثانی است از ارتحال آن سرور علیہ السلام زیراکہ مضی الف را خاصیتے ست عظیم در تغییر امور و تاثیرے است قوی در تبدیل اشیاء و چون درین امت نسخ و تبدیل نبوده ناچار نسبت سابق بہمان طراوت و نضارت در متاخران جلوه گرگشتہ است و تائید شریعت و تجدید ملت در الف ثانی فرموده ، گواہان عدل برین معنی حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوة والسلام و حضرت مہدی است علیہ الرضوان ۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

اے برادر این سخن امروز بر اکثر خلائق گران است و از افہام اینہا دور، اما اگر بر سر انصاف بیایند و علوم و معارف یکدیگر را موازنہ کنند و صحت و سقم احوال را بمطابقت علوم شریعت و عدم مطابقت آن ملاحظہ نمایند و تعظیم و توقیر شریعت و نبوت را ببینند کہ در کدام یکے بیشتر است شاید از استبعاد برآیند ۔ دیده باشند کہ فقیر در کتب و رسائل خود نوشتہ است کہ طریقت و حقیقت خادمان شریعت اند و نبوت افضل از ولایت است اگرچہ ولایت آن نبی باشد و نوشتہ کہ کمالات ولایت را در جنب کمالات نبوت ہیچ مقدارے نیست کاشکہ حکم قطره داشتے نسبت بدریائے محیط و امثال این بسیار رقم نموده خصوصاً در مکتوب بیان طریق ، آنجا ملاحظہ نمایند ۔ مقصود ازین گفتگو اظہار نعمت حق است سبحانہ و ترغیب طالبان این طریق ، نہ تفضیل خود بر دیگران ۔ معرفت خدائے جل وعلا برآن کس حرام است کہ خود را از کافر فرنگ بدتر نداند فکیف از اکابر دین ۔

ولے شہ چون مرا برداشت از خاک
سزد گر بگذرانم سر ز افلاک
من آن خاکم کہ ابر نو بہاری
کند از لطف بر من قطره باری
اگر بر روید از تن صد زبانم
چو سوسن ، شکر لطفش کے توانم

(مکتوبات)

درجه ۳ : نگارش فرموده اند :

قدسیه : علومے کہ تعلق بمقام فنا فی اللہ و البقاء بہ داشتند حق سبحانہ بعنایت خود منکشف گردانید و ہمچنین معلوم ساختہ کہ وجہ خاص ہر چیز چیست ؟ و سیر فی اللہ بچہ معنی است ؟ و تجلی برق چہ باشد ؟ و مہدی المشرب کیست ؟ و امثال آن ۔ در ہر مقام لوازم و ضروریات آنرا می نمایند و می گذرانند و کم چیزے مانده باشد کہ اولیاء اللہ قدس اللہ اسرارھم آن را نشان داده باشند در راه فرو گذارند و ننمایند قبل من قبل بلا علة ۔ (مکتوبات)

درجه ۴ : نوشتہ اند :

قدسیه : اللہ تعالیٰ بمحض عنایت بے غایت در مدارج کمالات ترقیات ارزانی داشتہ است فوق مقام ولایت مقام شہادت است و نسبت ولایت بشہادت نسبت تجلی صوری است بتجلی ذاتی بل بعد ما بینہما اکثر من بعد ھذین التجلیین و فوق مقام شہادت مقام صدیقت است و تفاوتے کہ میان این دو مقام است اجل من ان یعبر بعبارۃ و اعظم ان یشار الیہ باشارۃ و فوق آن مقامے نیست الا النبوۃ علی اھالیھا الصلوات والتسلیمات و نشاید کہ میان صدیقیت و نبوت مقامے بوده باشد بلکہ محال است و این حکم بمحالیت بکشف صریح و صحیح معلوم گشتہ و آنچہ بعضے اہل اللہ واسطہ میان این دو مقام ثابت کرده اند و آن را بقربت نامیده اند بآن نیز مشرف ساختند و بر حقیقت آن مقام اطلاع دادند ۔

بعد از توجہ بسیار وتضرع بے شمار اولاً ہمان طور کہ بعضے اکابر فرموده اند ظاہر شد ۔ آخر الامر حقیقت را معلوم فرمودند آرے حصول این مقام بعد حصول صدیقیت است در وقت عروج ، اما واسطہ بودن محل تامل است و آن مقام بسے عالی است و در منازل عروج فوق آن مقامے نیست وزائدیت وجود برذات جل و علا درین مقام ظاہر می شود چنانکہ مقرر علمائے اہل حق است شکر اللہ سعیھم واینجا وجود ہم در راه می ماند وفوق آن عروج واقع می شود ۔ ابو المکارم رکن الدین شیخ علاء الدولہ دربعضے مصنفات خود می فرمایند وفوق عالم الوجود عالم الملک الودود ومقام صدیقیت از

مقام بقا است کہ رو بعالم دارد پایان تر ازین مقام مقام نبوت است کہ فی الحقیقت بالا تر است و کمال صحو و بقا است ۔ مقام قربت لیاقت برزخیت این دو مقام ندارد کہ رویش بہ تنزیہ صرف است ۔

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
ہرچہ استاد ازل گفت ہمان می گویم

علوم شرعیہ نظریہ استدلالیہ ضروریہ کشفیہ ساختہ اند واز نظریت بہ ضرورت آوردہ اند ۔

درجہ ۵ : رقم فرمودہ اند :

قدسیہ : استطاعت مع الفعل منکشف شدہ است ، پیش از فعل قدرتے ندارد وقدرت بمقارنت فعل می بخشند وتکلیف برسلامت اسباب و اعضا می دانند کما قررہ علماء اہل السنۃ ودرین مقام برقدم حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ می یابد ۔ ایشان درین مقام بودہ اند و حضرت خواجہ علاء الدین را قدس سرہ نیز ازین مقام نصیبے ہست واز بزرگان این سلسلہ علیہ حضرت خواجہ عبد الخالق (غجدوانی) اند و از مشائخ متقدمین حضرت خواجہ معروف کرخی وامام داؤد طائی و خواجہ حسن بصری و حبیب اعجمی قدس اللہ تعالی اسرارہم ۔

درجہ ٦ : بقلم آوردہ اند :

قدسیہ : درویشے را ہوس این راہ پیدا شد ، عنایت خداوندی جل سلطانہ او را بیکے[1] از خلفاء خانوادۂ حضرت خواجگان قدس اللہ تعالی اسرارہم رسانید واز آنجا طریقہ این بزرگواران اخذ کردہ ملازم صحبت آن عزیز گشت بہ برکت توجہ آن بزرگ جذبہ کہ از جہت استہلاک در صفت قیومیت می خیزد او را حاصل گشت و از طریق اندراج النہایۃ نیز شرے میسر شد ۔ بعد از تحقق این جذبہ کار اوبسلوک قراریافت واین راہ بہ تربیت روحانیت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ تابنہایت رسانید یعنی باسمے کہ رب اوست و ازان اسم بقابلیت اولی کہ معبر بحقیقت محمدیہ است علی صاحبہا الصلوۃ والسلام بمدد روانیت حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ عروج نمودہ واز آنجا بدستگیری روحانیت حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ فوق آن قابلیت[2] استعلاء میسر شد واز آنجا تا مقامے کہ فوق آن

---

۱ ۔ مراد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالی ۱۲ ۔

۲ ۔ مبدء و معاد صفحہ ٦۲، مطبوعہ ادارہ سعدیہ مجددیہ و درمخطوطہ: فوق آن اعزہ استقلال میسرشد ۔

قابلیت است وآن قابلیت کالتفصیل است آن مقام را و آن مقام اجمال اوست و آن مقام مقام اقطاب محمدیہ است بہ تربیت روحانیت حضرت خاتمیت علی صاحبہا الصلواۃ والسلام والتحیۃ ترقی واقع شد و در وقت وصول باین مقام نحوے امداد از روحانیت حضرت خواجہ علاءالدین عطار کہ خلیفۂ حضرت خواجہ نقشبند اند قدس اللہ تعالی اسرارہما و قطب ارشاد بودند باین درویش رسید ۔ نہایت عروج اقطاب تااین مقام است و دائرہ ظلیت تا ہمیں مقام منتہی می شود ، بعد ازان اصل خالص است یا ممتزج ۔ طائفہ افراد بوصول این دولت ممتازند ۔ بعضے از اقطاب را بواسطۂ مصاحبت افراد تا مقام ممتزج عروج واقع شدہ و می شود ، ناظر اصل ممتزج بظل می گردند اما وصول باصل خالص یا نظر بآن علی تفاوت درجاتہم خاصۂ افراد است ۔ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ۔

و این درویش را خلعت قطبیت ارشاد بعد از وصول بآن مقام کہ مقام اقطاب است، ازان سرور دین و دنیا علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام عنایت شد و باین منصب سرفراز ساختند ۔ بعد ازان باز عنایت خداوندی شامل حال او گشت و از آنجا متوجہ فوق ساخت یک دفعہ تا با اصل ممتزج برد و فنائے در آنجا میسر شد ، چنانکہ درمقامات سابقہ ۔ و از آنجا بمقامات اصل ترقی ارزانی فرمودہ باصل الاصل رسانیدند ۔ ودرین عروج اخیر کہ عروج در مقامات اصل است مدد از روحانیت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر بود قدس اللہ تعالی سرہ الاقدس وبقوت وتصرف ازآن مقام گزارنیدہ باصل الاصل واصل گردانیدند واز آنجا بعالم باز گردانیدند چنانکہ از ہر مقامے باز می گردانیدند ۔

وایضاً این درویش را مایۂ نسبت فردیت کہ عروج اخیر مخصوص بآنست از پدر[1] بزرگوار خود حاصل شدہ بود و پدر بزگوار او را از عزیزے[2] کہ جذبۂ قویہ داشتند وبخوارق مشہور بودند بدست آمدہ ۔ ونیز این درویش را علوم لدنی از روحانیت حضرت خضر بودہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام لیکن تا زمانے کہ از مقام اقطاب نگذشتہ بود، اما بعد از عبور ازآن مقام وحصول ترقیات عالیات اخذ علوم از حقیقت خود است در

---

۱ ۔ شیخ عبدالاحد رحمہ اللہ ۱۲ ۔ ۲ ۔ شاہ کمال کیتھلی رحمہ اللہ ۔

خود بخود از خود می یابد ، احدے[1] را مجال نمانده است تا درمیان درآید ۔ (مبدء و معاد[2] صفحه ۶۱ تا ۶۳ ۔)

درجه ۷ : نگارش فرموده اند که :

قدسیه : این درویش را در وقت نزول که عبارت از سیر عن الله بالله بمقام مشائخ سلاسل دیگرهم عبورے واقع شد واز هر مقام نصیبے فراگرفت و مشائخ آن مقام ممد و معاون کار او شدند واز خلاصهائے نسبت ہائے خویش نصیبے ارزانی داشتند ۔ اول بمقام اکابر چشتیه قدس الله تعالی اسرارهم عبورے واقع شد وازان مقام حظے وافر نصیب گشت و ازآن مشائخ عظام روحانیت حضرت خواجه قطب الدین بیش از دیگران امداد فرمود ۔ الحق ایشان درآن مقام شان عظیم دارند و رئیس آن مقام اند ۔ بعد ازان بمقام کبرویه قدس الله تعالی اسرارهم گذرے واقع شد ۔ این هر دو مقام باعتبار عروج برابرند لیکن این مقام در وقت نزول از فوق در جانب یمین آن شاہراه است ومقام اول بجانب یسار آن صراط مستقیم ۔ واین شاہراہے ست که بعضے از اکابر اقطاب ارشاد از آن راه بمقام فردیت می روند وبنهایت النهایة می رسند ۔ افراد تنها را راه دیگر است ، بے قطبیت ازان راه نمی توان گذشت ۔ این مقام درمیان مقام صفات و این شاہراه واقع شده است کانه برزخ است میان این دو مقام ۔ از هر دو جهت بهره ور است ۔ ومقام اول در جانب دیگر از آن شاہراه واقع شده است که بصفات مناسبت کم دارد ۔

وبعد از آن بمقام اکابر سهروردیه که از شیخ شهاب الدین این طرف اند قدس الله تعالی اسرارهم عبور واقع شد آن مقام متجلی بنور اتباع سنت است علی مصدرها الصلوة والسلام والتحیه ومتزین است بنورانیت مشاهده فوق الفوق و توفیق عبادات رفیق آن مقام است بعضے از سالکان نا رسیده که بعبادات نافله مشغولند وبآن آرام دارند ، نصیبے از آن مقام بواسطهٔ مناسبت آن مقام یافته اند ۔ بالاصالة عبادات نافله مناسب آن مقام است ۔ دیگران را از مبتدیان و منتهیان بواسطهٔ مناسبت بآن مقام است و آن مقام بس شگرف است وآن نورانیت که درین مقام مشهود می شود در مقامات دیگر کم است ۔ ومشائخ این مقام بواسطهٔ کمال اتباع عظیم الشان و رفیع المکان اند و در ابنائے جنس خود امتیاز

---

۱ ۔ در مبدء و معاد : غیرے را ۔

۲ ۔ مطبوعه ادارهٔ سعدیه مجددیه لاهور ۔

خاص[1] دارند ـ بعد از آن بمقام جذبه فرود آوردند و این مقام جامع مقامات جذبات بے اندازه است ، از آنجا نیز فرود آوردند ـ نهایت مراتب نزول تا مقام قلب است که حقیقت جامعه است و ارشاد و تکمیل بفرود آمدن[2] باین مقام تعلق دارد ، درین مقام فرود آوردند ـ پیش از آنکه درین مقام تمکینے پیدا شود باز عروجے واقع شد ـ این زمان اصل را نیز در رنگ ظل واگزاشته درین عروج که در مقام قلب واقع شد بتمکین پیوست ـ (مبدء ومعاد ، صفحه ۶۵)

درجه ۸ : نگاشته اند و از کمال خود خبر داده اندکه :

قدسیه : قطب ارشادکه جامع کمالات فردیت نیز باشد بسیار عزیز الوجود است ـ بعد از قرون بسیار وازمنه' بے شمار این قسم گوہرے بظهور می‌آید و عالم ظلمانی از نور ظهور او نورانی می‌گردد ونور ارشاد وہدایت او شامل تمام عالم است از محیط عرش تا مرکز فرش ہر کسے راکه رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل می شود از راه او می آید و ازو مستفاد می‌گردد ' بے توسط او ہیچ کس باین دولت نمی رسد مثلاً نور ہدایت او در رنگ دریائے محیط تمام عالم را فرو گرفته است و آن دریا گویا منجمد ست که اصلا حرکت ندارد ـ شخصے که متوجه آن بزرگ است و باو اخلاص دارد یا آنکه آن بزرگ متوجه حال طالبے شد، دروقت توجه گوئیا روزنے در دل طالب کشاده می‌شود ، ازان راه بقدر توجه و اخلاص ازان دریا سیراب می‌گردد و ہمچنین شخصے که متوجه ذکر الهی ست جل شانه و بآن اصلا متوجه نیست ، نه از انکار ، بلکه اورا نمی شناسد ، ہمین قسم افاده آنجا ہم حاصل می شود و لیکن در صورت اولی بیشتر از صورت ثانیه است ـ

اما شخصے که منکر آن بزرگ است یا آن بزرگ ازو دربار است ہرچند بذکر الهی تعالی و تقدس مشغول است اما از حقیقت رشد و ہدایت محروم است ، ہمان انکار او سد راه فیض او می‌گردد بے آنکه آن عزیز متوجه عدم افادهٔ او شود و قصد ضرر او نماید ، حقیقت ہدایت ازوے مفقود است ، صورت رشد است و صورت بے معنی قلیل النفع است

---

۱ ـ در مبدء و معاد : تمام ، صفحه ۶۵ ـ ۲ ـ در مبدء و معاد : آوردن ـ

و جامعہ' کہ اخلاص و محبت بآن عزیز دارند ہر چند از توجہ مذکور و ذکر الٰہی تعالیٰ شانہ خالی باشند ، نیز ایشان را بواسطہ' مجرد محبت نور رشد و ہدایت می رسد ۔ (مبدء و معاد ، صفحہ ۶۵ ، ۶۶)

درجہ ۹ : نیز حضرت ایشان را ہفت درجہ متابعت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ از خصائص بزرگ آن حضرت است مشرف ساختہ اند ۔ تحقیق آن ہفت درجہ در مکتوب پنجاہم از دفتر ثانی مکتوبات حضرت ایشان مسطور است بدانجا رجوع نمایند ۔

درجہ ۱۰ : بر حضرت ایشان مشارب استعدادات انبیاء علیہم السلام و مبادی تعینات ایشان ونسبت ہر کدام با علیم علام از محبّیت و محبوبیت و خلت وکذالک سالکانے کہ برقدم پیغمبرے از پیغمبران اند مکشوف گردانیدہ بودند ونیز تفاوت اقدام ہریک را ازان مشارب وا نمودہ اند چنانکہ می فرمودند فلانے در ولایت موسوی است و فلانے در ولایت عیسوی ۔ و فلانے محمدی‌المشرب است و فلانے نزدیک نقطہ' مرکز فلان ولایت ۔ وفلانے قریب دائرہ آن وامثال آن ۔ واین از خصائص عظیمہ و مقامات جسیمہ است ۔

درجہ ۱۱ : و تعین[1] وجودی را کہ تا این زمان عارفے لب بآن نکشودہ برآن حضرت ظاہر ساختند و باسرار و برکات آن مرتبہ قصوی ایشان را ممتاز گردانیدند چنانکہ در مکتوب ہشتاد و نہم (۸۹) از جلد سوم مکتوبات حضرت ایشان و غیرآن مکتوب است ۔

درجہ ۱۲ : حضرت ایشان را باسرار و علوم قلوب خمسہ نواختہ اند خصوصاً بمرتبہ' علیا کہ بقلب خامس تعلق دارد و این مرتبہ اعلائے مرتبہ قرب است و اقصائے منازل حصول ، و از خصائص علیائے آن حضرت و آنحضرت را بمرتبہ' نیابت رسالت پناہ رسانیدند و بمرتبہ' کہ فوق آن مقامے نیست داخل گردانیدند و اقطاب و اوتاد را داخل تحت ولایت آنحضرت ساختند چنانکہ در رسالہ مبدء و معاد[2] افادہ فرمودہ اند :

---

۱ ۔ در مخطوطہ : در تعین وجوی را ۔
۲ ۔ صفحہ ۷۵ تا ۷۹ ، مطبوعہ ادارۂ سعدیہ مجددیہ لاہور ۔

قدسیه : فاذا[1] بلغ العارف الاتم معرفة والاکمل مشهودا هذا المقام العزیز وجوده و الشریف اتبته، یصیر ذٰلک العارف قلباً للعوالم کلها و الظهورات جمیعها وهوالمتحقق بالولایة رلمحمدیة و المشرف بالدعوة المصطفویة علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة فالاقطاب والاوتاد والابدال داخلون تحت دائرة ولایته والافراد والاحاد و سائر فرق الاولیاء مندرجون تحت انوار هدایته لماهوالنائب مناب رسول الله والمهدی بهدی حبیب الله و هذه النسبة الشریفة العزیز وجودها مخصوصة باحد المرادین لیس للمریدین من هذا الکمال نصیب هذا هوالنهایة العظمیٰ والغایة القصویٰ لیس فوقه کمال ولا اکرم منه نوال ۔ لو وجد بعد الوف سنة مثل هذا العارف لاغتنم ولیسری برکته الی مدد مدیدة وآجال متباعدة و هوالذی کلامه دواء و حضرة المهدی سیوجد علیٰ هذه النسبة من هذه الامة الخیرة ذٰلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم ط

درجه ۱۳ : حضرت ایشان را درجات ثلثه ولایت منکشف ساختند : ولایتِ صغریٰ ، ولایتِ کبریٰ ، ولایتِ علیا وآن ہرسه درجه به تفصیل در مکاتیب خویش نوشته اند ۔

درجه ۱۴ : برحضرت ایشان اسرار حقیقت قرآنی و کعبۂ ربانی و حقیقتِ بیت المقدس منکشف ساختند و ظاهر گردانیدند که بعد ہزار سال حقیقت محمدی با حقیقت احمدی متحد

---

۱ ۔ ترجمه : جب یه عارف ، جس کا شهود کامل اور معرفت تام ہے ، اس نادر الوجود مقام پر پهنچ جاتا ہے تو یه عارف تمام عالموں اور کل ظهورات کے لیے بمنزلۂ قلب بن جاتا ہے اورولایت محمدیه اور دعوت مصطفویه سے مشرف اور اس مقام پر پهنچا ہوا یہی عارف ہے ۔ اقطاب ، اوتاد ، ابدال ، افراد و آحاد اور باقی تمام اولیاء الله کے طبقات اس کی ولایت اور ہدایت کے ماتحت آ جاتے ہیں کیونکه رسول الله صلی الله علیه وسلم کا نائب اور ان کی رہنمائی سے کامل ہدایت یافته یہی بزرگ ہے اور یه نادر اور اعلیٰ نسبت مرادین میں سے کسی کے لیے مخصوص رکھی گئی ہے ۔ مریدین کو اس کمال سے کوئی حصه نہیں ملتا ۔ یه آخری درجه اور انتهائی مقام ہے ، جس سے بالا تر نه کوئی کمال ہے اور نه اس سے بڑھ کر کوئی عطا ۔ اس قسم کا عارف اگر ہزاروں برس کے بعد بھی پایا جائے تو بہت غنیمت ہے ۔ اس کی برکت مدت ہائے دراز تک جاری و ساری رہتی ہے اور یہی وہ ہستی ہے جس کا کلام دوا اور نظر شفا ہے ۔ اس خیر امت میں کچھ مدت بعد حضرت مہدی علیه السلام اسی نسبت پر ظهور فرمائیں گے اور یه خدا کی دین ہے ، جسے چاہے دے دے اور الله تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں ۔

گشت و این معنی را بتفصیل تحریر فرموده اند ۔

درجه ۱۵ : بر حضرت ایشان قدس سره ظاہر ساختند کہ درین نشاء ہر چند رویت نیست اما بے رویت نیست بعد ازان رقم نموده اند کہ :

قدسیه : این دولت عظمیٰ کہ بعد از زمانِ اصحاب کم کسے باین دولت مستسعد گشتہ است ہر چند این سخن مستبعد می نماید و مقبول اکثرے نمی گردد اما اظہار نعمت می نماید کوتہ اندیشان قبول کنند یا نہ و این نسبت فردا بر وجہ اکمل در حضرت مہدی علیہ الرضوان ظہور خواہد یافت (مکتوبات شریفہ) ۔

درجه ۱۶ : حضرت حق تعالیٰ ایشان را بحق الیقین مشرف ساختہ کہ حق الیقین مصطلح صوفیہ نزد آن عین الیقین است بعد تحریرآن نگارش فرموده اند کہ :

قدسیه : و از[1] عین الیقین و حق الیقین چہ گوید ؟ اگر گوید کہ فہم کند و چہ دریابد ؟ این معارف از حیطهٔ ولایت خارج است ، ارباب ولایت در رنگ علمائے ظواہر در ادراک آن عاجزاند و در درکِ آن قاصر ۔ این علوم مقتبس از مشکواة انوار نبوت اند کہ بعد از تجدید الف بہ تبعیت و وراثت تازه گشتہ اند ۔ (مکتوبات شریفہ ہ ج ۲)

درجه ۱۷ : بر حضرت ایشان قدس سره ورائے جذبهٔ و سلوک طریقے ظاہر ساختہ اند ۔ و آن را حضرت ایشان بطریق اقتباس[2] از مشکوة نبوت تعبیر نموده اند و تفصیل آن در مکتوب سیصد و یکم (۳۰۱) (دفتر اول) واقع است ۔

درجه ۱۸ : حضرت ایشان را بکمال اتباع سرور کائنات علیہ و علی آلہ الف الف صلوات و تسلیمات بمقامے کہ فوق مقام رضا است ممتاز گردانیدند چنانکہ در دوم مکتوب از جلد ثانی آنرا نگارش فرموده اند ۔

درجه ۱۹ : حضرت ایشان را خزینہ دارِ رحمت گردانیدند چنانکہ در مکتوب سیصد و یازدہم (۳۱۱) از جلد اول بتقریب سرہائے دو چشمی اشارت باین معنی فرموده اند ۔

---

۱ - در مخطوطہ : ازین حق الیقین ۔ ۲ - در مخطوطہ : اقتباس نبوت ۔

درجه ۲۰ : حضرت حق سبحانہ ایشان را بمقام سابقان کہ درجۂ آنہا فوق درجات اصحاب یمین است ، واصل گردانید ۔

درجه ۲۱ : حضرت حق سبحانہ ایشان را مکلم و محدث گردانید بفتح[1] دال چنانکہ آنحضرت در مکتوبے نگارش فرموده اند :

قدسیه : اعلم[2] ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاهاً و ذٰلک لافراد من الانبیاء علیهم الصلوات والتسلیات و قدیکون ذٰلک لبعض الکمل من متابعیهم بالتبعیة والوراثة ایضاً اذ اکثر هذا القسم من کلامہ[3] مع واحد منهم سمی محدثاً کما کان امیرالمومنین عمر رضی الله تعالیٰ عنه و هذا غیر الالهام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام الذی مع الملک انما یخاطب بهذا الکلام الانسان الکامل الجامع لعالمی الامر والخلق و الروح و النفس و آلة العقل و الخیال والله یختص برحمته من یشاء والله ذوالفضل العظیم ۔

درجه ۲۲ : حضرت ایشان را بولایت انبیاء علیهم السلام مشرف ساختند ـ از ولایت ظلی بولایت اصلی الحاق[4] بخشیدند ۔

درجه ۲۳ : حضرت ایشان را سیرے ورائے سیر آفاق و انفسی منکشف ساختند ۔

درجه ۲۴ : حضرت ایشان را بہ نسبت قیومیت مشرف ساختند چنانکہ تفصیل این در مکتوبات مندرج است ۔

---

۱ ـ در مخطوطہ ۲ و ۳ : این کلمہ قبل ''گردانید'' مذکور است ۔

۲ ـ ترجمہ : واضح ہو کہ بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کبھی بلا واسطہ کلام فرماتا ہے ـ ایسا انبیاء علیهم السلام میں بعض کے لیے ہوا ہے ـ اور کبھی انبیاء علیهم السلام کے کامل متبعین میں سے بھی بعض کو بطریق وراثت کے یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے ـ اگر اس نوع کا کلام کسی فرد امت کے ساتھ بکثرت پایا جائے تو وہ شخص محدث کہلاتا ہے ، جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـ یہ کلام الہام، القاء قلبی کے مغائر ہے ـ فرشتہ کے ساتھ جو کلام ہوتا ہے ، اس کی نوعیت بھی یہ نہیں ـ اس کلام کا مخاطب صرف وہ انسانِ کامل ہے جو عالمِ امر ، عالمِ خلق، عالمِ روح و نفس اور آلۂ عقل و خیال کا جامع ہو ـ

۳ ـ در مخطوطہ ۲ ـ : کلام ـ و در مخطوطہ ۳ : من الکلام ـ

۴ ـ در مخطوطہ ۳ : امتیاز ـ

درجه ۲۵ : آنحضرت را قطب الاقطاب ارشاد گردانیدند که در روئے زمین و بالائے آسمان فیض بتوسط ایشان برسد بشرط عدم انکار که منکر محروم مطلق است ـ

درجه ۲۶ : حضرت حق سبحانه بعضے مریدان ایشان را بطفیل ایشان بدرجهٔ قطبیت رسانید ـ

درجه ۲۷ : حضرت ایشان می فرمودند که بر من منکشف ساختند که این سلسله بردست فرزندانِ من تا روز قیامت باقی خواهد ماند ـ

پوشیده نیست که احصائے جمیع درجات آنحضرت از حیطهٔ حوصلهٔ کاتب و قرطاس خارج است ، بالضرورة بهمین قدر اکتفا رفت و برخے از درجات ایشان در **حضرة سادسه** که در بیان مکاشفات آنحضرت است و شطرے در احوال خلفا و اصحاب ایشان نیز ذکر خواهد یافت ان شاء الله تعالیٰ ـ

الحضرة الخامسة

فی و ظالفه و طاعاته و اخلاقه رضی الله عنه

عمل حضرت ایشان درگرما و سرما و سفر و حضر آن بود که بعد نصف لیل بیدار می گشتند و ادعیهٔ مسنونهٔ آن وقت می‌خواندند ـ بعد ازان باستنجا می‌رفتند و نخستین قدم چپ درموضع خلا می‌درآوردند و بعد ازان پائے راست و دعائے مسنونهٔ آن وقت می خواندند ـ بعد ازان آنکه آنجامی نشستند ، قوت برپائے چپ می کردند ـ بعد ازان بکلوخ طاق استنجا می نمودند ، بعد ازان بآب استنجا می کردند ـ بعد ازان بوضو می‌پرداختند ، مستقبل قبله می نشستند و در وضو مدد از کسے نمی خواستند ، آفتابه بدست چپ نهاده اول آب بدست راست می ریختند ، بعد ازان بر دست چپ ، بعد ازان ہر دو دست جمع کرده می شستند و خلال اصابع از طرف کفِ دست می نمودند[1] و در حین مضمضه مسواک استعمال می فرمودند ، سه بار بجانب یمین و سه بار بجانب یسار و سه بار برزبان می گذراندند و اگر زیاده می کردند رعایتِ و تر می‌نمودند ابتداء از دندانهائے بالای جانب راست می کردند ، بعد ازان بر دندانهائے زیر ہمان طرف ، بعد ازان بر دندانهائے بالای طرف چپ ، بعد ازان بر دندانهائے زیر ہمان جانب ـ در ہر وضو التزام مسواک داشتند و بعد فراغ گاه مسواک را چنانکه کاتب قلم نگهدارد (بالائے[2] گوش) می داشتند و اکثر بخادم می سپردند ، و اصحاب ایشان مسواک را بر پیچ دستار نگاه می داشتند ، و آب مضمضه دور ترک می انداختند و بتثلیث در مضمضه[3] واستنشاق[4] بآبهائے[5] جدا جدا کرده بر روئے مبارک بکمال آہستگی و لینت از بالائے پیشانی آب می ریختند و دست راست برخد راست گذاردن را برگذراندنِ دستِ چپ بر رخسارهٔ چپ گونه تقدم می دادند تا ابتدا به یمین باشد و در وقت ، غسلِ وجهِ مبارک دستار خود راکج می‌نهادند تا ربعے

---

۱ ـ در مخطوطه ۱ : می خوردند ـ

۲ ـ در مخطوطه این کلمه مانا که از کتاب مانده است ـ

۳ ـ مضمضه = کلی کرنا ـ ۴ ـ ناک میں پانی چڑھانا ـ

۵ ـ در مخطوطه ۱ : کاتب اینجا بیاض گذاشته ـ

از سر مکشوف گردد و از آنجا شستہ شود و بنوعے آب بر روئے مبارک می کشیدند کہ رشاشہٴ ازآن بر جامہ یا بر بدن نمی جست و در ہر مرتبہ تا عدم[1] قطران دست بر رو می کشیدند کہ مبادا قطرۂ بماند و برجامہ چکد ۔ بعد ازان دست راست تا آرنج سہ مرتبہ می شستند و ہر مرتبہ مکرر دست بالائے آن می گردانیدند تا آنکہ قطرہ نمی ماند و ہمچنین دست چپ ۔ وآب از جانب انگشتان می ریختند ۔ وآبے کہ برائے مسح در دست راست می گرفتند آنرا بدست چپ رسانیدہ دور ترک می‌انداختند کہ رشاشہٴ آن از زمین نخیزد و بجامہ نرسد و تمام سر را مسح می کردند از مقدم رأس تا مؤخر آن ۔ بر فرق سر بباطن اصابع یدین مسح می کردند و در اطراف سر بکفِ ہر دو دست از مؤخر رأس بمقدم آن باز می آوردند ۔ بعد ازان بہمان آب مسح باطن گوش بسبابہ و ظاہرآن بباطن نرانگشت می کردند ، بعد ازان بہ پشت (کف[2]) مسح رقبہ می‌نمودند و در شستن پائے راست و چپ تثلیث می کردند و باشتالنگ[3] پارۂ ساق می شستند و ہر بار چندان دست بربالائے آن می گردانیدند کہ نزدیک بخشک شدن می رسید و ادعیہ ماثورہ کہ در وقت غسل ہر عضو مروی است مواظبت داشتند ۔ و بعد از فراغ از وضو نیز ادعیہ ماثورہ می خواندند و اعضائے وضو را بجامہ پاک نمی کردند ۔ بعد ازان جامہائے لطیف و نفیس می پوشیدند و بہ تجمل و وقار تمام بنماز متوجہ می شدند و دو رکعت خفیف می گذاردند و باقی نماز تہجد را بطول قرآت ادا می کردند ، غالباً دو سہ جزو قرآن میخواندند ۔ گاہ در غلبات از نصف لیل تا صباح در یک رکعت می گذشت ، چون خادم فریاد می‌کرد کہ صبح رسید رکعت ثانیہ را بتخفیف ادا می‌کردند و سلام می دادند ۔ و اکثر اوقات تا دوازدہ رکعت کم و بیش بر طبق اقتضائے وقت می گذاردند ۔ بعد از ہر دوگانہ بخضوع و خشوع در مراقبہ و استغراق اشتغال می‌نمودند و بعد از فراغ صد بار استغفار وادعیہٴ دیگر و صلوات می‌خواندند و تا صباح بمراقبہ می‌ساختند و یا بکلمہٴ طیبہ می پرداختند ، و پیش از صبح اندکے بر وفق سنت سنیہ نبویہ علی مصدرہا الصلوۃ و السلام و التحیہ بخواب می رفتند تاتہجد بین النومین واقع شود و قبل صبح بیدار

---

۱ ۔ یعنی پانی ٹپکنا بند ہونے تک ۔ ۲ ۔ در مخطوطہ ۱ : این لفظ مذکور نیست ۔

۳ ۔ در مخطوطہ ۳ : باکعبتین ۔

می‌گشتند و وضوئے جدید ساختہ سنت در خانہ می‌گذاردند ۔ بعد ازان بجانب قبلہ دست راست زیر رخسارۂ راست داشتہ دراز می کشیدند و معاً برخاستہ متوجہ مسجد می‌گشتند ۔ در آخر ترک این اضطجاع [1] نموده بودند ۔ بعد ازان فرض فجر [2] را در مسجد بجماعت کثیره در اول روشنی و آخر غلس ادا می‌نمودند و خود امامت می کردند و طوال مفصل می خواندند ۔ بعد از فراغ نماز بعضے ادعیہ ماثوره می‌خواندند و بجانب قوم ویا بیمین ویسار رجوع فرموده دست بدعا بر می داشتند و بعد از دعا ہر دو دست بر روئے خود می کشیدند وبا اصحاب حلقہ ذکر کرده می نشستند و بشغل باطنی می پرداختند تا آفتاب قدر نیزه بلند می گشت ، در ضمن حلقہ گاه قرآن ہم از حافظ می‌شنیدند ۔ آنگاه نماز اشراق بطول قرأت دو رکعت می‌گذاردند ۔ بعد ازان دو رکعت خفیفہ ادا می کردند ، بعد از فراغ دعائے استخاره و تتمہ ادعیۂ موقتہ ماثوره می خواندند ۔ بعد ازان بخلوت می شدند بمقتضائے حال گاه بہ تلاوت قرآن مجید و گاه بختم کلمہ طیبہ اشتغال می نمودند ، و گاه طالبان را جدا جدا طلب داشتہ از ہر کدام احوال پرسی می کردند و موافق حال ہر کدام ارشاد می فرمودند ۔ و بسا بودے کہ احوال خفیۂ ایشان را حالاً و استقبالاً بیان می‌کردند و بتفصیل مشروح می ساختند و تربیت می فرمودند و بر اسماء مقامات و کیفیات و واردات آگاه می ساختند ۔

و گاه خلص اصحاب را طلبیده اسرار خاصہ و معارف مکشوفۂ خود بیان می فرمودند و در ستر آن اسرار بجان می کوشیدند و در حین بیان معارف محسوس می‌گشت کہ القاء و اعطاء حال می نمودند ۔ بسیار بودے کہ چون معرفت بلند را کہ از زبان گوہر فشان ایشان می شنیدند ، بتوجہ ایشان ہمان لحظہ خود را متحقق بدان معرفت می یافتند و اکثر صحبت آنحضرت با اصحاب و غیر ایشان بخاموشی بوده است و اصحاب را از غایت دہشت و ہیبت آنحضرت قدرت آن نبود کہ دم توانند زد ، و تمکین ایشان بدرجۂ بود کہ باوجود توارد و تکاثر واردات متنوعہ و متلونہ ہرگز از ایشان اثرے از آثار تلوین از آنحضرت ظاہر نمی گشت ۔ جوشے و خروشے و نعرۂ وصیحۂ ہرگز ازیشان دیده نشد مگر بر سبیل ندرت و در بعضے احیان ایشان را گریہ

---

۱ - بر پہلو دراز کشیدن ۱۲ - ۲ - این عبارت در مخطوطہ ۱ و ۲ متروک است -

دست داده و آب در چشم گردانیده اند و گاه در اثنائے بیانِ حقائق تلونِ رنگ رخساره دیده شده ـ

برسر اصل سخن رویم چون ضحوه کبریٰ می شد ، نماز چاشت را ہشت رکعت ادا می‌نمودند و احیانا بضرورت[1] چهار رکعت می‌گذاردند و بعد ازان طعام تناول می فرمودند و در حین طعام دیده می شد که اکثر وقت بتقسیم طعام بدرویشان و خویشان و خادمان و قادمان می گذشت و درین اثنا گاہے بسہ انگشت یگان نوالہ می گرفتند و گاہے دستے بطبق رسانیده بدہان می‌بردند و تذوق گونہ می‌کردند ـ در آن وقت چنان معلوم می شد گویا ایشان را احتیاجے بطعام نیست ، محض برائے آن چیزے می خورند کہ اکل سنت است ، انبیاء ترکِ آن نکرده اند و در وقت خوردن جلسۂ ایشان بر طریق سنت بودی ، گاه ہر دو زانون بر می داشتند و گاه پائے راست برپائے چپ و زانوئے راست بر زانوئے چپ می نہادند ـ بعد از فراغ از طعام ادعیۂ ماثوره آن وقت می خواندند و فاتحہ بنا بر مرسوم عوام بعد طعام ازان حضرت مرئی نگشتہ کہ سنت نیست ـ

بعد از طعام ساعتے بحکم سنت قیلولہ می‌نمودند ـ ہمین کہ سایہ برگشت مؤذن اذان می‌گفت لفظ الله اکبر موذن و یقظۂ ایشان معاً واقع می‌شد ـ بے اختیار بقوت تمام بعجلت تمام برزمین فرود می‌آمدند و این معنی ہرگز تخلف نکرده ـ در حینِ استماعِ اذان ہر کلمۂ آن را اعاده می نمودند مگر در وقت حیعلتین[2] لاحول می خواندند ـ بعد فراغ از استماع اذان دعا می خواندند ، آن را خوانده متصل بر می خاستند و وضو می ساختند و جامہائے نفیس پوشیده (بمسجد[3]) می آمدند ـ نخستین دو رکعت تحیۃ المسجد می‌گذاردند ، بعد ازان چهار رکعت سنت زوال بقرأت طویل ادا می کردند، بعد ازان چهار رکعت سنت موکدۂ ظهر می گذاردند ، بعد ازان مکبر اقامت می گفت ، خود امام می شدند و قرأت طوال مفصل می خواندند[4] ـ بعد از فراغ از فرض بے آنکہ اشتغال بادعیہ نمایند غیر اللهم

---

۱ ـ در مخطوطہ ۱ : این عبارت متروک است ـ
۲ ـ حی علی الصلوه وحی علی الفلاح گفتن ـ
۳ ـ مانا کہ کلمہ 'بمسجد' در مخطوطات بکتابت نیامده ـ
۴ ـ در مخطوطہ ۳ : می نمودند ـ

انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام برمی خاستند و دو رکعت دیگر سنت مؤکده می‌گذاردند ، بعد ازان چهار رکعت که دیگر سنت زوائد است ادا می کردند ، بعد ازان ادعیه که بعد از فرض ماثور است می خواندند ـ بعد ازان روئے بجانب قوم کرده می نشستند و اصحاب حلقه می کردند و حافظ قرآن می خواند و ایشان بایاران متوجه و مراقب می نشستند ـ

بعد فراغ یکدو سبق درس می فرمودند تا وقت عصر می رسید ـ برائے تجدید وضو بر می خاستند ـ بعد ذہابِ مثلین و سایه اصلی در اول وقت عصر بمسجد می آمدند و دو رکعت تحیته المسجد و چهار رکعت سنت می گذاردند و بعد ازان امامت می کردند و با جماعت کثیر فرض عصر می گذاردند ـ بعد ازان ادعیه که بعد فرض ماثور است می خواندند ، بعد ازان گاه روئے بجانب قوم کرده می نشستند و اصحاب حلقه می کردند و حافظ قرآن می خواند و آنحضرت و اصحاب اشتغال می نمودند و درین اثنا باطناً متوجه احوال ایشان می گشتند و ہمت بر ترقیات ایشان می گماشتند و گاه باعمال صالحهٔ دیگر می پرداختند ـ بعد ازان اول وقت نماز مغرب می گذاردند ـ بعد از ادائے فرض دو رکعت سنت مؤکده بلا مکث و تراخی می گذاردند ، بعد ازان شش رکعت بسه سلام بطول قرأت ادا می نمودند و اکثر قرأت که در اوابین بوده سورهٔ واقعه و سورهٔ اخلاص مکرراً و غیرہا می بود و نماز عشا را بعد از زوال بیاض افق که نزد امام اعظم رضی الله عنه شفق عبارت ازآن ست و وقت متفق علیه است بمسجد می آمدند ـ اول دو رکعت تحیته المسجد می خواندند، بعد ازان چهار رکعت سنت می گذاردند، بعد ازان چهار رکعت فرض بجماعت گذارده بے آنکه اشتغال بادعیه نمایند ورائے اللهم انت السلام الخ . . . . برمی‌خاستند و دو رکعت سنت مؤکده گذارده چهار رکعت دیگر مستحب می گذاردند ـ بعد ازان وتر ادا می‌نمودند ـ بعد ازان سورهٔ الم سجده می‌خواندند و گاه در چهار رکعت بعد فرض سورهٔ سجده و سورهٔ تبارك و قل یاایها الکفرون و قل هوالله می‌خواندند و گاه چهار قل و در وتر سبح اسم و قل یایها الکفرون و قل هوالله می خواندند و دعائے قنوت حنفی و شافعی را که حنفیه جمع کرده اند و ہر دو را اولیٰ گفته اند ، جمع می کردند و بعد وتر در اوائل دو رکعت نشسته می خواندند و سورهٔ اذا زلزلت

الارض و قل یآ ایهاالکفرون قرأت می کردند ـ اما در اواخر ترک این دو رکعت نموده اند و می فرمودند که درآن اختلاف است ـ و سجده که بعد وتر متعارف است آنحضرت نمی کردند که علما بکراہت آن قائلند ـ وتر را گاه اول شب می گذاردند و گاه آخر شب ـ بعد از نماز تہجد اعاده نمی کردند که بر قول پیغمبر علیه السلام در یک شب دو وتر نیست و بعد ازان وقت خواب سوره وآیات و تسبیحات و ادعیه ماثوره خوانده بر عریش دراز می کشیدند ، چنانکه روئے بقبله و دست راست زیر رخساره می بود ـ

و خواب باصواب آنحضرت بتمامی‌حضور و مراقبه بود و وصال و مشاهدۂ جمال ـ ع

زہے مراتبِ خوابے که به ز بیداری ست

می فرمودند که :

قدسیه : بحکم النوم اخ الموت حالتے که در وقت خواب روئے می‌نماید ، فوق حالت بیداری ست ، ہر چند عقل عقیل پے باین دقیقه نتواند برد ، ہمچنین حالتے که وقت موت روئے نماید فوق حالت خواب ست و حالتے که در قبر روئے نماید فوق حالت موت ست ، و حالتے که در برزخ کبریٰ رو نماید فوق این حالات است ، و حالتے که در بہشت روئے نماید فوق ہمهٔ اینها است ـ

و در آخر عشرۂ رمضان در مسجد معتکف می شدند و در عشرۂ ذی‌الحجه عزلت می‌کردند ـ دران عشره باتیان طاعات و اذکار و صیام حرص[1] تام و درود بسیار می خواندند ـ در وقت شبہائے جمعه ہزار بار با اصحاب حلقه کرده صلواة برپیغمبر علیه السلام می فرستادند و به نماز جمعه و عیدین حاضر می شدند و فرض نماز ظهر را بعد چهار رکعت سنت بعد الجمعه به نیت آخر ظهر علی (نیته[2]) ادرکت وقته ولم اٰوده بعد از وے احتیاطاً می گذاردند که شرائط جمعه بقول بعضے یافته نمی شود ـ

---

۱ ـ در مخطوطه ۱ : غرض ـ ۲ ـ در مخطوطه : علی ادرکت ـ

و روز عید اضحی تکبیرات را در راه جهراً[1] می‌گفتند و در عشرهٔ[2] آخر ذی‌الحجه عزلت وتبتل وانقطاع وصیام و قیام لیالی می ورزیدند ـ وموئے وناخن نمی‌گرفتند تشبیهاً بحجاج الحرمین ، اما آنچه متعارف شده که در روز عرفه درصحرا برآیند و دو رکعت نماز سربرهنه کرده به تشبیه اہل حج گزارند، ایشان آن را نمی گزاردند و در عشرهٔ ذی الحجه ہر روز در نماز عشأ و در رکعت دوم نماز فجر سورة الفجر می خواندند و ہمچنین در تمام آن ماه

و صلوات الکسوف و الخسوف می‌گذاردند ونماز تراویح را بست رکعت در سفر وحضر بجمعیت تمام ادا می نمودند ، وکم از سه ختم قرآن در ماه رمضان نمی کردند و درمیان ہر چہار رکعت تراویح سه کرت سبحان ذی الملک والملکوت می‌خواندند ، و در ایام دیگر چون حفظ قرآن داشتند عن ظهر القلب بتلاوت اشتغال می داشتند واستماع قرآن در حلقات ذکر نیز ہمواره جاری بود ـ

در وقت قرأت در نماز وغیره بطریقے[3] قرآن می خواندند که گوئیا ادائے معنی در ضمن لفظ[4] می فرمایند ـ واز شنودن قرآت ایشان بر سامعان بیداہت ظاہر می گشت که اسرار قرآنی برآن مقرب سبحانی فائض می‌گردد ، و بسیارے از مردم که داخل مریدان ہم نبودند می گفتند که حضرت ایشان بر نہجے قرآن می‌خوانند که گویا الفاظ از دل ایشان بر می آید ـ ہرگز رعایت اصوات[5] آغانی نمی کردند ـ و در تراویح کم کسے را از سامعان می دیدیم که غنودگی وے را نمی گرفت ـ اما حضرت ایشان قرآن را اکثر ایستاده می شنودند ، ہرگز شائبهٔ غنودگی گرد ایشان نمی‌گشت ـ

روزے این حقیر عرض کرد که کرامت ایشان ست که غنودگی نمی آرند ، فرمودند که شناوری دریائے اسرار قرآن نمی گذارد که چشم ہم زنم[6] ـ

---

۱ ـ در مخطوطه : جهر ـ
۲ ـ والصحیح در عشرهٔ ذی الحجه چنانکه گذشت ـ
۳ ـ در مخطوطه ۱ : بطریق ـ
۴ ـ در مخطوطه بکتابت نیامده ـ در مخطوطه ۳ : می کنند ـ
۵ ـ نغات غنائی ـ ۶ ـ در مخطوطه : ۱ و ۳ : ہم زند ـ

و در سفرہا تا بمنزل رسیدن تلاوت قرآن می‌نمودند و چون آیت سجده آمدے بالفور از مرکب فرود آمده بر زمین سجده می کردند ۔ و تسبیحات رکوع و سجود را در حالت انفراد به پنج یا ہفت کرت بلکه نه و یازده[1] می‌رساندند و [درحالت امامت] گاه بر سه اقتصار می کردند وگاه چهار مرتبه می گفتند تا مقتدیان سه بار بفراغت بگویند وچند روزے در امامت پنج مرتبه تسبیح رکوع و سجود گفته بودند که از حضرت حق جل و علا ممنوع شدند ، بعد ازان بر چهار اقتصار کردند ۔ چنانکه احتیاط می فرمودند که سنت نبوی علیه الصلوة والسلام نقصان نپذیرد ہمچنین در زیادتی برسنت احتیاط می فرمودند که واقع نشود ۔

وغیر تراویح و صلوة کسوف ہیچ نماز نفل را بجماعت نمی گذاردند وآن را مکروه می دانستند وآنچه مردم روز عاشوراء و شب قدر و شب برأت ولیلة الرغائب نماز نفل بجماعت می‌گذاردند ، آن را بشدت منع می کردند و خلاف سنت می‌گفتند و جماعتے که نماز تہجد را بجماعت گذارند ، تشنیع آنہا می کردند ۔ و در ہر کارے شروع بنماز استخاره می‌نمودند وگاه بدعائے استخاره اکتفا می فرمودند ، و در تشهد بانگشت مسابه اشاره نمی کردند که در مذہب حنفی مکروه و حرام گفته‌اند ، ہر چند برخے از علما بسنیت آن ہم رفته اند و اذا دارالامر بین‌السنت والکراهت فترکه اولی مع ذٰلك احیاناً بمقتضائے احادیث در نوافل اشاره کرده اند تا این عمل متروک مطلق نشود ۔

و فاتحه برائے ارواح موتیٰ و برائے مہمات که بعد نماز مرسوم مشائخ شده ، نمی خواندند ۔ و عیادت مرضیٰ می نمودند وادعیهٔ ماثوره بر مریض می خواندند و در دفع مرض مریض توجه باطنی می گماشتند وآثار آن ظاہر می گشت چنانکه در کرامت ایشان مسطور است ۔ و بزیارت قبور می‌رفتند و باستغفار و دعاہائے ماثوره مدد می کردند و بباطن توجه رفع عذاب و ترقی درجات اموات می نمودند ، چنانکه در مکاشفات ایشان مذکور ست وتقبیل قبور را مستحسن نمی انگاشتند ، اما گاه گاه بر قبر والد ماجد و پیر دستگیر خود دست می رسانیدند ۔

---

۱ - در مخطوطه : و زیاده ۔

و اجابت دعوت خاص می فرمودند و بدعوت عام نمی رفتند و در مجلس سرود و سماع وسولود خوانی حاضر نمی شدند وذکر جهر را ترک اولی می‌دانستند و خواص بشر را بر خواص ملک فضل می دادند ونبوت را افضل از ولایت می گفتند اگرچه ولایت آن نبی بود ـ غلبه صحو را بر غلبهٔ سکر ترجیح می دادند و صحو خالص نصیب عوام کالانعام می‌گفتند ـ و ولی عشرت را که نافع وہادی خلائق است بهتر از ولی عزلت که در صحاری[1] و جبال تنها جان بسلامت برد ، می دانستند وجمیع اصحاب را بر جمیع اولیاء اُمت ، ہر چند اقطاب و اوتاد و ابدال باشند ، افضل می‌فرمودند و مشاجرات صحابه را بر اجتهاد محمول می دانستند و از ہوائے نفسانیه مبرا می گفتند ـ

روزے جوانے که آثار صلاح بر چهرهٔ او پیدا بود بخدمت آنحضرت ورود نمود وعرض کرد که از برہان پور می آیم وحضرت شیخ محمد فضل الله بخدمت ایشان دعوات مخلصانه مرسل داشته اند و گفته که در مردم شهرت یافته است که ایشان در مکتوبات نوشته اند که مرتبهٔ من از مرتبه صدیق اکبر افزون است ، حقیقت این ماجرا چون است ؟ ایشان فرمودند که ''ہرگاه تجویز نه نمایم که حضرت امیر را کرم الله وجهه که بآن کمالات و فضائل متصف بوده اند بر خلفائے دیگر تفضیل دہم ، خود را خود چون فضل توانم داد ، معرفت خدائے بر آنکس حرام که خود را از کافر فرنگ بهتر داند چه جائے[2] از اکابر دین ـ''

وحضرت ایشان بعضے مریدان صاحب حال را که در صحبت اینها رشد و کیفیات بطلاب می رسید پیش از وصول بدرجهٔ کمال و تکمیل گونه اجازت تعلیم طریقه داده اند تا مردم را از گرداب ضلالت برآورده دلالت بجناب حق سبحانه نمایند ، اما از ناتمامی آنها بتکرار و مبالغه تصریح می کردند که مبادا خیال تمامی کار نموده در عجب افتند و راه ترق اینها مسدود گردد واز ہمه طریق مشائخ ، طریقهٔ علیه نقشبندیه را افضل می‌دانستند واین طریق را بعینه طریق اصحاب کرام می‌گفتند و نسبت ایشان را فوق نسبتها می دانستند ـ

---

۱ ـ در مخطوطه : مزاہر ـ

۲ ـ در مخطوطه ۳ : فکیف ـ

و بدعتها که درین زمان احداث نموده اند مثل جماعت تهجد و جهر استغفار سحر[۱] آنرا نمی پسندیدند و شیخ محی‌الدین عربی را بزرگ می دانستند و باوجود این[۲] در بعض کشوف وے را تخطیه می کردند و خطائے کشفی وے را در رنگ خطائے اجتهادی دور از مؤاخذه می دانستند و درس بعضے کتب چون بیضاوی و بخاری ، مشکوة و ہدایه و شرح مواقف وحاشیهٔ عضدی وعوارف می‌فرمودند ـ این حقیر شرح مواقف و بیضاوی و عضدی با حاشیهٔ میر در خدمت آنحضرت خوانده است وبسعادت تلمذ آنحضرت نیز مستسعد گشته و طلبهٔ علم را تحریص وترغیب برعلم می‌نمودند و تحصیل علم را بر طریقهٔ صوفیه تقدم می دادند ـ این فقیر را در ایام عنفوان شباب اکثر اوقات از استعلائے حال ذوق خواندن نمی‌شد ، بمهربانی تمام می فرمودند که سبق بیار و بخوان که صوفیِ جاہل مسخره شیطان است ـ

واکثر اوقات که بسفر متوجه می شدند روز دو شنبه و پنجشنبه توجه می فرمودند ـ بکرهٔ ہر روز را برائے سفر مبارک می دانستند و بساعت نجومی عمل نمی کردند که بولادت حضرت رسالت پناه علیه‌السلام نحوست از ایام تمام رفته و عمل ایشان برین حدیث بود که الایام ایام الله والعباد عباد الله ودر وقت سفر استخاره البته می کردند و ادعیه که در ابتدائے سفر ماثور است می‌خواندند ـ ہمچنین در وقت درآمدن در منزل وبرآمدن ازان دعوات ماثوره می‌خواندند ونیز ادعیه مرویه در وقتِ پوشیدنِ جامهٔ نو و نوشیدنِ آب وخوردونِ طعام و دیدنِ ماه و آئینه می‌خواندند وپارهٔ ادعیه و وظائف ایشان در رسالهٔ جدا که متضمنِ وظائفِ یومیه و لیلیهٔ ایشان است ، مذکور است ـ

اکنون صفت صلٰوة ایشان بیان نمایم ؛ وقت تحریمه ابهام ہر دو دست بر ہر دو نرمهٔ گوش رسانیده و انگشتان[۳] ایدی را بے آنکه مفتوح دارند و یا مضموم ، بجانب قبله متوجه ساخته ''الله اکبر'' گویان فرود می‌آوردند وارسال ناکرده زیر ناف دست راست را بر دست چپ بطریقے نهاده که خنصر وابهام یمین حلقه می شد و سه انگشت بر دست چپ دراز

۱ ـ در مخطوطه بیاض گذاشته اند ـ
۲ ـ در مخطوطات این کلمه از کتابت مانده است ـ
۳ ـ ہاتھوں کی انگلیوں کو ـ

می گشت ، قبض می نمودند ـ فاصلهٔ ہر دو پائے مقدار چہار انگشت می کردند و بر ہر دو پا قوت می‌نمودند ـ ہر یکے از دو پائے استراحت نمی فرمودند و نظر در قیام بر موضع سجده می داشتند و به‌ترتیل و تجوید و تعمق در معانی و اسرار قرآنی و حضور که آن را ایشان دانند قرأت می‌نمودند ، بعد ازان تکبیر گویان بر کوع می‌رفتند و نظر برقدم می‌داشتند و سر با پشت برابر می کردند و زانوہا را بتفریج[1] اصابع ایدی بقوت می‌گرفتند بے آنکہ انحنائے[2] در زانوہا واقع شود ـ بعد ازان قومہ مقدار تسبیح می‌نمودند و در حال انفراد سمع الله لمن حمده و ربنا لک الحمد راجمع می فرمودند و حالت امامت سمع الله و در وقت اقتداء ربنا لک الحمد می خواندند و میان دو سجده مقدار یک تسبیح جلسہ می‌نمودند ودر سجده نظر بر نرمهٔ بینی می کردند و شکم را از زانو و زانو را از بازو جدا می داشتند و برجمیع مواضع واعضائے سجده قوت برابر می کردند و حالے وقربے کہ آنحضرت را در اوان رکوع و سجود حاصل وقت می شد مگر معلوم ایشان بود ـ و در قعده تشہد انگشتان ہر دو پائے را متوجہ قبلہ می داشتند و نظر بر کنار می کردند و آثار خضوع وخشوع از استیلائے باطن بر ظاہر ایشان پیدا و ہویدا می شد و اصحاب ایشان در صورت بنماز ایشان تقلید می کردند ـ

این حقیر پیش از انتظام در زمرهٔ خدام آن امام ہم گاه گاه در نماز ہائے جمعہ بمسجد ایشان می رسید ونماز گذاردن ایشان را کہ می دید بے اختیار از جا می رفت بہ‌یقین می‌دانست کہ ایشان ہمواره با سرور کائنات ﷺ صحبت می دارند و نماز کردن آنحضرت ﷺ را علیہ السلام والتحیہ می‌بینند و بر وفق[3] آن نماز می‌گذارند واگرنہ این حقیر علما و مشائخ دیگر را ہم می دید و این قسم نماز از ہیچکس نمی دید ـ ہمیشہ در اول نقطهٔ (وقت) نماز گزاردن وبیک نسق پیوستہ ادا کردن از غرائب روزگار است ، گاہے ندیدیم کہ از وقت خود لمحهٔ تجاوز کرده باشند ویا از طریق ادائے نماز گاہے در قومہ یا در جلسہ یا در ادبے از آداب نماز گونہ تفاوت ظاہر شود نماز ایشان اعظم خوارق بود کہ

---

۱ ـ تفریج : کھولنا ـ اصابع : انگلیاں ـ ایدی : ہاتھ ، جمع ید ہے
۲ ـ در مخطوطہ اینجا بیاض گذاشته‌اند ـ
۳ ـ در اینجا ہم بیاض گذاشتہ ـ

خرق عادت و عرف عالم می نمودند ـ پر ظاہر است کہ ہموارہ بر یک طرز بے حصول ملالے و کلالے ہمچنان بہ تعظیم و تمکین و توقیر و وقار وخشوع و انکسار نماز گزاردن کمال رسوخ بر اتباع نبوی ونہایت قوت باطن می خواہد واین حقیر را بلکہ جمع کثیر را موجب اعتقاد و ارادت نماز بانیاز ایشان شدہ است ـ

و در ماہ رمضان مصلاہا در مسجد می انداختند و مشاعل می افروختند و جم غفیر از دور و نزدیک درآن ایام از صلحا و علما و مریدان و مسترشدان بخدمت ایشان می شتافتند و در تراویح وختمات قرآنی قیام می داشتند ـ در تعجیل افطار و تاخیر تسحر بسیار می کوشیدند و در روز[1] حتی الامکان بخلا نمی‌رفتند کہ استنجا بآب احتمال نفوذ آب در جوف دارد و اگر ناگاہ استنجا در روز اتفاق می افتاد از روئے احتیاط آن روزہ را قضا می کردند و بتلاوت قرآن واستماع آن در روز و شب مداومت می‌نمودند ـ

و در ادائے زکوۃ طریقۂ آنحضرت چنان بود کہ ہر گاہ مبالغ فتوح و نذور رسیدے انتظار حولان حول نکردندے کہ تا سال نمی ماند ـ بمجرد رسیدن آن حساب کردہ زکوۃ آن را ادا می‌نمودند و باہل صلاح و بیوہا و قرابتیان واہل رحم قسمت می فرمودند ـ

برائے حج چندے قصد مصمم نمودہ بودند میسر نشد و ہمیشہ در شوق آن بودند ، در ہمان شوق از جہان عبور کردند ـ می فرمودند کہ عزم حج مصمم نمودہ می شود اما استخارہ راہ نمی دہد و بحج رفتن بنظر نمی درآید و از جملۂ خوارق ایشان ست کہ تا آخر دم میسر نشد ـ

خلق و تواضع و شفقت برخلق اللہ و رضا وتسلیم بر کمال داشتند، خویشان ایشان را از حکام ستمگار آزار بسیار رسیدہ است ، بتسلیم و رضا رفتہ آن را بر روئے نیاوردہ اند ـ ہرگاہ عزیزے بدیدنِ ایشان می آمد بہ تعظیم بر می‌خاستند و بصدرِ مجلس جائے می‌دادند و باندازۂ وے سخن می کردند ، و تعظیم کفار اگرچہ صاحبِ حکومت وجاہ بودے، نمی کردند و ابتدا بسلام ہرکس دَیدن[2] ایشان بود ـ معلوم نیست کہ کسے در سلام بر

---

۱ ـ در مخطوطہ ۲ و ۳ : روزانہ ـ ۲ ـ بمعنی عادت ـ

ایشان سبقت کرده باشد ـ در رعایت حقوق اہل رحم بغایة الغایتہ می کوشیدند و ہرگاه خبر ارتحال کسے می شنیدند ، عبرت می گرفتند وتأسف می نمودند و کلمۂ ترجیع[1] می خواندند و بنماز جنازه حاضر می شدند وبدعا و فاتحہ امداد می نمودند ـ

لباس ایشان قمیص مشقوق[2] المنکبین بودے ، بالائے آن فرجی[3] می پوشیدند مگر در حر غالباً بہ تنہا پیرہن کفایت می کردند و درحین بستنِ دستار بر سر می گردانیدند چنانکہ سنت است وفش[4] بین الکتفین مسدول می داشتند الا در اوان استنجا وبول ـ وکمربند می بستند و سراویل[5] فوق الکعبین می پوشیدند و در ایام جمعہ و عیدین لباس فاخرتر می پوشیدند ، و ہرگاه لباس نو می پوشیدند ، سابق را بدرویشے یا خویشے و یا خادمے یا قادمے می دادند[6] ـ تا پنجاه و شصت درویش بلکہ صد کس در خدمت ایشان از علما و عرفا و مشائخ و حفاظ و مردم اشراف و سادات می بودند کہ ہمہ را از مطبخ ایشان طعام می رسید ـ

۱ ـ ''انا للہ'' الخ گفتن ـ
۲ ـ چاک بر دو دوش ـ ۳ ـ عبا ـ
۴ ـ شملۂ دستار درمیان بر دو دوش بر پشت می گذاشتند ـ
۵ ـ زیر جامہ کہ از شتالنگ بلند باشد ـ
۶ ـ در مخطوطہ ۳ : می بخشیدند ـ

الحضرة السادسة

فی مکاشفاته رحمه الله تعالی

مکاشفه ۱ : شبے حضرت ایشان رضی الله عنه با اصحابِ عالی درجات و درویشانِ ارباب مقامات بزیارت مزار پر انوار امام رفیع الدین، که از اجداد امجاد آنحضرت اند و از خلفائے حضرت سید جلال مخدوم جهانیان، تشریف برده بودند و تا مدت متمادی بر قبر امام قیام داشتند و بمراقبه توجه پرداختند ۔ بعد از رجوع از مزار آن بزرگوار باصحاب اسرار می فرمودند که چون مقابل مزار امام بایستادم بحضرت صمدانیت جلت عظمته توجه نمودم و عرض کردم خداوندا ! بر اموات این مزارات رحمت فرما و عذاب از ارباب این قبور رفع نمائے ۔ حکم شد تا یک هفته بنا بر التماس تو ازین گورستان عذاب برداشتیم ۔ گفتم بار خدایا ! رحمت ترا نهایت نیست، در مغفرت بیفزائے ۔ فرمان در رسید که یک ماه بنا بر ملتمسِ تو عذاب ازین مقابر رفع فرمودیم ۔ باز التجا بیش از پیش کردم ۔ خطاب آمد که چون مکرر رفعِ عذابِ این جماعه از درگهِ ما خواستی، ایشان را بخشیدیم ۔

مکاشفه ۲ : روزے بزیارتِ تربتِ والد ماجدِ خویش تشریف برده بودند، بخاطر عاطر آنحضرت رسید که در حدیث نبوی علی مصدره[1] الصلوة والسلام آمده که چون عالمے بر مقبره گذر نمایند تا چهل روز عذاب از اهل مقبره بردارند ۔ مقارن این خطور ملهم شدند که از قدوم[2] تو تا روز قیامت از اهلِ این مقبره عذاب برداشتیم ۔

مکاشفه ۳ : روزے حضرت ایشان بزیارت امام رفیع الدین رفته بودند و در مقبرهٔ ایشان قبر عورتے از اهل قرابت بلکه از اهل حقوق آنحضرت نیز بوده ۔ بعد از زیارت امام بزیارت آن اهل حقوق آمدند و محاذی آن قبر تا مدت مدید ایستادند و آثار خشوع و خضوع در آن وقت بر رخسارهٔ آنحضرت پیدا بود و بعد از مدتے بهجت و مسرت در

---

۱ - در مخطوطه : علی مصدر ها ۔ ۲ - در مخطوطه : از قدوم تا روز قیامت ۔

روئے مبارک ایشان ظاہر گشت ۔ چون بمنزل شریف تشریف آوردند بعضے محرمان سراپردہ اسرار ازان قبلہ ابرار استفسار نمودند کہ این ہمہ دیر ماندن بر آن قبر چہ بود ؟ نخستین بر رخسارۂ مبارک ایشان آثار انکسار و اصفرار[1] ظاہر شدہ بود ، بعد از مدت مدید آثار فرحت و احمرار[2] ہویدا گشت ، فرمودند کہ چون برآن قبر رسیدیم اورا معذب دیدیم ، متوجہ گردیدیم ، معلوم شد کہ اندفاعِ عذاب را صورت نیست ۔ متوجہ ارواح آبا و اجداد خود گشتم ، ارواح ایشان حاضر گشتند ، رفع عذاب حاصل نہ گشت ، توجہ بارواح عالیات حضرات خواجہ ہا قدس اللہ اسرارہم نمودم ، ارواح این عزیزان نیز حاضر شدند ۔ رفع آن عذاب بحصول نہ پیوست ۔ بصد ہزار نیاز متوجہ بارگاہ محمدی علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام گشتم ، دیدم کہ آنحضرت علیہ السلام بر تخت نبوت سوار تشریف آوردند ۔ ورود تخت محمدی و رفع عذاب معاً واقع شد ۔ و او مرا دعا کرد کہ خدائے تعالی ترا راحت رساناد ، چنانکہ تو مرا راحت رساندی و این زمان آثار فرحت بر روئے من ظاہر گشت ۔

مکاشفہ ۴ : روزے حضرت ایشان قدس سرہ بتقریبے فرمودند چون نظر کشفی سردادہ می شود بعد از حضرت غوث الثقلین در مشائخ سلسلۂ علیہ قادریہ مثل شاہ کمال کیتھلی کم کسے بنظر می آید ۔

مکاشفہ ۵ : روزے حضرت ایشان قدس سرہ در حلقۂ بامداد نشستہ بودند ، استغراق و توجہ و مراقبہ داشتند ، ناگاہ شاہ سکندر آمدہ خرقۂ متبرکۂ حضرت شاہ کمالؒ را بردوش حضرت ایشان انداختہ ، چون آنحضرت چشم بکشادند شاہ سکندرؒ را دیدند ، برخاستند و بتواضع تمام معانقہ کردند ۔ شاہ گفت جدِ من شاہ کمالؒ نزدیکِ وصال این جبّۂ متبرکہ را بمن سپردند کہ پیش تو بطریق امانت باشد ، بہر کس کہ خواہم گفت خواہی رسانید ۔ الحال چند مرتبہ می‌شود کہ در معاملہ از حضرت شاہ کمالؒ ماموریشوم کہ این جبّہ را بشما رسانم ، با آنکہ بر من بسیار تعذر داشت کہ خرقۂ متبرکۂ جدِ بزرگوار و نعمت خانۂ خود بیرون دہم لیکن چون بتاکید و تہدید مامور گشتم ناچار

---

۱ - زردی ۔ ۲ - سرخی ۔

بے اختیار آوردہ ام ۔ حضرت ایشان آن جبّہ متبرکہ را در پوشیدند و برخاستند و بخلوت شدند ۔ می فرمودند کہ دران وقت بخاطر گذشت کہ رسمے میان مشائخ افتادہ است کہ جامہ بیکے می پوشانند و ہمین او را خلیفہ نامند ۔ باید کہ خلعت معنوی پوشانند و از زلال احوال و کمال بنوشانند ، آن گاہ خلیفۂ خودش خوانند ۔ درین اثنا حضرت غوث الثقلین را قدس سرہ دیدم کہ با خلفا تا شاہ کمال[3] حاضر شدند و تصرفے درکار من فرمودند و دل مرا در تصرف خود آوردند و انوار و اسرار نسبتہائے خاصۂ خود عطا فرمودند و من غرق دریائے انوار گشتم و در غواصی آن محیط در آمدم ۔ چون ساعتے برین تربیت گذشت در عین غلبات ناگاہ بر دلم عبور[1] نمود کہ تو مربائے اکابر نقشبندیہ بودی ، اکنون این معنی صورت گرفت ، بمجرد این خطور دیدم کہ مشائخ سلسلۂ علیہ نقشبندیہ از حضرت خواجہ عبدالخالق تا حضرت خواجہ محمد باقی قدست اسرارھم در رسیدند و حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ در پہلوئے شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نشستند ۔ بعد از نشستن ، اکابر نقشبندیہ فرمودند کہ فلانے مربائے ما است و از تربیت ما بکمال و اکمال رسیدہ ، شما را باو چہ کار ست ؟ اکابر قادریہ فرمودند کہ در طفولیت ما را باو نظرے بودہ و چاشنی از خوان الوان ما ربودہ و الحال خرقۂ ما پوشیدہ ۔ درین مباحثہ بودند کہ جماعتے از کبرویہ و چشتیہ و بسیارے از مشائخ در رسیدند و اجتماع برپا شد بحدے کہ دشت و صحرائے این شہر پر گشت و در آخر روز مصالحہ نمودند کہ او چون بدرجۂ کمال و تکمیل از تربیت نقشبندیہ رسیدہ است و اعتبار تمام آن را ست مشرف[2] برآن طریقہ باشد و اکثر دران طریقہ ارشاد نماید و در طریقہ قادریہ نیز ہدایت و تکمیل فرماید ۔

مکاشفہ ۶ : حاجی حبیب کہ از خادمان خاص حضرت ایشان بود کثیر الخدمہ و بوضع ریاضت و مجاہدہ متصف در حضر و سفر ہموارہ در ملازمت آنحضرت می بود ، می گفت کہ در اجمیر در خدمت ایشان قدس سرہ بودم ، ہفتاد ہزار بار ختم کلمۂ طیبہ کردہ بخدمت آن حضرت رفتم ، گفتم کہ ہفتاد ہزار بار کلمۂ طیبہ خواندہ ام ، ثواب آن را

---

۱ ۔ خطور ۔ ۲ ۔ در مخطوطہ : مشر ۔

بحضرت ایشان می گذارم ، آنحضرت بالفور دستہائے مبارک برداشتند و دعا خواندند و روز دیگر فرمودند کہ وقتے کہ من دعا می‌خواندم ، ملائکہ فوج فوج از آسمان با ثواب این کلمۂ طیبہ می آمدند ، چنانکہ جائے پا نہادن بر زمین نماندہ بود و این ختم در معاملۂ من بسیار مدد نمود ۔ بعد ازان فرمودند تا سبحۂ ہزار دانہ راست کردند و ہمیشہ در خلوات ذکر کلمۂ طیبہ بزبان بموافقت جنان[1] اشتغال می داشتند و در شب ہائے جمعہ سبحہ را در حلقۂ یاران حاضر می ساختند و باجتماع ہزار بار صلواۃ بر سرور کائنات علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات می خواندند و الحال آن سنت سنیۂ ایشان در اصحاب آنحضرت جاری ست ۔

ابتدائے سبحہ گرفتن ایشان این بود باز خطاب مستطاب بمن[2] کردہ فرمودند کہ بدانچہ[3] گفتم عجبے در تو راہ نیابد ، سخنے از خود ہم بگویم ، ہر شب وقت سحر بعد از نماز تہجد پانصد بار کلمۂ طیبہ خواندہ بارواح محمد عیسیٰ و محمد فرخ و ام کلثوم فرزندان خویش کہ ارتحال کردہ بودند می‌بخشیدم ۔ الحال ازان باز ہر شب روح محمدعیسیٰ وقت سحر می‌آید و مرا بیدار می سازد و باعث می شود کہ ختم کلمۂ طیبہ نمایم و بعد از بیدار کردن من می رود و ارواح برادر محمد فرخ و خواہر خویش ام کلثوم را طلبیدہ می آرد کہ پدر بزرگوار بیدار شدہ است و تا آنکہ من وضو می‌ساختم و نماز تہجد می گذاردم و ختم کلمۂ طیبہ می‌کردم ، گرد و پیش من می بودند ، چنانکہ مادر نان تیار می سازد و فرزندانِ خورد سال گرد و پیش او می آیند تا نان بایشان دہد ۔ بعد ازان کہ ثواب کلمۂ طیبہ بایشان می بخشیدم ، می رفتند ۔ الحال از کثرتِ ثواب امتلا دارند و معمورند ہرگز نمی آیند ۔

مکاشفہ ۸ :[4]روزے حضرت ایشان قدس سرہ بتقریبے بروضۂ شاہ ابو بخاری کہ از

---

۱ ۔ بمعنی دل ۔ ۲ ۔ یعنی بحاجی حبیب رح ۔

۳ ۔ یعنی مدد کردن آن کلمۂ طیبہ در معاملۂ حضرت ایشان قدس سرہ۔

۴ ۔ اردو ترجمۂ 'حضرات القدس' میں اس مقام پر ایک اور مکاشفہ درج ہے جو مخطوطۂ فارسی میں‌موجود نہیں ۔ ہم اردو ترجمہ نقل کرتے ہیں : ''مکاشفہ : ایک روز آنحضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ سرہند کا فلاں گاؤں جو بادشاہ نے ہماری خانقاہ کے خادموں کے لیے بطور جاگیر دیا ہے ، اس کے متعلق مشاہدہ ہوا کہ بارگاہِ عظمت و جلالِ حضرتِ بیچوں نے نزول اجلال بے کیف فرمایا اور ایک خیمۂ عالی طناب بے چون قائم کیا گیا ہے اور حشم بے قیاس بے چگونگی نے ظہور فرمایا ہے ۔

مزارات متبرک که مشهورهٔ سهرند است ، رفته بودند و راقم این سطور در رکاب سعادت بوده ، آنحضرت بزیارت شاه مشار الیه در آمدند و نزدیک مزار وے بسیار نشستند و توجه و مراقبه داشتند ، بعد مدت مدید برخاستند و وداع خواستند - بعد از مراجعت چون بخانقاه خود رسیدند ، محرمان اسرارے که میان ایشان و شاه ابّو گذشته پرسیدند ، فرمودند که چون بمزار شاه درآمدم شاه حاضر شد و تعظیم و تکریم بجا آورد و کرمها و محبتها اظهار نمود که ذکر آن طولے دارد - این قدر وا می نماید که فرمود صاحب ولایت در اینجا منم - چون مثل شما بزرگے مهمان من بیاید تحفهٔ به ازین ندارم که ولایت خود بشما بگذارم - بعد ازین صاحب ولایت درین ملک شما باشید و این ملک در تحتِ تصرفِ شما باشد -

بعد ازان بمدتے مصداق کشف صریح و صحیح حضرت ایشان قدس سره (این[1] بود که) معمرے نزد راقم این سطور نقل کرد که در سهرند مجذوبے بود بسیار بزرگ شیخ داؤد نام که مزار پُر انوار ایشان در مقبرهٔ شیخ مجد الدین (قصداری[2]) واقع است - چون وقت ارتحال وے نزدیک رسید یکے را پیش شاه ابّو بخاری فرستاد که او را طلبیده بیار ، وے گفت که شاه ابّو مردے مجذوب است ، همواره در آبِ حوضِ کلانِ سهرند ایستاده می باشد باوے چه گویم ؟ گفت تو پیغام من می رسانی ، خواهد آمد - آن مرد رفت پیغامِ شیخ داؤد باو رسانید ، شاه ابّو بمجرد استماع این سخن بالفور روان شد و بخدمت شیخ داؤد رسید ، شیخ داؤد باوے گفت که تا حال درین شهر صاحبِ ولایت من بوده ام و پاسبانی و نگهبانی بمن حواله بود - من می روم ، این شهر را بتو حواله کرده اند و ترا صاحب ولایت ساخته نیک خبردار خواهی بود - این سخن گفت و برفت - شاه ابو آمده بجائے خود نشست و ازان روز رجوع خلق الله بشاه ابّو چنان شد که مردم فوج فوج بزیارت وے می آمدند و خوارق از وے می دیدند -

مشهور است که ضیافت سگان کرده بود و آن چنان ست که سگے را گفت که برو و سگان شهر را طلبیده بیار ، وے برفت و ببعضے سگان خبر کرد ، آنها بایکدیگر خبر

---

۱ - مانا که این چنین فقره در مخطوطه از کتابت مانده است -

۲ - در مخطوطه اینجا بیاض گذاشته اند -

کردند ـ کلاب قطار قطار متوجهِ ملازمتِ آن بزرگوار شدند ، و شور در شهر افتاد ، مردم به تماشا آمدند ـ چون سگان جمع شدند ، شاه برخاست و نظر بر آنها انداخته فرمود که یک سگِ گرگین که این مهانی بطفیل او ست نیامده است ـ سگے بجانبِ شهر روان شد ، او را نیز طلب کرده آورد ـ شیر برنج پخته بودند در پیش هر سگے طبق سفالی نهادند ـ همه بے منازعت و خصومت بایکدیگر ، بادب تمام خوردند ـ بعد ازان منتظر نشستند ، شاه فرمود بروید ، آنگاه برخاستند و برفتند ـ

نیز همان معمر پیش احقر روایت کرد که حضرت شاه ابّو را گوسفند بسیار بود و مسکن و ماوائے ایشان در سواد قصبهٔ سهرند در مشرق بود و هر طرف زراعت بود ـ گوسفندان زراعت خوردند ـ مزارعان شکایت بحضرت شاه ابو آورده اند ـ فرمود بگذارید تا بخورند ، آنچه زراعت از قصبه هائے دیگر پیدا شود ، وقتِ خرمن همان قدر در خرمنِ شما حاصل گردد ـ اتفاقاً مزارعان دیگر زراعت ها بریده خرمن می کردند و این مزارعان کاه ها را که از خوردنِ گوسفندان بے خوشه مانده بود بریده جمع کرده خرمن می ساختند ـ بکرامتِ شاه همانقدر غله بل زیاده ازان که ها پیدا می شد که دیگران از زراعتهائے خود پیدا می کردند ـ

مکاشفه ۹ : روزے در لاهور پیرے تره فروش بخدمت آن حضرت رسید ـ ایشان برخاستند و احترام او بجا آوردند ـ حضار بعد از رفتنِ او معروض داشتند که او تره فروش بود ـ فرمودند که وے از ابدال است و این کسب را قباب خود ساخته است ـ

مکاشفه ۱۰ : در عشرهٔ آخرِ ماه مبارک رمضان فرمودند که امروز عجب معامله معاینه افتاد ، چشم مراقبه فروبسته بودم که ناگاه دیدم که شخصے در پهلوئے من نشسته است ، چون نیک نگاه کردم ، سید الاولین والآخرین است علیه و علی آله افضل الصلوات والتسلیمات ، فرمودند آمده ام تا برائے تو اجازت نامهٔ نویسم که تا حال برائے هیچکس چنین ننوشته ام ـ دیدم که در متن آن نامه الطافِ عظیمه و اعطافِ فخیمه که تعلق بآن[1] عالم داشت نگارش فرمودند و در ظهر آن نیز عنایت کثیره و مرحمت کبیره که

---

۱ ـ در مخطوطه : باین عالم ـ

متعلق باین عالم بود رقم فرمودند، چنانکه در دفتر ثالث مکتوبات قدسی آیات نوشته اند۔

مکاشفہ ۱۱ : می‌فرمودند که مرا همیشه برائے نماز تهجد باذان و اعلام و صدا و مانند آن بیدار کرده اند و هرگز بخودی خود بجهت نماز تهجد بر نخاسته ام مگر یکبارے آنکه صریحاً و عیاناً ندا رسید بیدار گشتم، گفتم من کیم که بخود برخیزم و به بندگی وطاعت او تعالیٰ آویزم، باز سر بخواب نهادم، لحظهٔ نگذشته بود که از هر طرف آواز اذان و اعلام برخاست ، برخاستم و بنماز پرداختم۔

مکاشفہ ۱۲ : می فرمودند که شریعت را دیدم که درین جائے ما فرود آمده است چنانکه کاروانے در مکانے فرود می آید ، و اشارت بمسجد و خانقاهِ خویش کرده اند۔

مکاشفہ ۱۳ : می فرمودند که در آخر عشره ماه مبارک رمضان بعد از ادائے تراویح بر بستر خواب اضطجاع نمودم و درآن وقت خادمے پایم می مالید ، از روئے سهو و نسیان بر پهلوئے چپ دراز کشیدم ۔ بعد ازان بیادم آمد که سنت اضطجاع که ابتدا بر پهلوئے راست خوابیدن است متروک گشته ۔ نفس از کاهلی چنان وا نمود که هرچه از روئے سهو و نسیان بوقوع آید معفو است ، لیکن از خوف از سر نو اضطجاع کردم و ابتدا به پهلوئے راست نمودم ۔ متعاقب ادائے این سنت از عنایات و برکات و انوار سلسله بسیار بر من بظهور پیوست و ندا در دادند که به سبب این قدر رعایت که از تو بوقوع آمد ، در آخرت ترا از هیچ وجه عذاب نکنیم و خادم ترا که در آن وقت پایت می مالید نیز آمرزیدیم ۔

مکاشفہ ۱۴ : می فرمودند که امروز در حلقهٔ ظهر حافظ قرآن می خواند ، بعضے وساوس در باب قرآن بخاطر خطور کردن گرفت ، اندیشه ناک گشتم که نفس مطمئنه گشته و ولایت متحقق شده و فنا و بقا بحصول پیوسته ، خطرات از کجا برخاست ۔ متوجه گشتم ، بعد از توجه بسیار و تضرع بے شمار دیدم که مرغے عظیم الجثه از سینهٔ من بیرون آمد و پریده بدر رفت ، توجه نمودم که این چه بود ؟ ندا آمد که این خناس بود که در سینه هائے مردم وسواس می‌اندازد و پیغمبر علیه السلام را امر باستعاذه از شر

این خناس است ، چنانکه فرمود قوله تعالیٰ ''قل اعوذ برب الناس ملك الناس اله الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس ۔'' و نیز ملهم گردید که در اصول دین هر خطرۂ بد که بگذرد منشاء آن این خناس است که در صدور آشیانه دارد و هر وقت نیشها می زند ، و ایضاً ندا دردادند که آشیانۂ او را از سینۂ بے کینۂ تو دور کردیم ۔ الحق بعد از خروج آن خناس شرح صدرے عجب مرا روئے داد ۔

مکاشفه ۱۴ : می فرمودند که روزے چند بر من دید قصور احوال بر نہجے استیلا داشت که چون در نماز (وقت[1] قرأت) فاتحه لفظ 'ایاك' می خواندم ، حیران می ماندم که چه باید کرد ؟ اگر می خوانم مصداقِ ''لم تقولون[2] مالا تفعلون'' می شوم و اگر نخوانم ترک واجب کرده باشم ، تا آنکه ندا در دادند که شرک از عبادات تو برداشتیم و منطوق ''الا لله[3] الدین الخالص'' بظهور پیوست ۔

مکاشفه ۱۵ : می فرمودند که در حلقۂ بامداد نشسته بودیم که ناگاه نوعے از فناء[4] خاص روئے داد که یقین مرا در ربود و این دید تا مدتے کشید ۔ بعد از نماز عصر همان روز امام الائمه سراج الامه ابو حنیفه کوفی را دیدم که با جمیع تلامذه و مجتهدانِ مذہبِ مہذبِ خود بابعضے اساتذه مثل ابراهیم نخعی وغیره گرداگردِ من جمع شدند و مرا احاطه نمودند ، آنگاه دیدم که نور امام اعظمؒ و انوار ائمۂ کرام در من درآمد و من بآن انوار تحقق و بقا یافتم و تمام متجسم بآن انوار گشتم و انوار هر یکے جدا جدا اجزائے من گشت ۔ بعد از دو سه روز این معامله همین قسم یقین و تحقق بانوار امام شافعیؒ و تلامذه و اساتذه و مجتهدان مذہب او با ظهور رسید ۔ چنان دیدم که انوار علماء حنفیه از من بیرون آمدند و بانوار شافعیه بقا یافتم و انوار هر واحدے علیحده علیحده اجزائے من گردید ، همچنانکه سابقاً متحقق شده بودم ۔ بعد ازان دیدم که آنچه از من بر آمده بود باز در من درآمد و بانوار هر دو مذہب متحقق شدم و دران

---

۱ ۔ در مخطوطه : در نماز و فاتحه ۔ ۲ ۔ ترجمه : تم جو کرتے نہیں وہ کہتے کیوں ہو ۔
۳ ۔ ہاں ! خدا کے لیے دین خالص ہے ۔ ۴ ۔ در ترجمه اردو : لقائے خاص ۔

وقت چنان مشهود گشت کہ حق ازین دو مذہب بیرون نیست و اگر حنفی[1] جائے در حق مانده است شافعی گرفتہ است و از شافعی تجاوز ننموده است - این معنی را بمبالغہ تمام فرمودند و ایضاً می فرمودند کہ دو حصہ یا سہ حصہ حق با امام ابو حنیفہ است و ثلث یا ربع با امام شافعی و از شافعی ہرگز در نگذشتہ است - پس آنحضرت را باین اعتبار الحنفی الشافعی میتوان گفت -

مکاشفہ ۱۷ : می فرمودند کہ بے شائبہٴ تکلف و تعصب گفتہ می شود کہ نورانیت مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائے عظیم می نماید و سائر مذاہب در رنگ حیاض و جداول بنظر می در آید -

مکاشفہ ۱۸ : می گفتند کہ روزے بروح یکے از فرزندان متوفائے خود طعامے برائے فقرا و درویشان طیار کرده بودم - درین اثنا بر زبان من رفت کہ این صدقہ از ما چگونہ مقبول شود ؟ کہ حق تعالیٰ می فرماید ''انما[2] یتقبل اللہ من المتقین'' درین سخن بودم کہ ندا از حضرت حق جل وعلا در رسید ''انك[3] من المتقین -''

مکاشفہ ۱۹ : می فرمودند کہ مبشر ساختند کہ بر جنازۂ کہ تو نماز بگذاری ، آن میت را ببخشم - می فرمودند کہ مرا از حضرت پیغمبر علیہ السلام بشارت است کہ فردائے قیامت چندین ہزار کس بشفاعت تو بہ بخشند -

مکاشفہ ۲۰ : می فرمودند کہ بر من مکشوف شد کہ در ہندوستان انبیاء گذشتہ اند ، اما کمتر کسے بایشان گرویده ، با بعضے انبیاء دو کس ، با بعضے انبیاء سہ کس ، با بعضے رسل یک کس ایمان آورده اند - زیاده از سہ کس بنظر نمی در آید - اگر خواہم مواضع بعثت و قرایٴ مساکن آن انبیاء را بیان کنم کہ برما معلوم ساختہ اند و مقابر ایشان نیز بیان نمایم کہ انوار برآن مقابر تا حال متلالی می گردد -

مکاشفہ ۲۱ : می فرمودند کہ برما معلوم ساختند کہ از عہد ما تا ظہور حضرت مہدی[4] باین کمالات و معاملات کہ خدائے تعالیٰ برما افاضہ فرموده ، دیگرے بظہور

---

۱ - والاوضح : اگر از حنفی جائے حق مانده است...الخ -

۲ - اللہ تعالیٰ متقیوں کے صدقات قبول فرماتا ہے -

۳ - تم متقیوں میں شامل ہو -

نخواہد آمد -

مکاشفہ ۲۲ : می فرمودند کہ یک بارے ارادہ نمودم کہ بگوشۂ از گوشہا رفتہ منزوی شوم و خلوت و انزوا گزیتم تا استخارہ کردم و طلب اجازت از حضرت رب الارباب نمودم ، خطاب مستطاب از درگاہ رب الارباب در رسید کہ طریق محبوب و مرضی و انسب و الیق ہمین است کہ تو بران ہستی نہ طریق انزوا و خلوت -

مکاشفہ ۲۳ : می فرمودند کہ مرا محاذی قبر فرزندی اعظمی خواجہ محمد صادق قدس سرہ مدفون خواہند ساخت کہ آنجا روضۂ از ریاض جنت دیدہ ام -

مکاشفہ ۲۴ : مخدوم زادۂ عالی قدر خواجہ محمد معصوم نوشتہ اند کہ حضرت ایشان می فرمودند کہ اگر مشتے از خاک پاک روضۂ من در قبرے بیندازند ، امیدواریہائے عظیمہ است فکیف کسے کہ درآن مقبرہ مدفون گردد -

مکاشفہ ۲۵ : زمین گنبد خود را و ہمچنین زمین بیرون گنبد را کہ داخل محاوطۃ[1] الوقت بود ، می فرمودند کہ روضۂ از ریاض جنت ست و الحال آن محاوطہ نماندہ است ، وسعت پیدا کردہ است -

مکاشفہ ۲۶ : و نیز آن مخدوم[2] زادۂ بلند سیر روایت کردہ اند کہ حضرت ایشان می‌فرمودند کہ در حدیث آمدہ است 'القبر روضۃ من ریاض الجنۃ' معنی آن بر ما مکشوف ساختند کہ محالّے و مسافتے کہ میان آن پارۂ قبر و جنت بودہ ، مرتفع می گردد ، گوئیا آن پارہ فنا و بقا بجنت پیدا می کند و بہمین معنی قول پیغمبر علیہ السلام کہ 'مابین قبری و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ' باید دانست کہ اینقسم روضہ مر اخص خواص راست ، ہر مومنے را میسر نیست غایۃ ما فی الباب چون مقام ایشان صفائے و نورانیتے پیدا کند مستعد آن می شود کہ پرتوے از جنت برآن مقام منعکس گردد و حکم آئینۂ کہ مصفا کنند ، می‌گیرد -

مکاشفہ ۲۷ : می فرمودند کہ جانبِ آفتاب بے تکلف می توان دید ، اما بردل شاہ سکندر نبیرۂ شاہ کمال[رح] از غلبۂ اشعۂ نور نظر نتوان کرد و راہ نیست -

---

۱ - یعنی اس زمانے کے احاطے میں داخل -

۲ - خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ -

مکاشفه ۲۸ : روزے می فرمودند کہ بر ما چنان ظاہر کردہ اند کہ معارف و حقائق ما کہ بر روئے ترقیم آمدہ بنظر اقدس انور حضرت مہدی موعود خواہد آمد ۔

مکاشفه ۲۹ : می فرمودند کہ بر ما مکشوف شدہ کہ حضرت مہدی موعود رضی اللہ عنہ برین نسبت علیّہ خواہد بود ۔ اشارت بہ نسبت خاصہٴ خویش می‌نمودند ، چنانچہ در رسائل و مکاتیب تصریح باین معنی نمودہ اند ۔

مکاشفه ۳۰ : می فرمودند کہ شبے از شبہا ما را نمودند کہ در صورت تاخیر ادائے وتر تا وقت تہجد چون مصلی بخواب رود و نیت دارد کہ در آخر شب آنرا ادا نماید کتبہٴ اعمال او تمام شب بنام او حسنات می‌نویسند تا زمانے کہ وتر را ادا نماید ، پس ہر چند در ادائے وتر تاخیر نماید بہتر باشد ۔

مکاشفه ۳۱ : می فرمودند کہ در نظر کشفی می در آید کہ عالم را ظلمات بدعت فروگرفتہ است و نور سنت درآن چون کرمک شبتاب بعضے جاہا خال خال می نماید ۔

مکاشفه ۳۲ : روزے بتقریب تکرار کلمہٴ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فرمودند کہ تمام عالم در جنبِ این کلمہٴ مطہرہ کاشکے حکم قطرۂ می داشت نسبت بدریائے محیط ، این کلمہٴ مقدسہ جامع کمالات ولایت و نبوت است ، مردم تعجب می دارند کہ بیک گفتنِ این کلمہ چگونہ دخول جنت میسر شود ؟ و از خلود جہنم چون وا رہد ؟ محسوس و مشہود شد کہ اگر تمام عالم را بیک گفتنِ این کلمہٴ معظمہ ببخشند و ببہشت برند گنجائش دارد و اگر برکاتِ این کلمہ را قسمت کنند بتمام عالم ، تا ابدالاباد ہمہ سیراب و معمور باشند ۔

مکاشفه ۳۳ : می فرمودند ہر کہ داخل طریقہٴ ما شدہ و خواہد شد ، تا قیامِ قیامت بواسطہ یا بے واسطہ از رجال و نساء ہمہ را بنظر من درآوردند و اسم و نسب و مولد و مسکن اینہا نمودند ، اگر خواہم ہمہ را بیان کنم ۔

مکاشفه ۳۴ : می فرمودند کہ حق سبحانہ بمحض کرم و عنایت خالص و لطف و مرحمت (خاص) خویش مرا مبشر ساخت کہ دنیائے ترا آخرت گردانیدیم ۔

مکاشفه ۳۳ : روزے حضرت ایشان بجہت قضائے حاجت بمستراح[1] در آمدند، دیدند کہ آنجا کاسۂ تا تمام از سفال است کہ کناس[2] بآن نجاسات بر می داشت و اسم اللہ بر آن نقش کردہ اند و ملوث بقاذورات[3] شدہ ۔ آنحضرت آن کاسہ را بدستِ خود گرفتہ از آنجا برآمدند و خادم را فرمودند کہ آفتابہ بیار ، و آن کاسہ را بدستِ خود از قاذورات پاک ساختند ۔ ہر چند خدام التماس نمودند کہ ما آن را پاک کنیم قبول نفرمودند ۔ بعد از پاک کردنِ آنرا بر طاقِ بلند بجامۂ سفید پیچیدہ بتعظیم تمام نگاہ داشتند ، و ہرگاہ می‌خواستند کہ آب بیاشامند در ہمان کاسہ می آشامیدند ۔ درین اثنا از درگاہ رب الارباب خطابِ مستطاب بآنحضرت در رسید کہ چنانکہ تو نام مرا بزرگ داشتی ما نام ترا در دنیا و آخرت بزرگ گردانیم ۔

می فرمودند کہ اگر صد سال ریاضت و مجاہدہ می کشیدم فیوض و برکات کہ ازین عمل یافتم ، ازان مجاہدات سنین بحصول نمی‌پیوست ۔

مکاشفہ ۳۴ : حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم در بعضے مرقوماتِ خویش برنگاشتہ اند کہ حضرت ایشان می فرمودند کہ در وضو شک داشتم و جنارۂ عاجزۂ من ام کلثوم آوردند خواستم کہ وضوے تازہ کنم آنگاہ بنماز جنازہ پردازم ۔ درین اثنا در سِرِ من ندا در دادند کہ بہمین طہارت نماز جنازہ بگذاری ۔ این میت را ببخشیم ، بنا بران بہمان وضو نمازِ جنازہ ادا کردم ۔

مکاشفہ ۳۵ : روزے در حلقۂ بامداد مراقبہ داشتند و دید قصور اعمال غالب گشتہ بود و انکسار و تضرع استیلا یافتہ بحکم ''من[4] تواضع للہ رفعہ اللہ'' از حضرت غفار الذنوب ستار العیوب جل شانہ و عم سلطانہ خطاب مستطاب در رسید کہ ''غفرت لك و لمن توسل بك بواسطة او بلا واسطة الی یوم القیامة'' کہ ترا وہمۂ آنہا را کہ تا روز قیامت بتو متوسل گردند بیامرزیدیم و باظہار آن مامور ساختند ۔

مکاشفہ ۳۶ : روزے در اجمیر بزیارتِ قبرِ شریف قطب الاقطاب خواجہ معین

---

۱ - بیت الخلا ۔

۲ - خاکروب ۔ ۳ - نجاسات ۔

۴ - جو شخص اللہ کے لیے جھکتا ہے ، اللہ تعالیٰ آسے بلند رتبہ کر دیتا ہے ۔

الدین چشتی رح قدس سره رفته بودند و تا مدتے محاذی قبر آن بدرالاولیا مراقب نشستند - چون بیرون آمدند بمحرمان اسرار فرمودند که حضرت خواجه اعطاف و الطاف بسیار نمودند و از برکات خاصهٔ خود ضیافات بظهور آوردند و سخنان اسرار درمیان کردند و مارا ازسعیٔ خلاصی از لزوم رفاقت عسکر منع نمودند و بتفویض آن برضائے او تعالیٰ امر فرمودند -

درین اثنا مجاوران مرقد منور حضرت خواجه چادر قبر پوش آنحضرت را که هر سال تازه بر قبر قرب اثر می اندازند و آن قدیم را بیکے از کبار مشائخ وقت می‌فرستند ویا بسلطان عصر بتبرک می آرند و سلاطین آن را چون لعل در صندوق بادب و تعظیم نگاه دارند ، بطریق تحفه نزد ایشان آوردند و گفتند که به از شما سزاوار این تبرک که باشد ؟ حضرت ایشان بادبے[1] تمام گرفتند و فرمودند که این جامهٔ تبرک حضرت خواجه رح را برائے کفن ما نگهدارید که لباسے نزدیک حضرت خواجه نبود ، لاجرم آنرا بما عنایت فرمودند -

مکاشفه ۳۷ : حضرت ایشان در مرض اخیر فرمودند : ''هر کمالے که حصول آن در حق بشر متصور است و ممکن الحصول بطفیل آن سرور علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات ، مرا نصیبے از آن ارزانی داشتند'' و حل این عبارات را حضرات مخدوم زادها تحریر فرموده اند -

مکاشفه ۳۸ : حضرت ایشان قدس سره در بعضے مکاتیب جلد ثالث چنین نگارش فرموده اند که :

قدسیه : ملامت این خلق جهال این طائفه است و صیقل زنگار ایشان باعث قبض و کدورت چرا با شد ؟ اوائل حال که فقیر باین قلعه رسید محسوس می شد که انوار ملامت خلق از بلاد و قریٰ در رنگ سحابهائے نورانی پے در پے می رسند و کار را از حضیض باوج می برند - سالها به تربیت جمالی قطع می نمودند الحال به تربیت جلالی قطع مسافت می نمایند

---

۱ - در مخطوطه : تبرکے -

در مقام صبر بلکه در مقام رضا باشند و جمال و جلال را مساوی دانند که جفائے محبوب از وفائے او بیشتر لذت می بخشد الی آخره ۔

مکاشفه ۳۹ : می فرمودند شیخ ابن عربی رح با این ہمه گفتگو و با این ہمه شطح خلاف از مقبولان بنظر می درآید و در عداد اولیاء مشاہد :

با کریمان کارہا دشوار نیست

آرے گاہے بود که بدعائے برنخبد و گاہے بود که بدشنامے بخنند ۔ رد کنندهٔ شیخ در خطرست و قبول کنندهٔ او باسخنان او نیز در خطر ۔ شیخ را قبول باید کرد و سخنان خلافی او را قبول نباید کرد این ست طریق وسط در قبول و عدم قبول اوکه اختیار این فقیر است ۔

مکاشفه ۴۰ : طریقهٔ آنحضرت چنین بود که بعد نماز بامداد متوجه قوم شده می نشستند و بعد از دعا بمراقبه می پرداختند ۔ یکبار بامداد عرفه بعد از سلام نماز فجر ہمچنان روئے بقبله نشسته ماندند تاآنکه آفتاب بلند شد ۔ بعد ازاں سر از جیب مراقبه برآوردند و (بمحرمان[1] اسرار بزبان راز) فرمودند که امروز شوق کعبه در سر افتاده و اشتیاق حرم محترم روئے داده ۔ ناگاه دیدم که کعبه مکرمه بطواف من آمده گرد من گشت ۔ عجب که یاران ارباب کشف ازین معنی غافل ماندند و اگرنه بایستے ایشان نیز در آن وقت گرد من می گشتند و طواف من می کردند ۔

مکاشفه ۴۱ : یکبارے شب بیست و ہفتم ماه رمضان فرمودند که امشب شب قدر است ، بعد از فراغ از تراویح گفتند که درآن ساعت شریفه که در لیلة القدر مودع است مراغیبت در ربود و اخیر آن ساعت را یافتم چنانکه لشکرے پیش رود و عقب آن واپس ماندگان باہستگی و درماندگی می روند آنرا دیدم ۔

مکاشفه ۴۲ : بامدادِ شبِ برات بود که آنحضرت قدس سره منکشف گردانیدند که نام شیخ طاہر لاہوری[2] که از مریدان خاص ایشان بود ، از دفتر سعداء بیرون کشیدند

---

۱ ـ درمخطوطه این گونه عبارت درکتابت نیامده ترجمه اردو مشیر بآن است ۔
۲ ـ مزار متبرک ایشان در لاہور واقع است یزار و یتبرک به ۔

و در دفتر اشقیا در آوردند ، ایشان متوجه بارگاه الہی شدند و توجه بدفع آن گماشتند ، بنظر درآمد که درعرش مجید (لوح محفوظ) این قضاے مبرم نوشته اند ، حیرانی روئے داد ، درین اثنا سخن حضرت غوث الثقلین قدس سره که فرمودند که ''در قضائے مبرم ہیچ کس را دست تصرف نسیت جز من'' بیاد آنحضرت آمد - التجا و تضرع ومناجات کردند که الہی! چون یکے از بندگان برگزیدۂ خود را (بدین[1] دولت مشرف ساخته[1] اگر این فقیر را) نیز بدین معنی ممتاز فرمائی از عنایت تو دور نبود - باجابت مقرون گشت در آن وقت معلوم کردند که قسمے[2] از قضاست که در لوح محفوظ مبرم ست و عندالله معلق ست بشفاعت یا امرے دیگر درین قضائے مبرم باخص خواص دست تصرف می دہند وآنکه عندالله مبرم است آنرا تغیر و تبدیل نیست (قوله تعالی) ''مایبدل القول لدی[3]'' حاکی ازین معنی است -

مکاشفه ۴۳ : حضرت ایشان قدس سره در احوال اخروی شاہق[4] جبل و مشرکان فترت رسل می فرمودند که بعد[5] از مدت مدید عنایت خداوندی حل این معما نمود - منکشف ساختند که این جاعه نه دربہشت مخلد خواہند بود ونه در دوزخ موبد بلکه بعد از بعثت (انبیا) و احیاء آخروی ایشان را در مقام حساب داشته باندازه جریمه معاتب و معذب خواہند ساخت و استیفاء حقوق نموده در رنگ حیوانات غیر مکلف ایشانرا نیز معدوم مطلق و لاشے محض خواہند گردانید پس خلود کرا بود ؟ و مخلد کدام باشد ؟ این معرفت غریبه چون در محضر انبیاء کرام علیہم الصلوة والسلام عرض نمودم ہمه تصدیق آن فرمودند و قبول نمودند -

مکاشفه ۴۴ : می فرمودند که مارا برسرقضاو قدر اطلاع دادند و آن برنہجے منکشف ساختند که ہیچ وجه بااصول شریعت غراء مخالفت لازم نیاید و از نقص ایجاب

---

۱ - این نوع عبارت از قلم کاتب مخطوطه فرومانده است -
۲ - در مکتوب نمبر ۲۷۱ دفتر اول مذکور این واقعه اجمالا فرموده اند -
۳ - قولے که نزدیک من تبدیل کرده نمی شود -
۴ - شخصے که درکوہائے بلند و دور دست مےماند و از بعثت انبیاء بے خبر است -
۵ - مکتوب نمبر ۲۵۹ ، دفتر اول -

و شائبہ جبر مبرا و منزہ است و در ظہور بمثابہ قمر لیلۃ البدر است ۔ عجب ! کہ باوجود عدم مخالفت باصول شریعت چرا پوشیدہ داشتہ اند ، اگر شائبہ مخالفت می داشت ، اخفا و ستر مناسب بود لا یسأل عما یفعل ۔

کرا زہرۂ آنکہ از بیم "او"[1]
کشاید زبان جز بتسلیم "او"

مکاشفہ ۴۵ : حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم در بیاض خود نوشتہ اند کہ حضرت ایشان قدس سرہ بدعوتہائے عامہ تشریف نمی بردند ۔ روزے یکے از ارباب غنا بخدمت ایشان آمدہ التجا نمود کہ بروح یکے از اقربائے خود طعامے طیار کردہ ام ، حضرت ایشان باجابت دعوت مرا سرفراز فرمایند، چون دعوت عام بود اجابت ننمودند ۔ وے اظہار انکسار و ابراز نیاز وابرام تمام نمود ۔ حضرت ایشان ملہم شدند کہ اگر تو درین رفتن ہتک[2] حرمت خود اختیار کنی آن میت را روزحشر چندان نور دہم کہ تمام اہل محشر بدان نور منور گردند ۔ حضرت ایشان متردد گشتند کہ کدام ہتک حرمت این ست کہ بدان اشارت می شود ؟ معلوم ساختند کہ ہمین رفتن تو بآن مجلس ہتک[3] حرمت است ۔ پس اجابت دعوت وی کردند و بخانۂ وے تشریف بردند ۔

مکاشفہ ۴۶ : می فرمودند کہ فوق مقام رضا قدمے نیست مگر خاتم الرسل را علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات بعد از تحریر این معنی بچند روز فرمودند کہ سحرے بعد از فراغ از نماز تہجد بر کافہ انبیاء علیہم الصلوات درود می فرستادم ، دیدم کہ پیغمبران علیہم السلام باجمعہم از مقامات خود عروج فرمودند و در مقامے کہ فوق این مقام بود بوسائط چند ملحق گشتند ۔ بعد ازان سرور کائنات خلاصۂ موجودات علیہ و علی آلہ الف الف صلوات و تسلیمات در مقامے کہ مربوط بمتابعت ملت ابراہیم خلیل الرحمن

---

۱ ۔ این شعر از شیخ سعدی ست علیہ الرحمہ برعایت مقام ضمیر خطاب 'تو' را 'باو' مبدل ساختہ اند ۔
۲ ۔ بمعنی ہتک عزت و توہین خود ۔ مترجم اردو[3] نے اس لفظ کو بشک حرمت خیال کر کے ترجمہ کیا ہے جس کی وجہ سے تمام عبارت بے ربط ہو گئی ہے اور مفہوم بالکل غلط ہوگیا ہے تجاوز اللہ عنہ ۔
۳ ۔ کہ خلاف معمول خود کردن است ۔

علیہ السلام بودہ عروج نمودند وبآن مقام عزیز ملحق گشتند۔

مکاشفہ ۴۷ : می فرمودند کہ برما منکشف گردانیدند کہ حقیقت ہاء[1] (دوچشمی) گنجینۂ رحمت حضرت رحمان است جل سلطانہ وہیچ رحمتے ازین گنجینہ بیرون نیست ، چہ رحمتہائے دنیوی وچہ رحمتہائے آخروی ۔ نود ونہ رحمت کہ برائے آخرت ذخیرہ کردہ اند مستقرآن یک چشمہ است و چشمۂ دیگرش گنجینۂ رحمتے ست کہ در دنیا پہن کردہ اند ۔

مکاشفہ ۴۸ : یکبارے آنحضرت قدس سرہ طعامے بروحانیت فرزندان گرامی خود کہ در حضور آن حضرت ارتحال فرمودہ قسمت نمودہ بودند ۔ می فرمودند کہ بعد از توجہات کثیرہ آن طعام بدرجۂ قبول افتاد ۔ چنان مکشوف گشت کہ ملائکۂ کرام خوانہائے طعام را می‌آرند و بہ قبور ایشان می رسانند و در چمنے از چمنہائے بہشت آنرا جمع می کنند ، چون بتمامہ درآنجا مجتمع شد دیدم کہ ایشان برسرآن طعام رفتند و آن طعام بتمام درایشان در رفت ۔ بعد ازان دیدم کہ ایشان را استعداد فوق پیدا شد و در صدد عروج گشتند ، چون عروج بسیار کردندہ بہشتے ظاہر شد در نہایت رفعت و منزلت و غایت طراوت و نضارت ، ایشان درآن جنت درآمدند ۔

چون حضرت ایشان تصدق اموات جمیع مومنین ومومنات وملائکہ عالیات رانیز شریک ساختہ بودند می‌فرمودند کہ ہیچ قبرمؤمنے ومؤمنۂ را نمی یافتم کہ آن طعام آنجا نرسیدہ باشد و ہیچ بہشتے در نظر نمی در آمد کہ ازین طعام خالی بود و نیز می‌دیدم کہ در ملاء اعلی ہم خوانہائے گونا گون می بردند در ثواب ایشان ہیچ کم نکردند ۔ ہمچنین ہر بار کہ حضرت ایشان قدس سرہ بروحانیت أموات عطیات می گذاردند ہمین قسم معاینات ومکاشفات می فرمودند ۔

مکاشفہ ۴۹ : می فرمودند کہ یکبارے بعیادت شخصے رفتہ بودیم و معاملۂ قریب باحتضار رسیدہ بود ۔ چون متوجہِ حالِ او شدند دیدند کہ قلبِ او ظلمات بسیار دارد ۔ ہر چند متوجہِ دفعِ آن ظلمات شدند فائدہ نکرد ۔ بعد از توجہ بسیار معلوم شد کہ آن ظلمات

---

۱ ۔ مانا کہ این مکاشفہ رمزے ست از رموزِ مقطعات ۔

ناشی از خفیات کفر ست کہ دروے مکنون است ومنشأ آن کدورات ، سوالات اوست باکفر واہل کفر ۔ توجہات بدفع آن ظلمات نمایند ، تنقیہ او از آن ظلمات مربوط بعذاب نار است کہ جزائے کفر است و نیز معلوم شد کہ ذرۂ از ایمان دارد کہ بہ برکت آن آخر اورا از دوزخ خواہند بر آورد ۔ چون این حال را در وے مشاہدہ نمودند ، بخاطر گذشتہ کہ آیا نماز جنازۂ او ادا بایدکرد یا نہ ؟ بعد از توجہ ظاہر شد کہ نماز باید کرد ۔

مکاشفہ ۵۰ : می فرمودند کہ وقتے بعد بانگ نماز دعا می کردم و دست بر زانو داشتم ، درین اثنا بخاطر گزشت کہ دست برداشتہ دعا کنم این روش از ادب دورست ۔ دست برداشتم وبدعا پرداختم ہمین قدر رعایت ادب از درگاہ غفار و ستار ندا در رسید کہ ترا ہرگز از ہیچ قسم عذاب نخواہم کرد ۔

مکاشفہ ۵۱ : حضرت مخدوم زادہ عالی درجہ خواجہ محمد معصوم روایت کردہ اند کہ حضرت ایشان می فرمودند کہ در اخبار آمدہ کہ چون شخصے بمیرد و بر ذمۂ او قرضے باشد و یا از حقوقِ عباد چیزے بود روح اورا ترق نیست تا زمانے کہ از جانب وے ادا کردہ نشود و محبوس است ، او را بالائے آسمان نمی برند ۔ حضرت ایشان می‌فرمودند کہ برمن چنان ظاہر ساختند کہ حکم مخصوص بکسے ست کہ روح اورا درین نشأ ترق واقع نشدہ ۔ اما اگر درین دار باوجود این تعلقات ترق شد بعد از مردن نیز وے را ترق شود، بخلاف شخصے کہ درین دار محبوس بود ، بعد موت نیز محبوس است کہ ترق بعد الموت مربوط است بخلاصی ازین تعلقات ۔

مکاشفہ ۵۲ : نیز مخدوم زادۂ عالی شان در بیاض خاصہ نوشتہ اند قال اللہ تعالی ''ھذا[1] کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون'' علمائے کرام ازین استنساخ ، استنساخ ملک مراد پندارند و اسناد مجازی می‌دانند ۔ حضرت ایشان قدس سرہ می فرمودند کہ من وقتے این آیت را تکرار می کردم ، یکبارگی در خاطر من ریخت کہ حضرت حق سبحانہ و تعالی کہ استنساخ را بخود نسبت فرمودہ آن را

---

۱ - ترجمہ : یہ ہے ہماری کتاب جو تم پر سچ بولے گی ، جو کچھ تم کرتے رہے وہ ہم درج کر لیا کرتے تھے ۔

حقیقتے خواہد بود ـ بعد ازان چنان معلوم شد کہ درمرتبہ مقدسہ نیز استنساخ ورائے استنساخ ملک ثابت است لیکن بعضے افراد کہ حق را سبحانہ با ایشان رازہاست نمی خواہد کہ ملک را بدان اطلاع بود ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء مانا کہ ہمین سر است کہ حق سبحانہ از بعضے خواص و ارباب اختصاص خویش ملائکہ کرام کاتبین اعمال را بر طرف می سازد ـ

میان عاشق و معشوق رمزے است
کراما کاتبین را ہم خبر نیست

مکاشفہ ۵۳ : قال اللہ[1] سبحانہ : اللہ یتوفی الانفس حین موتہا ، نَسَبَ سبحانہ التوفی الی نفسہ مع ان المتوفی ملک الموت کما یدل علیہ الآیۃ الاخری ، اذ یحتمل ان یکون لبعض الخواص بلا توسط الملک ـ وما جاء فی بعض الاخبار من توسط الملک المذکور ، (یکون) لبعض الخواص فیمکن حملها علی هذا المعنی بادنی تامل[2] و توجہ فتامل ـ

مکاشفہ ۵۴ : چون دفتر اول مکتوبات قدسی آیات بر عدد سیصد و سیزدہ موافق عدد اصحاب بدر بتمام گشت بعضے ، اصحاب بعرض اقدس رسانیدہ کہ اگر حکم شود ، مکاتیب کہ بعد صدور یابد جمع کردہ شود و شروع در دفتر ثانی نمودہ آید ـ فرمودند کہ این ہمہ علوم و معارف کہ تحریر یافتہ دران مترددم کہ مقبول و مرضی باشد یانہ ؟

درین اثنا انکسار وافتقار بجناب قدس قدوسی و توجہ خاص درین باب اتفاق افتاد ندا از درگاہ الہ جل وعلا در رسید کہ این ہمہ علوم و معارف کہ نوشتہ بلکہ ہر چہ در گفتگوئے تو در آمدہ ، ہمہ مقبول ومرضی ست بلکہ چنان اشارت می کنند کہ این ہمہ را من گفتہ ام و کلام من است ـ ومی فرمودند کہ درآن وقت این علوم را تفصیلا و

---

۱ ـ این مکاشفہ ہم از بیاض خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ منقول می نماید واللہ اعلم ـ ترجمہ : فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ مرتے دم جانوں کو اللہ تعالیٰ نکالتا ہے ـ 'توفی' کی نسبت خود اپنی طرف فرمائی اگرچہ جان نکالنے والا ملک الموت ہے اس لیے کہ ممکن ہے کہ بعض اخص خواص کے ساتھ بلا واسطہ فرشتہ جان نکالنے کا معاملہ ہو ، اور بعض احادیث میں جو توسطِ ملک الموت کا ذکر ہے، وہ بھی بعض خواصِ دیگر کے لیے ہو، آیت کو اس معنی پر محمول بادنیٰ تامل کیا جا سکتا ہے ـ

۲ ـ در مخطوطہ : تاویل و توجیہ ـ

اجمالا ملاحظه نمودم ، علی الخصوص بعضے علوم که درآن تردد داشتم ہم ، درآن حکم داخل یافتم و بجمع دفتر ثانی مامور گشتم -

مکاشفه ۵۵ : در تعیین ذنوب کبائر اختلاف علماست اختلافاً کثیرا بحیث تفسیر نفسها وتشخیصها کما لا یخفی علی المتفحص فی کتب الکلام و الفقه - حضرت ایشان می‌فرمودند که شبے بعد نماز تہجد بخاطر رسید که متوجه باید گردید وبتعیین کبائر باید وارسید باندک توجه معلوم ساختند که کبائر ہمگی ہفت است ، چنانچه در حدیث نفیس آمده که اتقوا السبع الموبقات[1] که اصل آنہا شرک است و شش دیگر گردا گرد وے ، گوئیا شرک تنه است و آن شش شاخہائے آن و باقی ذنوب داخل دائرۂ صغار است و بعضے صغائر را تعین می فرمودند ، مثل ربا خوردن و کذب و غیبت ، اما اینہا را شرکِ صغائر می‌فرمودند -

۱ - از ہفت مہلکات اجتناب ورزید -

الحضرة' السابعة

فی دفع شکوک المخالفین فی کلامہ رضی اللہ تعالی عنہ و ذکر مدائح کلماتہ قدس سرہ -

بدانند کہ حضرت ایشان قدس سرہ باوجود صحو و نہایت اتباع سنت سنیہ از زبان خامہ' عنبرین شامہ ایشان در بعضے اوقات کلمات سکر آمیز از غلبہ وقت سرزدہ است ، چنانکہ بعضے[2] مشائخ بخدمت ایشان نوشتہ اند کہ باوجود[3] آنکہ آنحضرت سراپا صحواند کلمہ سکریہ از ایشان چون سر زند؟ در جواب نگارش فرمودہ اند کہ صحو خالص نصیب عوام کالانعام است ، این طائفہ را ہر چند صحو بود ، بے مزج سکرے نیست وصحو اظہار این ہمہ علوم را برنتابد و نیز آنحضرت در اظہار آن مامور بودہ اند چون این سابقہ را دانستی این را بشنو -

شبہ اول : یکے از شبہات بعضے مخالفان کہ بزبان آرند این است کہ حضرت ایشان در عرضداشت[4] یازدہم کہ بہ پیر بزرگوار خود حضرت خواجہ قدس سرہ نوشتہ اند (نگاشتہ اند[5]) :

ثانیا معروض آنکہ در اثناء ملاحظہ' آن مقام مرۃ ثانیۃ مقامات دیگر بعضہا فوق بعض ظاہر شدند - بعد از توجہ بہ نیاز و شکستگی چون بمقام فوق آن مقام سابق رسیدہ شد ، معلوم شد کہ این مقام حضرت ذی النورین[6] است ، خلفائے دیگر را

---

۱ - 'حضرت ہفتم' در دفع اعتراضات و شکوک مخالفین کہ در کلام حضرت ایشان کردہ اند و ذکر مدائح کلمات ایشان قدس سرہ -

۲ - میرزا حسام الدین احمد رحمہ -

۳ - این عبارت مفہوم کلام مرزا حسام الدین احمد رحمہ اللہ است وہم جواب آن بالمعنی الفہوم با بعض عبارات آنحضرت نگاشتہ اند (مکتوب صد و بست ویکم ، دفتر سوم) -

۴ - از دفتر اول -

۵ - مانا کہ این فقرہ بسہو کاتب از میان رفتہ -

۶ - لقب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم - معنیش صاحب دو نور بسبب نکاح دو دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پے یکدیگر باین لقب ملقب گردیدند -

ہم درآن مقام عبورے واقع شدہ است واین مقام ہم مقام تکمیل و ارشاد است - و ہمچنین دو مقام فوق ہم کہ اکنون مذکور می شوند - وبالائے آن مقام ، مقام دیگر در نظر آمد ، چون بآن مقام رسیدہ ، شد معلوم گشت کہ آن مقام حضرت فاروق[1] است و خلفائے دیگر را ہم درآنجا عبورے واقع شدہ است - وفوق آن مقام ، مقام حضرت صدیق[2] اکبر ظاہر شد رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین بآن مقام نیز رسیدہ شد ، واز مشائخ خود حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ الاقدس را در ہر مقام باخود ہمراہ می یافت ، وخلفائے دیگر راہم درآن مقام عبورے واقع شدہ است- تفاوت نیست الا در عبور و مقام و مرور وثبات - وبالائے آن مقام ہیچ مقامے مفہوم نمی شود الا مقام حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوات اتمہا ومن التحیات اکملہا ومحاذی[3] مقام حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ مقام دیگر نورانی بس شگرف کہ ہرگز مثل آن در نظر نیامدہ بود، ظاہر شد و اندکے ازان مقام ارتفاع داشت چنانکہ صفہ را از روئے زمین بلند می سازند و معلوم شد آن مقام ، مقام محبوبیت ست وآن مقام رنگین ومنقش بود ، خود را ہم بانعکاس آن مقام رنگین و منقش یافت ، بعد ازان ہمان کیفیت خود را لطیف یافت و در رنگ ہوا یا قطعۂ ابر در آفاق منتشر دید و بعضے اطراف را درگرفت وحضرت خواجۂ بزرگ در مقام صدیق اند رضی اللہ عنہما - خود را در مقام محاذی آن می یابد بکیفیتے کہ معروض داشت تم کلامہ الشریف -

ازین کلمات قدسی آیات آنانکہ در قلوب ایشان مرض است ، باین معنی بے پردہ اند کہ ایشان خود را از صدیق اکبر بلند تر گرفتہ اند ، آنجا کہ محاذی مقام صدیق اکبر مقام دیگر ظاہر شد و اندکے ازان مقام ارتفاع داشت و خود را بانعکاس رنگین و منقش یافت (مکتوب یازدہم ، دفتر اول) -

---

۱ - لقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم یعنی فرق کنندہ درمیان حق و باطل -

۲ - لقب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ بےطلب دلیل تصدیق نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردند -

۳ - برابر -

جواب[1] نمبر ۱ : گوییم که این اعتراض از عدم تدبر و تفکر است و عدم اطلاع بر اصطلاح این طائفه ، چه یافت دیگر و وصول دیگر ـ بساست که گدا در مستی و سکر خود را پادشاه یابد و وصول بدرجهٔ پادشاهی او را حاصل نبود حالانکه گفته اند که بعکس آن مقام خود رنگین یافت ، نه گفته اند که بآن مقام[2] رسید ـ آفتاب که در فلک چهارم است عکس وے بر زمین ساطع[3] است ، نتوان گفت که زمین بمقام خورشید رسید ونیز آنچه حضرت ایشان در ہمین عرضداشت در مبادی این سخن نوشته‌اند که ''خلفائے دیگر راہم در مقام صدیق اکبر عبورے واقع شده است ، تفاوت نیست الا در عبور و مقام ومرور وثبات'' جوابے است شافی (مر اصحاب) امراض قلبیه را ، یعنی حضرت صدیق را آنجا مقام بوده است و خلفائے دیگر را مرور و عبور زمانی ـ

حضرت ایشان را باین حرف نزد جهانگیر پادشاه بردند ، پادشاه از ایشان پرسید ''شنیده ایم که شما نوشته اید که مرتبهٔ من از مرتبهٔ صدیق اکبر افضل است؟'' ایشان ہمین جواب دادند و تمثیلے برین معنی آوردند ''مثلاً شما احدیٔ را برائے خدمتے نزد خود بطلبید و نوازش فرمائید وباوے سرگوشی کنید ، ناچار وے طی مقامات پنجهزاریان کرده پیش شما خواہد آمد ، بعد ازان رفته بجائے خود خواہد ایستاد ، ازینجا لازم نیامد که مرتبهٔ احدی از مرتبهٔ پنجهزاری زیاده شد ـ'' سلطان بدین جواب از سر عتاب درگذشت ، درین اثنا مردے دور از خدا شناسی بسلطان گفت که دیدید تکبر این شیخ را که بشما که ظل الله و خلیفهٔ او تعالی ہستید ، سجده نکرد بلکه تواضع برسمے که بایکدیگر می کنند ،

---

۱ ـ ظاہر آنکه این عرضداشت به پیر بزرگوارؒ یامرایشان برآی ہمین غرض نوشته اند که بر صحت و سقم احوال اطلاع یابند اگر درین عبارت شائبه احتمال ترجیح خود بر صدیق اکبرؓ بودی محال بودے که حضرت خواجهؒ سکوت ورزیدندے و تصویب جمیع احوال و مقامات حضرت ایشان نمودندے ـ

۲ ـ در اثنائے تدبر درین مقام بردل این عاجز ریختند که این مقام بالاصالت مخصوص آنحضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم است ، بطفیل کمال اتباع ہرکرا میخواہند بانعکاس این مقام رنگین می سازند از کجا معلوم است که خلفائے پیغمبر علیه السلام از الوان و انوار این مقام متلون و متنور نگردیده اند؟ عبارت حضرت ایشان قدس سره ازین آبی نیست والله اعلم ـ محبوب الٰهی عفی عنه ـ

۳ ـ روشن ـ

ہم بجا نیاورد ـ سلطان ازین معنی بشورید وحکم قید[1] بقلعهٔ گوالیار نمود ـ

وقبل ازین شاه زاده دین پناه شاہجہان که باایشان اخلاص تمام داشت ، علامی فہامی افضل خان و خواجه عبدالرحمن مفتی را باکتب فقه پیش ایشان فرستاده بود که سجدهٔ تحیت برائے سلاطین آمده است ، اگر شما سجده کنید ، ہیچ گزندے از پادشاه بشما نخواہد رسید ، من ضامن و متعہد می‌شوم ، ایشان فرمودند که این رخصت است ، عزیمت آنست که غیر حق را سجده نکنند ـ

نیز حضرت ایشان در مبادی ہمین[2] عرضداشت نوشته بودند که : ''و ہر که در عالم است حتی که کافر فرنگ و ملحد زندیق ازخود بوجوه بہتر می‌داند و بدترین ہمه اینہا خود را می‌انگارد انتہی ـ

ہرگاه دید قصور ایشان باین مرتبه رسیده باشد این گمان بد بردن که ایشان خود را از صدیق اکبر که بعد از انبیا افضل بنی آدم ست ، افضل دانند ، از عقل و فراست دور است ـ

ونیز حضرت ایشان مکتوبے[3] که بشیخ حمید بنگالیؒ نوشته ، دران نگاشته اند :ـ ''بدانند که بعضے از اغلاط صوفیه آنست که گاه سالک در مقامات عروج خود را فوق دیگران یابد که فی‌الحقیقت افضلیت آنہا باجماع ثابت شده است و به یقین مقام این سالک دون مقامات آن بزرگواران ست بلکه این اشتباه گاه نسبت که نسبت بانبیاء که بہترین خلائق اند قطعاً علیہم الصلوات والتسلیمات واقع شود عیاذا باللہ سبحانه من ذلك ـ

منشاء غلط بعضے[4] را آنست که ہریکے از انبیاء و اولیا را اولا عروج تا اسماست که مبادی تعینات وجودی ایشانند وباین عروج اسم ولایت متحقق می‌شود ثانیا عروج درآن اسما ست وازان اسما الی ماشاء اللہ سبحانه اما باوجود این عروج ماوی و منزل ہرکدام ایشانان ہمان اسم است که مبدء تعین وجودی اوست لہذا در مقامات عروج ، ہر که ایشان

---

۱ ـ در مخطوطه : حکم بقید گوالیار ـ
۲ ـ مکتوب یازدہم دفتر اول ـ
۳ ـ مکتوب نمبر دو صد و ہشتم ، دفتر اول ـ
۴ ـ در مکتوب شریف : جمعے ـ

را جوید اکثر در ہمان اسما یابد ، چہ مکان طبعی این بزرگواران در مراتب عروج ہمان اسماست و عروج و ہبوط از آن اسما بواسطۂ عروض عوارض است - پس سالک بلند فطرت چون سیر او از اسما بلند تر واقع شود لاجرم ازآن[1] اسما نیز بالاتر خواہد رفت وآن[2] توہم پیدا خواہد شد - عیاذاً باللہ سبحانہ ازآن کہ آن توہم یقین سابق را زائل گرداند و در افضلیت انبیاء علیہم الصلوات و التسلیمات و اولویت اولیائے کہ باجماع افضل اند اشتباہ پیدا آرد واین مقام از مزال اقدام سالکان ست و دران وقت سالک نمی داند کہ آن اکابر ازان اسما عروجات بے نہایت فرمودہ اند ، وبفوق فوق رسیدہ اند ونیز نمی داند کہ آن اسما امکنۂ طبعیہ ایشان ست و اورا نیز در آنجا مکان طبعی ست کہ ادون[3] آن اسماست و انزل[4] آنہا - چہ افضلیت ہر شخصے باعتبار اقدمیت اسم اوست کہ مبدء تعین اوگشتہ است -

ازین قبیل ست آنچہ مشائخ گفتہ اند کہ گاہ ہست کہ عارف در مقامات عروج برزخیت کبریٰ را حائل نیابد وبے واسطہ او ترق فرماید[5] - حضرت خواجہ قدس سرہ می‌فرمودند کہ‌رابعہ نیز ازین جماعت است - این جماعت در وقت عروج چون از اسمے کہ مبدء تعین برزخیت کبری است بفوق‌گذشتہ اند ، توہم کردہ‌اند کہ برزخیت کبریٰ درمیان حائل نماندہ است واز برزخیت کبریٰ حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوات[6] والتسلیمات مراد داشتہ اند و حقیقت معاملہ آنست کہ بالا گذشت -

و منشأ آن غلط جمع دیگر را آنکہ چون سیر سالک در اسمے واقع شود کہ مبدء تعین اوست و آن اسم جامع جمیع اسماست بر سبیل اجمال چہ جامعیت انسان بواسطہ جامعیت آن[7] اسم است - پس ناچار درین ضمن اسمائے کہ مبادی تعینات مشائخ دیگر ست بطریق اجمال نیز بآن سیر قطع خواہد کرد و از ہر یکے گذشتہ بمنتہائے آن اسم

---

۱ - کہ مبدء تعین اوست -
۲ - توہم افضلیت خود بر دیگران کہ افضلیت ایشان مجمع علیہ است -
۳ - کمتر -
۴ - پست تر -
۵ - در مخطوطہ : رو نماید -
۶ - در مکتوب شریف : الصلوۃ والسلام -
۷ - در مکتوب شریف : ہمان اسم -

خواہد رسید و توہم فوقیت خود پیدا خواہد کرد - نمی داند کہ آنچہ دیدہ است از مقامات مشائخ و از آنہا گذشتہ انموذجے[1] ست از مقامات ایشان نہ حقیقت آن مقامات و چون درین مقام خود را جامع می یابد و دیگران را اجزائے خود می انگارد لا جرم توہم اولویت خود پیدا می‌آرد - درین مقام شیخ بسطامؒ می گوید "لوائی ارفع من لواء محمد -" از غلبۂ سکر نمی داند کہ ارفعیت لواء او نہ از لوائے محمد است علیہ الصلوۃ والسلام بلکہ از انموذج لواء او ست کہ در ضمن حقیقت اسم او مشہود گشتہ است -

ازین قبیل ست آنچہ او گفتہ از وسعت قلب خود کہ اگر عرش و مافیہ در زاویہ قلب عارف بنہند ہیچ محسوس نشود - اینجا نیز اشتباہ انموذج بحقیقت است والا عرش مجید کہ حضرت حق تعالیٰ آن را عظیم[2] فرماید قلب عارف را در جنب آن چہ اعتبار و چہ مقدار - ظہورے کہ در عرش است عشر عشیر آن[3] در قلب نیست اگرچہ قلب عارف بود - رویت اخروی بظہور عرشی متحقق خواہد شد - - -

این سخن را بمثالے واضح گردانیم ؛ انسان را کہ جامع عناصر و افلاک است ، ہر گاہ نظر بر جامعیت خود افتد ، عناصر و افلاک را اجزاء خود پندارد و چون این دید غالب آید دور نیست کہ بگوید من از کرۂ زمین بزرگ[4] ترم و از سموات عظیم تر - درین وقت عاقلان می فہمند کہ عظمت و کلانیٔ او از اجزائے خود است و کرۂ زمین و سموات فی الحقیقتہ اجزائے او نیستند ، انموذجات اینہا را اجزائے او ساختہ اند و کلانیٔ او ازان انموذجات است کہ اجزائے او یند نہ از حقیقت کرۂ ارضی و سماوی - و بہمین اشتباہ انموذج شے بحقیقت شے صاحب[5] فتوحات مکیہ گفتہ است کہ جمع محمدی اجمع است از جمع الٰہی ، چہ جمع محمدی مشتمل ست بر حقائق کونی و الٰہی ، پس اجمع باشد - نمی داند کہ آن اشتمال بر ظلے از اظلال مرتبۂ الوہیت است و انموذجے است از انموذجات آن ، نہ بر حقیقت آن مرتبہ مقدسہ بلکہ نسبت بآن مرتبہ مقدسہ کہ عظمت

---

۱ - ظل و شبہ معرب نمونہ و بمعنی اندک نیز آید -

۲ - قولہ تعالیٰ "وھو رب العرش العظیم" (آخر سورہ توبہ) -

۳ - در مکتوب شریف : از آن -

۴ - در مکتوب شریف : کلان ترم -

۵ - شیخ محی الدین بن العربیؒ -

و کبریائی از لوازم آن ست ، جمع محمدی را ہیچ مقدارے نیست ما للتراب و رب الارباب ۔

وہم درین مقام کہ سیر سالک در اسمے کہ رب او ست واقع شود گاہ ہست کہ پندارد کہ بعضے از اکابر کہ بیقین از وے افضل اند بتوسط او ببعضے از درجات فوق رسیدہ اند و بتوسل او ترق فرمودہ ۔ اینجا نیز از مزال اقدام سالکان ست عیاذاً باللہ سبحانہ کہ باین گمان خود را افضل داند و بہ خسارۂ ابدی پیوندد ۔ وچہ عجب و کدام فضیلت ؟ اگر پادشاہ عظیم الشان تمام السلطان در تصرف زمیندارے کہ داخل مملکت اوست برود و بتوسط آن زمیندار ببعضے از مقامات برسد و بتوسط آن فتح بعضے مواضع نماید غایتہ ما فی الباب اینجا احتمال فضل جزئی ست کہ خارج از مبحث ست کہ ہر حجام و حائک ببعضے از وجوہ مخصوصۂ خود بر عالم ذو فنون و حکیم بوقلمون فضل دارد اما آن فضلیت از اعتبار خارج است ، آنچہ معتبر ست فضل کلی ست کہ حکیم و عالم را ثابت است ۔

این درویش را نیز ازین قسم اشتباہات بسیار واقع شدہ بود و ازین تخیلات بسیار ناشی گشتہ و تا مدت ہا این حالت داشت ۔ مع ذلک حفظ خداوندی جل شانہ شامل حال او بود کہ در یقین سابق سر موے تذبذب نرفت و در اعتقاد مجمع علیہ فتورے راہ نیافت للہ سبحانہ الحمد و المنۃ علیٰ ذلک وعلیٰ جمیع نعمائہ ۔ آنچہ خلاف مجمع علیہ ظاہر می شد در حیز اعتبار نمی آورد ، و بر محامل نیک صرف می کرد و مجملاً این قدر می دانست کہ بر تقدیر صحت این کشف این زیادتی راجع بفضل جزئی خواہد بود، ہرچند این وسوسہ معارض می شد کہ مدار فضل بر قرب الٰہی ست جل سلطانہ و این زیادتی درآن قرب است پس جزئی چون باشد ؟ اما در جنب یقین سابق این وسوسہ ہباء منثور می‌گشت و ہیچ اعتبار نداشت ۔ بلکہ بتوبہ و استغفار و انابت التجا می‌آورد و بتضرع و زاری دعا می کرد کہ ازین قسم کشوف ظاہر نشود و خلاف معتقدات اہل سنت و جماعت سر موئے منکشف نگردد ۔ روزے این خوف غلبہ کرد کہ مبادا برین کشوف مواخذہ نمایند و ازین توہمات مسئلت فرمایند و غلبۂ این خوف بے قرار

۱ - گردے و غبارے کہ در ہوائے روزن خانہ بوجہ نور آفتاب پیدا آید ۔

و بے آرام ساخت ـ التجا و تضرع را بجناب قدس قدوس جل شانہ مضاعف گردانید و این حالت تا مدتے کشید ـ اتفاقاً درین وقت گذر بر مزار عزیزے افتاد و درین معاملہ آن عزیز را ممد و معاون خود کرد ـ درین اثنا عنایت خداوندی جل سلطانہ در رسید و حقیقت معاملہ را کما ینبغی وانمود ـ روحانیت حضرت رسالت علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات کہ رحمت عالمیان است ، درین وقت حضور ارزانی فرمود و تسلی خاطر حزین نمود و معلوم گشت کہ آرے این قرب الٰہی موجبِ فضلِ کلی است اما این قرب کہ ترا حاصل شدہ است ، قرب ظلے ست از ظلالِ مراتبِ الوہیت کہ مخصوص باسمے ست کہ رب تست ، پس موجب فضل کلی نباشد و صورت مثالی[۱] این مقام را بر نہجے منکشف گردانیدند کہ جائے ریب نماند و محل رین[۲] بالکلیہ زائل گشت ـ

و این درویش بعضے از علوم کہ محل اشتباہ دارند و گنجائش تاویل و توجیہ ، در کتب و رسائل خود نوشتہ بود و منتشر گشتہ است ، خواست کہ منشأ اغلاط آن علوم را کہ بمحض فضل خداوندی جل سلطانہ لائح گشتہ است بنویسد و انتشار دہد کہ گناہ مشتہر را اشتہار توبہ درکار ست تا مردم ازان علوم ، خلافِ شریعت فہم نکنند و بتقلید در ضلالت نیفتند و یا بتعسف و تکلف تضلیل و تجہیل نکنند کہ درین راہ غیب الغیب این گلہا بسیار می شگفد جمعے را بہدایت می برد و جمعے دیگر را بضلالت رہنمونی می فرماید ـ" تم کلامہ

و نیز حضرت ایشان قدس سرہ برائے دفع ہمین قسم شکوک و شبہات نوشتہ اند و معاملۂ عروج سالک را از اسمائے کہ مبادی تعینات وے ست بمثالے واضح گردانیدند و آن این ست :

"ارباب[۳] معقول گفتہ اند کہ دخان مرکب از اجزائے ارضی و اجزائے ناری ست ہر وقت[۴] کہ دخان صعود نماید اجزائے ارضی بمصاحبت اجزائے ناری بالا

---

۱ ـ در مخطوطہ : مثال ـ
۲ ـ رین بفتح را بمعنی مہر کردن و چرک گرفتن ـ و غلبۂ گناہ شدن بردل ـ
۳ ـ مکتوب دو صد و ہشتم دفتر اول ـ ۴ ـ در مکتوب شریف : وقتے کہ ـ

خواہند رفت، بحصول قسر قاسر[1] عروج خواہند نمود، وگفته اند اگر دخان قوی باشد عروج او تا کرهٔ نار متحقق می‌شود و درین صعود اجزائے ارضی بمقامات اجزائے آبی و ہوائی که بالطبع تفوق دارند، خواہند رسید و ازانجا عروج نموده بالا خواہند رفت - درین صورت نمی توان گفت که رتبهٔ اجزائے ارضی بلند تر است از رتبهٔ اجزائے آبی و ہوائی، چه‌آن تفوق باعتبار قسر قاسر بوده است، نه باعتبار ذات - و بعد از وصول بکرهٔ نار چون آن اجزائے ارضی ہبوط نمایند و بمرکز طبعی خود برسند ، ہر آئینه مقام اینہا فرو تر از مقام آب و ہوا خواہد بود -

پس در ما نحن فیه نیز عروج آن سالک ازین مقامات باعتبار قسر قاسر است که آن قاسر افراط حرارت محبت است و قوت جذب عشق - و باعتبار ذات مقام او تحت آن مقامات است - این جواب که گفته شد ، مناسب حالِ منتہی ست - اما اگر در ابتداء این توہم پیدا شود و خود را در مقام اکابر یابد ، وجہش آن ست که ہر مقام را در ابتدا و وسط ظل و مثال است و مبتدی و متوسط چون بظلال آنہا می رسند خیال می کنند که بحقیقت آن مقامات رسیدند ، فرق درمیان ظلال و حقائق نمی توانند کرد و ہمچنین شبه و مثال اکابر را چون در ظلال مقامات ایشان می یابند ، خیال می کنند که شرکتے با اکابر در مقامات پیدا کرده اند - نه چنین ست بلکه این اشتباه ظل شے است بنفس شے - اللّٰہم[2] أرنا حقائق الاشیاء کما ہی و جنبنا عن الاشتغال بالملاہی بحرمة سید الاولین والآخرین علیه و علیٰ آله الصلوات والتسلیات اتمہا و اکملہا -“ انتہیٰ

و نیز گویم که لیس ہذا اول قارورة کسرت فی الاسلام از قدیم کلمات متشابه

---

۱ - در مخطوطه ۱ : بحصول فرق سر -

۲ - اے خدا ! ہمیں چیزوں کی حقیقتیں جیسی کہ وہ ہیں ، اسی رنگ میں دکھادے اور لہو و لعب کے مشغلوں سے ہمیں دور رکھ ، بواسطهٔ سید اولین و آخرین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم -

واقع شده است ، در کلام الله لفظ ید و ساق و استوی که جمعے را (بتاویل مبتلا) ساخته از راه برده ۔ و در حدیث ''ان[1] الله خلق آدم علی صورته و رأیت[2] ربی علی صورة امرد او شاب فی سکک المدینته'' و از مشائخ شیخ با یزید[3] گفته ''لوائی[3] ارفع من لواء محمد'' کما مربتفصیله و شیخ محی الدین عربی گفته که خاتم نبوت خشت فضه است و خاتم ولایت خشت ذہب و نیز گفته خاتم النبوة از خاتم الولایة معارف و علوم اخذ می نماید ۔ و حضرت خواجه نقشبند فرموده که در مقامات شیخ منصور حلاج و شیخ با یزید بسطامی و شیخ جنید بغدادی سیر کردم ، بدانجا که ایشان رسیده بودند ، رسیدم ، تا آنکه ببارگاہے رسیدم که ازان معظم تر بارگاہے نبود و ملہم گردیدم که این بارگاہ مہدی ست علیه الصلوة والسلام و گستاخی نکردم و آنچه ابو یزید کرده بود (ہم) نکردم و نیز حضرت خواجهٔ بزرگ قدس سره فرموده که ابو یزید گفته[4] که در مقامات انبیاء سیر می کردم ، به بارگاہے مہدی رسیدم ، خواستم که در حقیقت او علیه السلام سیر کنم ۔ دست را بر پیشانیٔ من کشیدند و من بعنایت آلہی در سیر مقامات باین مقام رسیدم گستاخی نکردم سر نیاز برآستان عرش نشان آنحضرت کشیدم ۔ بر من کرم فرمودند و مرا داخل آن مقام گردانیدند ۔ انتہیٰ

پر ظاہر ست که ہر کس که بمقام مہدی علیه الصلوة والسلام برسد ناچار از مقامات سائر انبیاء و خلفا بالا رفته باشد ۔ ہر تاویلے که در اینجا کنند آنجا نیز بکار برند ۔ شیخ عطار فرموده ہمچنان که در عالم شہادت انبیاء و خلفائے ایشان را اماکن خاصه است و مسافران و زائران بزیارت آن می آیند و استفادہا می برند ، ہمچنین در عالم غیب نیز ایشان را مقامات است که سالکان طریقت جہت دریوزۂ فتح کار و برائے طلب نعمت احوال باین مقامات انبیاء عظام و اولیاء کرام نیز می رسند و بر آستانهٔ ایشان روئے نیاز نہاده مسألت کشائش می نمایند ، بلکه بسیار ست که فتح باب نمی[5] بینند ، پس بعتبهٔ

---

۱ ۔ الله تعالی نے آدم علیه السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ۔

۲ ۔ میں نے اپنے رب کو بے ریش لڑکے یا نوجوان کی شکل میں مدینه کی گلیوں میں دیکھا ۔

۳ ۔ میرا جھنڈا محمد صلی الله علیه وسلم کے جھنڈے سے بلند ہے ۔

۴ ۔ در مخطوطه : در انبیاء می کردم ۔ ۵ ۔ در مخطوطه : می بینند ۔

علیہٗ نبویہ علیہٗ الصلوۃ والسلام می رسند و از آنجا فیض می‌برند ۔

شبہِ دوم : آنکہ گویند کہ حضرت ایشان از وحدتِ وجود کہ مسئلہٗ متفق علیہ متاخرین ست ، منکر اند ۔

جواب : آنحضرت می فرمودند و چیزے کہ از کلام ایشان ظاہر می‌شود آن ست کہ وحدت الوجود در اثنائے راہ سالکان این طریق منکشف می شود ، اما آنرا کمال الکمال نمی‌دانند کہ فوق آن ترق نباشد چنانکہ نوشتہ اند کہ :

"این حال نیک است اما بشرط عبور ۔"

و آن حضرت را در مبادی حاصل شدہ بود، چنانکہ حضرت ایشان می‌نویسند کہ :

"ہرچہ از مسئلہٗ وحدت الوجود و توابع آن گفتہ اند ، در اوائل حال بآن مشرف ساختند و شہود احدیت در کثرت میسر شد ۔ ازان مقام بدرجاتِ بالا بروند و انواع علوم درین ضمن افادہ فرمودند ، اما مصداق این مقامات و معارف از کلام قوم صریحاً یافتہ نمی شود ، اشارات و رموز اجمالیہ در کلام شریف بعضے از بزرگان است لیکن گواہ عدل برصحت آنہا موافقت شریعت و اجماع اہل سنت است در ہیچ جزئی مخالفت بظاہر شریعت غرا ندارند و نہ در ہیچ چیز موافقت بحکما ۔ واصول معقولہ آنہا بلکہ از علمائے اسلام جماعتے کہ مخالفت باہل سنت دارند باصول آنہا نیز موافق نیست ۔

ونیز حضرت ایشان بشیخ[1] صوفی نوشتہ اند کہ درویشے[2] در صحبت شما از فقیر مذکور ساخت کہ انکار وحدت وجود می‌نماید ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مخدوما مکرما معتقد فقیر از خوردی باہر مشرب اہل توحید بود والد فقیر قدس سرہ بظاہر[3] بر ہمین مشرب بودہ اند و برسبیل دوام بہ ہمین طریق اشتغال داشتہ باوجود[4] نگرانی تمام در باطن[5] کہ بجانب[6]

---

۱ ۔ مکتوب سی و یکم ، دفتر اول ۔
۲ ۔ در مکتوب شریف : "یکے از درویشان میان نظام تہانیسری درآن مجلس ازین فقیر، ۔۔۔ ۔
۳ ۔ در مخطوطہ این کلمہ ندارد ۔
۴ ۔ در مکتوب : باوجود حصول نگرانی ۔
۵ ۔ در مخطوطہ این کلمہ ندارد ۔
۶ ۔ در مخطوطہ : بجانب فوق و مرتبہٗ بے کیفی ۔

مرتبهٔ بےکیفی[۱] داشته اند و بحکم ''ابن الفقیه نصف الفقیه'' فقیر را ازین مشرب از روئے علم حظ وافر بود ولذت عظیم داشت تاآنکه حضرت حق سبحانه بمحض کرم خویش بخدمت ارشاد پناہی حقایق و معارف آگاہی[۲] موید الدین الرضی شیخنا و امامنا و مولانا وقبلتنا الشیخ محمد الباقی قدسنا الله سبحانه بسره الاقدس رسانید وایشان بفقیر طریقهٔ علیّه نقشبندیه تعلیم فرمودند و توجه بلیغ بحال این مسکین مرعی داشتند ۔ بعد از ممارست این طریقه علیّه در اندک مدت توحید وجودی منکشف گشت و غلوے درین کشف پیدا شد ، علوم و معارف این مقام فراوان[۳] ظاہر گشتند و کم دقیقه از دقائق این مرتبه مانده باشد که آن را منکشف نه‌گردانیدند ۔

دقائق و معارف شیخ محی الدین ابن العربی را کما ینبغی لائح ساختند و تجلی ذاتی که آن را صاحب فصوص بیان فرموده است و نہایت عروج جز آن نمی‌داند و در شان آن تجلی می‌گوید : ''وما بعد[۴] هذا الا العدم المحض'' بآن تجلی ذاتی مشرف گشت و علوم و معارف آن تجلی را که شیخ مخصوص بخاتم الولایة می داند نیز بتفصیل معلوم شدند[۵] و سُکر وقت و غلبهٔ حال درین توحید بحدے رسید که در بعضے عریضها[۶] که بحضرت خواجه نوشته بود ، این دو بیت[۷] را که سراسر سکراست ، نوشته بود ۔ رباعی :

اے دریغا کین شریعت ملت اعمائی است
ملتِ ما کافری و ملتِ ترسائی است
کفر و ایمان زلف و روئے آن پری زیبائی است
کفر و ایمان ہر دو اندر راه ما یکتائی است

درین حال تا مدت مدید کشید و از شهور بسنین انجامید ، ناگاه عنایت بے غایت حضرت حق[۸] جل سلطانه از دریچهٔ غیب در عرصهٔ ظهور آمد و پردهٔ روپوشِ بے چونی

---

۱ ۔ مخطوطه این کلمه ندارد ۔
۲ ۔ مخطوطه این کلمه ندارد ، از سهو کاتب ۔
۳ ۔ مخطوطه این کلمه ندارد ۔
۴ ۔ اس کے بعد عدم محض کے سوا کچھ نہیں ۔
۵ ۔ در مخطوطه و مطبوعه امرتسری ہر دو ''شدند'' است اما کلمه 'را' که بعد تجلی آمده است می‌خواہد که 'کرد' باشد یا کلمه 'را' زائد باشد ۔
۶ ۔ در مخطوطه : عرائض ۔
۷ ۔ در مخطوط : رباعی ۔
۸ ۔ در مطبوطه امرتسری : الله ۔

و بے چگونی را برانداخت ، علومِ سابق کہ مبنی از اتحاد و وحدت بوده اند ، رو بزوال آوردند و احاطہ و سریان و قرب و معیت ذاتیہ کہ درآن مقام منکشف شده مستتر گشتند و بیقین یقین معلوم گشت کہ صانع را جل شأنہ باعالم ازین نسبتہائے مذکورہ ہیچ ثابت نیست ، احاطہ و قرب او تعالی[1] علمی ست ، چنانچہ مقرر اہل حق است شکر اللہ تعالی سعیهم و او سبحانہ باہیچ چیز متحد نیست ۔ او اوست تعالی و تقدس و عالم ، عالم او سبحانہ بے چون و بے چگونہ است و عالم سراسر بداغ چونی و چگونگی متہم، بیچون را عین چون نتوان گفت ، واجب تعالی را عین ممکن نتوان خواند۔ قدیم ہرگز عین حادث نشود ، ممتنع العدم عین جائز العدم نگردد۔ انقلاب حقائق محال است عقلاً و شرعاً و صحت حمل یکے بر دیگرے ممتنع است اصلاً و رأساً ۔

عجب ست کہ شیخ محی الدین و تابعان او ذات واجب تعالی مجهول را مطلق می‌گویند و محکوم علیہ ہیچ حکمے نمی دانند وما هو الاحکم و علی الذات تعالی و تقدس فالصواب[2] ما قالہ العلماء من اہل السنة من القرب[3] العلمی والاحاطة العلمية ۔''

معلوم ضمائر اولی البصائر بوده باشد کہ حضرت ایشان قدس اللہ تعالی سره الاقدس اثبات اعلائے درجات وحدت وجود می نمایند ۔ غایة ما فی الباب اختلافے کہ بجمعے از صوفیہ علیّہ کہ اہل این مشرب اند دارند ، آن ست ؛ چون این جماعت اشیا را مظاہر اسمائے الٰہی می دانند و مظہر را عین ظاہر ، ازین بعینیت قائل شده اند و می گویند کہ ذات حق‌سبحانہ و تعالی وجود مطلق ست و اشیا را وجودات مقید و قید جز در وہم نہ ، لاچار بہ عینیت قائل اند و حضرت ایشان می فرمایند کہ حقائق اشیا عدمات است کہ مرایائے کمالات است و مظاہر حضرت وجود۔ و اتحاد عدم با وجود از جملہ محالات ۔

---

۱ ۔ در مخطوطہ این یک سطر تا ''او سبحانہ'' بسہوِ کاتب در تحریر نیامده ۔

۲ ۔ در مخطوطہ بیاض گذاشتہ اند ۔

۳ ۔ باید دانست کہ این کلام در اوائل این حال فرموده اند و بعد ازان از علمی و ذاتی ہر دو گفتن سکوت وزیده اند ، موکول بعلم الٰہی داشتہ‌اند و علمی گفتن را نیز از تاویلات متشابہات شمرده اند ، چنانکہ مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اول و مکتوب ۸ ، دفتر دوم و مبدء و معاد منہا نمبر ۳۵ صفحہ ۱۱۳ ظاہرست ۔

وظهور غیر وجود در مرآت عدم از ممتنعات - لاچار بعینیت قائل نشده اند بکنهِ شریعت و حقیقت رسیده اند و اعلائے درجات توحید را ثابت نموده اند -

پس فرق میان مشربین[1] بر ہوشمندان پوشیده نیست کہ کدام بحقیقت توحید و متابعتِ سرورِ انبیاء علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات انسب است -

بے خبرے چند زخود بے خبر   عیب پسندند بزعم ہنر

چنانکہ تفصیل این مقدمہ از مکتوبات قدسی آیات لائح و ظاہر است -

شبہ سیوم: آنکہ حضرت ایشان قدس اللہ سرہ الاقدس در رسالہ مبدء و معاد نوشتہ‌اند کہ ''صورتِ کعبہ چنانچہ مسجود[2] صورتِ محمدی ست ، حقیقتِ کعبہ نیز مسجودِ حقیقتِ محمدی است'' ازین عبارت افضلیتِ حقیقتِ کعبہ برحقیقتِ محمدی لازم می‌آید و حال آنکہ مقرر است کہ مقصود از خلقتِ عالم و عالمیان اوست علیہ و علی آلہ الصلوات و آدم و آدمیان طفیل اویند : لولاہ لما خلق اللہ الافلاک ولما اظہر الربوبیة -

جواب : حضرت ایشان قدس سرہ بجہتِ دفعِ این شبہہ نوشتہ اند کہ :
'' صورتِ کعبہ عبارت از سنگ و کلوخ نیست ، چہ اگر سنگ و کلوخ درمیان نباشد کعبہ کعبہ است و مسجود خلائق بلکہ صورت کعبہ بآنکہ از عالم خلق است در رنگ حقائق اشیاء امرے ست مبطن[3] کہ حیطۂ حس و خیال بیرون است از عالم محسوسات و ہیچ محسوس نہ ومتوجہ الیہا[4] است مر اشیا را و ہیچ در توجہ نہ - ہستی ایست کہ لباس نیستی پوشیدہ است و نیستی ایست کہ بکسوتِ ہستی خود را وا نمودہ است - در جہت بے جہت است و در سمت بے سمت - بالجملہ این صورت حقیقت منقش اعجوبۂ ایست کہ عقل در تشخیص آن عاجز ست وعقلا در تعیین آن حیران - گوئیا نمونۂ

---

۱ - در مخطوطہ : مشرب -

۲ - یعنی مسجود الیہ - بدانکہ در مبدء و معاد عبارت این طورست : ''حقیقت قرآنی و حقیقت کعبہ فوق حقیقت محمدی ست علی مظہرہا الصلوہ والسلام لہذا حقیقت قرآنی امام حقیقت محمدی آمد و حقیقت کعبہ ربانی مسجود حقیقت محمدی گشت'' منہا نمبر ۴۸ ، صفحہ ۱۲۸ -

۳ - پوشیدہ -   ۴ - وہ چیز جس کی طرف رخ کیا جائے -

از عالم بے چونی دارد و نشانے از بے نمونی در وے تعبیہ است ۔ بلے تا چنین نباشد ، شایانِ مسجودیت نبود و بہترین موجودات علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات بشوق آرزو آن را قبلۂ خود اختیار نفراید ۔ ''فیہ آیات بینات'' درشان آن نص قاطع است ''ومن دخلہ کان آمناً'' در حق وے ۔ قرآن مادح بیت اللہ است کہ کینونیتہ خاص مر صاحب را جل شأنہ باوے ست واتصال ونسبت مجہول الکیفیتہ بے چون وبے چگون باو و للہ المثل الاعلی ۔

در عالم مجاز کہ قنطرۂ حقیقت است بیت مُنبی[1] از بیتوتت[2] است کہ جائے قرار و آرام گاہ صاحب خانہ است ۔ ارباب دول را ہرچند نشستگاہ بسیار است و آمکنہ[3] نشست وبرخاست بے شمار اما خانہ خانہ است کہ از مزاحمت اغیار بے گانہ است و مسکن و آرام گاہ جانانہ است ۔ اگرچہ بحکم حدیث قدسی ''ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن'' گنجائش ظہور بے چونی پیدا کند لیکن نسبت بیتیت[4] کہ مُنبی از بیتوتت است ، از کجا پیدا کند و منع مزاحمت اغیار کہ از لوازم بیت است ، از کجا آرد ۔

وچون غیر وغیریت را درآن موطن[5] مدخل نبود ناچار سجود گاہ خلائق باشد کہ غیرے را سجدہ روا نبود وغیریت منافی مسجودیت بود ۔ محمد رسول اللہ بجانب خود سجدہ نفرمود و بجانبِ بیت اللہ بشوق و رغبت سجدہ نمود ۔ تفاوت را ازینجا دریاب ''شتان[6] مابین الساجد والمسجود ۔''

اے برادر! چون شمۂ از صورتِ کعبہ معلوم نمودی ، اکنون لختے از حقیقتِ کعبۂ معظمہ بشنو ؛ حقیقتِ کعبہ عبارت از ذاتِ بیچون واجب الوجود است جل سلطانہ کہ گردے از ظہور ظلیت بوے راہ نیافتہ است و شایانِ مسجودیت ومعبودیت است ۔ این حقیقت را اگر مسجود حقیقت محمدی گویند چہ محظور لازم آید و افضلیتِ آن چہ قصور دارد ۔ آرے حقیقت محمدی از حقائق سائر عالم افضل ست ، اما حقیقت کعبہ معظمہ از عالم نیست

---

۱ - مخبر ۔
۲ - شب باشی ۔
۳ - مکانات ۔
۴ - بیت بودن ۔
۵ - یعنی بیت اللہ ۔
۶ - بسیار فرق ست درمیان ساجد و مسجود ۔

تا بوے این نسبت نموده آید و در افضلیت او توقف کرده شود ـ عجب ست که تفاوت صور این دو صاحب[1] دولت بساجد و مسجودیت، عقلائے ذوفنون را درپے تفاوت حقائق اینان نبرده است که در مقام اعتراض مانده اند ولب بطعن کشاده ـ حضرت حق سبحانه ایشان را انصاف دہاد که نافہمیده ملامت نکنند ''رب اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ـ''

شبه چهارم: آنکه حضرت ایشان نوشته اند که ''من ہم[2] مرید الله ام جل وعلا وہم مراد الله عز شانه سلسلهٔ ارادت من بے توسط به الله متصل است تعالی و یدِ من نائب مناب ید الله است سبحانه ـ اردات من بمحمد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بوسائط کثیره است ـ در طریقهٔ نقشبندیه بیست ویک واسطه درمیان ست و در طریقهٔ قادریه بیست وپنج و در طریقهٔ چشتیه بیست وہفت وارادت من به الله تعالی قبول وساطت نمی نماید چنانچه گزشت ـ پس من ہم مرید محمد رسول الله ام صلی الله علیه وآله وسلم وہم ہم پیرهٔ پس رو او ـ برخوان این دولت ہرچند طفیلی ام اما ناخوانده نیامده ام و تابع ام اما از اصالت بے بہره نیم و ہر چند امتم اما شریک دولتم نه شرکتے که ازان دعوائے ہمسری خیزد که آن کفر است بلکه شرکت خادم با مخدوم ـ تا نه طلبیده اند بر سفره این دولت حاضر نشده ام و تا نخواسته اند ، دست باین دولت دراز نکرده ام ـ ہر چند اویسیم اما مربیِ حاضر[3] و ناظر دارم ـ ہرچند در طریقهٔ نقشبندیه پیر من عبد الباق[4]ست اما متکفل تربیت من الله الباق ست ـ من بفضل تربیت یافته ام و براه اجتبار رفته ـ سلسلهٔ من سلسله رحمانی ست که من عبدالرحمن ام چه رب من رحمن است و مربی من ارحم الراحمین و طریقهٔ من طریقهٔ سبحانی ست که از راه تنزیه رفته ام واز اسم و صفت جز ذات اقدس تعالی نخواسته ـ این سبحانی نه آن سبحانی که بسطامی بآن قائل گشته است که آن را باین مساسے نیست که آن از دائرهٔ انفس نه برآمده است واین ماورائے انفس وآفاق ست

---

۱ ـ یعنی صورتِ کعبه وصورتِ محمدیه علیه الصلواةوالسلام ـ

۲ ـ مکتوب ۸۷ ، دفتر سوم ـ ۳ ـ حق جل و علا ـ

۴ ـ یعنی بنده خدائے باق ـ معنی اضاق ارادہا فرموده‌اند اگرچه این قول مشیر باسم صریح خواجه است علیه الرحمه ـ

وآن تشبیه است که لباس تنزیه پوشیده است واین تنزیه است که گردے از تشبیه بوے نرسیده و آن از سرچشمهٔ سکر جوش زده است واین از عین صحو بر آمده است ۔ ارحم الراحمین در حق من اسباب تربیت را غیر از معدات نداشته است وعلت فاعلی در تربیت من غیر از فضل خود را نساخته از کمال کرم اہتمام وغیرتے که در حق من دارد تعالی وتقدس تجویز نمی فرماید که فعل دیگررا در تربیت من مدخلے باشد ویا من بدیگرے درین معنی متوجه گردم ۔ مرباۓ الہی ام جل شانه ومجتباۓ فضل وکرم نامتناہی او تعالی :

با کریمان کارہا دشوار نیست"

تم کلامه الشریف ۔

بعضے از اہل زمانه برین مکتوب اعتراضها داشتند ۔ حضرت ایشان باندازه شکوک اینها مکتوبے[1] نوشته اند که اعتراض وجواب ازان ظاہر می گردد ۔ آن مکتوب بجنسه[2] ایراد می نماید ۔ نوشته اند که :

نیز حضرت خواجهٔ ما قدس سره در اوائل حال سیر این فقیر را سیر مرادی مقرر فرموده بودند ، شاید یاران ہم این معنی را از ایشان شنوده باشند و این ابیاتِ مثنوی مطابقِ حالِ فقیر دانسته می خواندند :

عشقِ معشوقان نہان ست و ستیر
عشقِ عاشق با دو صد طبل و نفیر
لیک عشقِ عاشقان تن زه کنند
عشقِ معشوقان خوش و فربه کنند

و از مردان ہر که واصل گشته است براه اجتبا رفته است ۔ راه اجتبا[3] مخصوص به انبیاء نیست علیهم الصلوات والتسلیمات ۔ صاحبِ عوارف قدس سره در بیانِ مجذوبِ سالک

---

۱ ۔ مکتوب صد و بست و یکم، دفتر سوم، بجواب مرزا حسام احمد رحمه الله ۔
۲ ۔ چند سطور از اول مکتوب نقل نفرموده اند ۔
۳ ۔ یعنی علی الاطلاق ۔

سالک مجذوب تصریح باین معنی فرموده است و راه مریدان را راه انابت و راه مرادان را راه اجتبا گفته ، قال الله تعالی : ''الله یجتبی الیه من یشآء و یهدی الیه من ینیب ۔''

آرے راه اجتبا بالاصالت مخصوص بانبیاء ست علیهم الصلوات و التسلیمات ۔ امتان را در رنگ سائر کمالات به‌تبعیت ایشان است نه آنکه اجتبا مطلقاً مخصوص بانبیا ست علیهم الصلوات والتسلیمات وامتان را اصلا ازان نصیب نیست که آن غیر واقع است ۔ مخدوما ! وصول فیوض مر سالک را بتوسط وحیلولت خیرالبشر علیه و علی آله الصلواة والسلام تا زمانے ست که حقیقت آن سالک که مهدی المشرب است بحقیقت مهدی منطبق نگشته است وبآن متحد نشده ۔ وچون بکمال متابعت بلکه بمحض فضل در مقامات عروج این حقیقت را بآن حقیقت اتحادے حاصل شد ، توسط برخاست ، چه توسط وحیلولت در مغایرت ست و در اتحاد توسط ومتوسط وحاجب و محجوب نبود ۔ آنجا که اتحاد ست معامله بشرکت ست ، اما چون سالک تابع والحاق وطفیلی ست از قبیل شرکت خادم بود با مخدوم ۔

و آنکه گفتم که حقیقت او را با حقیقت آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام انطباقے و اتحادے پیدا می شود ، بیانش آن ست که حقیقت مهدی علیه و علی آله الصلوٰة والسلام جامع جمیع حقائق است و آن را حقیقة الحقائق‌گویند ، و حقائق دیگران در رنگ اجزا اند مر او را ، یا جزئیات ۔ زیرا که اگر مهدی المشرب ست حقیقت سالک در رنگ جزئی ست مر آن حقیقت کلی را ، و محمول ست بروے ۔ و حقیقت غیر مهدی المشرب در رنگ جزو است مر آن کل را ، و غیر محمول است بروے ۔ و این حقیقت غیر مهدی‌المشرب را اگر اتحادے در عروج پیدا شود با حقیقت پیغمبرے خواهد بود که این بر قدم اوست و محمول برآن حقیقت خواهد شد و شرکتے در کمالات مناسبهٔ او پیدا خواهد کرد لیکن از قسم شرکت خادم با مخدوم چنانکه گذشت ، و چون این جزئی را بعلاقهٔ کمال متابعت بلکه بمحض فضل[1] محبت خاص بکلی خود پیدا می شود و شوق وصول بآن دامنگیر او می‌گشود و آن قیدے که کلی را بجزئی آورده بود بفضل

---

[1] ۔ که توفیق این متابعت هم بمحض فضل است .

خداوندی جل شانہ رو بزوال می آرد و بتدریج بعد از زوال ، این جزئی را بآن کلی انطباقے و الحاقے حاصل می شود ـ

وآنکہ گفتم محبت خاص پیدا می شود در رنگ آنکہ بمحض فضل این فقیر را پیدا شدہ بود و در غلبات آن محبت می گفت کہ محبت من بحضرت حق سبحانہ ازان جہت است کہ او رب محمد ست ﷺ و میان شیخ تاج و یاران دیگر ازین مقولہ تعجب می کردند ـ انگارم کہ از خاطر شما[1] ہم نرفتہ باشد ـ و تا این قسم محبت پیدا نشود الحاق و اتحاد چگونہ متصور بود ـ ذلك فضل الله یؤتیہ من یشاء والله ذوالفضل العظیم ـ

و حقیقت توسط و عدم توسط را بیان می نماید ، نیک استماع فرمایند ـ طریق جذبہ را چونکہ کشش از جانب مطلوب ست و عنایت الٰہی جل شانہ متکفل حال طالب است ، ناچار قبول وساطت نمی کند و در طریق سلوک چونکہ انابت از جانب طالب ست از وجود وسائط چارہ نبود و در نفس جذبہ ہرچند وسائط درکار نیست ، اما تمامی جذبہ منوط بسلوک ست کہ اگر سلوک کہ عبارت از اتیان شریعت است ، از توبہ و زہد و غیرہا با جذبہ منضم نگردد ، جذبہ نا تمام و ابتر است ـ بسیارے از ہنود و ملاحدہ را دیدہ ایم کہ جذب دارند اما چونکہ بمتابعت صاحب شریعت علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام متحلی نگشتہ اند خراب و ابتر اند و غیر از صورت جذب نصیبے ندارند[2] . . . .
و در طریق جذبہ اگر بتوسط متابعت صاحب شریعت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کہ عبارت از سلوک است وصولے بمطلوب میسر شود بے واسطہ و بے حیلولت امرے خواہد بود ، گفتہ اند : ”لودلیتم بدلو لوقعتم علی الله“ یعنی اگر کشیدہ شوید بحضرت حق سبحانہ و رسانیدہ شوید با بطن بطون ، ہر آئینہ درمیان شما و درمیان حق جل و علا حیلولت و حجاب امرے نخواہد بود ـ

۱ ـ میرزا حسام الدین احمدؒ ـ

۲ ـ صاحب حضرات القدسؒ از مکتوب شریف چہار سطر کہ مشتمل بر سوالے و جوابے بود ، اینجا ترک فرمودہ اند ـ

و شاید کہ بخاطر شریف شما ہم مانده باشد کہ حضرت خواجۂ ما قدس سره می فرمودند کہ وصول از راه معیت کہ حق را جل سلطانہ یابنده است ، اگر میسر شود ناچار بتوسط امرے خواہد بود کہ مناسب معیت است و اگر واسطہ است در سلسلۂ تربیت است کہ عبارت از سلوک است و راه معیت یکے از طرق جذبہ است و حدیث ''المرء مع من احب'' نیز تائید این معنی می‌فرماید زیرا کہ مرد را چون معیت بثبوت پیوست ، واسطہ مرتفع گشت ۔

درین مکتوب در باب توسط و عدم توسط سخن بشرح و بسط تام نوشتہ اند و دیگر در ہمان مکتوب نوشتہ اند :

''مخدوما ! آویسی[1] گفتن انکار از پیر ظاہر نیست ، زیرا کہ اویسی کسے ست کہ روحانیان را در تربیت او مدخلیتے باشد ۔ حضرت خواجۂ احرار قدس سره باوجود پیر ظاہر چونکہ امدادے از روحانیت حضرت خواجہ نقشبند قدس سره یافتہ بودند ، آویسی[2] می‌گفتند و ہمچنین حضرت خواجہ نقشبند باوجود پیر ظاہر چونکہ مددہا از روحانیت حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہما یافتہ بودند اویسی بودند ۔ علی‌الخصوص شخصے کہ باوجود اویسیت اقرار بہ پیر ظاہر ہم دارد بزور انکار پیر برسر او بستن عجب انصاف ست ۔

مخدوما[3] ! مراد ار ترکیب لفظ عبدالباقی معنی اضافی ست نہ معنی علمی ، ہرچند باہلغ وجوه اشعارے بمعنی علمی ہم دارد یعنی پیر من ہرچند بندۂ باقی ست اما متکفل تربیت من الله باقی ست ۔ اینجا کدام تحریف ست وچہ سوئے ادب ، الله تعالیٰ انصافے بدہد ۔

---

۱ ۔ جواب اعتراض است کہ بر قول حضرت ایشان ''ہرچند آویسم اما مربی حاضرو ناظر دارم'' معترضین کرده بودند کہ از پیر خود انکار نموده اند ۔

۲ ۔ یعنی خود را ۔

۳ ۔ جواب ست از قول خود ''ہرچند در طریقۂ نقشبندیہ پیر من عبدالباقی ست'' الخ ۔ معترضان گفتہ بودند کہ نام پیر خود بادب نگرفتہ اند ۔

مخدوما[1] قصورے کہ در معنی سبحانی کہ از بسطامی قدس سرہ در غلبات
سُکر صدور شدہ است ، گفتہ باشد ، لازم نمی آید از آن کہ آن قصور در
قائل آن مستقر و مستمر باشد تا دیگرے از وے افضل بود ، چہ بسا
معارف ست کہ در وقتے بمقتضائے حال آن وقت صادر شدہ است و در وقت
دیگر بعنایت خداوندی جل شانہ چونکہ قصور آن معرفت را دریافتہ است
ازان در گذشتہ و بمقام فوق رسیدہ -''

وہم معترض گفتہ بود کہ اگر ارباب سُکر این قسم سخنان شطح آمیز نویسند
گنجائش دارد ، اما از ارباب صحو این قسم سخن بسیار مستبعد است ، ایشان در جواب
نوشتہ اند :

''مخدوما ! ہر کہ این قسم سخنان نوشتہ است منشأ آن سُکر ست و بے مزج[2]
سُکر درین باب دست بقلم نبردہ ، غایۃ ما فی الباب در سُکر مدارج کثیرہ
است - ہرچند سُکر بیشتر شطح[3] غالب تر - سُکر بسطامیؒ باید کہ بے تحاشی
قول ''لوائی ارفع من لواء محمد'' ازان بوجود آید - پس ہر کہ صحو دارد ، گمان
نکنند کہ سُکر ہمراہ او نیست کہ آن عین قصور ست - صحو خالص نصیب
عوام[4] است ، ہر کہ صحو را ترجیح دادہ است مرادش غلبۂ صحو است ، نہ
صحو صرف و ہمچنین ہر کہ سُکر را ترجیح می دہد مرادش غلبۂ سُکر ست
نہ سُکر خالص کہ آن آفت ست - جنید قدس سرہ کہ رئیس اربابِ صحو ست
و صحو را بر سُکر ترجیح می دہد ، چندان عبارات سُکر آمیز دارد کہ چہ
تعداد آن نماید ، فرمودہ اند : ''ہو[5] العارف و المعروف'' و گفتہ ''لون[6]

---

۱ - جواب از اعتراض بر قول خود : ''ابن سبحانی نہ آن سبحانی ست کہ بسطامیؒ قائلِ آن گشتہ است -''

۲ - آمیزش حال بے ہوشی رستی -

۳ - سخنے خلاف شرع ظاہر گفتن -

۴ - در نسخۂ خطی : عوام کالانعام -

۵ - ہم اوست تعالی شناسندہ و شناختہ شدہ -

۶ - رنگ آب ہان ست کہ رنگ ظرف آن ست -

الماء لون انائه" و فرموده "المحدث[1] اذا قورن بالقدیم لم یبق له اثر -"

و صاحب عوارف که از کمّل ارباب صحو ست ، در کتاب او چندان معارف سُکریه است که چه شرح دہد و این فقیر در ورقے بعضے معارف سُکریه او را قدس سره جمع کرده است -

از بقایائے سُکر ست که تجویز افشاء اسرار نموده می آید و از سُکر است که مباہات و افتخار کرده می شود و از سُکرست که مزیت خود بر دیگرے اظهار کرده می آید - اگر صحو خالص باشد افشاء اسرار آنجا کفر بود و خود را از دیگرے بهتر دانستن شرک باشد - بقیهٔ سُکر در صحو در رنگ نمک ست که مصلح طعام است ، اگر نمک نباشد طعام معطل و بے کار بود :

گر عشق نبودے و غم عشق نبودے
چندین سخن نغز که گفتے که شنودے ؟

. . . . . .[2] این فقیر که این ہمه دفاتر در بیان علوم و اسرار این طائفه علیه نوشته است ، ظاہرا بخاطر شریف شما[3] قرار یافته است که از روئے صحو خالص نوشته است ، حاشا و کلا که آن حرام و منکر ست و گزاف و سخن بافی ست - سخن بافان که بصحو خالص متصف اند ، بسیار اند ، چرا این قسم سخنان نبافند و دلہائے مردم را از جا نبرند :

فریاد حافظ اینهمه آخر بهرزه نیست
ہم قصهٔ غریب و حدیث عجیب ہست

"مخدوما ! این قسم سخنان که مُنبی از افشائے اسرار باشد و از ظاہر مصروف بود ہر وقتے از مشائخ طریقت قدس الله تعالی اسرارهم بظهور آمده است و عادت مستمرهٔ این بزرگواران گشته - امرے نیست که این فقیر آن را ابتدا کرده باشد و اختراع نموده : "لیس[4] هذا اول قارورة کسرت فی الاسلام" -

---

۱ - حادث چون با قدیم اتصال یابد ازان ہیچ اثرے نماند -
۲ - چند سطر گذاشته اند - ۳ - میرزا حسام الدین احمد[3] -
۴ - این اولین شیشهٔ نیست که در اسلام شکسته شده باشد -

پس این ہمہ شور و غوغا چیست ؟ اگر لفظے صادر شدہ است کہ ظاہرش مطابقت بعلوم شرعیہ ندارد، آنرا باندک توجہ از ظاہر صرف نمودہ مطابق باید ساخت و مسلمانے را متہم نباید کرد ۔ اشاعت فاحشہ و تفضیح فاسق ہرگاہ در شریعت حرام و منکر[1] باشد ، تفضیح مسلمانے بمجرد اشتباہ چہ مناسب بود ؟ و شہر بشہر بآن منادی کردن کدام تدیّن باشد ؟ طریق مسلمانی و مہربانی آنست کہ کلمہٴ کہ ظاہرش مخالف علوم شرعیہ است ، اگر از شخصے صادر شود باید دید کہ قائل آن کیست ؟ اگر ملحد و زندیق بود رد آن باید کرد و در اصلاح آن نباید کوشید و اگر قائل آن از مسلمانان بود و ایمانے بخدا و رسول داشتہ باشد ، در اصلاح سخن او باید کوشید و محمل صحیح از برائے آن پیدا باید نمود یا ازان قائل حل آن باید طلبید ، و اگر در حل آن عاجز آید نصیحتش باید کرد ، و امر معروف و نہی منکر برفق اولیٰ ست کہ باجابت نزدیک است (و اگر[2] مقصود اجابت نباشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر ست اللہ تعالیٰ توفیق دہاد)" ۔ تم المکتوب ۔

این مکتوب (۱۲۱) در اواخر جلد ثالث مکتوبات ایشان ست ۔ چون بسیار (مطول[3]) بود و این کتاب مختصر ، بنا بران تمام نیاورد ، بدانجا رجوع نمایند کہ فوائد بسیار دارد ۔ و آنچہ در آخر مکتوب نوشتہ اند ، در جمیع شبہات مخالفان کافی ست ۔

بدانند کہ معارف و اسرار مختصر کہ از مبدء فیاض بر باطن شریف آنحضرت ورود می نمود ، چند قسم بود ' نوعے ست کہ آنرا از دل بزبان نیاوردند و برمز و اشارت ہم در معرض ظہور نکشیدند ، مثل تاویل مقطعات و متشابہات قرآنی کہ برآن حضرت انکشاف یافتہ بود ۔ دوم ازان قبیل ست کہ اظہار آن بحضرات مخدوم زادہا مخصوص است و دیگرے درآن شریک و محرم نیست و بر قلم نیامدہ ۔ و سیوم ازان قبیل ست کہ با محرمان دیگر ہم از کمّل اصحاب درمیان می آوردند و در حین بیان آن خلوت

۱ ۔ ناپسندیدہ ۔
۲ ۔ این جملہ در 'حضرات القدس' منقول نیست ، اما چون تتمہ جملہ اولی بود ، از مکتوب شریف آوردہ شد ۔
۳ ۔ در مخطوطہ این کلمہ متروک شدہ ۔

می کردند و در دروازه می بستند ـ و اگر بناگاه ورود نا محرمے اتفاق می افتاد ، سکوت می ورزیدند و بساط سخن را تغیر می‌دادند ، تتمهٔ اسرار در وقت دیگر بیان می‌فرمودند ـ و این گرامی معارف را حتی الامکان بتحریر[1] نمی کشیدند مگر آنکه محرمے التماس می‌نمود ، بنابر اجابت ِ مسئول بطریقے که هر کس بے بادراک آن نبرد نگارش می‌فرمودند ـ قسم چهارم از معارف آن ست که بالتماس سائلان یا به نیت ِ افادهٔ طالبان عموماً و شمولا بتحریر آمده ، این معارف ست که رسائل و دفاتر ِ مکاتیب ثلثهٔ وافر البرکة مشتمل بر آنست و هر معرفتے ازان شفائے دل ِ بیماران و رنجوران ست و موصل ُدوران و مهجوران ـ

همگی مکتوبات قدسی آیات و رسائل زیاده از چهل هزار بیت[2] خواهد بود ـ دفتر اول مشتمل برسیصد و سیزده مکتوب ست که بنا بر امر عالی آنحضرت بر طبق عدد انبیائے مرسل و نیز موافق ِ تعداد ِ رجال ِ جیش ِ بدر ، در هزار و بیست و پنج (۱۰۲۵) اختتام یافته ـ چنانکه تاریخ آن از **درالمعرفته** می‌برآید ، و دفتر ثانی[3] محتوی ست بر نود و نه مکتوب موافق اعداد اسمائے حسنیٰ ـ و دفتر ثالث[4] حاوی صد و چهارده مکتوب بر طبق سور قرآنی ـ و رسائل ایشان مثل **مبدء** و **معاد** و **معارف لدنیه** که متضمن احوال و مقامات[5] خاصهٔ ایشان است و **مکاشفات غیبیه** و رسالهٔ **اثبات نبوت** و رسالهٔ **آداب المریدین** و **شرح رباعیات** حضرت خواجه و **تعلیقات عوارف** و **رد شیعه** وغیر ذلك نیز ازین قسم است ـ و از دقت مطالب و غموض[6] عبارات و تحقیق اسرار و تدقیق رموز و اشارات کرامتے ست ساطعه و آیتے ست قاطعه بر علو شان و سمو مکان و مکانت ایشان و نازکیها و باریکیها که در کشف حقائق الهی نموده اند ، و اعلام علما و اکابر مشائخ شیفتهٔ آن شده اند ـ و دقائقے که در بیان حضرات[7] خمس ، و توحید وجودی[8]

---

۱ ـ ''بسلک تحریر'' زیبا می‌نماید، شاید که چنین بوده باشد ـ
۲ ـ مانا که از چهل هزار بیت ، ابیات مثنوی مولانا رومؒ مراد داشته‌اندکه سطور اینهمه مکاتیب و رسائل از چهل هزار افزون ست ـ
۳ ـ که نام تاریخی ''نور الخلایق'' است (۱۰۲۸ھ) ـ
۴ ـ که مسمی باسم تاریخی ''معرفة الحقائق'' (۱۰۳۰ھ) ـ
۵ ـ در مخطوطه : مقاصد ـ
۶ ـ عبارات مشکله ـ
۷ ـ مکتوب ۴۳ ، دفتر ۱ ـ
۸ ـ مکتوب ۸۹ ، دفتر ۳ ـ

و شهودی ، و مشاہدہ و مکاشفہ ، و ایمان[1] و ایقان[2] غیب و عیان ، و بیان اطوار سبعہ ، و ظہور الوان مختلفہ ، و تجلیات متکیفہ وغیر متکیفہ ، و جمع بین التشبیہ والتنزیہ ، و صرف تنزیہ ، و خفایاے اطلاق ، و محال تعینات[3] و تجلی برق و دوامی[4] ، و معاملۂ ورائے تجلی ، و سُکر و صحو ، و علوم وراثت و غیر وراثت ، تحقیق صنوف ولایات[5] از صغریٰ و کبریٰ و علیا ، و مقام نبوت و رسالت و صدیقیت و قربت ، وتدلی[6] و تدنی ، و محبت[7] و خلت ، و درجات سبعہ[8] متابعت ، وجد صباحت[9] و ملاحت والجمع بینهما ، و سیر[10] آفاق و انفسی ، و ماورائے آفاق و انفس (بیان فرموده[11] اند - بر) ہوشمندان پیدا و ہویداست -

ہمین علوم و معارف کہ بقلم در آمده باوجود علو مقال و فصاحت و بلاغت در مرتبۂ اعجاز توان گفت زیرا کہ ابنائے روزگار از اتیانِ مثل معترف بعجزند - چون در خلوات بزبان الہام ترجمان بیان می فرمودند ، صورت دیگر می گرفت ، گوئیا مرقومات قال است و ملفوظات حال و آن بیان معرفت ست و این القائے نسبت و اعطائے نعمت یعنی در پردۂ تقریرِ معارف تصرفِ مضمر داشتند کہ سامعان را سکرے و حضورے فرو می‌گرفت و لذتے و حالے حاصل می گردید کہ بتحریر نگنجد - و بقسر ہمان حال کہ بر منصۂ ظہور می کشیدند طالبان را متحقق و متصف می گردانیدند - چون محرمان راز از خلوت گاه اسرار بیرون می شتافتند خود را مست و سُکران می یافتند - و آنانکہ ایشان را بمحرمیت قبول فرموده بودند ، پیوستہ تمنا می نمودند کہ کدام روز باز برسر بیان معارف خواہند آمد -

---

۱ - مکتوب ۹۱ ، دفتر ۳ -
۲ - مکتوب ۹۰ ، دفتر ۳ -
۳ - مکتوب ۹۳ ، دفتر ۳ -
۴ - مکتوب ۷۵ ، دفتر ۳ -
۵ - مکتوب ۲۶۰ ، دفتر ۱ -
۶ - مکتوب ۱۱۱ ، دفتر ۳ -
۷ - مکتوب ۸۸ ، دفتر ۳ -
۸ - مکتوب ۵۴ ، دفتر ۳ -
۹ - مکتوب ۱۰۰ ، دفتر ۳ -
۱۰ - مکتوب ۲۶ ، دفتر ۳ -
۱۱ - در مخطوطہ : این از میان رفتہ است -

طریقۂ انیقۂ آنحضرت در تقریر و تحریر حقائق آن بود کہ تا بمآخذ آن علوم متحقق نمی شدند ازان سخن نمی کردند و تا آنکہ بر آنحضرت منکشف نمی شد در بیان نمی‌آوردند ۔ چنانکہ بعضے مخلصان از احوال حضرت خضر[۴] و الیاس[۴] ہمواره می پرسیدند و ایشان بسکوت می گذرانیدند ۔ بعد از مدتے چون ملاقات بایشان واقع شد درین باب بآن یاران کہ ازین مقولہ مستفسر بودند نگارش فرمودند و چنانکہ بعضے دوستان از سر[۱] گرفتاری حضرت یعقوب[۴] بحضرت یوسف[۴] می‌پرسیدند ایشان غیر از خاموشی جواب نمی دادند ، از روئے علم بحل آن نمی پرداختند ۔ چون حضرت حق سبحانہ حلِ این معما منکشف ساخت بیان فرمودند و بقلم آوردند و بآن عزیز کہ استفسار کرده بود فرستادند ۔

بعضے محرمان حضور معروض داشتند کہ قصۂ النحل کہ از اسرار است و درآن مکتوبے اندراج یافتہ و آن فاضل کہ بدو فرستاده اند باین دنیا محشور[۲] است ، مجاعت سقیم[۳] القلب را باعث شورش نشود ۔ لمحۂ سرفروبرده برداشتند[۳] ، بعد ازان این بیت خواندند :

یا رب[۵] این غنچۂ خندان کہ سپردی بمنش
می سپارم بتو از چشمِ حسودِ چمنش

ببرکت توجہ آنحضرت و حوالت بحضرت صمدیت آن معاملہ سرے نکشید و ہیچکس آن را نفہمیده ۔

بسا بودے کہ موجب تحریر حقائق حل کلام مغلق کہ از اکابر سرزده ، می‌بود ، خصوصاً کلامے کہ بظاہر شریعت موافقت نداشت و بہانہ طلبانِ ملحد طینت آن

---

۱ - مکتوب ۱۰۰ ، دفتر ۳ ۔
۲ - یعنی اہل دنیا گرد او مجتمع اند ۔
۳ - بیمار دل ۔
۴ - در مخطوطہ : انداختند ۔
۵ - تم نے یہ غنچۂ خنداں جو دیا ہے مجھ کو — چشم حاسد سے بچانے کو تمھیں دیتا ہوں
ترجمۂ لفظی: اے خدا ! تو نے یہ شگفتہ (معارف کا) غنچہ جو میرے حوالے فرمایا ہے ، میں اُسے چمن (معرفت) کے حاسدوں کی نظر لگنے کے خوف سے پھر تیرے ہی حوالے کر رہا ہوں ۔

را دست[1] آویز تکاسل ساختہ ـ ایشان آن را تاویل مستقیم منطبق بر شریعت غراء می نمودند ـ یا اگر در توجہ ظاہر گشتے کہ این مقولہ از سر سکر و غلبۂ حال سر برزده یا خطائے کشفی واقع شده ، ہمچنان می نوشتند لیکن خطائے کشفی را چون خطائے اجتہادی محل مواخذه نمی ساختند ، اما قابل تقلید نمی فرمودند ـ اگر مدعیان ناقص‌العلم قاصر الفہم را در اثبات آن مدعا شدید می دیدند ، ایشان نیز بربنائے حمیت اسلام و غیرت دین و کمال متابعت سید المرسلین علیہ و علی آلہ الصلوات و التسلیات بردّ آن رقم می فرمودند ـ

ازین قسم ست آنچہ بتقریب سیرے کہ ورائے انفس و آفاق مشہور گشتہ ، نگارش رفتہ ـ و ازین قبیل ست آنچہ در بیان کلام سید الطائفہ رقم فرمودند[2] کہ حادث چون بقدیم مقرون گردد وے را اثر نماند ـ

شبہ پنجم : مخالفان گویند کہ ایشان بر کلامِ اکابر مشائخ سخن[3] کرده اند ـ

جواب : گویم کہ حضرت ایشان سراپا محبت و مدحت کبرائے سلف و خلف بوده اند لیکن اگر در بعضے کلمات ایشان سخن کرده اند ، مبتنی بر نیتے و حکمتے و الہامے و اعلامے بوده ، بالجملہ اگر بر سر انصاف آیند و علوّ حال و سموّ مقال و علوم و اعمال آن صاحب تکمیل و کمال و اشباع[4] اتباع آنحضرت بنگرند بلا توقف وتامل حکم فرمایند کہ آنحضرت را می رسد کہ از روئے کشف و الہام مخالفت مکشوفات ایشان نمایند ، چہ از پیش گاه چنین آمده است ـ شریعت نبی لاحق مخالف شرع پیغمبر سابق بوده ـ ہرگاه مخالفت وحی بوحی ثابت بود[5] اگر بالہام تحقق پذیرد چہ مانع ؟ و ہیچ نقص سابق بمخالفت لاحق لازم نیاید ، مع ذالك مشاجرات و مخالفات صحابۂ کبار از راه اجتہاد بوده است و در علماء این قسم خلاف شائع و ذائع و در مشائخ نیز این نوع مخالفات کشفی بسیار واقع شده :

---

۱ ـ ذریعہ و وسیلہ ـ ۲ ـ قول سید الطائفہ ''الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق لہ اثر'' ـ

۳ ـ یعنی سخن و بحث در کلام اکابر کردن بزعم معترضین موجب بے ادبی و عداوت با ایشان است ـ

۴ ـ مبالغہ در اتباع سنت ـ ۵ ـ مخطوطہ این کلمہ ندارد ـ

خلاف شیخ علاء الدولہ سمنانی باشیخ محی الدین ابن العربی در مسئلۂ وحدت الوجود مشهور است ، با آنکہ شیخ علاء الدولہ وے را عارف سبحانی گفتہ و در بسیارے از تصانیف خود او را بعلو درجہ ستوده اینچنین است احوال مجتهدان میان یکدیگر ـ شاگرد را بعد از وصول بدرجۂ اجتهاد اتباع رائے خود واجب است ، ہر چند با استاد مخالفت کند ـ امام ابو یوسفؒ در یک مسئلۂ خلقِ قرآن شش ماه با امام اعظمؒ بحث و جدل کرده و در بسیارے از مسائل بر خلاف رائے امام بر رائے صاحبین[1] فتویٰ داده اند ''کذلك[2] مرتبة العرفان والولاية'' اما ہر ناقص[3] المعرفت و دنی المنزلت را این درجہ نباشد ـ

باوجود آن (حضرت ایشان) آداب بزرگان را کما ینبغی نگاه می‌داشتند ـ

یک بار اصحاب کبار آنحضرت نزد ایشان قرأت کتاب عوارف شروع کردند و التماس شرح آن کتاب نمودند ـ حضرت ایشان یگان جزوے بر آن کتاب تصنیف نمودند بعبارت عربی در غایت فصاحت و بلاغت ـ بعد ازان فرمودند کہ خود را از تالیف شرح عوارف گذرانیدیم ، می ترسیم کہ مبادا در بعضے مواضع سخن بجائے رسد کہ ادب شیخ از دست رود ـ

و ابتدائے توجہ آنحضرت بتحریر معارف و حقائق و مکاشفات و معانیات ، خود بامر حضرت خواجہ قدس سره بود کہ از آن حضرت استفسار می‌فرمودند ـ ایشان در جواب می نوشتند و امر[4] بتحریر رسالہ[5] در احوال بزرگان این سلسلۂ علیّہ نقشبندیہ از راه کشف خاص نیز فرموده بودند ـ و آن رسالہ چون باتمام رسیده ، بخدمت حضرت خواجہ فرستادند و ایشان بوصول آن رسالہ ذوقہا کرده اند و تحسینہا نموده اند

---

۱ ـ در اصل مخطوطہ : صاحبیہ ـ ۲ ـ در اصل مخطوطہ : کذلک مرتبہ و عرفان و ولایت ـ

۳ ـ کم علم اور پست مرتبہ ـ

۴ ـ یعنی حضرت خواجہ قدس سره خواستہ بودند کہ حضرت ایشان رضی الله عنہ از راه کشف رسالۂ در احوال بزرگان نقشبندیہ ترتیب دہند چنانکہ در مکتوب یازدہم دفتر اول مذکور ساختہ اند : ''چون از جانب حضرت ایشان مامور بود امتثالا للامر در بعضے امور جرأت و گستاخی نمود و الا ـ ع : من ہان احمد پارینہ کہ ہستم ہستم ـ

۵ ـ مکتوب یازدہم ، دفتر اول مشتمل برآن ست ـ

و تصدیق فرموده اند و بعضے دقائق دیگر در احوال بعضے عزیزان استفسار کرده اند، چنانکہ آن مکتوب[1] حضرت خواجہ در مکاتیب[2] ایشان واقع ست ۔

و نیز امر ارواح طیبہ سلف بلکہ امر عالی شان سید اولین و آخرین علیہ من الصلوات اکملها و من التسلیات اتمها بوده است ، چنانکہ مکتوبے[3] کہ بحضرت خواجہؒ نوشتہ اند ایمائے باین معنی نموده اند :

''و آن رسالہ بالتماس بعضے یاران شده ۔ التماس نموده بودند کہ نصائح بنویسد[4] کہ در طریقہ نافع باشد و بمقتضائے آن زندگانی ، الحق آن رسالہ غیر مکرر و کثیر البرکات است ۔ بعد تحریر آن چنان معلوم شد کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوۃ والسلام و التحیہ با جمع کثیر از مشائخ است ، خود حاضر اند و ہمین رسالہ را در دست مبارک خود دارند و از کمال کرم خویش آن را بوسہ می کنند و بہ مشائخ می نمایند کہ این نوع معتقدات می باید حاصل کرد و جماعہ' کہ باین علوم مستعد گشتہ بودند ، نورانی و ممتاز و عزیز الوجود و رو بروے آن سرور علیہ الصلوۃ والسلام والتحیۃ ایستاده اند و القصۃ بطولها ، و در ہمان مجلس باشاعت این واقعہ حقیر را امر فرمودند : ع

با کریمان کارہا دشوار نیست

بلکہ چون بمقتضائے آنکہ ایشان را بوراثت جد معظم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہ ''الحق ینطق علی لسان عمر و لکل امۃ محدث و محدث ھذہ الامۃ عمر'' واقع شده ، محدث بفتح دال ساختہ بودند ۔ لاجرم این ہمہ اسرار و دقائق ازوست سبحانہ کہ بزبان گوہر فشان ایشان حضرت ایشان قدس سره ظہور فرمود ، چنانکہ گذشت ۔

---

۱ ۔ حوالہ مکتوب حضرت خواجہؒ مندرج است بدین الفاظ :
''رسالہ' کہ بتسوید آن مامور شده بود الخ'' مکتوب چہارم ، دفتر اول ۔
۲ ۔ مکتوب چہارم و پنجم ، دفتر اول ۔
۳ ۔ مکتوب شانزدہم ، دفتر اول ۔
۴ ۔ یعنی این فقیر ۔ در مخطوطہ : بنویس ۔

و نیز آنحضرت در اواخر جلد اول مکتوبات نوشته اند که :

''این معارف که مسوده یافته ، امید است که از الهامات رحمانی باشند که اصلا شائبہ وساوسِ شیطانی را در آنجا مجال نبود ۔ دلیل برین معنی آنکہ چون در صدد تحریر این علوم شده ملتجی بجناب قدس خداوندی جل سلطانہ گشت ، دید که ملائکہ کرام علی نبینا و علیهم السلام از نواحی آن مقام دفع شیطان می کردند و نمی گذاشتند که در حوالی آن مکان گردد ۔ و چون اظهار نعم جلیلہ از اعاظم محامد ست ، باظهار نعمت عظمیٰ جرأت نمود ، رجاء آنکه از مظنہ عُجب مبّرا باشد ۔ چگونہ عُجب را گنجائش بود که بعنایت‌الله سبحانہ نقص و شرارت ذاتی خود ہمہ وقت نصب عین است ۔''

و نیز مؤیدِ تحریرِ علومِ کثیر دو امر عظیم و کبیر ست ؛ یکے آنکه فرمودند سید انام علیہ السلام در منام بآنحضرت قدس سره که ''تو مجتهدِ علمِ کلامی'' و دوم فرمودند علی مرتضیٰ کرم الله وجهہ ایشان را در واقعہ : ''آمده ام تا ترا علمِ سمٰوات تعلیم دہم[۱] ۔

و باعث دیگر آن بود تا ساعتے از بار وجود بیاسایند ، چنانچہ آنحضرت نوشته اند که جمعے از برائے تسکین از بار وجود بسماع و رقص مشغول گشتند و جمعے خود را به تصنیف انداختند و ازان خویشتن را سبکبار ساختند ۔

---

۱ ۔ در مکتوب ہفتم ، دفتر اول که حضرت ایشان در بیان بعضے احوال غریبہ خود بہ پیر بزرگوار نوشته اند، بعد از ذکر عروج در مقامے که فوق مجدد بود و آن مقام بمقام خواجه نقشبند قدس سره است ، دیدن مقامے بس عالی را بیان فرموده اند که اکابر اربعہ نقشبندیه را در آنجا دیدند و خود را اولاً بآن مقام بے مناسبت دیدند و در اضطراب شدند ۔ و بعد چند گاه بتوجهات پیر بزرگوار خود حضرت خواجه قدس سره بتدریج نرمی فرموده بالائے آن مقام نشستند - درین باره می فرمایند : ''در آن وقت چنان متخیل گشت که وصول باین مقام از نتائج آن واقعہ است که در ملازمتِ حضرتِ ایشان دیده بود و بعرض رسانیده که حضرت امیر کرم الله تعالیٰ وجهہ می فرمایند که آمده ام تا ترا علمِ سمٰوات تعلیم کنم - و چون نیک متوجه شد این مقام را مخصوص بحضرت امیر درمیان سائر خلفائے راشدین رضی الله تعالیٰ عنهم یافت ۔''

و باعث دیگر بر تحریر این اسرار آنست که برآن حضرت ظاہر ساختہ بودند کہ مرقومات تو بنظر کیمیا اثر حضرت مہدی موعود[۴] خواہد درآمد و مقبول او خواہد گشت ، و این تکثیر تحریر ازآن ست - حضرت ایشان نوشتہ اند :

''علوم و معارف از اعظم آیات است و ارفع خوارق لہذا معجزۂ قرآنی از سائر معجزات اقویٰ و ابقیٰ آمد - چشم بکشایند کہ این ہمہ علوم و معارف کہ در رنگ ابر نیسان می ریزند از کجاست؟ علومے با اینہمہ کثرت و بتامہا موافق علوم شرعیہ کہ سرموئے مخالفت سنت را در آنجا گنجائی نہ - این خصوصیت علامت صحت علوم است - حضرت خواجہ[۵] ما قدس سرہ نوشتہ بودند کہ علوم شما ہمہ صحیح است -''

و بعد از اتمام مکتوب بیانِ طریق نگارش فرمودہ اند :

''این ست بیان طریقے کہ حضرت حق سبحانہ این فقیر را بآن ممتاز ساختہ است از بدایت تا نہایت - و بنیادش نسبت نقشبندیہ است کہ متضمن اندراج نہایت در بدایت است - بدین بنیاد عمارتہا ساختہ اند و کوشکہا بنا فرمودہ - اگر این بنیاد نمی بود معاملہ تا بہ اینجا نمی افزود - تخم از بخارا و سمرقند آوردہ در زمین سرہند کہ مایہ اش از خاک یثرب و بطحا ست کشتہ اند و بآب فضل آن را سالہا سیراب داشتند و بہ تربیت احسان مربیٰ ساختند - چون آن کشت و کار بکمال رسید این علوم و معارف ثمرات بخشید -''

قدسیہ : در علوم[۱] و معارف کہ ترجمان احوال و مواجید است ، اگر تناقضے و تدافعے مفہوم گردد ، حمل بر اختلاف اوقات و تنوع اوضاع باید نمود ، چہ ہر وقتے احوال و مواجید علیحدہ است و در ہر مقامے علوم و معارف جدا - پس فی‌الحقیقت تناقض و تدافع نباشد مَثَل آن مَثَلِ احکام شرعیہ است کہ بعد از نسخ و تبدیل باحکام متناقضہ می‌ماند - و چون اختلاف اوقات و اوضاع را ملاحظہ نمودہ می آید ، تناقض و تدافع مندفع می‌گردد واللہ سبحانہ احکم و مصالح فی ذٰلک فلاتکن من‌الممترین -

---

۱ - مبدء و معاد منہا ۶۱ در آخر رسالہ -

الحضرة[1] الثامنة

فی ملفوظاته قدس سره

ملفوظ ۱ : شبے کہ لیلۃ القدر ، قدر و مرتبہ ازان استفادہ کند و لیلۃ البرائۃ براتِ[2] علوِ درجہ ازان برباید ، وقت و حال برآن صاحب کمال خوش بود ، این دو بیت مولوی را از سرِ جوش و خروش چند بار تکرار کردند ۔ مثنوی :

عشقِ[3] معشوقان نہان ست و ستیر
عشقِ عاشق با دو صد طبل و نفیر

لیک عشقِ عاشقان تن زہ کند
عشقِ معشوقان خوش و فربہ کند

بعد ازان فرمودند کہ : عشق معشوقان را از علوِ مرتبہ ہیچ مناسبتے بعشقِ عاشقان نیست ، زیراکہ متعلق عشق معشوقان ہمان ذات عاشق است ، بےآنکہ صفتے از صفات عاشق ملحوظ بود و در عشق عاشق ملحوظ صفات معشوق است ، مگر آنکہ عاشق را بمرور زمانہ استیلائے تصرف عشق از صفات معشوق بذات معشوق برد تا محبتش آن وقت ذاتی گردد و محبت معشوق بعاشق نسبتے پدید آرد ، چنانکہ در اواخر احوال از مجنون عامری نقل کنند ۔ والا در ابتدا و توسط در عشق عاشق منظور صفات معشوق است ، مثلاً در مجاز صباحت[4] خد و رشاقت قد و ملاحت تبسم و فصاحت تکلم و غنج و دلال گوشۂ چشم و جبین و ابروئے پُر خم و زلف و گیسوے پُر شکن و خطوط

---

۱ - حضرت ہشتم در ملفوظات آنحضرت قدس سرہ ۔

۲ - پروانۂ رزق را برات گویند ۔

۳ - ترجمۂ اردو : معشوقوں کا عشق ڈھکا چھپا رہتا ہے اور عاشقوں کا عشق سیکڑوں ڈھول ڈھاکے کھڑکاتا ہے ، لیکن عاشقوں والا عشق بدن کو سکھا کر کانٹا بنا دیتا ہے اور معشوقوں والا عشق خوش و خرم اور موٹا تازہ بنائے رکھتا ہے ۔

۴ - سفیدیِ رخسار ۔

غبغب و چاه ذقن و امثال آن ۔ اما در عشقے کہ معشوقان را بعاشق است ہیچ ، ازینہا ملحوظ نسیت ۔

آنگاہ فرمودند کہ : عشق صفات را از بے آرامی و تلوین ناگزیر ست ، ازان ست کہ عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر است و عشق ذات موجب آرام و تمکین ۔ زاری و نزاری عاشق و بہی و فربہی معشوق از آثار آن و این ست ، و آنکہ گفتہ عشق معشوقان نہان و ستیر است ، نیز بمحبتِ ذاتیہ مشیر است ''لان الذات اخفیٰ من الصفات و ادق منہا'' و این تعبیرے ست از آنحضرت برمز و اشارت از معنیِ قولِ او تعالی ''یحبّہم و یحبّونہ''۔

ملفوظ ۲ : روزے درویشے صفا کیشے از آنحضرت پرسید کہ غوث ربانی شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ فرمودہ کہ در ہر چیز رحمت ست الا در محبت کہ درو ہیچ رحمت نیست کہ بکشند و از کشتہ دیت خواہند ، معنی این کلام چیست ؟ حضرت ایشان ساعتے متوجہ و مراقب گشتہ روئے بحاضران آوردہ فرمودند کہ :

این کلام از زوال عین و اثر خبر می دہد ۔ صاحبِ این حال بدین مقال لب کشودہ است با آنکہ در حق او ہمگی رحمت در رحمت بروز می نماید ، لیکن این بیچارہ از فرطِ تعطش کہ ببقائے بمحبوب و تحقق بمعشوق دارد ، غیر آن را رحمت نمی داند زیراکہ در آن زمان کہ مقتولِ محبت از محبوب بعید بود ، استماع اسم و رسم وے و خبر موطن و مسکن وے او را رحمت بود ، اما وے رحمت رؤیت محبوب را می دانست ۔ چون بلطف محبوب از بعد بقرب رسید تعطش وے آن را عدم رحمت دید ۔ رحمت در ہم آغوشیٔ وے پنداشت و چون بعنایت محبوب ہم آغوش گشت از استسقاء آن را نیز عدم رحمت در خیال بست و رحمت در عینِ معشوق شدن دید ۔ چون برحمت معشوق عینِ وے گردید چندان مراتب دیگر درین عینیت مندمج است کہ تعطشِ آن را رحمت ندید ۔ ناچار ھل من مزید گویان طالب آن مراتب و مزایا گردید ۔

و آنکہ گفتہ از کشتہ دیت خواہند ، او بدانست خود خویشتن را کشتہ یافتہ است و مواخذہ کہ بروے رود از افنائے بقایائے آثار ، دیت فہمیدہ بحیرت تمام گوید ، میگوید آنچہ می گوید ، اما نمیداند کہ درین مراتب قتل وے با تمام نرسیدہ بود

و رمقے مانده است ، بعد از قتل دوم کہ ازالۂ آن رمق نموده رمق دیگر دقیق تر در نظر قاتل می‌نمود کہ بدفع آن می کوشید و کذا و کذا ـ اینجا دیت طلبیدن قاتل از مقتول (آن[1]) کہ مقتول خود را ہمگی بقاتل سپارد ، تا سرِ موئے از مقتول باوے ست قاتل مواخذۂ دیت درمیان دارد ـ چہ گویم کہ با وے چہ می رود ؟ و چہ می‌بیند ؟ و چہ می دہد ؟

ملفوظ ۳ : روزے می فرمودند کہ شیخ علاء الدولہ می‌گوید ـ رباعی :

این وہم بود کز تو دوئی برخیزد
امکان و حدث برہِ اوئی برخیزد
گر لطف خدا در رسد از راه وہب
شاید کہ دمے از تو توئی[2] برخیزد

این رباعی اشارت بزوال عین می‌نماید ، اگرچہ قائل آن را جز یک لمحہ نمی داند ، زیراکہ ازالۂ عین جز بتجلیٔ ذاتی میسر نمی گردد و آن نزد قائل نیست مگر برق ، لاجرم اثر وے جز بدمے نباشد ـ

و آنکہ گفتم کہ زوال عین جز بتجلیٔ ذاتی صورت نہ بندد و محملش آنست کہ چون اسمے و صفتے ملحوظ بود ناچار عین ثابتہ عارف درمیان حائل باشد ـ پس زوال عین آن متحقق نگردد ـ آنگاہ فرمودند کہ : صاحبِ[3] 'فصوص' قدس سره بزوالِ عین مطلقاً قائل نیست و تجلیٔ ذاتی را جز بصورت متجلی[4] لہ اثبات نمی نماید ، آنجا کہ در فص شیشی[5] می فرماید ''التجلی من الذات لایکون الا بصورة المتجلی له فالمتجلی لہ لا یریٰ الا صورته فی مرآة الحق'' ـ و نیز می فرماید[6] کہ عین معلومے ست از معلومات اللہ ، اگر زائل گردد انقلاب او سبحانہ بجہل لازم آید و این محال است و اعتقاد آن ضلال ـ و بزوال اثر نیز این بزرگوار قائل نسیت ـ می‌گوید کہ چون عین زائل نگردد ، اثر کجا رود ؟ و از کلام بعض صوفیہ چنان معلوم می شود کہ عین زائل گردد اما اثر نرود ـ

۱ ـ مخطوطہ این کلمہ ندارد ـ
۲ ـ در مخطوطہ ۱ : دوئی ـ
۳ ـ شیخ محی الدین ابن العربی ـ
۴ ـ یعنی بصورت آنکس کہ بروے تجلی افتد ـ
۵ ـ در مخطوطہ اینجا بیاض گذاشتہ اند ـ
۶ ـ یعنی صاحبِ فصوص ـ

اما نزدِ ما حق آنست که عین و اثر ہر دو زوال پذیرد ، چنانکہ کلامِ شیخِ بلند سیر ابو سعید ابوالخیر مصرّح[1] این مطلب است و آنکہ بزوال رفتہ و زوال اثر نگفتہ ظاہر می شود کہ زوالِ عین نیز از وے متحقّق نشدہ ، زیرا کہ اثر حکمِ عرض دارد[2] و عین حکمِ جوہر ، چون جوہر رود عرض چگونہ ماند ؟ کہ عرض بجوہر قائم بود ، بسر خود وجودے ندارد : ع

اگر سر رود دردِ سر کے بماند

بعد ازان رباعی شیخ ابو سعید ، کہ در جواب سائل از محو اثر نوشتہ است ، خواندند و مصراع چہارم آنرا تکرار نمودہ فرمودند کہ ما بزوال عین و اثر بشیخ موافقیم ، اما : ع

چون من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

نگوئیم ، بلکہ چون شیخ علاءالدولہ گوئیم توئی برخیزد و دوئی بر نخیزد ۔ و لیکن سمنانی[5] آن را دمے گوید و ما مستمر شناسیم کہ نزد ما تجلی دائمی بود نہ برق ۔

نیز فرمودند کہ : زوالِ عین و اثر را برخاستینِ دوئی لازم نیست ، بل نشاید زیرا کہ ہستیٔ ظل از اصل ودیعت بود کہ از خود می دید ، چون باصل دید ، توئی او کہ ہان ماہیت مودعۂ او بود (برخاست[3]) ، اما دوئی برجا باشد کہ ظل اصل نشود ''فہِم مَن فہِم'' درین مقام دقائق و حقائق بحدے افاضہ فرمودند کہ قوت مدرکہ را طاقتِ احاطہ نماند ، درین اثنا فرمودند کہ :

شیخ علاء الدولہ برآن قول صاحب ''فتوحات'' کہ حق را وجود مطلق گفتہ ، اینہمہ غوغا ازآن دارد کہ کلی را منحصر در مقیّد و مطلق می داند و غیر خاص و عام قسم ثالث نمی گوید ، الحق کہ بحسب قانون منطقی چنین ست ، اما شیخ ابن عربی کہ مطلق گفتہ ، مطلقے از قید اطلاق نیز وراء گفتہ و این قسم ثالث است کہ مصطلح اوست ولا مشاحة فی الاصطلاح برین تقدیر ہیچ نزاعے نیست مگر لفظی ۔

---

۱ - تصریح کنندہ ۔

۲ - در مخطوطہ : کرد ۔

۳ - در مخطوطہ ۱ : مثل این کلمہ متروک گشتہ ۔

ملفوظ ۴ : چنانکہ ذات در ادراک و تصور ما ندر آید ، صفات نیز چنین است ، زیراکہ ہر چہ از صفات مدرکِ سالک گردد ظلال صفات است ۔ آنچہ مختار ما است آنست کہ بحکم ''اُذکرونی'' اوقات خود را بیاد او سبحانہ مستغرق دارند تا او تعالیٰ بحکم ''اذکرکم'' شما را بکرم خود یاد کند کہ وعدۂ یاد فرمودہ است ، و ذکر بغرض حصول احوال و مکاشفات نگوئید و مطلبے را در متخیلہ جا ندہید و بے غرض بلکہ بجان منت داشتہ بذکر و عبودیت بہ پردازید ۔ اگر قبول کند ہرچہ او سبحانہ بنوازد و آن بر وفق معتقدات اہل سنت و جماعت شکراللہ سبحانہ سعیہم بود ، برآن اعتماد نمائید و شکر بجا آوردہ ''ہل من مزید'' گوئید والا اعتبار نہ نہید ۔

بعد ازان فرمودند کہ : سبحان اللہ و بحمدہ ما را باوجود حصول کمالات ذاتیہ ازبس مراعات تنزیہ او سبحانہ در مراقبات صفات و تصورات آن خوف و حیرت می‌آید ۔ بعضے مشائخ را می‌شنویم کہ مبتدیان را مراقبۂ ذات سبحانہ می فرمایند و آن را بنور بے رنگ بے حیز کہ محیط تمام عالم است تعبیر می‌نمایند ۔ و از بیان خداوندان این مراقبہ چنان مفہوم می‌گردد کہ آن نور را بسیط و عریض در تخیل دارند ۔ حق سبحانہ ازین متخیل ایشان منزّہ است ۔ بسیطے ست حقیقی کہ آنجا انبساط و طول و عرض و مانند آن تخیلات را راہ نیست ۔

ملفوظ ۵ : از ہمان روز کہ از حضرت خواجہ[۱] تعلیم گرفتم ، مرا یقین حاصل شدہ بود کہ عنقریب حضرت حق سبحانہ بمحضِ کرم مرا بنہایت این راہ خواہد رسانید و ہرچند از راہ دید قصور حال و اعمال نفی این یقین می‌نمودم ، صورت نمے بست و اکثر این بیت ورد زبانم می بود :

ازین نورے کہ از تو بر دلم تافت
یقین دانم کہ آخر خواہمت یافت

ملفوظ ۶ : حضرت خواجۂ احرار طاب ثراہ کم نسبتے بود از نسبتہائے مخصوصۂ خود کہ بحضرت خواجہ[۱] ما عطا نفرمودند و کم نسبتے با شد ازان نسبت ہائے خاصہ

---

۱ ۔ خواجہ باقی باللہ قدس سرہ ۔

کہ حضرت خواجہ بما عنایت نفرمودند ، مگر یک نسبت از نسبتہائے عالیۂ عظیمہ از عطیات حضرت خواجۂ احرار قدس سرہ ماندہ بود کہ آن را حضرت خواجۂ قدس سرہ بعد از ارتحال روزے کہ بزیارتِ روضۂ آنحضرت رفتہ بودم ، بما مرحمت فرمودند ۔

ملفوظ ۷ : سرگرمیٔ حضرت خواجۂ ما قدس سرہ بہ تربیتِ طالبان تا زمانے بود کہ معاملۂ ما بانتہا نرسیدہ بود ، چون از کار من فارغ شدند ، محسوس گردید کہ ایشان خود را از کار مشیخت کشیدند و طلاب را بمن حوالہ نمودند و در باب من فرمودند کہ این تخم را از بخارا و سمرقند آوردیم و در زمینِ برکت آئینِ ہند کشتیم ۔

ملفوظ ۸ : حصولِ برکت و عظمتِ کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ باعتبار درجات قائل آنست ۔ ہرچند گویندہ عظیم برکت و عظمت آن بیشتر ۔ و این مصراع عربی را می خواندند :

یزیدک وجہہ حسناً اذا ما زدتہ نظراً[1]

و ہمیشہ می فرمودند کہ آرزوے در دنیا معلوم نیست کہ برابر آن باشد کہ کسے در گوشۂ خزیدہ بتکرار این کلمہ طیبہ ملتذ[2] اما چہ توان کرد کہ جمیع آرزوہا میسّر نیست ۔

ملفوظ ۹ : از امورے کہ عارف را از ملکیت بہ بشریت می‌آرد ، ہیچ چیز چون خوردن نیست ۔ گاہ وقتِ تہجد صورِ مثالیہ کدورات طعام بنظر می‌درآید ۔

ملفوظ ۱۰ : ہر چہ ما را عطا فرمودہ اند ، محض تفضل و کرم اوست تعالی ، اما اگر بہانۂ کرم تواند بود اتباع سید انبیا علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات خواہد بود کہ مدارِ کارِ خود برآن می داریم ۔ ہرچہ بما دادہ اند از راہ اتباع دادہ اند و ہر چہ ندادند از آن ست کہ از ما در اتباع حکم شریعت نقصانے رفتہ باشد ۔ بدین تقریب فرمودند کہ یک بسہو در حین درآمدن بخلا پائے راست نہادم ، در آن روز ابواب احوال بر من بستہ شد ۔ بعد از ندامت و استغفار کار بدآنجا کہ بود رجوع نمود ۔

---

۱ ۔ ترجمۂ اردو : جس قدر زیادہ دیکھو گے ، محبوب کا چہرہ اسی قدر زیادہ حسین نظر آئے گا ۔
۲ ۔ لذت یاب ۔

ملفوظ ۱۱ : روزے از جهت استیلائے تقاضائے بول بسرعت تمام در متوضا[1] درآمدم ، نظرِ من بر ناخن افتاد ، نقطهٔ سیاہے بر آنجا دیدم که از رشحهٔ قلم بدانجا افتاده بود - باآن نقطهٔ سیاہے که از اسبابِ کتابتِ حروفِ قرآنی ست ، آنجا نشستن دور از ادب دیدم بعجلت تمام از آنجا باز گردیدم و آن را شستم - بعد ازان باستنجا رفتم ، باآنکه غلبهٔ تقاضائے بول داشتم ، آن محنتِ حبسِ بول را بر خود پسندیدم و ترکِ ادب را بمراتب از آن زیاده داشتم -

ملفوظ ۱۲ : یک بارے صیام تطوّع نگاه می داشتند - یکے پرسید که ایشان این روزه را بچه نیت نگاه می دارند ؟ فرمودند قضائے احتیاطی - در بعضے ایام رمضان استنجا در روز اتفاق افتاده بود ، بنابر احتمالِ وصولِ بلل[2] در جوف برائے احتیاط قضا نگاه می‌داریم -

ملفوظ ۱۳ : ہمواره اصحابِ خود را بکثرتِ ذکر و دوامِ حضور و لزومِ مراقبه تحریص می‌نمودند و می فرمودند : این دار ، دار عمل ست و مزرعهٔ کشت و کار - حضورِ باطن را بارعایت آداب و اعمال ظاہر جمع ساخته در کار باشید -

ملفوظ ۱۴ : برخے از مردم از رسائل حضرات خواجگان قدس الله اسرارهم قلت عمل می فهمیده اند ، نه آنچنان ست که طریقهٔ این اکابر در اتباع اطوار نبویه اوفق و اوثق افتاده است - آنحضرت را علیه السلام باوجود مرادیت و محبوبیت از کثرت صلواة اقدام مبارک ورم می گرفت ، غایة ما فی الباب چون طریقهٔ نقشبندیه قدس الله اسرارهم در بدایت و توسط بجذبات تعلق دارد ، ناچار حال ایشان از کثرت شکر و استغراق تقاضائے کثرت نوافل اعمال ندارد ، بل دوام حضور را باتیان فرائض و واجبات وسنن مؤکده جمع نموده بر ہمان اقتصار فرموده اند ، مع ذلک رعایت عزیمت را از اہم مہام شمرده اند که آن از ریاضاتِ عظمیه است ، خصوصاً با جذبات و غلبات - اما چون بعنایت ربانی احوال از تلوین بتمکین رسید ، ناچار بکثرت طاعات گرایند و درین وقت مدارِ کثرتِ ترقیات بر کثرتِ اعمال بود -

---

۱ طهارت خانه - ۲ - تریٔ آب -

ملفوظ ۱۵ : مردم ریاضت را منحصر در گرسنگی و روزه داشتن دانسته اند ، اما رعایت توسط احوال در اکل زیاده از دوام صیام است ـ طعام لذیذ در پیش این کس نهاده باشند ، نیمهٔ اشتها را بخورد و نیمهٔ دیگر باقی مانده است که دست ازان بدارد ، سخت ریاضتے ست و ازآن ریاضت بمراتب زیاده ، زیرا که وے طعام را نا دیده ازان امساک ورزیده است و این پارهٔ چشیده دست ازان کشیده است ـ

ملفوظ ۱۶ : شرم می آید که در حال انفراد و قوت و استطاعت اقتصار بر اقل تسبیحات در رکوع و سجود نموده آید ـ

ملفوظ ۱۷ : مردم ہوسِ ریاضات و مجاہدات می‌نمایند ـ ہیچ ریاضت و مجاہده برابر رعایتِ آدابِ شریعت نیست ، لاسیما[1] نماز ہائے فرض و واجب و سنن و ادائے نماز بنوعے که فرموده اند بسیار متعذر[2] است ـ حق سبحانہ می فرماید ''انها لکبیرة الا علی الخاشعین ـ''

ملفوظ ۱۸ : اشارتِ سبابه[3] به تشهد[4] اگرچه ظاہر بعضے احادیث دلالت بر فعل آن می کند و نیز بعضے روایات از مجتهدان حنفیه بر جواز آن آمده است ، اما چون نیک تتبع[5] نموده شد احوط و مفتی به ، ترک اشارت ظاہر گشت که بسیارے از علماء حرام و مکروه گفته اند و چون امرے در حل و حرمت دائر گردد ترک آن اولیٰ بود ـ

ملفوظ ۱۹ : احوال تابع شریعت است نه شریعت تابع احوال که شریعت قطعی است بوحی ثابت گشته است و احوال ظنی است بکشف و الهام به ثبوت پیوسته ـ

ملفوظ ۲۰ : عجب است از درویشان خام و ناتمام که بر کشف خود اعتماد نموده بانکا رو مخالفتِ شریعتِ بیضا اقدام می نمایند ، حال آنکه اگر کلیم الله در عهدِ نبوتِ رسالت پناه بودے غیر اتباعِ شریعتِ غراء او را (علیه السلام) چاره نبودے تا باین کور باطنان چه رسد ؟

---

۱ - خصوصاً ـ
۲ - دشوار ـ
۳ - انگشت شهادت ـ
۴ - 'التحیات لله' خواندن ـ
۵ - تفتیش ـ

ملفوظ ۲۱ : در باب ماتریدیه می فرمودند که این بزرگواران از مداخلات علوم فلسفیه دور ترند و باقتباس انوار نبوت نزدیک تر -

ملفوظ ۲۲ : حضرت خواجه[1] قدس سره فرمودند : ''نسبت ما که فوق همه نسبتها ست از آن ست که طریقهٔ ایشان[2] در متابعت سنت سنیه و رعایت عزیمت قویه فوقِ طرقِ دیگران است ، لاجرم نسبتِ این عزیزان نیز فوقِ نسبتِ سائرِ طرق باشد -

ملفوظ ۲۳ : عمل صالح را عُجب چنان ناچیز گرداند که آتش هیزم را و منشاء عُجب آنست که عمل در نظرِ عامل زیبا می درآید - باید که قبائح و شنائع مخفیهٔ خود را یاد کند و حسنات را متّهم دارد بلکه از اتیانِ عبادات مستحي[3] باشد -

ملفوظ ۲۴ : تا کسے را در علمِ ظاهری مهارت تمام نباشد ، از غوامض کلام این طائفه استفاده نتواند کرد -

ملفوظ ۲۵ : تمیز نمودن میان موهوم و موجود دیگر ست[4] و متمیزگشتن آن دیگر -

ملفوظ ۲۶ : فرق میان نفی و انتفا فرقے بس شگرف که نفی در بدایت و توسط بود و انتفا در نهایت -

ملفوظ ۲۷ : در طریق حضرات خواجگان قدس الله اسرارهم تعلم و تعلیم اسم ذات و نفی واثبات هر دو آمده - و آنچه ما را معلوم ساخته اند ، آنست که اسم ذات را بجذبه مناسبت بیشتر است و نفی و اثبات را بسلوک و چون در طریقهٔ ما در بدایت تقدم جذبه مناسب حال مبتدی ست ، مبتدیٔ این طریق را اول تکرار اسم ذات اولیٰ ست و چون بسلوک قدم نهد لائقِ حالِ او نفی و اثبات است -

ملفوظ ۲۸ : یکے از آن حضرت پرسید که سّر چیست ؟ که ظهور نسبت و حضور در محافل و مجالس و اسواق و صحبت ارباب تفرقه زیاده تر می یابم و در خلوات و حجرات

---

۱ - خواجه باقی بالله قدس سره -

۲ - حضرات نقشبندیه -

۳ - شرمنده -

۴ - مخطوطه این کلمه ندارد -

و صحبت اصحاب جمعیّت کمتر می بینم ؟ فرمودند : کہ شخصے از حضرت خواجہ احرار قدس سرہ سرّ ہمیں معنی استفسار نمودہ است ، ایشان فرمودہ اند کہ نسبت خواجگان ما محبوب است ، چون محبوب را در خلوت خوانند ، در حیا رود ۔ اما جواب حضرت خواجہ بحسن ادا و لطافت واقع شدہ و لیکن حل این معمّا آنست کہ ظاہر را با باطن الفتے و محبتے[1] ست کہ جلیسان را با یکدگر باشد و ہر یک از ظاہر و باطن بکار خود اشتغال[2] دارد و چون ظاہر سالک در محافل و کثرات بنا بر اختلاط خلق از مصاحبت باطل ذاہل[3] گردد ناچار باطن بے مزاحمت اختلاط ظاہر سرگرم کار خود باشد و این غلبۂ حضور و حلاوت او ازآن است و چون سالک بخلوت رود ظاہرش از مشاغل محافل پرداختہ متوجہ مصاحبت و موانست باطن گردد و باطن نیز با ظاہر رسوم مجالست بجا آرد ، ناچار در حضور فتور رود و لیکن بعضے باشند کہ ایشان را در خلوات و حجرات جمعیت بیشتر از جلوات و کثرات بود ، سرّش آنست کہ باطن ایشان را قوتے حاصل شدہ است کہ بر ظاہر غالب آمدہ آنرا تابع خود ساختہ برنگ خود منصبغ گردانید ، پس با اتفاق ظاہر و باطن نسبت را تزاید حاصل شدہ ۔

ملفوظ ۲۹ : روزے حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند کہ :

اگرچہ از صوفیہ علیّہ منافع بسیار بدینِ محمدی علیہ السلام رسیدہ است کہ بسیارے از فاجرانِ این امت ببرکاتِ افاضاتِ ایشان بکمالات پیوستہ اند و از انوارِ صحبت این عزیزان ظلمتِ بدعت مندفع گشتہ و بسا اسرارِ غامضۂ کتاب وسنت بکشفِ ایشان بعرصۂ ظہور آمدہ ، لیکن مضارّ[4] بسیار از اربابِ سُکراین طبقہ علیّہ بدینِ متین لاحق گشتہ و ناقصان بے باک را تکیہ گاہ آمدہ است و سُکریات وشطحیات[5] ایشان موجب ضلالت جمع کثیر شدہ ۔ حق را سبحانہ بظہور این کلمات از ایشان حکم[6] و مصالح خواہد بود ۔

---

۱ - در مخطوطہ : خلوتے ۔
۲ - پس لاجرم بوجہ اختلاط با یک دیگر درکار ہر یک نوعے فتور راہ خواہد یافت ۔
۳ - غافل ۔ در مخطوطہ زائل نوشتہ اند ۔
۴ - نقصانات ۔
۵ - سخنانِ خلافِ ظاہرِ شریعت ۔
۶ - حکمہتا و مصلحتہا ۔

بلکہ زبان این اکابر بحکمِ ''تخلقوا باخلاق اللہ'' بر سنتِ الٰہی جریان یافتہ، چہ در کلام مجید نیز متشابہات چون ید و استوی علی العرش و ساق و غیرہا واقع شدہ است کہ جمعے او را تعالیٰ جسمے ثابت کردند و بضلالت افتادند، باآنکہ خدائے تعالیٰ دانا بود بضلالت اینہا ازان الفاظ - بلکہ اتباع نبوی نیز ازان برگزیدگان سرزدہ کہ ''ضحک[1] اللہ - وان اللہ خلق آدم علی صورتہ - و رأیت ربی فی سکک المدینۃ علی صورۃ امرد شاب - و وضع[2] اللہ یدہ علی کتفی فوجدت بردھا'' ازان حضرت علیہ السلام نیز آمدہ باآنکہ انبیا سیما[3] خیر الرسل علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات در غایت صحو بودند - پس از صوفیہ علیّہ صدور این قسم کلمات و ظہور این نوع شطحیات موجب طعن ولعن نبود - بعد ازان فرمودند: ''ماکہ ہمگی خود را بشریعت در آوردہ ایم و بخدمت سنت سنیہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہمیشہ برپا ایستادہ ایم از زبان قلم ما نیز بعض کلمات سکر سمات جریان[4] یافتہ است تا ظاہر بینان چہ دریابند؟

۱ - خدا خندید -
۲ - خدائے تعالیٰ دست خود بر دوش من نہاد، پس من خنکی آن دست دریافتم -
۳ - خصوصاً -
۴ - سکر نشان یعنی الفاظے کہ معانی ظاہر آن مراد نیست -

الحضرة التاسعة

فی حلیته وتصرّفاته وکراماته

نخستین حلیهٔ مبارک آنحضرت بیان نماید تا سالکان راهِ طریقت و سائرانِ سبلِ حقیقت آنرا واسطهٔ وصول دانسته بتصور صورت خداوند حلیه جلیه گرایند و برکات و فیوض بدان رابطه حاصل نمایند :

سایهٔ رہبر به از ذکرِ حق است

ہر چند ذکر و مشغولی موجب ترقیات است ، لیکن رابطه اقرب طریق است و راه نقب :

نقشبندیه عجب قافله سالارند
که برند از رهِ پنهان بحرم قافله را

آن حضرت گندم گون مائل به بیاض ، کشاده پیشانی (بودند) ، از ناصیهٔ و رخسار آن قدوهٔ کبار نورے می درخشید که چشم در مشاہدهٔ آن خیره می گردید ـ کشاده ابرو بودند ، ابروہائے ایشان چون قوس منحنی و دراز و سیاه و باریک ، و چشمان ایشان کشاده و دراز بوده است و سواد آن اسود و بیاض آن ابیض ، و بینیٔ مبارک آنحضرت بلند و باریک بود ، و لبهائے آنحضرت سرخ و باریک ، و فمِ مبارک آنحضرت نه دراز و نه کوتاه و دندانِ مبارکِ ایشان بایکدیگر متّصل بود و درخشان ، چون لعل بدخشان ، ولحیهٔ مبارکِ ایشان انبوه و باشکوه و دراز و مربع بود ، و بر رخسارہائے ایشان موئے ریش مبارک تجاوز ننموده ، وآنحضرت تمام/دراز قد بودند و نازک اندام ، و ہرگز بربدن ایشان مگس نه نشسته ، و پاشنهٔ پائے ایشان چون رخسارهٔ خوبان چین و چگل صفا و درخش[1] داشت ، و عرقِ ایشان ہرگز بوئے ناخوش نداشت ، چنانکه در ایام گرما می باشد ـ

---

۱ ـ چمک ـ

غرض حسنِ ایشان از حسنِ یوسفی[4] یاد می داد و وجاہتِ ایشان از وجاہتِ خلیل الرحمٰن[4] ۔ ہر کہ ایشان را می دید بے اختیار ''ماھذا بشراً ان ھذا الا ملک کریم[5]'' از زبان او جاری می گردید و بے امہال[1] کلمۂ سبحان اللہ وھذا ولی اللہ بر لسان راندے ۔ ''اذا روا ذکر اللہ'' گوئیا در شان ایشان نازل شدہ ۔

باوجود ضعفِ اسلام و غلبۂ کفر ہزاران ہزار کفار بردست آن قبلۂ ابرار مسلمان شدہ باشند و جمع کثیر از فساق و فجار بمطالعۂ اطوار آن بزرگوار تائب می گشتند وبصلاح وتقویٰ و خدا پرستی می آمدند ، و جم غفیر از اطراف و اکناف عالم در واقعات و منامات صورت ایشان را دیدہ و رابطہ حاصل نمودہ بخدمت شریف ایشان می رسیدند و بعینہ ہمچنانکہ در واقعہ می دیدند ، بعد از ملازمت می یافتند ۔ بسیارے از علماء وصلحاء ودرویشان وتوانگران حلیۂ ایشان را در معاملہ معاینہ نمودہ ذکر و شغل از آنحضرت می گرفتند و دلِ ایشان بدان ذکر ذاکر می گشت و بشوق تمام بصحبت آن قبلۂ انام می رسیدند و طریقہ می گرفتند ۔ ہمان شغل می بود کہ از ایشان در واقعہ گرفتہ بودند ، و از خوارق ایشان بود کہ مریدان بآن کثرت در خدمت ایشان می بودند ، بہر فرد توجہ نمودہ اعطائے احوال می نمودند و ازان احوالِ گذراندہ احوال دیگر بجائے آن عنایت می فرمودند کذا وکذا ثم کذا وکذا الی ماشاءاللہ سبحانہ ۔

با ہر واحدے ایشان را معاملہ جدا بود و با ہر سرے سرے علیحدہ و ہر کس از مریدان و ملازمان می دانست کہ شفقت و مرحمت کہ بامن دارند بادیگرے ندارند ۔ از روزِ طریقہ گفتن تاآنکہ بولایت رسانند ، معاملۂ ایشان بامریدانِ حاضر ہر روز بلکہ ہر ساعت ہمچنین بود ۔ این[2] فقیر از خود می داند کہ ہر روز تا دہ بار کماہیش استفسار احوال باطنی می فرمودند ، حالے کہ بخدمتِ ایشان معروض می داشت ، ہمان لحظہ بر طرف می گشت و حالی دیگر عالی تر ازان بجائے آن می نشست و گاہ درمیان حالتین قبض گونہ روئے می داد ، بعد ازان حال دیگر بتوجہ آنحضرت عوض می گشت ، اینمعنی تجربۂ این حقیر شدہ بود کہ ہرگز تخلف ننمودہ است ۔ و گاہ گاہ می فرمودند کہ حال تو چنین است ،

---

۱ - بلا تاخیر - در مخطوطہ : بے اہمال -

۲ - شیخ بدر الدین سرہندی -

بعد ازین فلان برتو وارد خواہد شد ـ ہمچنان کہ فرمودہ بودندے ، بودے و ہمان طور واقع شدے ـ

بلکہ بعدِ وصول بولایت و بخلافت و رخصت بعضے اصحاب غائبانہ نیز متوجہ احوال ایشان می‌گشتند ، و احوال خلفا را نیز از حضیض[1] مراتب ولایت باوج کمالات وراثت نبوت می‌بردند ، و اگر یکے را می‌خواستند کہ از ولایت موسوی[4] بولایتِ محمدی[ص] برند بکمال تصرّف جرّ ثقیل نمودہ می بردند و سالک صاحب علم نیز در خود من یافت کہ از کجا بکجا آمدم ؟ چنانکہ در احوال حضرت[2] مخدومزادۂ کلان علیہ الرضوان و حضرت میر محمد نعمان وغیرہ معلوم خواہد شد ـ

و اشراف[3] بر احوال خیر مآل طالبان و اخبار از احوال آیندۂ ایشان و وقوع بر طبق آن لاتعد و لاتحصیٰ ست ، چہ شمار مریدان از لکوک[4] زائد است ـ اگر نسبت بہر یکے از طالبان یک کشف و کرامت اعتبار کنیم خوارقِ ایشان چندین لک بشمار آید ـ

این فقیر ہفدہ سال در خدمتِ ایشان بود ، اگر از ہمان ایام داعیۂ (ترتیب) کشوف و کرامات و تسوید مقامات و درجات ایشان مصمّم می‌گردید و واقعات روزمرہ را بتحریر می کشید ، ہرچند کہ ہر ساعت و ہر لمحہ از آن حضرت قدس سرہ ظہور خارق نمودہ ، اگر تنزل نمودہ ہر روزے یک کرامت فرض کنیم بسہ[5] ہزار کرامت درین مدت ملازمت احقر بتحریر می پیوست ـ الحال بعد وصال آن غوث ابدال بچندین سال این عزیمت تصمیم یافت ، خلفائے حضرت ایشان بجہت ارشاد ببلادِ متفرق گشتند و اکثر مریدان نیز بنا بر اتفاقات بسیاحت افتادند ـ در زمان این تحریر ہر چہ بیاد این فقیر ماندہ و آنچہ از باقی ماندگان شنیدہ ، بتحریر کشیدہ ـ چہ توان کرد ؟ ”مالا یدرک کلہ لایترک کلہ“ کہ ”القلیل یدل علی الکثیر و القطرۃ تنبئ عن البحر الغدیر[6] ـ“

---

۱ - پستی ـ ۲ - خواجہ محمد صادق فرزند اکبر حضرت امام ربانی قدس سرہ ـ
۳ - اطلاع یافتن ـ ۴ - لکھہا ـ
۵ - یعنی قریب بسہ ہزار، زیرا کہ ایامِ ہفدہ سال ۶۱۲۰ باشد ـ
۶ - لعل الصلواب الغزیر ـ

ہرچند این حقیر قبل ازین در حال حیات بابرکات آن کعبۂ حاجات یک بارے مقامات ایشان را مسوده کرده بود و آن را **سیر احمدی** نام نهاده و در نظر کیمیا اثر ایشان گذرانیده ، چون برین قصه رسیدند که حضرت خواجه[۱] در استخارۂ که حضرت مولانا خواجگی[۳] بایشان امر کرده بودند طوطی دیده اند که از شاخسار پریده بر دست مبارک حضرت ایشان نشسته الی آخر القصة المذکورة ـ غالباً فقیر در آنجا **طائر ہندی** نوشته بود ـ حضرت ایشان آن را خط زده طوطی نوشتند و برسبیل طیبت[۲] فرمودند که : ''بارے نخستین تصنیف شما در ذکر احوال ما واقع شد'' ـ گوئیا از راه کشف دانسته بودند که ازین حقیر تصانیف بوقوع خواهد آمد و الحق همچنان بظهور پیوست ـ بعد ارتحال[۳] آن کعبۂ آمال کتاب **کرامات اولالیا** در اثبات خوارق بعد موت تالیف نمودم و **فتوح الغیب** غوث اعظم شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سره را ترجمه فارسی کردم و **روائح** در بیان اصطلاحات صوفیه و اشغال قادریه و نقشبندیه جمع نمودم و **سنوات اتقیا** در بیان تواریخ وصال و احوال ارباب کمال از خلقت آدم[۴] تا زمان خود تالیف کردم ـ اما از آنجا که ہر چیزے بروقت خود موقوف است ، آن مسودات **سیر احمدی** در حال حیات آن قبلۂ حاجات ہمراه کالا بسرقه رفت ـ در فراق آن شیوۓ ساخ شده و طبیعت برودت گرفت تا آنکه در سنه ہزار وسی و نه (۱۰۳۹ھ) درپۓ تالیف مناقب آنحضرت گشت ـ برخے ازان صورت جمع یافته بود ، تفرقه روۓ نمود و در سنه ہزار و چهل و سه (۱۰۴۳ھ) در عین تفرقه آن مسودات را جمع نموده **درجات الابرار** تاریخ یافت ـ

میخواست که آن مسودات را بر بیاض آرد که سیدے از دوستانے که تا ده سال کروری[۳] سهرند بود ، ازین مسکین استدعا نمود که کتابے در بیان احوال اولیا جمع نماید ـ تا آخر سال چهل و چهار (۱۰۴۴ھ) فراغ از تالیف آن واقع شد و **مجمع الاولیا** نام نهاد و ذکر احوال یک ہزار و پانصد بزرگ در آن کتاب اتفاق افتاد و تاریخ[۵] آن را **منازل شیوخ** (۱۰۴۴ھ) یافته ـ

---

۱ ـ خواجه باقی بالله قدس سره ـ

۲ ـ خوش طبعی و ظرافت ـ

۳ ـ ۱۰۳۴ھ ـ

۴ ـ تحصیلدار ، حاکم مال ـ

۵ ـ این عبارت را کاتب مخطوطه در بیان تبییض مقامات ایشان مندرج ساخته است ـ

بعد ازآن خاطر را برتبییض[1] مقامات ایشان[رح] آوردم ، پارهٔ ازان جمع نموده بودم که آن حاکم باز تکالیف تصحیح و مقابلهٔ آن کتاب **مجمع الاولیا** نمود ۔ الحق این کتاب جامع کتب و رسائل این طائفه است لیکن بعض مداہنان طلبه علم مشاجرات صحابه را در آن کتاب بخوش‌آمد او داخل ساخته از اعتبار ساقط کردند ۔

در سنه یک ہزار و چہل و ہفت ۱۰۴۷ھ بعد خلاص و فراغ از مقابله توفیق رفتن گشت و استراق زمان نموده شب و روز در تحریر مقامات می کوشید و ازان می ترسید که باز مانعے از چپ و راست پیدا شود و کار را در توقف بیندازد: ع

تجری الریاح بما لا تشتهی السفن[2]

بحکم 'عرفت ربی بفسخ العزائم' بندگان شاہزاده عالی قدر ، والا گہر ، ولی عہد ، وصی عصر، دانش پرور، سلطان محمد دارا شکوه کتاب **بہجة الاسرار** که عربی ست ' در مناقب غوث اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانی[رح] واقع است ، برائے ترجمه باین فقیر حواله نمودند ۔ بامر واجب الامتثال شاہزاده ترجمه نموده و **مقامات غوث الثقلین** نامش نہاده از نظر کیمیا اثر آن عالی گُہر گذرانید بدرجهٔ قبول افتاد ۔

بعد ازان **روضہ النواظر** که ہم در مناقب و مآثر غوث[3] الصمدانی قدس سره واقع است ، دادند ۔ آنرا نیز ترجمه نموده ۔ بعد ازان تفسیر **عرائس البیان**[4] که تصنیف شیخ **روزبہان** بقلی ست ، مرحمت فرمودند که آن را ترجمه نماید ۔ رُبع آن را به ترجمه رسانید ۔ ان شاء الله العزیز بعد اتمام این کتاب **حضرات القدس** به ترجمه بقیهٔ آن خواہد پرداخت ۔ سبحان الله و بحمده سخن بتقریب از کجا بکجا رفت ۔ مقصود آن بود که بنا بر موانع دوران تبییض مسودات **حضرات القدس** در تسویف افتاد لابل مطلب آن بود که تمہید بیان خوارق و مقدمه شرح کرامات حضرت ایشان کرده شروع دران نماید ۔ **اد** ہم قلم

---

۱ - به بیاض کشیدن یعنی صاف نمودن ۔

۲ - ع : مخالف ہواؤں میں کشتی گھری ہے ۔
یعنی ایسی ہوائیں چل رہی ہیں جن کو ہماری کشتی نہیں چاہتی ۔

۳ - یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سره ۔ ۴ - در مخطوطه : عرائس ۔

عنانی کرده از شاہراه مقصود بدیوار سکہ[1] غیر نافذه قدم زد - نے نے خامہ عنبرین شمامہ نظر بر مطلوب خود دوختہ است و جز سکہ نافذه چیده نیندوختہ ، سر رشتہ اصل را از دست نداده و برسر اصل مطلب بر روئے افتاد -

چہ مقصد آن بود کہ حضرت ایشان بعد مطالعہ **اسیر حمدی** فرمودند و طیبت نمودند کہ ''بارے نخستین تصنیف شما در بیان احوال ما واقع شد -'' در اینجا اشارتے ست و کرامتے کہ ازین فقیر ورائے آن تصانیف دیگر بوقوع آید و آن تصانیف را خامہ پختہ کار بجہت اثبات مطلب استدلالاً مذکور ساخت - الله اکبر از این دراز نفسی بگزرم و شروع در بعضے خوارق و کرامات حضرت ایشان نمایم کہ علم بجمیع آن از حیطہ احاطہ بیرون است ، چہ جائے آنکہ صفحات قراطیس آنرا بر دارد - بہرحال بنابر سنت جاریہ اربابِ تصنیف کہ احوال و مقامات کبرائے سلف نوشتہ اند ، شطرے[2] از کرامات ایشان نیز نگاشتہ اند ما نیز برطریقہ مسلوکہ ایشان رویم و چندے از تصرفات و کرامات بے پایان ایشان از زبانِ قلم بیرون بر آریم - ہر چند نشر ہدایت و ارشاد ازان قطب اوتاد در قریٰ و بلاد و سرایت رشد و صلاح در عالمیان و احاطہ تقویٰ و فلاح در جہانیان و ظہور دقائق و حقائق کہ قلمِ سابقین بتحریرِ مثلِ آن سبقت ننموده و بروز اعماق اسرار کہ زبان متقدمین بتقریر آن تقدم نفرموده و قبول خواص و عوام وگرویدگی اولیائے کرام و تصرفات در ارباب ارادت اعظم خوارق ایشان ست (چنانچہ) :

قدسیہ : حضرت ایشان نوشتہ اند : خوارق[1] بر دو قسم ست ؛ اول ظہور علوم و معارف الٰہی است کہ بذات و صفات و افعال واجبی تعلق دارد و ورائے طور نظر و عقل است و خلاف متعارف و معتاد کہ بندگان خاص خود را بآن ممتاز ساختہ است و مخصوص باہل حق و ارباب خیر گردانیده و نوع ثانی کہ باکوان تعلق دارد مشترک درمیان محق و مبطل است ، چہ اہل استدراج را نوع ثانی حاصل است - نوع اول را خدائے جل وعلا شرافت داده کہ باولیائے خود مخصوص ساختہ است و اعدا را در آن شرکت نداده - و نوع ثانی در عوام معتبر است و در انظار ایشان معزز و محترم - این

---

۱ - کوچہ بند - ۲ - یک حصہ -

معنی اگرچہ از اہل استدراج ظہور نماید ، نزدیک است کہ از نادانی وے را پرستش نمایند ، بلکہ این محجوبان نوع اول را از خوارق نمی شمرند ۔ زہے بے خردان ! علمے کہ باحوال مخلوقات حاضر یا غائب تعلق دارد کدام شرافت در وے حاصل است ؟ بلکہ این شایان آن ست کہ بجہل مبدل گردد تا نسیان از مخلوقات و حالات ایشان حاصل آید ۔ معرفت واجبی تعالی و تقدس کہ بشرافت و کرامت سزاوار است و باحترام و اعزاز شایان :

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز
بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی است

ازینجا ست کہ از متقدمین مثل سید الطائفہ معلوم نیست کہ دہ خارق نقل کردہ باشند و حضرت حق سبحانہ از حال کلیم خود چنین خبر دادہ است ''و لقد آتینا موسیٰ تسع آیات بینات'' ۔ و کلیم اللہ را علی نبینا و علیہ الصلواۃ و السلام ہمگی نُہ آیات عنایت شدہ ۔ کثرتِ خوارق دلیلِ افضلیتِ صاحبِ آن نباشد و قلتِ کرامات علامتِ نقص نہ ۔ با آنکہ ظہورِ خوارق داخلِ ماہیتِ ولایت نیست بلکہ از لوازمِ آن ہم نیست و بساست کہ کرامات بر وے بگذرد و او را ازان اطلاع نباشد ۔

قدسیہ : نیز نوشتہ اند کہ علوم و معارفِ الہامیہ از اعظم آیات است و ارفع خوارق لہذا معجزۂ قرآنی از سائر معجزات اقویٰ و ابقیٰ آمد ۔

قدسیہ : کرامتے کہ ارباب ارشاد را ضروری ست ، آنست کہ مریدانِ رشید را از خلقے بہ خلقے برند و از حالے بحالے گذرانند و مسترشد سعادت نشان ہر زمانے از مرشد خویش کرامات و خوارق عادات مشاہدہ می‌نماید و در خود آثار تصرفات پیدا و ہویدا معاینہ می فرماید ۔ اولیاء اللہ را لازم نیست کہ بر عامۂ خلق اللہ اظہار خوارق نمایند بلکہ معاملۂ ولایت باستتار الیق است ''اولیائی تحت قبائی لایعرفہم غیری[1]'' برین مدعا شاہد عدل است ۔ گفتہ اند ''عقوبۃ الانبیاء حبس الوحی و عقوبۃ الاولیاء اظہار الکرامات و عقوبۃ المؤمنین التقصیر فی الطاعات[2] ۔''

---

۱ - سوائی — ترجمہ : اولیائے من زیر قبائے من‌اند ۔ ایشان را سوائے من نشناسد ۔
۲ - عقوبتِ انبیا بازداشتنِ وحی ست از ایشان و عقوبتِ اولیا اظہارِ کرامات ست از ایشان و عقوبت مؤمنین تقصیر کردن است در طاعات ۔

قدسیه : ہرچند قیامت نزدیک تر ، ضعفِ دین بیشتر ، لاجرم ظہورِ کرامات کہ بجہت رواج دین بود ، تقلیل پذیرد و اولیا ماسور بصدور این امور نگردند ، سیّما چون ہزار سال از انتقال سید کونین علیہ السلام گذشتہ باشد کہ مضیِ این مدت را در تغییر امور دین و ضعف ملت مبین مدخلے تمام است ، اولیائے عشرت نیز چون اولیائے عزلت از اظہار خوارق ممنوع گردند کہ در ظہور خوارق از مقتضائے اسم الہادی ست کہ بارشاد و ہدایت خلق اللہ متعلق است و آخر زمان مقتضائے اسم المضل کہ بہ بدعت و ضلالت وابستہ است ۔ آن سرور علیہ الصلوۃ والسلام فرمود ''اِنّ بَینَ یَدَی الساعۃ فتناً کقطعِ اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمناً و یمسی کافراً و یمسی مؤمناً و یصبح کافراً ۔''

قدسیہ : ونیز حضرت ایشان در بعضے مکاتیب چنین نوشتہ اند کہ : ''اولیاء اللہ را چہ متقدم وچہ متاخر ، در ہر ساعت ظہور خوارق است ، مدعی آن را داند یا نداند :

خورشید نہ مجرم اگر کسے بینا نیست

اکثر خوارق مشائخ را مریدان خاص و جلیسان مخلص می بینند و بمرور ایام بتقریر السنہ و تحریر اقلام بین الانام شہرت می یابد ۔

قدسیہ : می فرمودند : شمول وعموم این نعمت یعنی گویا شدنِ دل بذکر و حصول جذبہ در ہدایت تعلیم مر طالبانِ این طریقہ را از الہامات لازم البرکات حضرت خواجہ ماست قدس سرہ ۔ ہرچند معمول این اکابر بودہ اما باین تعمیم در ہدایت نبودہ ۔ روزے سر اختیار این شمول و عموم را از خواجہ قدس سرہ پرسیدم ، فرمودند کہ ازان روزگار تا حال در طلب و ہمتِ اہل ارادت نقصان و فتور بسیار رفتہ بود و حوصلہائے طلاب راہ تقلیل گرفتہ ، وفور شفقت برآن داشت کہ بے مجاہدہ و سعی و تردد ایشان (رابمقصود) رسانیدہ شود تا برودتِ ایشان بحرارت مبدّل گردد ، جزاہ اللہ عنا خیرالجزاء ۔

قدسیہ : می فرمودند کہ ازکمال عنایات او سبحانہ در حق من کمترین این ست کہ ہیچ کوچہ ازین راہ نماند الا این حقیر را برآن عبور دادند ، و ہر مرید موافق استعداد خود ہر طریق کہ سلوک نمود ، بر من ہمان طریق را وا کردند و او را بہمان طریق بکمال و تکمیل رسانیدم ۔

قدسیه : حضرت حق سبحانه از عنایتِ بے غایتِ خویش این درویش را آنقدر قدرت بخشیده است که اگر باین چوب خشک ہمت گمارم جہانے ازوے منور گردد ، اما درین آخرزمان مرضی دادار جہان در اظہار آن نمی یابم -

تصرف ۱ : مولانا محمد یوسف از علمائے وقت بود - حضرت خواجہؒ تربیت وے را بحضرت ایشان حوالہ نمودہ بودند - دراثنائے سلوک اجلش در رسید ، باحتضار[1] بود کہ حضرت ایشان بر بالین وے رسیدند و متوجہ اتمام سلوک وے گردیدند و وے را از توجہ خود درین باب اطلاع بخشیدند و ہر ساعت از حال وے می پرسیدند - وے از ترقیات و تلقیات خود کہ از توجہ آنحضرت حاصل روزگار وے می گشت ، معروض میداشت تاآنکہ کار او را بتصرف باتمام رسانیدند و او نیز از حصولِ کمال و اتمام سلوک خود خبر می داد و ہمان زمان جان بجانان سپرد - نازم بر قوت تصرف حضرت ایشان کہ کار سنین را بیک آن بر آوردند - ع : از کریمان کارہا دشوار نیست

یک لحظۂ عنایت تو ای بندہ نواز
بہتر ز ہزار سالۂ تسبیح و نماز

کرامت ۲ : یکے از درویشانِ صاحبِ وجد و حال نقل کردہ کہ چون مناقب و مآثر حضرت ایشان در جہان و جہانیان منتشر و مشتہرگشت بقصد دیدار فائض الانوار آن بزرگوار بسہرند آمدم - ربع از لیل گذشتہ بود کہ داخل شہر شدم - بیکے از مساجد در آمدم - ہمسایۂ مسجد مرا بخانۂ خود برد و مہربانی نمود - درین اثنا از احوال حضرت ایشان ازوے استفسار کردم - در طعن و تعریض درآمد ، مکدر گشتم وبباطن خود متوجہ ایشان نشستم - ناگاہ دیدم کہ حضرت ایشان پیدا شدند و شمشیر برہنہ در دست دارند وآن منکر طاعن را بآن شمشیر پار پارہ کردند و بیرون برآمدند و من از مشاہدۂ این حال دہشتے عظیم یافتم وباضطراب تمام در قفائے ایشان بیرون شتافتم وایشان را نیافتم - بامداد بملازمتِ ایشان مشرف گشتم و ہمچنان رعشہ و خوف با خود داشتم - ایشان مرا در آغوش کشیدند و تبسم نمودہ در گوش من : ع ''مامضی باللیل

---

۱ - در حالتِ جانکنی -

لم یذکر بالنهار'' (خواندند[1] ؟) بعد ازان بآن محله رسیدم ، دیدم که شورے برپا شده است که فلانے راکسے کشته رفته است -

تصرف ۳ : درویشے که آثارِ جذبه و دثارِ بے نفسی و علاماتِ آزادی و سماتِ وارستگی در وے پیدا و هویدا بود ، نقل نمود که از بنگاله باکبرآباد[2] آمده بودم و حضرت ایشان قدس سره درآن بلده تشریف داشتند - شبے بمنزلِ شریفِ آنحضرت رسیدم و ملتمس تعلیم ذکر گردیدم ، اجابت فرمودند - حالے بر من مستولی گشت که همان شب دیوانه وار از آنجا بیرون آمدم و بدشت و صحرا افتادم و مدتها درکوه و بیابان میگشتم و از خواب و خور و سکون و آرام خبر نداشتم - چگویم که درین میان چه دیدم و بچه چیزها رسیدم ؟

تصرف ۴ : سیّدے ، بصورت تاجر و بمعنی حاضر ، نقل کرد که من بخدمت اکثر مشائخ وقت رسیده بودم و از هر یک ذکر و مراقبه گرفته چون عبور من بسهرند اتفاق افتاد ، بآستان عرش نشان حضرت ایشان وقت نماز عشاء رسیدم و موردِ (الطاف[3] و عنایات) آنحضرت گردیدم - اظهار مطلب کردم - فرمودند که بشما داده خواهد شد - از غایتِ دلتنگی معروض داشتم که صورت اذکار از مشائخ بسیار گرفته ام ، اما معنی وثمره آن ازین درگاه دریوزه دارم - سر بمراقبه فرو انداختند ومرا بتوجهِ خاص بنواختند ، استغراق و فرورفتگی عظیم برمن غلبه نمود ، چنانکه تادم صبح از خود خبرنداشتم - علی الصباح بافاقت آمدم والتماسِ ترک و تجرید نمودم - فرمودند که تجارت (وسیله؟) لقمهٔ حلال و نفقهٔ عیال است ، آنرا مگذار وآنچه بتو رسیده مستحکم گیر ، واین آیت کریمه برخواندند : ''رجال[4] لاتلهیهم تجارة و لا بیع عن ذکر الله'' و مرا رخصت کردند -

کرامت ۵ : سیّدے صحیح النسبے سعادتمندے که در خدمتِ ایشان حالِ او بدین منوال رسیده بود که طبقات ارض وسما بروے مکشوف گشته و احوال غریبه اورا رو می‌داد ، نقل می نمود که روزے بخاطرمن عبور کرد که درین ایام از حضرت ایشان کرامتے

---

۱ - مخطوطه این کلمه ندارد - ۲ - آگره -

۳ - مخطوطه این کلمات ندارد -

۴ - مردان خدا که نه تجارت ایشان را از یادِ خدا غافل سازد و نه بیع و شریٰ -

بظہور نیامدہ ، بمجرّد خطور این خاطر در احوال خودبستگی یافتم ، دانستم کہ این قبض نتیجۂ آن خطرۂ مذمدم است ، عذراً للتقصیر دستار درگردن انداختم و خود را براقدام ایشان افگندہ بتضرّع و زاری پرداختم ، اما آن خاطر نہفتم وبزبان ازان مقولہ ہیچ نگفتم ۔ حضرت ایشان بعد از لمحۂ سر مرا برداشتند و فرمودہ اند کہ ''میر کرامات طلب شدہ اند و این خطرہ از اثر صحبتِ فلانے پیدا شدہ'' و نامِ ہمان آشنا بردند کہ مرا از مجالستِ وے این خطر روئے دادہ بود ۔

کرامت ۶ : وقتے آنحضرت را ضعفے روئے نمود ، دران بیماری دہ پانزدہ دانۂ مویز طلب نمودند تاتناول فرمایند ۔ خادم آن دانہا را حاضرگردانید ۔ حضرت ایشان متوجہ شدند سربمراقبہ فروبردند کہ آیا تناول آنہا نافع بود یا نہ؟ بعد ازساعتے سر از مراقبہ برداشتند و فرمودند کہ عجب چیزے ظاہر شد ۔ این دانہائے مویز ہمہ در مناجات و دعا درآمدند کہ خداوندا ! چون دوست تو مارا بجہت تناول خود طلب داشتہ ، اثر نفع و صحت درما عطا فرما ، تا ہر یک دانہ کہ از ما بخورد ہر قسم مرضے کہ داشتہ باشد بصحت مبدّل گردد ۔ حضرت حق سبحانہ دعا و مناجات اینہا باجابت مقرون گردانید ۔ این معنی محسوس ومرئی گشتہ است از مظان ریب وشک منزّہ و مبرّا ست و چند دانۂ مویز خود تناول فرمودند ، بالفور مرض ایشان بصحت تبدیل یافت ۔ بعد ازآن ہربیمارے کہ ازآن دانہا یک دانہ خورد کار او از حضیض بیماری باوج عافیت برد ۔ می فرمودند کہ کاش کہ این دانہائے متکلمہ بیشتر بودے تا موجبِ صحتِ جمع کثیر گشتے ۔

کرامت ۷ : سیّدے[1] صحیح النسبے کہ از اصحابِ قدیمیِ ایشان بود ، نقل می‌نمود کہ برادرِ حقیقیِ حضرتِ ایشان قدس سرہ در بلدۂ سرونج بود ، دو کلمہ برائے طلب وے نوشتند و مرا فرمودند کہ تو خود برو و او را بیار ۔

بنا بر امتثالِ امرِ عالی عزم کردم کہ بروم ۔ فاتحۂ رخصت من خواندہ فرمودند کہ در راہ 'لایلاف قریش' بسیار خوانی کہ در مہالک بسلامت مانی و بحاجتے در نمانی ، و ہرگاہ ترا مشکلے پیش آید ، ما را یاد کنی ۔ دست بر پائے ایشان نہادم و قدم در

۱ - در مخطوطہ : سید صحیح ۔

راه دادم - اتفاقاً جمعے برفاقت من درین راه قرار دادند -

چون سرونج دو سه منزل ماند در آنجا دشتے پُر دہشتے پیش آمد، کاہہائے آن برابر دو قد آدم - من بقضائے حاجت رفتم و رفیقان نیز ایستادہ شدند - بعد از فراغ طہارت دو رکعت تحیته الوضو گزاردم - درین اثنا کاہہا جنبید - نگاہ کردم ، ناگاہ شیرے ست غرندہ در رسید و رو بروئے من بایستاد - بے اختیار یاد حضرت ایشان کردم و گفتم کہ شما فرمودہ بودید کہ ہر گاہ ترا مشکلے پیش آید ما را یاد کنی ، الحال وقت مدد است ، مرا از چنگال این شیر غرندہ درندہ خلاص کنید - ہنوز این کلمات تمام نہ شدہ بود کہ حضرت ایشان پیدا شدند و بآن شیر بدست اشارت کردند کہ دور شو - شیر روئے بگردانید و بگریخت - چون نگاہ کردم حضرت ایشان از نگاہ من غائب شدند - رفقائے من نیز این معاملہ معاینہ کردند - گفتند کہ کدام بزرگ بود کہ درین وقت ترا امداد کرد ؟ نام مبارکِ حضرت ایشان بردم ، ہمہ بجان معتقد شدند -

کرامت ۸ : سیّدے ثقہ رحمۃ اللہ علیہ نقل کرد کہ از ایشان شنیدہ بودم کہ اہانتِ[۲] اصنام[۳] و عبدۂ[۴] طاغوت ہر قدر کہ از دست مسلمانے بیاید، خود را معاف ندارد کہ اجرِ غازیانِ فی سبیل اللہ یابد -

ما[۱] دو سہ درویش در اقصائے ملک دکن بصحرائے می رفتیم کہ بت خانۂ بنظر در آمد و در حوالی آن ہیچکس نبود - بخاطر عبور نمود کہ بر حکم نصیحت آنحضرت این بت خانہ را براندازیم - بر آن بت خانہ رسیدیم و بت را بشکستیم و ہمت بر ہدمِ آن بت‌خانہ بستیم - بعضے جدران[۵] آنرا منہدم ساختہ بودیم کہ قریب ہزارکس از عابدان آن چوب و سنگ و تیر و تفنگ گرفتہ پیدا شدند - مرا و یاران را دہشت عظیم دست داد و امکان فرار نہ - غیر از کشتہ شدن علاج ندیدیم -

درین اثنا دل بیاد حضرتِ ایشان کشید و از راہ تضرّع و نیاز آنحضرت را حاضر تصور نمودہ ، عرض کردم کہ اے بزرگ دین ! تکیہ بر نصیحت شما کردہ این

---

۱ - در مخطوطہ اینجا بیاض گزاشتہ اند -
۲ - جمع صنم = بت -
۳ - عبادت کنندگانِ بتہا -
۴ - مخطوطہ این کلمہ ندارد -
۵ - جمع جدار = دیوار -

کار کرده بودیم ، ما را از شرِ کفار اشرار خلاص بخش ـ در این تضرع و زاری آواز حضرت ایشان بگوش من رسید که خاطر جمع دار که اینک برائے حمایت تو عسکرے از اہل اسلام مے فرستیم ـ من بیاران ازین معاملہ خبر کردم ـ کفار نگون سار[1] یک بیک تیر انداز رسیدہ بودند کہ ناگاہ از فراز بلندی چہل تن سوار پیدا گشتند و بسرعت تمام اسپان را تازیانہ زدہ رسیدہ اند و بر آن جماعتِ کفار بر آشفتند و ما را ہمراہ گرفتہ حمایت کردند ـ چون کفار از انظار غائب شدند ما را رخصت کردند ـ

کرامت ۹ : وقتے حضرت ایشان بقصدِ سیر و گشت بیابان و دشت توجہ فرمودہ بودند ـ در اثنائے راہ حرارتِ ہوا و گرد و غبار بے اندازہ بود ـ تشنگی و گرمی و ماندگی بر اصحاب ایشان کہ ہمہ پیادہ بودند و برکاب سعادت پویہ می رفتند، غلبہ نمود، اما از غایتِ عظمت و جلال آنحضرت کہ بر دلہا متمکن بود ، بعرض حال دلیری نتواستند نمود ـ درین میان کہ آن خطرات بر دلہائے ایشان تراکم داشت ، حضرت ایشان قدس سرہ خطاب بمولانا یوسف سمرقندی کہ ذکر ارتحال وے عنقریب آید ، کردہ فرمودند ''گرمی آفتاب و وفورگرد و غبار یاران را در آزار میدارد ـ'' مولانا عرض کرد ''مکشوف حضرت ایشان ست ، چہ حاجت بعرض درویشان ست؟'' آنحضرت تبسم نمودہ گوشۂ چشم حق بین را جانب آسمان کردہ چیزے زیر لب خواندند ـ قدمے چند نرفتہ بودند کہ قطعۂ ابرے پیدا و ہویدا گشت ـ بالائے حضرت ایشان و اصحاب ایشان سایہ افگند وہمانقدر کہ گرد و غبار را فرو نشاند در پاشید و شمال بغایت اعتدال در ورزید کہ ہمہ را از کوفت راہ و حرارت ہوا و آزار گرد و غبار رہانید و حال آنکہ موسم ابر و باران نبود ـ

کرامت ۱۰ : یکے از سادات نقل کردہ کہ مرا بمحاربانِ امیر کرم اللہ وجہہ خصوصاً بمعاویہؓ بسیار نقار بود ، شبے مطالعۂ مکتوبات قدسی آیات می کردم ـ در آنجا دیدم کہ نوشتہ اند :

''امام مالک شتمِ معاویہؓ را چون شتمِ ابوبکر و عمر گفتہ''

---

۱ ـ ذلیل و خوار ـ

ازین نقل برآشفتم و مکتوبات را بر زمین انداختم و بخواب رفتم - در خواب دیدم که حضرت ایشان بغضبِ تمام در رسیدند و هر دوگوش مرا بهر دو دستِ مبارک گرفته فرمودند که اے طفل نادان! بر نوشتهٔ ما اعتراض می کنی و کلام ما را بر زمین می افگنی؟ اگر این حرف را از ما باور نداری، بیا تا ترا پیش امیر کرم الله وجهه برم - همچنان مرا کشان کشان بباغے بردند و در آنجا ایوان عالی بود - دیدم که بزرگے در آن ایوان نشسته است - ایشان بآن بزرگ تواضع بجا آوردند و آن عزیز بشاشت تمام نمود - ایشان از من سخنے بآن بزرگ گفتند - بعد ازان مرا فرمودند که اینک حضرت امیرؓ نشسته اند، بشنو که چه می‌فرمایند - من سلام کردم - حضرت امیرؓ فرمودند که زنهار الف زنهار باصحاب سید ابرار علیه الصلوٰة و السلام نقار در دل مدار و عیب این بزرگواران بر زبان میار که ما دانیم و برادران ما که بکدام نیّات حقانی سمات منازعات درمیان آمده بود و بحضرت ایشان اشارت کرده فرمودند که از سخن ایشان سر نه پیچی -

راوی رائی[1] گوید که باوجود این نصیحت دل از نقار[2] آن جماعه باز نیامد - حضرت امیر کرم الله وجهه بحضرت ایشان خطاب کرده فرمودند که دلش هنوز صاف نشده است، برگردنش بزنید - حضرت ایشان بقوتِ تمام سیلیٔ بر قفائے من زدند - این زمان خود را از نقار آن جماعت صاف یافتم و بحضرت ایشان و کلام ایشان اعتقاد و انقیاد بهم رساندم -

کرامت ۱۱: از غفران پناه حاجی عبدالحق[1] دهلوی که اعلمِ هندوستان و صاحبِ تصانیف شریف بوده اند، مروی است که روزے در مجلسِ یکے از علمائے وقت حاضر بودم، بتقریبے سخن از حضرت ایشان درمیان آمد - آن عالم در طعن و تعرض ایشان افتاد - گفتم که بایشان بسیار صحبت داشته ام و مشائخ دیگر را هم بسیار دیده ایم،

---

۱ - روایت کننده خواب بینده - ۲ - عداوت -

۳ - شیخ عبدالحق محدث دهلوی رحمة الله علیه - مانا که این واقعه بعد ازان پیش آمد، حضرت شیخ علیه الرحمه از اعتراضات خود رجوع فرموده با حضرت مجدد قدسی سره در مقام صلح در آمده اند -

آن صفائے وقت و اتباع سنت نبوی کہ از ایشان دیدہ ایم ، از دیگران ندیدہ ایم ونشنیدہ ایم ۔ آن عالم مقدمات دور و دراز آوردہ ۔ گفتم بیائید تجدید وضو کردہ مصحف مجید بکشائیم ، ہر آیۂ کریمہ کہ بر آید ، فال حال ایشان باشد ۔ آن عالم پسندید ، وضوئے جدید ساختیم و دوگانہ ادا نمودیم ۔ آن عالم مصحف را بر دست گرفتہ بتوجہ و خضوع تمام بکشاد ، این آیۂ کریمہ برآمد ''رجال لا تلھیھم تجارة ولا بیع عن ذکراللہ'' ۔ آن عالم را حیرت در گرفت و از مقالات خود نادم گشت و من سپاسی جہان آفرین بجا آوردم ۔

کرامت ۱۲ : یکے از اُمرا کہ از مریدانِ حضرتِ ایشان بود ، روزے شنیدہ کہ حضرت ایشان بخانۂ وزیر سلطان تشریف بردہ اند ۔ دل تنگ شدہ گفت کہ ایشان را چہ لائق کہ بمنزلِ اہلِ دنیا روند ؟ درویشے از مخلصان آنحضرت نشستہ بود ، گفت کہ ایشان البتہ برائے روائے حاجت مسلمانے و یا رواج امور دین رفتہ باشند ، اعتراض بر اولیاء نتیجۂ خوب نمی دہد ۔ آن امیر ہمان شب در خواب دید کہ جمعے از رجال الغیب رسیدند و وے را چون مجرمان کشیدند و کارد بر آوردند کہ زبان او ببرند کہ چرا بر حضرت ایشان اعتراض کردی ؟ وے توبہ و استغفار بسیار پیش آورد ، آن زمان دست از وے برداشتند ۔ بعد ازان ہرگز بر آن حضرت اعتراض نکرد و اعتقاد و انقیاد او بکمال رسید ۔

کرامت ۱۳ : در مبادیِ احوال کہ ہنوز شہرت ایشان چندان نبود ، دزدی بار پیل واقع شد ۔ عسس کسان فرستاد کہ ہمسایہ ہا را گرفتہ بیارند ۔ آن ناخدا ترسان آمدند و حضرت ایشان را گفتند کہ شمارا عسس می طلبد ۔ آنحضرت ہمان زمان از خانہ بیرون آمدہ بودند و اصحاب حاضر نبودند ۔ ہمراہ کسانِ عسس پیادہ رفتند ۔ آن عسس چون ایشان را دید برخود بلرزید و بالفور وداع کرد ۔ اما تیر از ہدف گذشتہ بود ، ہمان روز یا روزدیگر آن عسسِ را با کروریِ شہر جنگِ تیر و تفنگ واقع شد ۔ آتشے از غیب

۱ ۔ یعنی چندان رخت کہ بر پیل بار کنند ۔ کتابتِ این لفظ در مخطوطہ واضح نیست ۔ مترجم ترجمۂ اردو چنین کردہ : ''ایک چور کے مکان میں چوری ہوئی'' کہ با سابق و لاحق علاقہ ندارد ۔

بر داروے[1] تفنگ کہ در آنجا بود ، و آن بابرادران و فرزندان خود کہ در آن خانہ بودند پاک بسوختند و از آنہا نامے و نشانے برروئے کار نماند ۔

کرامت ۱۴ : یکے از امیر زادہا را سلطانِ وقت بغضب تمام از لاہور طلبیدہ بود کہ بمجرّد رسیدن او را زیر پائے فیل بیندازد کہ از وے صعب تقصیرے سرزدہ بود ۔ چون بسہرند رسید بخدمت حضرت ایشان آمدہ بعجز و نیاز سرِ خود را بر آستان قبلہ راستان حضرت ایشان سود و التماس جان بخشیٔ خود نمود ۔

حضرت ایشان اندکے سر بمراقبہ فرو بردہ فرمودند کہ خاطر جمع دار کہ ہیچ گزندے از جانبِ سلطان بتو نخواہد رسید ، بلکہ بانواعِ الطافِ پادشاہانہ سر بلند خواہی گردید ۔ وے از غایتِ اضطرار معروض داشت کہ : "حضرت نوشتہ بدہند تا خاطر فاتر من تسلی یابد" ۔ آنحضرت بجہتِ اطمینانِ خاطر او نوشتند کہ چون فلانے از خوفِ غضبِ سلطانی بفقرائے باب اللہ رجوع آورد ، فقیر او را در ضمن خود گرفتہ ازین مہلکہ رہانید ۔

بعد از چند روز بعضے مردم خبر آوردند کہ سلطان بروے غضب کرد و چنین و چنان واقع شد ۔ حضرت ایشان فرمودند کہ در نظر ما چون فلق صبح در آمدہ کہ وے از پادشاہ ہمگی لطف و مرحمت بیند ، این خبر صدقے ندارد ۔ بعد از دو سہ روز برطبق منطوق گرامی حضرت ایشان اخبار متواترہ رسید کہ چون سلطان وے را دید متبسم گردید و از روئے نصیحت کلمۂ چند برزبان راند و بلطفِ تمام خلعتِ خاصہ پوشانید و رخصت بخدمت ماموره داد ۔

کرامت ۱۵ : درویشے از مخلصانِ ایشان از ملتان بخدمت آنحضرت رسید و معروض پایۂ ولایت گردانید کہ اہلیۂ من از مخلصات حضرت ایشان ست ۔ چند سال است کہ بانواع امراض مبتلاست ، اطبا از علاج آن معترف بعجز گشتند ، امید از توجہ حضرت دارد ۔ فرمودند کہ فاتحہ شفا بخوانیم ۔ فاتحہ خواندند ، وے الحاح و تضرّع بسیار کرد کہ حضرت ایشان او را در ضمنِ خود بگیرند ۔ فرمودند این چہ تکلیف است کہ وے

---

۱ ۔ یعنی بارود ۔

کرد : ع

از کریمان کارہا دشوار نیست

بعد ازان کہ التجا و تضرّعِ او بکمال رسید ، فرمودند ''خوش ہمچنین باش کہ او را در ضمن خود گرفتیم ۔''

آن درویش رخصت شدہ بوطنِ خود رفت ۔ از آنجا عرضہ داشت نوشتہ فرستاد کہ اہلیہ مرا ہمان روز کہ حضرت ایشان فرمودند کہ در ضمنِ خود گرفتیم ، صحت شدہ بود ۔ حضرت ایشان بعد از خواندنِ عریضہ فرمودند الحمد للہ علی ذٰلک ۔

کرامت ۱۶ : دولتمندے را کہ از بزرگ زادہائے این خاندان عالی شان بودہ است ، از جانب والدہ از احفاد ملوک ، مرض قولنج عارض گردیدہ و تا مدتے کشیدہ و از مداوات اطبائے حاذق نتیجہ بظہور نرسیدہ ، از یاسِ حیات برخود پیچیدہ بتوسط یکے از مخلصان حضرت ایشان بعرض آن حضرت رسانید ۔ ایشان وقت سحر توجہ بحال او نمودند و بامداد بآن مخلص فرمودند کہ بروید و آن عزیز را بشارت دہید ۔ وے حسب الحکم رفت ، دید کہ برعریش افتادہ است ۔ گفت شما را خود صحت شدہ است برائے چہ افتادہ اید ؟ گفت قصہ چیست ، گفت دوش حضرت ایشان نویدِ صحت شما فرمودہ اند ۔ برخاست ، ہیچ اثر بیماری برخود ندید ۔

کرامت ۱۷ : مولانا محمد امین کہ از اول مریدانِ خواجہ دیوانہ سواتی بود ، بیماری سخت وے را روئے نمود ۔ چنانکہ دعا و دوا را درآن اثرے نبود ، کس بخدمت حضرت ایشان فرستاد و عرضہ داشت بصد نیاز و انکسار ارسال نمود و التماس توجہ نمود و جامہ تبرکے طلبید ۔ حضرت ایشان را بروے رحم آمد ۔ در جواب عریضہ او نگارش نمودند کہ ''از مرضعف اندیشہ نکنند ان شاء اللہ تعالی بصحت تبدیل خواہد یافت ۔ خاطر اینجانب ازین رہگذر جمع است ۔'' جامہ فقرا کہ طلبیدہ بودند ، پیراہن فرستادہ شد ۔ بپوشند و مترصد نتائج و ثمرات باشند کہ کثیر البرکت است :

ہر کس افسانہ بخواند ، افسانہ است
وآنکہ دیدش نقد ، خود مردانہ است

وے آن پیراہن را بپوشید ۔ از مرض چندین سالہ بکلی برہید و بشرف ملازمت آن حضرت مشرف گردید و از مریدان صادق الاعتقاد گشت تا اواخر عمر بجمعیت و استقامت بخدمت ایشان گذرانیدہ و از فیوض و برکات حضرت ایشان بہرہا برد و از اصحاب مخصوص ایشان گشت ۔ انگارم کہ اجازتِ تعلیمِ طریقہ نیز از آنحضرت یافتہ باشد ۔

کرامت ۱۸ : دولتمندے از مخلصانِ حضرت ایشان نقل کرد کہ بجہت امرے ضروری از لاہور بقصد اکبر آباد روان شدہ بودم ، در سہرند ملازمت حضرت ایشان نمودم ۔ اتفاقاً درینجا بیماری عارض گردید ۔ بخاطر رسید کہ چند روز سفر موقوف داشتہ اقامت باید کرد ۔ حضرت ایشان فرمودند : ''برو بخیر است ، کارے ضروری پیش داری'' ہمان لحظہ بیماری مندفع شد ۔ رو براہ نہادم تا سہ روز صحت داشتم ، چہارم روز باز (مرض[1]) عود نمود ۔ باخود گفتم کہ حضرت ایشان فرمودہ بودند کہ ''برو بخیراست'' و مرا تپ در راہ استیلا نماید ، بسیار عجب است ۔ درین میان حضرت ایشان حاضر شدند و فرمودند کہ ''خاطر جمع دار کہ مرض ترا برداشتم ۔ برخیز ، در راہ در آئے'' ہمان لحظہ آثار ضعف منتفی گشت و بتمام و کمال صحت یافتم و راہی شدم ۔

کرامت ۱۹ : مرحومی نواب خانخانان[2] صاحبِ صوبۂ دکن بود و مامور بآن کہ ممالکِ دکن در تصرّف و تملک در آورد ۔ مدتے مدید برین معنی گذشت ۔ معتمدان سلطان ، بسلطان رسانیدند کہ خانخانان باغنیم نہفت آشتی دارد و بظاہر جنگ ۔ پادشاہ بغضبِ تمام او را معزول ساخت ، وہم آن شد کہ بقتلش رساند ۔ خان مشار الیہ متوسل بخدمت میر محمد نعمان خلیفۂ حضرت ایشان کہ در برہان پور بود ، گشت ۔ میر مومی[3] الیہ بملازمت آنحضرت بہ نیازمندی و التجا درین باب عرضداشت کرد ۔

حضرت ایشان بعد مطالعہ عریضۂ میر ، قلمدان طلبیدند ودر جواب نیاز نامۂ

---

۱ ۔ مخطوطہ این کلمہ ندارد ۔
۲ ۔ عبدالرحیم ~~ابراہیم~~ خان خانخانان کہ مدارالمہامِ سلطنت در زمان اکبر شاہ و جہانگیر شاہ بودہ است ۔
۳ ۔ مشار الیہ یعنی میر محمد نعمان رحمہ اللہ ۔

میر مشار الیه نوشتند که ''در وقت مطالعهٔ کتاب[1] شما خان خانان در نظر رفیع القدر در آمد ، خاطر شریف در[2] معامله او جمع باشد ۔''

میر مکتوبِ حضرت ایشان را بجنسه پیشِ خانخانان فرستادند ۔ گفت[3] از توجهِ بزرگان علوِّ شان من عجیب و غریب نباشد، اما بحسب ظاهر مشکل می‌نماید که سلطان بغایت بدگمان شده اند و حاسدان در کمین اند ۔ ده دوازده روز از وصول مکتوب حضرت ایشان نگذشته بود که خاطر سلطان از وے صفا پذیرفت و باز صوبه داری ملک دکن بروے مسلّم داشت و خلعتِ خاصه فرستاد ۔

کرامت ۲۰ : درویشے که هنوز بخدمت آنحضرت نرسیده بود ، عرضداشت نمود که صحابهٔ پیغمبر علیه السلام ، که بیک صحبت از اکمل اولیاء افضل باشند ، سرّش چه خواهد بود ؟ مگر در اول صحبت ایشان را آن می‌دادند که بر جمیع مقامات اولیاء عالی تر می بود ۔

حضرت ایشان در جواب نوشتند که حل این عقده بصحبت وابسته است ۔ آن درویش صفا کیش بخدمت آنحضرت رسید ۔ در اول صحبت حالتے غریب بر وے مستولی گشت و همان روز او را در خلوت طلبیده فرمودند که ''امروز ورق ترا گردانیدیم و احوال تو صورت دیگر (یافت[4]) ۔ تو هم فهمیدهٔ یا نه ؟ سر در قدمِ ایشان نهاد و حالِ وارد خود را معروض داشت و بفضلِ صحبت[5] معترف گردید ۔

تصرف ۲۱ : درویشے بخدمت آنحضرت رسید ، دلِ او چنان ذاکر شده بود که همنشین او استماع می نمود ، لاسیّما چون بخواب رفتے تا دور مسموع گشتے و از بعضے مشائخ عصر خلافت داشت و از حضرت ایشان نیز توقع این معنی وے را بود ۔ حضرت ایشان فرمودند که مردِ صاحبِ استعداد است ، اما استیلائے ذکر و خلافت مشائخ وے را در عُجب و پندار داشته ، راه ترقی مسدود ساخته (است[6])، معالجهٔ او سلب این حال ست ۔

---

۱ ۔ نامه ۔
۲ ۔ در مخطوطه : از ۔
۳ ۔ یعنی خانخانان در جواب گفت ۔
۴ ۔ مخطوطه این کلمه ندارد ۔
۵ ۔ در مخطوطه : بفضل همت ۔
۶ ۔ مخطوطه این کلمه ندارد ۔

دو روز نگذشته بود که آن حال را از وے سلب کردند ـ حیران شد و می‌نالید و اشک حسرت از چشمش می بارید ـ چند روز بحال وے توجه نه کردند ـ تا عُجب و پندار از سرِ وے بدر رفت ـ بعد ازان در خلوت طلبیده بمعاملات و مقامات وے را نواختند که آن ذکر نسبت بآن زینهٔ اول ہم نمی‌تواند بود و وے بنقصِ حالتِ سابق معترف گردید ـ

کرامت ۲۲ : در آن ایام که حضرت ایشان در اجمیر تشریف[1] داشتند ، ماه مبارک رمضان در عین برسات رسید و باران در غایت استیلا[2] بود ، شب و روز فرصت نمی‌داد ـ حضرت ایشان درونِ مسجد در تراویح قرآن می‌خواندند ـ از تعفّن ہوا و غلبهٔ حرارت بایشان و درویشانِ ایشان آزار بسیار می رسید[3] ـ شبے بعد از فراغِ تراویح چون از مسجد بیرون آمدند ، سر بآسمان برداشتند و گفتند که اگر تا سه ختمِ قرآن که سنت دائمی ماست ، باران بشب‌ہا فرصت دہد و تراویح در صحن مسجد بگذاریم چه نعمتے ست! ہمچنان واقع شد که تا شب بست و ہفتم باران چنان[4] و چندان بارید و (بعد ازان[5]) بیک بار بریخت ، گوئیا دہانهٔ مشک را بسته بودند وبیک بار کشادند ـ

کرامت ۲۳ : گویند که بنیادِ یکے از دیوار ہائے جنوبی آن مسجد اجمیر پست شده بود و رکنے منحنی شده ، چنان می‌نمود که امروز و فردا خواہد افتاد ـ و ہر که از پیش آن دیوار عبور می کرد جست زده می‌گذشت ـ و حرف خوف افتادنِ آن دیوار در اصحاب حضرت ایشان ہمواره دائر می بود ـ روزے حضرت ایشان برسبیل طیبت[6] فرمودند "مانا تا زمانے که این فقرا درینجا ہستند رعایت کرده نخواہد افتاد ـ" ہمچنان واقع شد ، تا زمانے که حضرت ایشان درآنجا بودند دیوار برقرار ماند ـ روزے که ایشان ازآنجا کوچ کردند ، تجاوزِ ایشان و اصحابِ ایشان از محاذاتِ آن دیوار و افتادنِ آن جدار[7] معاً واقع شد ، حال آنکه موسمِ باران ہم نبود ـ گوئیا کسے عمودے در زیر آن دیوار گذاشته بود که یکبار آنرا از تهِ آن برگرفتند ـ

---

۱ ـ یعنی ہمراه عسکر جہانگیر شاه ـ ۲ ـ غلبه و کثرت ـ
۳ ـ در مخطوطه : رسید ـ ۴ ـ که در شب نمی بارید و در روز می‌بارید ـ
۵ ـ مخطوطه این کلمات ندارد و ذوق تقاضائے آن دارد ـ
۶ ـ خوش طبعی و ظرافت ـ ۷ ـ دیوار ـ

کرامت ۲۴ : خواجہ جمال الدین حسین پسر حقائق پناہ خواجہ حسام الدین احمد رحمہ اللہ کہ بارادت و استرشاد بحکم پدر بزرگوار خود از دہلی بسھرند در خدمت ایشان رسیدہ بود ، می گفت کہ بخدمت علیہ آمدم و مرا ذکر فرمودند و توجہ بحال من کردند ۔ بعد از ساعتے فرمودند کہ می بینم بر دلِ تو پائے زنے سخت نشستہ است ، چنانکہ سنگ در گل ۔ راست بگو کہ حال تو چیست ؟ تا آن پائے از تو نہ برآید مستفید نخواہی شد ۔ گفت دلِ من بکنیزکِ عمۂ خود متعلق است و شیفتۂ اویم ۔ بعد ازان توجہ فرمودند و آن تعلق را از دلِ من بیرون کشیدند و دل من بکلی از محبتِ او سرد شد کہ ہرگز گرہز مرا با وے میلے نبودہ است ۔

کرامت ۲۵ : یکے از مخلصانِ قدیمیِ ایشان در ایامِ غلبۂ وبا بخدمت آنحضرت آمدہ عرض کرد کہ وبا در محلۂ ما و در اطراف و نواحی خانۂ ما شدت تمام دارد ۔ التماسِ توجہ و دریوزۂ تصرف دارم کہ از یمن[1] تصرف ایشان جان بخشیٔ مریدان و مخلصان ایشان گردد ۔ و طریقۂ وبا چنان بود کہ در محلۂ کہ در می آمد اگر یک کس را از مردمِ خانہ طاعون[2] می برآمد ، از اہل آن خانہ کم کسے ازان بلیہ نجات می یافت و ہمہ را بیم ہلاک می بود ۔

حضرت ایشان سر در پیش انداختند و بتوجہ پرداختند ۔ بعد از ساعتے سر برآوردند و فرمودند کہ ''خاطر جمع دار کہ اہل خانۂ شما غیر از یک کنیزک ہمہ سلامت مانند ۔'' ہمچنان بوقوع پیوست ، یک داہ[3] از خانۂ ما بعلت وبا برفت و باقی ہمہ از ان بلیہ خلاص گشتند ۔

کرامت ۲۶ : یکے از حاجتمندانِ آستانِ عالیِ حضرت ایشان بخدمت آنحضرت آمد و عرض کرد کہ پسر من بیمار است ، و مبلغے نذر آوردہ التماسِ فاتحۂ صحت او نمود ۔ حضرت ایشان مبلغ او را قبول نفرمودند ، ہرچند الحاح نمود بدرجۂ قبول نیفتاد ، باآنکہ طریقۂ ایشان ردِ فتوح نبود ۔ ہمہ اصحاب را یقین شد کہ ردِ فتوح ازان جہت است کہ پسر او خواہد مرد ۔ ہمچنان بوقوع پیوست ، شامِ ہمان روز فرزند او متوفی گشت ۔

---

۱ - برکت ۔ ۲ - طاعون کی گلٹی ۔
۳ - دایہ ، ماما ۔

کرامت ۲۷[1] : عالمے از مخلصان حضرت ایشان نقل کرد کہ مرا خویشے[2] بود بغایت محب[3] - ناگاہ بمرضے سخت مبتلا گشت - ادویہٴ اطبا و ادعیہٴ احبّا سودمند نیامدہ ، بخدمت حضرت ایشان رسیدم و دریوزۂ توجہ کردم - فاتحہ خواندند - بعد از لحظہٴ مرا یاد کردند ، حاضر شدم ، فرمودند[4] فاتحہٴ مغفرت بخوانیم[5] - من برسبیل عجب بمسکن او کہ چند فرسخ از شہر سہرند بود ، روان شدم تا خبرے ازان بیمار بگیرم - چون بدان منزل رسیدم از دفن او فارغ شدہ بودند -

کرامت ۲۸ : درویشے صفا کیشے نقل کرد کہ وقتے مرا مرض سنپات در نہایت صعوبت و صولت پیش آمدہ بود ، چنانکہ طاقت و حرکت بربستہ و رشتہٴ امید گسستہ - درین اثنا متوجہ بروح پرفتوح حضرت ایشان شدم و درین توجہ از خود غائب گشتم - حضرت ایشان حاضر شدند و دست مرا گرفتند و فرمودند ''برخیز'' بمجرد صدور این نفس نفیس ازان عیسٰی دم رو از غیبت تافتم وبافاقت شتافتم وبدیدۂ سر (بفتح سین) مشاہدۂ جمال جہان آرائے آن قدوۂ[6] کبرا نمودم و در خود قوت و قدرت یافتم وبسرعت برخاستم - فرمودند ''چہ آوردی ؟'' گفتم ''اخلاص'' فرمودند ''پس ہمہ چیز آوردی'' و از نظر غائب گشتند - درخود نگاہ کردم ، اثرے از آثار مرض باقی نماندہ بود -

کرامت ۲۹[7] : شیخ مسعود برادر حضرت ایشان بسفر قندھار برفتہ بود - سحرے از اسحار آنقبلہٴ روزگار[8] بامحرمان اسرار فرمودند کہ شیخ مسعود را در قافلہٴ قندھار تفحص[9] کردم بدو پے نبردم و در قندھار جستم بنظرنہ درآمد بلکہ از سہرند تا قندھار منزل بمنزل دیدم آن برادر را ندیدم بلکہ تمام روئے زمین تافتم اورا نیافتم مگر از عالم رفتہ است - زمانے توجہ کردہ فرمودند کہ قبر اورا در سواد بلدۂ قندھار دیدم ، امروز وفات یافتہ است - مستمعان تاریخ را ثبت نمودند -

---

۱ - این نقل بمکاشفہ انسب ست ازکرامت -
۲ - عزیز ، قرابت دار -
۳ - محب صیغہٴ اسم فاعل یا اسم مفعول -
۴ - در مخطوطہ : فرمودہ اند -
۵ - در مخطوطہ : بخوانیم -
۶ - پیشوائے بزرگان -
۷ - این نقل ہم مکاشفہ ایست صادقہ -
۸ - مانا کہ این کلمہ 'ابرار' بودہ است کہ مصنف علیہ الرحمہ در مقامات متعددہ استعمال فرمودہ است -
۹ - تلاش -

بعد از مدتے چون قافلہ رسید ، خبر شیخ مسعود پرسیدہ شد ـ گفتند فلان روز فلان تاریخ فلان ماہ وفات یافتہ است ، در سواد بلدۂ قندھار مدفون گشت ـ ہمان روز ، ہمان تاریخ ، ہمان ماہ بود کہ آنحضرت فرمودہ بودند ـ

کرامت ۳۰ : یکے از صوفیان نقل کردہ کہ وقتے مرا داعیۂ حج مصمّم شدہ بود ـ بخدمت حضرت ایشان عرض کردم و اذنِ رخصت خواستم ـ لحظۂ سکوت کردند و سر بمراقبہ فروبردند ـ بعد ازان فرمودند ''ترا در عرفات حج ندیدم'' راوی گوید کہ امروز ازان سخن سی سال گذشتہ است ، ہرگاہ عزمِ سفرِ حج کردہ ام ، عزیمت منفسخ گشتہ است و یا زاد و راحلہ بہم نرسیدہ ـ

کرامت ۳۱ : شیخ محمد عتمِ این حقیر نقل نمودہ کہ در زمان رجوع از سفر اصفہان خرجین من از بالائے اسپ جائے فرود افتاد ـ بجہت تفحّص و تجسّس آن از راحلۂ خود فرود آمدم و درین جستجو و تگ و دو وقت بسیار گذشت ـ قافلہ از نظر من غائب شد و من از قافلہ جدا افتادم ـ غیر از دشت و جبل ہیچ چیز بنظر نمی در آمد ـ حیران و پریشان و گریان و بریان ہر طرف دویدم ، اثرے از آثار قافلہ ندیدم ـ از حیات خود دست بشستم ـ بر لب آبے نشستم وضو ساختم و بتضرّع و نیازِ تمام بجانبِ آن قطبِ انام پرداختم و طلب مدد ازان حضرت خواستم ـ

ناگاہ دیدم کہ حضرت ایشان قبلۂ صفا کیشان بر اسپ عراقی سوار پیدا شدند و بر سر من ایستادہ شدند و فرمودند کہ ''دست بمن دہ'' ـ دست مرا گرفتہ ردیفِ خود بر اسپ سوار کردند واسپ را تازیانہ زدند و تیز راندند تا در یک ساعت مرا بقافلہ رساندند ـ چون قافلہ در نظر در آمد ، مرا از اسپ فرود آوردند و فرمودند برو ـ در قافلہ روان شدم ـ چون عقبِ من[1] دیدم ، ایشان از نظر من غائب شدند ـ

کرامت ۳۲ : یکے از قاضی زادہائے سہرند کہ بخدمت حضرت ایشان ارادت داشت ، سخت بیمار شدہ بود ـ چنانچہ حکما مرضش را لاعلاج مقرر کردہ بودند ـ حالت بیاس رسیدہ بود ـ بخدمت آنحضرت نیاز نامہ فرستاد و بصد عجز و انکسار التماس نمود کہ توجہ

---

۱ ـ خود ـ

و امداد فرمایند که این مخلص صحت یابد ـ حضرت ایشان در جواب او نوشتند که "ما ترا در ضمن خود گرفتیم ، ازین بیماری صحت خواهی یافت ، خاطر جمع دار ـ" حضرت حق سبحانه بطفیل توجه و بشارت آنحضرت ازان مرض مهلک آن جوان را بالفور عافیت نصیب گردانید و هرگاه در مجالس ذکر حضرت ایشان درمیان می‌آمد ، وے این نقل را بصد آب و تاب و ذوق و شوق و اعتقاد در معرض بیان آورد و آن نوشتهٔ آنحضرت پیش وے تبرّک ست ـ

کرامت ۳۳ : مرحومی نواب مرتضیٰ خان[1] که اعتماد سلطنت سلطانی و حاتم وقت بود ، بجهت مهم قلعهٔ کانگڑہ که از قلاع مستحکمهٔ مشهورهٔ هندوستان است ، تعین شده بود ـ آن نجابت دستگاه از مخلصان خاص حضرت ایشان بود ـ از آنجا نیاز نامه نوشت که وقت امداد ست ، توجه فرمایند که این حصن حصین بر دست من مفتوح گردد ـ حضرت ایشان روز دویم از وصول مکتوب آن غفران پناه درمیان اصحاب فرمودند که در شب وقت سحر توجه کردیم ، معلوم گشت که آن قلعه از دست مرتضیٰ خان مفتوح نخواهد شد ، باو جواب نوشتند ـ چند روز نگذشته بود که خبر وفات آن سید مرحوم رسید و آن نا مفتوح ماند ـ

کرامت ۳۴ : سلطان وقت بکرماجیت را که از معتمدان دولت بود ، بعد استماع خبر ارتحال مرحومی مرتضیٰ خان بجهت مهم قلعهٔ کانگڑہ فرستاد ـ چون بسهرند رسید بخدمت حضرت ایشان بصد نیاز و شکستگی آمد و کمال تواضع بجا آورد و بادب تمام به نشست و بعضے مقدمات از اسلام باطنی خود درمیان آورد ـ حضرت ایشان فرمودند که اگر در باطن شخصے مسلمان باشد و بظاهر علامات کفر و انکار اظهار نماید ، کافر ست ـ بعد ازان عرض کرد که بندگان سلطان مرا بمهم قلعهٔ کانگڑہ تعیّن فرموده اند و این مهمے ست بس صعب که مثل نواب مرتضیٰ خان باین مهم رفته ، هیچ صورت نگرفته ـ حیران در کار خودم ـ چون برسر کفار نگونسار دارالحرب می‌روم ، حضرت ایشان

---

۱ ـ از امرائے عهد جهانگیری که اولاً ارادت بحضرت خواجه باقی بالله رحمة الله علیه داشت و بعد رحلت آنحضرت رجوع بحضرت امام ربانی قدس سره نموده ـ

دستگیری فرمایند و بشارت دہند کہ آن قلعہ بر دست من مفتوح گردد ۔ آنحضرت فرمودند کہ جنگ با کفارِ دارالحرب بر جمیع اہل اسلام واجب ست ؟ ہرگاہ شما واجبے را از گردن ما ساقط کنید ، ما از دعا چون فارغ خواہیم بود ؟ وے چون حضرت ایشان را درین معاملہ مہربان دید ، عجز و انکسار بسیار از بسیار پیش آورد ۔ عرض کرد کہ تا زمانے کہ حضرت ایشان بشارت فتح نمی دہند از ینجا بر نمی خیزم ۔ آنحضرت کلمۂ سابق را اعادہ نمودند ۔ وے التجا و تضرع بیش از پیش ادا نمود ۔ چون دیدند کہ بہیچ وجہ او را تسلی نمی شود ، ساعتے سر در پیش انداختند و بتوجہ پرداختند ۔ بعد ازان سربرآوردہ فرمودند کہ ''فتح شما ست ، خاطر جمع داشتہ بروید،، او برخاست بہزار انکسار و تواضع نمود و برفت ۔ در اندک مدت قلعۂ مذکورہ کہ از سلاطین متقدمین کم کسے آنرا فتح نمودہ بود، باندک توجہ آنحضرت بردست وے مفتوح شد ۔

کرامت ۳۵ : سیّدے صحیح النسب کہ از مخلصانِ حضرت ایشان بود ، نقل کرد کہ من در شہر اجین کہ از بلاد دکن است ، ہمراہ لشکر بودم ۔ روزے قبض برمن استیلا نمود ۔ بجہتِ تفریح از خیمہ برآمدم در بازارسرِ دکانے نشستم ۔ درین اثنا درویشے کہ آثار ریاضت و سمات جذبہ برو ہویدا بود ، بجانبِ من میل نمود و سلام گفت ، جوابش دادم ۔ نزدیک من بہ نشست و گفت من در زاویۂ از جبال این محال منزوی می باشم و بانقطاع و تبتّل و خلوت و عزلت می گذرانم ، امکان برآمدن ازان گوشہ نداشتم ۔ من مرید حضرت ایشانم، و نام مبارک آنحضرت را بر زبان راند ۔ مرا بوئے از ایشان بمشام جان رسید و درپۓ آن بو شدم اکنون آن بو در شما می شنوم ۔

گفتم بلےمن ہم مرید حضرت ایشانم ، جاذبۂ نسبتہا شما را کشیدہ آورد ۔ باہم تا دیر نشستیم و از ہر باب بسخن[1] پیوستیم ۔ درین ضمن گفت کہ مدتہا بخدمت حضرت ایشان بسر بردہ ام ۔ شبے بعد از نماز عشا آنحضرت متوجہ خلوت خاص خود شدند ۔

(یکے از[2]) خویشانِ ایشان حاضر بود ، بمن گفت کہ ماحضرے دارم ، اگر موافقت نمائی باہم خوردہ شود ۔ اجابت نمودم ، آن نا خدا ترس در راہ بنیاد شکوہ و شکایت ازآن حضرت

۱ ۔ مخطوطہ : این کلمہ ندارد ۔

۲ ۔ مخطوطہ : این کلمہ ندارد ۔

کرد - از رفاقتِ او بیزار گشتم - صبر کردم تا بخانهٔ او رسیدم - طبقِ طعام پیشِ من نهاد و خود پہلوئے من نشست - درین اثنا ہمہ اعضائے او بسیف غیرت حضرت ایشان مقطوع از ہم دیگر جدا گشت ، پرچہ پرچہ گردید - من برخود بلرزیدم و از انجا ہول و دہشت تمام خود را کشیدم - چون بر دروازهٔ حضرت ایشان رسیدم ، دیدم کہ آنحضرت برسر دروازهٔ خود برخلاف معتاد ایستاده اند - توجہ بمن کرده دستِ من گرفتند و روان شدند تا آنکہ بخانهٔ ہمان مرد رسیدند - ایشان اندرون خانہ تشریف بردند و من بر درِ خانہ ایستاده ماندم - بعد از ساعتے آنحضرت برآمدند و آن مرد ہمراه ایشان تندرست و سلامت (برآمد[1]) و ایشان را مصافحہ نمود ، وے را وداع نموده بمنزل خود رسیدند - من در حیرت گم گشتم کہ ہمین ساعت وے را بآن حال دیده بودم و این زمان زنده بے جراحت می بینم - فرمودند ''آنچہ دیدی بنا محرمے اظهار ننمائی -''

کرامت ۳۶ : یکے از صوفیان نقل کرده کہ در مبادی طلب روزے از کمال تعطش برخود می پیچیدم و از نایافتِ خود برخود می خروشیدم و جوش و خروش دل مرا بے آرام و بے خورد و خواب ساختہ بود ، دیوانہ وار می گشتم و ماتمِ حرمانِ خود می داشتم - ہیچ وجہ سکون این اضطراب در خود نمی یافتم - اگر بصحرا می رفتم جنونم افزون می گشت و اگر بحجرهٔ خود می نشستم آرام صورت نمی بست - رو بخانقاه ملائک پناه حضرت ایشان علیہ الرضوان آوردم - اتفاقاً آنحضرت درون دروازهٔ خویش ایستاده بودند و اصحاب بیرون در حلقہ کرده دست بستہ ، بادب تمام سر در پیش انداختہ کہ گوئیا جان در بدنِ ایشان نیست ، ایستاده اند - من ہنوز بسرِ دروازهٔ آنحضرت نرسیده بودم کہ حضرت ایشان علیہ الرضوان مشرف[1] بورودِ من گشتہ سرِ مبارک خود را از دروازه بیرون کردند و بمن اشارت فرمودند کہ ''فلانے بیا و زود برس -'' بسر دویدم و بآنحضرت نزدیک گردیدم - از کمال بنده نوازی و سرفرازی دست در گردن من انداختند و سر مرا در کنار خود گرفتند و بیفشردند و فرمودند کہ فلانے ! نعمتے کہ بتو رسیده است ، ہیچ یکے از اقرانِ تو نرسیده باشد - و این کلامِ حضرتِ ایشان آب زلال بود کہ

---

۱ - متوجہ -

نائرهٔ عطش مرا اطفا نمود و آن بے قراری و بے دلی و بے آرامی و جوش و خروش بسکون و آرام تبدیل یافت ۔

کرامت ۳۷ : حافظے کہ ہمیشہ در تراویح قرآن می خواند از اصحاب قدیم آنحضرت بود ، نقل نمود کہ آنحضرت در مبادی مشیخت بطریق سیر برآمدہ بودند ۔ اول بقصبہ **مستکان** رفتند از آنجا بقصبہ **کیتھل** بجہت زیارت حضرت شاہ کمال متوجہ گشتند ۔ بعد ازان مراجعت نمودہ بہ اجراوڑ آمدند و بجہت زیارت شیخ احمد اجراوڑی در گنبد وے در آمدند ۔

چون من تمام منزل در رکاب ایشان دویدہ آمدہ بودم ، اعضائے من گرم شدہ بود و در عرق غرق گشتہ بودم و ہوا نیز بغایت خشک بود ، تشنگی بر من غلبہ نمود ، آب سرد طلبیدم و بیاشامیدم ۔ بمجرد آشامیدن آب حال من متغیّر شد و رنگ رویم زرد گشت و دل ضعف کرد و کار بجان رسید ، مرا چنان محسوس می‌گردید کہ گوئیا روح من از جانب قدم برآمدہ تا سینۂ من رسیدہ ، و مردم برمن جمع شدند و حال بیأس رسید ۔ درین اثنا حضرت از گنبد برآمدہ اند و فرمودہ کہ چہ حال داری ؟ عرض کردم کہ چون گرم آمدہ بودم ، تشنگی غلبہ نمود ، آب بیاشامیدم ، دلم ضعف کردہ است و جانم گوئیا می‌برآید ۔ فرمودند کہ وے را در پالکیٔ ما بنشانید و خود بر اسپ سوار شدند و باصحاب فرمودند کہ نزدیک بود کہ جانش برآید ، من او را در ضمن خود گرفتم بالفور صحت می یابد ۔ پارۂ راہ رفتہ بودند کہ در خود قوت و صحت یافتم ۔ چنانکہ از پالکی فرود آمدم و پیادہ در رکاب سعادت ایشان تا منزل رسیدم ۔

کرامت ۳۸ : نیز حافظ مذکور نقل کردہ کہ در ایام صغر سن حفظ قرآن کردہ بودم۔ چون سفر **الہاباس**[1] پیش آمد تلاوت متروک گشت و در حفظ قرآن خلل رفت و چند سال برین حال بگذشت ۔ بعد از مدت کہ بوطن خود بسہرند آمدم و حضرت ایشان از حضرت خواجہؒ رخصت شدہ آمدہ بودند و پیش دروازۂ خود مسجد نو ساختہ و ایام رمضان بود ۔

---

۱ ۔ الہ آباد ۔

چون بملازمت ایشان رسیدم فرمودند که حافظ ! در تراویح برائے ما قرآن بخوان ـ عرض کردم که حفظِ قرآن از من رفته است ـ فرمودند که بخوان ـ دو سه بار مکرر عرض کردم ، ہان جواب فرمودند ـ ناچار بجہتِ امتثالِ امرِ آن قدوهٔ کبار شروع کردم، به برکت نفس نفیس ایشان در دو رکعت بیست و یک جزو قرآن خواندم ـ حضرت ایشان ایستاده شنیدند و از یاران کسے ایستاده نماند ـ شبِ دوم ختم نمودم ـ کم جائے خطا واقع شد و این خالص تصرف ایشان بود وگرنه مرا حفظ قرآن نمانده بود ـ

کرامت ۳۹ : و ہم حافظ مذکوره نقل کرده که یکبارے در تراویح در حضور حضرت ایشان قرآن میخواندم ـ اتفاقاً آن روزکه شبش ختم شود ، مرا تبِ محرق در گرفت ـ چنان بے شعور ساخت که نماز عصر از من قضا شد، وقت شام بہوش آمدم ـ بعد از افطار بکمال آزار بملازمت آن کعبهٔ اخیار رفتم ـ فرمودند که چه حال داری ؟ گفتم تب مستولی شده است ـ دست مرا گرفتند و گفتند که تب صعب داری ، آیا می توانی خواند ؟ گفتم حال بدین منوال است ، اما اگر توجه و مدد حضرت ایشان رفیق من باشد می خوانم ، فرمودند که ''پیشتر بیاؤ بخوان که خیر است'' چون در تراویح بخواندن قرآن در آمدم ، عرق مرا در گرفت و تپ بکلی مندفع گشت و از برکت نفس عیسوی آنحضرت بعافیت و صحت کلام حضرت علام تمام بانجام رسانیدم ـ

کرامت ۴۰ : خواجه قاسم قلیج خانی ملقب بعقیدت خان که از مقبولان و منظوران حضرت خواجهؒ بود ، در خدمت ایشان نیز اعتقاد و اخلاص برکمال داشت ، بملازمت آنحضرت عرض کرد که ایشان توجه فرمایند که من بدولتے برسم ـ ایشان لحظهٔ توجه فرمودند و گفتند که منصب شما تا ہزاری بنظر می در آید ـ وے برخاست و تواضع نمود و دران ایام چندان منصب نداشت ، در مدتِ قلیل بمنصب ہزاری رسید و تا ہنوز بر ہمین منصب بود ـ

کرامت ۴۱ : محمد تراب که یکے از یاران طالقانی بود و از مخلصان ایشان ، نقل نمود که برادر من سخت بیمار بود ، چنانکه مردم را امید حیات او نمانده بود ، حتی که کفن برائے او آورده بودند ـ از آنجا که بیمار را انقطاع آمید نمی باشد ـ درین اثنا وے

نذر حضرت ایشان یک سر گاؤ و ده عدد روپیہ بربست ۔ سحر گاہ حضرت ایشان را بخواب دید کہ دستش گرفتند و او را ایستادہ کردند و فرمودند کہ ترا صحت است غم مخور ۔ از خواب در آمد و در خود قوت یافت و بیکبار برخاست و گفت 'من گرسنہ ام' حاضران گفتند 'ہذیان می گوید' وے گفت 'ہذیان نیست' ۔ قصہٴ دیدن ایشان و بشارت صحت بیان نمود و شوربائے باو دادند ، از کرامت و عنایت آنحضرت ہماں روز صحت کامل یافت ، اثرے از بیماری در وے نماند ۔

کرامت ۴۲ : یکے از مخلصان قدیم حضرت ایشان نقل نمود کہ حاکم انبالہ کہ وطن من ست ، زمین مدد معاش مرا ضبط نمودہ ، جزوے زمین بحکم زیادہ آوردہ بازیافت کردہ بود و بظلم و تعدی (محاصل[1]) ازان زمین را از من گرفتہ ۔ روزے بخدمت حضرت ایشان عرض کردم کہ حاکم ظالم با من چنین ظلم کرد ، می‌ترسم کہ این مبلغ خطیر بر ذمہ نسق ہر سالہ گردد ۔ حضرت ایشان ساعتے مراقب شدہ فرمودند کہ نسق نخواہد شد و حاکم ہم مقہور خواہد گشت ۔ در فصل دیگر باز در تلاش تحصیل مبلغ محصول زمین مذکورہ بود کہ ناگاہ حکم تغیر وے در رسید و در زندان افتاد تا ہژدہ سال محبوس بود و آن مبلغ حاکم دیگر از من طلب ننمود ۔

کرامت ۴۳ : روزے بزبان الہام ترجمان حضرت ایشان جریان یافت کہ ''دیدہ می شود کہ شیخ مزمل[2] در جائے ہولناک درقعر مغاک افتادہ است و دست و پائے می زند کہ از آنجا بر آید'' بعد از چند روز خبر رسید کہ شیخ مزمل در بعضے از جبال نواحی سہرند بسیر رفتہ بود ناگاہ بلب غارے رسیدہ و پایش بلغزیدہ و از آنجا در غار افتادہ ، چنانکہ در بیرون آمدن متعذر گردیدہ ، دست و پائے می زند کہ ازان غار بر آید ۔ درین یکے از دہقانان از دور دید و بمردم دہ خبر رسانید ۔ اینہا بر سر آن غار رسیدند و شیخ را ازان غار برسن بیرون کشیدند و این شیخ مزمل از اصحاب قدیم حضرت ایشان بود و از مجازان ۔

---

۱ - مخطوطہ لفظ محاصل ندارد ۔

۲ - در مکتوبات امام ربانی قدس سرہ متعدد مکتوبات بنام شیخ مزمل قلمی گردیدہ ۔

کرامت ۴۴ : علامی فہامی میرک شیخ استاد شاہزادہ ولی عہد کہ مقرب حضرت خاقانی است ، نقل کردہ کہ مرا بایشان نقار خاطر بود ، از آنکہ از بعض مردم شنیدہ بودم کہ ایشان نوشتہ اند کہ مرتبۂ من از حضرت صدیق اکبر زیادہ است -

در آن ایام کہ ہندوستان آمدہ ایم و بسہرند منزل واقع شد - اتفاقا ملاقات من بیارے از یاران قدیم کہ قبل ازین بے باک (بود) و چندانے تقید باوضاع صلاح نداشت ، افتاد - دیدم کہ بحلیۂ صلاح و تقویٰ آراستہ است ، و بسیائے خدا طلبی و حق پرستی پیراستہ - سبب آنرا پرسیدم ، گفت من خدمت حضرت ایشان ارادت آوردہ ام و ملازم سعادت حضور ایشانم - حق سبحانہ ببرکت صحبت ایشان باین دولت رسانیدہ است - گفتم ایشان کہ چنین و چنان درکتاب خود نوشتہ اند ، صحبت ایشان را چہ اثر خواہد بود ؟ آن یار نیکوکار گفت کہ زنہار ! الف زنہار ! نا فہمیدہ انکار میار ، کہ قطب روئے زمین اند - اگر ایشان را تو بینی و بصحبت ایشان نشینی حقیقت کارو بار بشناسی - از شدت انکار کہ داشتم گفتم کہ نمی توانم دید - آن یار بسیار از بسیار بجد شد کہ البتہ باید دید ، و ازین اعتقاد فاسد باید رہید - در دل خود (گفتم) کہ اگر سہ چیز کہ در خود کردہ ام مشرف شدہ بجواب ہر کدام مرا آگاہ سازند ، معتقد ایشان می شوم - یکے ہمان سخن صدیق اکبرؓ را درمیان آرند و خار انکار از پائے دلم بر آرند و دوم آنکہ از آبا و اجداد من ذکر کنند و بیان شطرے از احوال آنہا نمایند - سیوم آنکہ از احوال خواجہ خاوند محمود نیز مذکور سازند -

بارے بارفاقت آن یار بخدمت ایشان رفتم - ہمین کہ از دور ایشان را دیدم رعشہ در اعضائے من افتاد و دہشت و ہیبت دل مرا فرو گرفت ، ترسان و لرزان بپابوس حضرت مشرف گشتم - اجازت نشستن فرمودند ، بمجرد نشستن من جزوے از زیر تکیہ برآوردند و بدست من دادند ، ہمان مکتوب بود کہ از آنجا مردم توہم تفوق ایشان بر صدیق اکبر می کردند - و آن را چنان بیان نمودند کہ ہیچ خافیۂ ریب و شک در دل من نماند - بعد ازان فرمود مولانا میرکی ! پدر شما فلان نام چنین و چنان بود ، و جد شما چنان و چنین ، و فرجد شما آنچنان - نام بردند و فضائل آنہا بیان نمودند و حالانکہ

من بخدمت ایشان ہرگز آشنا نبودم ـ بعد ازان برخاستند و خواستند کہ مرا وداع کنند ـ بخاطر من رسید کہ ذکر خواجہ خاوند محمود نکردند ـ باز گشتہ روئے بمن آوردند و فرمودند کہ خواجہ خاوند پیرزادۂ ما اند و جذبۂ موروثی دارند ـ راوی گوید کہ این سہ خارق در یک مجلس از حضرت ایشان مشاہدہ کردم ـ

تصرف ۵۳ : دران ایام کہ حضرت ایشان بلاہور تشریف بردہ بودند ، عالم معنوی مولانا جمال تلوی بخدمت حضرت ایشان رسید ، و در خلوت از ایشان پرسید کہ امروز مثل شما جامع علوم ظاہر و باطن در عرصۂ روزگار پیدا نیست ، مسئلہ وحدت الوجود کہ بظاہر شرع مخالفت دارد و بسیارے از اولیا بآن قائل اند ، حل آن نزد شما چیست ؟ حضرت ایشان توجہ و تصرف را درکار داشتہ ، آن حال را بمولانا عطا نمودند و در گوش مولانا کلمۂ چند فرمودند ـ مولانا را طاقت نماند ، اشک چون ابر نیسان از چشم او می ریخت و تغیرے در بشرۂ او راہ یافت ، مانند تغیر ارباب سکر و اصحاب وجد ـ آخر بے طاقت شدہ دست بر پائے مبارک ایشان نہاد بتواضع و انکسار تمام مرخّص گشت ـ

نازم بدین تصرف عالی! نحریرے[1] مثل مولانا جمال را بمقدمات معقول ساختن[2] دشوار بود ـ در لمحۂ جان بخشی نمودند و بدان مقام کہ ازان می پرسید رسانیدند و ریب و شک مولانا را باعطائے حال مندفع گردانیدند ـ

کرامت ۵۴ : درویشے از خادمان حضرت ایشان نقل کردہ کہ من در قلعۂ گوالیار بخدمت حضور آنحضرت قیام داشتم ـ عزیزے ازان راہ گذشت ، بصد افسوس و حیرت بایشان گفتہ[3] فرستاد کہ خلاص شما از اینجا ممکن نمی نماید ـ چہ باعث این ہمہ آزار رفضہ اند و این قلعہ بالفعل بآنہا تعلق دارد ، و اگر گفتہ فرستند کہ از بالائے قلعہ بیندازند مانع کیست ؟ حضرت ایشان در جواب آن دوست گفتہ فرستادند کہ خلاصی من از حبس البتہ واقع شدنی ست ، زیرا کہ بعضے مردم کہ نصیب آنہا پیش من است ، ایشان را از

---

۱ - عامل کامل ـ
۲ - یعنی بمقدمات و دلائل این مسئلہ معقول او نمی تواند شد ـ
۳ - پیغام زبانی ـ

من رسانیدنی ست ، این معنی بے خلاص من امکان ندارد و بعد از اندک فرصتے خلاصی آنحضرت ازان قلعہ بوقوع پیوست و ارشاد بیش از بیش بظہور آمد ۔

کرامت ۴۷ : یکے از مخلصان حضرت ایشان نقل می کرد کہ طریقۂ حضرت ایشان بہر خورد و کلان و یگانہ و بیگانہ ابتدا بسلام بود ۔ روزے در خاطر من گذشت کہ امروز بخدمت آنحضرت بروم و ناگاہ بر ایشان در آیم و ابتدا بسلام نمایم ۔ باین نیت قصد ملازمت آن عالی حضرت نمودم ۔ نزدیک بجماعت خانۂ ایشان رسیدہ بودم ، چنانکہ اگر دو سہ قدم پیش می نہادم روبروئے ایشان می شدم ۔ اما نہ ہنوز ایشان مرا دیدہ بودند و نہ من ایشان را و از اندرون جماعت خانہ آواز دادند سلام علیکم یا فلان ! ناچار قدم پیش نہادم و خود را بایشان نمودم و علیکم السلام گفتم و نیت خود کہ ابتدا بسلام بود ، معروض داشتم ، تبسم نمودند ۔

تصرف ۴۸ : روزے یکے از طالبان از حضرت ایشان نسبت قادریہ التماس کرد ۔ آنحضرت طریقۂ آن عالی سلسلہ را بوے فرمودند و گفتند کہ اکثر در صحبت حاضر شدہ می باش ۔ حضرت ایشان بنا بر آرزوئے وے دو سہ روز خود را بر نسبت قادریہ داشتند و برکات آن سلسلہ را بر وے افاضہ می‌نمودند ۔ اصحاب حضرت ایشان کہ اقتباس انوار نقشبندیہ ازان حضرت می کردند ، درین ایام خود را معطل و بے کار یافتند و درکار خود انقباض دیدند و از حقیقت کار اطلاع نداشتند ۔ ناچار بحضرت ایشان معروض داشتند ۔ حضرت ایشان تبسّم نمودہ فرمودند کہ آرے دو سہ روز ست کہ ما از کاروبار شما خود را باز داشتہ برائے حصول نسبت قادریہ بفلان طالب متوجہ می بودیم ۔ درکارِ شما بستگی واقع شد ۔

بعد ازان متوجہ احوال این اصحاب شدند و تلافی ایام سابقہ نمودند ، کشایشہا کہ در اربعین[1] بل سنین[2] بحصول نہ پیوندد درین ایام حاصل روزگار ایشان ساختند ۔ زہے تصرف ! کہ بیک توجہے درکار خانۂ طلاب خلل افتاد و بہ نیم نگاہ کار اول وآخر ایشان سر انجام گرفت ۔

---

۱ - چہل یوم : چلہ ۔

۲ - جمع سن یعنی سالہا ۔

کرامت ۴۹ : سیدے نجیبی[1] نقل کرد کہ در آجین بودم و جماعتے از سوداگران نیز در جوار من بودند - یکے از میان ایشان جان محمد نام جلندری[2] بود با من خصوصیت داشت - اتفاقاً روزے از شخصے خبر ایذاء سلطان بایشان و بگوالیار فرستادنِ آنحضرت شنیدم ، بغایت مغموم و مهموم گردیدم - دیدم کہ جان محمد مذکور بر من رسید و مرا مغموم دید ، (وجہِ غم) پرسید - حقیقت حال بیان نمودم ، گفت من ہم مرید ایشانم - امروز ازیشان تحقیق می‌نمایم - رفت و بآنحضرت توجہ نمود ، قیلولہ کرد ، حضرت ایشان حاضر شدند و فرمودند این خبر واقعی بود ، لیکن بعضے مقامات موقوف تربیت جلالی بود ، اگر چنین نمی شد حصول آن ممکن نبود ، دوستان را بگو کہ ازین جانب خاطر جمع دارند کہ سرّ کار این ست -

کرامت ۵۰ : ہم وے گفتہ کہ من در خدمت حضرت ایشان بسیار بسر بردہ ام ، ہرگاہ ایشان را می دیدم بر پیشانی[1] ایشان و ہر دو خد[3] مبارک آنحضرت لفظ اللہ نوشتہ معاینہ می نمودم -

کرامت ۵۱ : وہم وے گفتہ کہ روزے حضرت ایشان قبیل شام بمن فرمودند کہ کارے بفرمایم می توانی کرد ؟ گفتم فداك ابی و امی چرا نمی توانم[4] - یک جوز[5] بدست من دادند و فرمودند کہ بباغ حافظ رخنہ چند درویش فرود آمدہ اند ، پیش ایشان رو ، و درمیان ایشان فقیرے ست جدا از ایشان نشستہ ، چیچک رو ست ، نزد وے رو ، و دعائے ما برسان ، و این جوز باو بگزران ، و او را طلبیدہ بیار - بامر ایشان رفتم ، دیدم جمعے قلندران نشستہ اند و فقیرے چیچک روئے باندک فاصلہ نشستہ است - ہمین کہ مرا دید پرسید کہ حضرت ایشان ترا پیش فرستادہ اند ؟ گفتم بلے و جوز گزراندم و دعائے ایشان رساندم ، گفت ما را طلبیدند و خود نیامدند - برخاست و ہمراہ من روان شد -

---

۱ - اصیل -
۲ - جلندر کہ اکنون آنرا جالندھر می گویند بلدۂ ایست از بلاد پنجاب شرقی -
۳ - رخسارہ ۱۲ - ۴ - پدر و مادر من قربانت شوند - ۵ - اخروٹ -

حضرت ایشان در محراب نشسته بودند وے طرف دیگر آمد و نشست ـ درین اثنا حضرت ایشان مرا فرمودند که قهوه بیار ، دویدم بجانبے که قهوه می پختند ـ رسیدم و پیالهٔ قهوه گرفتم و بخدمت ایشان آوردم ، فرمودند پیش ایشان ببر ، چون روئے بآن عزیز کردم ، دیدم که آن مرد نیز حضرت ایشانند ـ گفت هم پیش ایشان ببر ، این طرف روئے آوردم ، دیدم که اینجا نیز حضرت ایشان نشسته اند ـ

کرامت ۵۲ : آن درویش از آنحضرت احوال مرا پرسید ـ فرمودند که این مرد از جلندر است جان محمد نام دارد ، پسر فلانے ست ـ گفت پدر او آشنائے ما بود ، اورا در کدام سلسله مرید کرده اند ؟ فرمودند که در سلسلهٔ قادریه ـ گفت من سپاس می نمایم ، اورا بحضرت غوث الثقلین سید محی الدین عبد القادر جیلانی برسانید ـ درین اثنا حضرت ایشان برخاستند وآفتابه و چند کلوخ از من طلب داشتند ، آوردم ، بمستراح[1] رفتند ـ چون از آنجا بیرون آمدند فرمودند جان محمد ! ستاره قطب را می شناسی ؟ همین ست یا دیگر ؟ اشارت بقطب کرده فرمودند که نیک به بین ـ دیدم که از میان قطب بزرگے[2] ژندهٔ[3] سیاه پوشیده بیرون آمد و همچون تیر شتابان در لمحهٔ همین جا رسید ـ حضرت ایشان فرمودند که ملازمت ایشان کن که غوث الثقلین اند ـ بنابر امتثال امر ملازمت کردم ـ بعد ازان حضرت غوث الثقلین رخصت شدند و باز بجانب ستارهٔ قطب متوجه گشتند و دران ستاره غائب شدند ـ چون حضرت ایشان بعد از فراغ از وضو بمسجد رسیدند ، آن درویش بمن گفت که حضرت غوث الثقلین را دیدی ، گفتم بلے ـ

کرامت ۵۳ : سید راوی گفته که من بجان محمد مذکور گفتم که شما باوجود مشاهدهٔ این قسم امور بسوداگری چرا فتاده اید ـ گفت عجب قصهٔ ایست ، خویشان من نزد حضرت ایشان آمدند و التماس نمودند که فلانے را همراه ما بدهید که او را کدخدا[4] سازیم ـ حضرت ایشان فرمودند که برو و کدخدا شو ، من نرفتم ، باز آمدند ـ خویشان من همیشه بخدمت حضرت ایشان مزاحمت می رسانیدند وایشان می فرمودند و من نمی رفتم ـ آخر از مزاحمت خویشان من به تنگ آمدند ـ روزے

---

۱ ـ بیت الخلا ـ
۲ ـ مخطوطه این کلمه ندارد ـ
۳ ـ خرقه ، گدڑی ـ
۴ ـ صاحب زوجه ـ

پان میخورند ـ از دہان خود بیرون آورده بمن دادند ـ خوردنِ آن پان و سلب شدنِ احوال من معاً واقع شد ـ گوئیا مست بودم ، کاروبار دنیا بنظر درآمد ـ رفاقت ایشان نمودم و کدخدا شدم و بتجارت افتادم ، اما نسبت محبت بآنحضرت ہمان ست کہ بود ـ ہرگاه متوجہ می شوم ایشان را می بینم ـ

تصرف ۴۵ : علامی و فہامی مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی گفتہ کہ سبب انسلاک من بسلکِ ارادتِ حضرت ایشان مشاہدۂ این خارقہ بود کہ شبے حضرت ایشان را بخواب دیدیم ، این آیۃ بر من خواندند ''قل اللہ ثم ذرہم[۱]'' در ضمن خواندن این کریمہ ہم تصرفے کردند و دل مرا جذب فرمودند چنانکہ دل خود را ذاکر یافتم ـ

علامی مشار الیہ تا مدتے پاس ہمان نسبت می داشت ، از باطن ایشان استفاده واستفاضہ می‌نمود و ہمواره می فرمود کہ من اویسی احمدم[۲] تاآنکہ بدولت حضور پیوست و بظاہر نیز تعلیم ذکر گرفت ـ

کرامت ۵۵ : درویشے از مخلصان حضرت ایشان (گفت کہ[۳] حضرت ایشان) روزے مرا فرمودند کہ تو و فلان شخص ولایت ابراہیمی دارید ـ مرا بخاطر گذشت کہ ہرچند فرمودۂ ایشان درین باب کافی ست اما اگر مرا نیز علم باین معنی بودے بہتر بودے ، ہمان شب خلیل الرحمن را با وجاہت[۴] وابہت تمام دیدم و حضرت ایشان نیز حاضراند ـ من وآن شخص ہر دو ایستاده ایم ، حضرت ایشان دستہائے ما ہر دو را گرفتند[۵] و بر قدم مہتر حضرت ابراہیم علیہ السلام انداختند[۶] ، اقدام خلیل الرحمن[۴] را بوسیدیم و بجائے خود ایستادیم ـ

راوی گوید کہ بعد دیدن این واقعہ چون بملازمت ایشان رسیدم بےآنکہ واقعہ رابعرض رسانم فرمودند ''آنچہ گفتہ ام تردد را دران گنجائش نیست وندانی کہ ہمہ سالکان

---

۱ ـ بگو کہ من خدا را می پرستم سپس بگذار ایشان را یعنی کفار را ـ
۲ ـ اسم مبارک امام ربانی قدس سره کہ تلمیح صریح باسم مبارک پیغمبر صلی‌اللہ علیہ و سلم دارد ـ
۳ ـ مخطوطہ این کلمات ندارد ـ وبے شمول این کلمات جملہ تمام نمی شود ـ
۴ ـ باشان و شوکت تمام ـ
۵ ـ در مخطوطہ : گرفت ـ
۶ ـ در مخطوطہ : انداخت ـ

این راه را علم بدقائق احوال خود و مشرب و استعداد خویش می دہند بلکہ در قرونِ کثیرہ یکے را از اکمل خواص بارگاہ خود، باین دولت عظمیٰ و نعمت قصویٰ می‌نوازند شیخ نجم الدین کبریٰ کہ قطبِ وقت بود، نمی دانست کہ بر قدم کدام نبی ست - برائے تحقیق این معنی یکے از اصحاب خود را بملازمت بزرگے دیگر، کہ این علم احوال را بوے ارزانی داشتہ بودند، فرستاد - آن بزرگ بمجرد دیدن او گفت کہ ''آن جھودک توجہ می کند،'' مرید آزردہ خاطر بخدمت شیخ باز گردید و ماجریٰ معروض گردانید - شیخ خوشوقت گشت و رقص کرد و گفت کہ مرا خبر داد کہ بر قدم موسیٰ ام علی نبینا و علیہ السلام -

کرامت ۵۶ : روزے یکے[1] از مخلصان را بخاطر گذشت کہ حضرت ایشان ہمیشہ امام می‌شوند، وجہ آن چہ خواہد بود؟ بہمین خطرہ بملازمتِ ایشان رسید - بے آنکہ وے برزبان آرد، فرمودند کہ شافعیہ و مالکیہ برآنند کہ بغیر قراءت فاتحہ نماز جائز نیست لہذا خلف امام فاتحہ می خوانند و احادیث صحیحہ نیز دلالت بر این معنی دارد، امام اعظمؒ قراءت امام را قراءتِ ماموم گفتہ مقتدی را قراءت فاتحہ تجویز نمی نماید و جمہور فقہائے حنفیہ برین اند مگر بعضے روایات مرجوحہ بتجویز وارد شد، چون مہما امکن[2] سعی ما در جمع مذاہب ست و درین صورت جمع مذاہب نمی شود مگر آنکہ خود امام باشیم -

کرامت[3] ۵۷ : در ایام غلبۂ وبائے طاعون دربارۂ عزیزے مردم واقعات ناخوش دیدہ بودند، بعرض حضرت ایشان رسانیدند - آنحضرت فرمودند کہ ختم حصنِ حصین نماید، وے ختم نمودہ معروض داشت، آنحضرت فاتحہ خواندند، بعد از فراغ از فاتحہ وے را فرمودند کہ در اثنائے فاتحہ گرداگرد تو قلعۂ دیدم برپا شدہ، اما بعضے اطراف قلعہ نادرست است، ظاہر می شود کہ در قراءت آن نسخہ تقصیرے رفتہ باشد، آن عزیز معروض داشت کہ آرے نسخہ بغایت رکیک[4] الخط بود، بعضے جاہا خواندہ نمی شد و غلط ہم بود -

---

۱ - اغلب آنکہ مراد از ''یکے'' خود حضرت مصنف علیہ الرحمہ اند -
۲ - تا حدے کہ امکان دارد -
۳ - مانا کہ راوی ہم خود حضرت مصنف اند
۴ - بدخط -

آن عزیز رفت باز ختم نمود و بعرض رسانید ، فرمودند که این حصن بنظر درآمد و حصن اول بفلان شخص منتقل گشت و بر وے درست آمد و آن شخص بمرض صعب مبتلا بود که اطبا از بیماریٔ او مایوس شده بودند ، بالفور صحت یافت و آن عزیز نیز بعافیت ماند ۔

کرامت[۱] ۵۸ : حضرت ایشان در سفرے بسرائے فرود آمده بودند ۔ فرمودند که مشهود من می‌گردد که درین سرائے امروز آتشے خواہد گرفت که خانها بامتاعها خواہد سوخت ۔ یاران یک دیگر را خبر کنند که ہر کس این دعا مکرر بخواند ، او و اسباب او از آتش محفوظ ماند ، دعا این ست ''أعوذ بکلمات الله التامات من شرّ ما خلق ۔'' ساعتے نگذشته بود که در بعضے خانہائے آن سرائے آتش در افتاد و بشدتے که ببیان نیاید ۔ اشتعال رو داد که اطفائے آن محال گشت ، ہرچند مردم تلاشہا کردند سودمند نیفتاد ، و بسا خانها بسوخت و بسیار امتعه باحتراق رفت ۔ ہر که از یاران ایشان آن دعا را خواند ، او و اسباب او بسلامت ماند ۔ مولانا عبدالمومن لاہوری که فاضل بود ، از مخلصان ایشان اسباب وے سوخت ازانکه وے را کسے نرسانده بود که حضرت ایشان امر بخواندن فلان دعا کرده اند ۔ او خود را بهزار محنت بخدمت ایشان رسانید ۔

کرامت ۵۹ : درآن ایام که حضرت ایشان به بلدهٔ لاہور تشریف برده بودند ، شبے نماز عشا گذارده نزدیک بیکے از دیوار ہائے آن منزل که درآن سکونت داشتند ، ایستاده شدند و فرمودند که امشب زنہار کسے نزدیک این دیوار نیاید و نخوابد ، حال آنکه ابر و باران نبود ۔ بعضے مردم را ازین سخن تعجب روئے نمود که دیوار ہائے دیگر فرسوده ترست و این جدار از ہمه جدران استوار تر ۔ در ثلث آخر شب آن دیوار بحکم آفریدگار بیفتاد ۔ کنیزے نزدیک آن دیوار بود ، چند[۲] کلوخ بروے رسید آنحضرت بعتاب فرمودند که ما شب نگفته بودیم که کسے نزدیک آن دیوار نباشد ؟

کرامت ۶۰ : میرزا مظفر فوجدار سہرند در قصبهٔ جیت پور ، اراده نمود که

---

۱ - در نسخهٔ اردو مذکور ست ، در مخطوطهٔ فارسی ذکر آن یافته نه شد ۔
۲ - در مخطوطه : حذیه ۔

بر سر کوہیانِ سرکش بتازد و بدرویشے رجوع نمود و طلب بشارت کرد - آن درویش بشارت فتح داد ، بعد ازان تردد در دلش افتاد ، بخدمتِ حضرت ایشان نامۂ فرستاد و از بشارت دادنِ خود معلوم ساخت - حضرت ایشان در جواب نوشتند ''درین تاخت ہزیمت بہ فوجدار خواہد رسید ، در بشارت شتابی کردند ، تا آنکہ امرے چون فلق صبح[1] ظاہر نشود برزبان نباید آورد'' سہ چہار روز نگذشتہ بود کہ فوجدار را با کوہیان جنگ افتاد و او را ہزیمت روئے داد و توغ و نقارہ از وے کشیدہ گرفتند ، او بہ پریشانی و حیرانی مراجعت نمود -

کرامت[2] ۶۱ : یکے از مریدانِ حضرت ایشان نقل کردہ کہ من بیمار بودم و تب محرق داشتم و مدت مدید بر من برآمدہ و ضعف و ناتوانی بجائے رسیدہ کہ امید حیات نماندہ و اقربا بر من شب بیداریہا می کردند تا وقت احتضار من حاضر شوند - توجہ بدرگاہِ حضرتِ ایشان آوردم ، در آن شدتِ مرض دیدم کہ مردے پیدا شد کہ چادر بغایت سفید پوشیدہ است کہ از سرتا پائے وے فرود آمدہ است و بر روے وے نیز مسدول است - برمن درآمد و گفت کہ این ردائے ست کہ سرورکائنات علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات بقطبِ وقت حضرت شیخ احمد فاروق نقشبندی فرستادہ بودند و ایشان براے تو فرستادہ اند ، ما آن را بر تو بپوشانیم و بہ برکت آن ترا صحت حاصل گردد - از سرتا پائےمن بپوشانید - چون دست برآن ردا رسانید ہیچ چیز ازان بدست من نیامد و از جانب پائے برودتے در من سرایت نمود و تا بسر من‌رسید - چون ہمشیرۂ من دید کہ دست و پائے من سرد شدہ است ، دانست کہ وقتِ من آخر است ، دوید و مرا در کنار کشید و بنیاد گریہ و نالہ و صیحہ و نعرہ کرد - من از فریاد او بیدار گشتم و گفتم کہ مرا صحت ست ، غم نہ کنید - شوربا طلبیدم و آن را خوردم و صحت یافتم ، چنانکہ نماز بامداد ایستادہ گذاردم -

کرامت ۶۲ : و ہم وے گفتہ کہ من و یارے دیگر کہ وے ہم از مریدان حضرت ایشان بود داروئے امساک ، کہ دران افیون بود ، در خانۂ خود راست کردہ بودیم ، غیر از ما دو کس احدے بران واقف نبود - در حلقۂ نماز پیشین بملازمت آنحضرت

---

۱ - سپیدۂ صبح -

۲ - در مخطوطہ ۱ مذکور نیست ، از مخطوطہ ۲ و ۳ آوردہ شد -

رفتیم که بعد از مراجعت از ملازمتِ آنحضرت خواہیم خورد ـ حضرت ایشان بعد از فراغ خواستند که باندرونِ محل تشریف ببرند ، بر سرِ دروازه ایستاده شدند و ما ہر دو را نزدیکِ خود طلبیده ذکر بهشت و حور و قصور درمیان آوردند[1] و نفیِ لذاتِ دنیوی نمودند و تحریص بر لذائذ آخروی فرمودند ـ در آخر گفتند "آن داروے افیون که شما راست کرده اید که بخورید (مخورید[2])" ـ حیران گشتیم ، نا چار قبول نمودیم و آن ترکیب را در حوض آب انداختیم و مشاهدهٔ این کرامت موجبِ مزید گرویدن گردید ـ

کرامت ۶۳ : و ہم وے گفته که والدهٔ من بیمار بود ، من بخدمت حضرت ایشان مبلغے نذر حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند قدس سره بردم و التماس نمودم که فاتحه[3] شفا خوانند ـ فرمودند که این نذر را پیش خود نگهدار ، بحسنِ ادا قبول نفرمودند ـ شب در واقعه دیدم که حضرت ایشان حاضر اند ، می فرمایند که فلانے ! بیدار شو ، برو ، وقتِ احتضارِ والدهٔ خود حاضر باش ـ از خواب درآمدم ، بے تاب گشته ہم در شب متوجهِ ملازمتِ آنحضرت شدم ، دیدم که از نمازِ تهجد فارغ شده اند ـ سلام کردم و واقعه که دیده بودم ، عرض نمودم ـ سر بمراقبه فرود انداختند و تا دیر متوجه بودند ـ بعد ازان فرمودند که فلانے ! زود برو که بر والدهٔ تو وقت احتضار ست ـ گریان گریان بر سرِ بالینِ والده آمدم و نبض وے را دیدم ، از حال خود ساقط شده بود ، بعد از ساعتے برحمتِ حق پیوست ـ

کرامت ۶۴ : یکے از مریدان حضرت ایشان نقل کرده که دران ایام که از پادشاه بنهامتِ[4] بعضے اعدائے[5] دین بحضرت ایشان گزندے رسیده بود ، شخصے از دانایان افسون[6] و رقیه با من گفت که چند اسم بزبان ہندی می‌دانم ، اگر از وقت پیشین تا نماز دیگر آن تمام خوانی ، دشمن ہمان روز ہلاک گردد و این معنی از مجربات است و آن اسماء[7] را بر قطعهٔ کاغذے نوشته بمن داد که در چوب سقفِ خانه خواہی نهاد ـ آن اسماء را

---

۱ ـ در مخطوطه : کردند ـ
۲ ـ مخطوطه این کلمه ندارد ـ
۳ ـ در مخطوطه : والتماس نمودم فاتحه شفا
۴ ـ چغلخوری ـ
۵ ـ مخطوطه این کلمه ندارد ـ
۶ ـ جادو و منتر ـ
۷ ـ در مخطوطه : اسم ـ

از وے آموختم و آن کاغذ را در سقفِ خانه نگاه داشتم ـ بخاطرِ خود مقرر کردم که فردا روز سه شنبه است ، آنرا بخوانم ـ ناگاه شب حضرت ایشان را بخواب دیدم که گویا انگشتِ سبابه در دندانِ خود می‌گزیدند و می فرمایند که از یاران ما این عمل بسیار عجب است ، زنهار آن را بعمل نیاری که سحر ست ، ناچار ترک نمودم ـ بعد ازان سلطان از ایذائے ایشان نادم و پشیمان گردید ، و ایشان را از گوالیار طلبید ـ حضرت ایشان بوطنِ مالوفِ خود تشریف آوردند ـ من بملازمت آنحضرت مشرف گشتم ، عالم عالم مردم بدیدنِ ایشان می آمدند ، و من بخاطر کردم که اگر ایشان بالمشافهه ازان عمل منع فرمایند بے آنکه من اظهار نمایم ، آن عمل را خواهم گذاشت ، والاّ یکبار تیرے بر جگرِ آن عدو[1] خواهم زد ـ

سه روز حضرت ایشان در سهرند ماندند ، هر سه روز بخدمت ایشان همین نیت می رفتم ، سیوم روز از مجمع خلائق رخصت شده باندرون می رفتند که در دروازه درون ایستاده شدند و گفتند که فلانے را بطلبید ـ من حاضر شدم ، فرمودند آن اسماء هندی را نخواهی خواند که آن سحرست ، از روئے انفعال و اداء انکارے کردم ـ فرمودند که : ''چرا چنین می گوئی ؟ حالانکه آن آسامی را از فلان ساحر آموخته ـ'' نام همان شخص بردند که من از وے آموخته بودم ''و کاغذے که آن اسماء مذکوره را نوشته داده در خانهٔ خود در فلان چوب سقف نهادهٔ ، هر چند آن عمل در تاثیر همچنان ست که وے گفته ، اما سحر حرام ست ، برو آنرا پاره کن ـ'' من سر در پیش انداختم ، فرمودند که : ''با من عهد کن آن را شق کنی و گرد آن عمل نه گردی ـ'' دستِ مرا بر دست خود زدند ـ مرا از معاینهٔ این خارق دهشت فرو گرفت و در حیرت گم گشتم که هیچ کس را برین سِرّ مطلع نساخته بودم ، بالفور در خانه آمده آن کاغذ را پاره کردم ـ

کرامت ۶۵ : یکے از مریدان ایشان نقل کرده که مُلاّئے پسر خواجه زادهٔ[2] را تعلیم می کرد و آن خواجه زاده در سفر بود ـ آن مُلاّ را نزدیک بدروازهٔ درون

---

۱ ـ در مخطوطه اینجا بیاض گذاشته اند ـ ۲ ـ در مخطوطه : خواجه زادها ـ

برائے مکتب جا داده بودند - گاه گاه والدهٔ آن پسر بجهتِ تفقدِ احوالِ پسرِ خود آمده می ایستاد - ناگاه گاه و بیگاه نگاه مُلّا بر وے می افتاد ، قضا را مُلّاؒ دل از دست داد - مُلّائے بیچاره از خان و مان آواره و حیران و پریشان گردید که معاینهٔ جمال مطلوب همواره میسر نه و این درد جانکاه را بے آن تسکین نے - مجنون وار در دشت و بیابان گشتے و شکیبائی بوجهے از وجوه صورت نه بستے -

چون باین راقم[1] آشنا بود ، روزے باوے گفتم ، حقیقت حال بگو که باعث این سرگردانی چیست ؟ و منشأ سرگشتگی کدام ؟ گفت سلطان عشق بحکم "ان الملوک اذا دخلوا قریة افسدوها و جعلوا اعزة اهلها اذلة" بر دل این بے دل نزول اجلال فرموده است و آن را زیر و زبر ساخته ، عقل را که از اعزهٔ آن دیار بود مذلل گردانیده معزول ساخت و جنون را بجائے آن نصب کرده - اگر بتوانی حال مرا بخدمت حضرت ایشان بگذرانی ، گفتم تو عریضهٔ بنویس ، من آن را بخدمت آنحضرت می گذرانم - وے حقیقت حال بے اہمال نوشت - من آن رقعه را وقت عشا خلوت یافته بملازمت آنحضرت گذرانیدم و گفتم که آن زن از اولاد حضرت احرار ست ، توجه حضرت درین باب درکار ست - فرمودند که "او را بگوئید که فردا بعد از نماز بامداد در حلقهٔ ذکر رو بروے ما بنشیند که توجه کرده خواهد شد و آن بلا بمشیتِ الله تعالی مندفع خواهد شد" - من باوے گفتم ، وے علی الصباح بخدمت آمد و نماز فجر را باایشان ادا نمود ، بعد ازان روبروئے ایشان در حلقه بنشست - آنحضرت توجه در باب وے کردند و خارِ محبتِ مجازی را از پائے دل وے بر آوردند - چون آنحضرت از حلقه برخاستند مُلّا را از کیفیتِ حالش استفسار نمودم - گفت والله ! که دل من اکنون از عشق آن زن سرد گشت - چنانکه ہمان لحظه ازان[2] رخصت گرفت که بوطن می روم که ازان بلا و ابتلا بتوجه حضرت وارستم و برفت -

کرامت ۶۶ : امیرے از مخلصان ایشان بود ، در حویلی ملک احمد که نزدیک ایشان در سهرند واقع است ، سکونت می نمود - روزے حضرت ایشان بوے اعلام

---

۱ - شیخ بدر الدین مصنف کتاب 'حضرات القدس' - ۲ - یعنی ازان زن -

کردند کہ شما ازین حویلی بر آئید و اگرنہ بلائے عظیم بر شما نازل خواہد شد ۔ اتفاقاً آن امیر توفیق نیافت ، بغضب پادشاہی و حوادث دیگر گرفتار و مبتلا گشت ۔

کرامت ۶۷ : تاجرے از مخلصان ایشان بود ، بخدمت حضرت عرض نمود کہ معاملۂ من از جوانی بہ پیری رسید و از من نتیجۂ عمر و زندگانی فرزندے کہ یادگار بماند بر صفحۂ روزگار صورت نہ بست ، توجہے درین باب مبذول دارند ۔ حضرت ایشان لمحہ سر بمراقبہ فرو بردند ۔ فرمودند کہ ترا ازین زوجہ کہ داری ، در لوح محفوظ فرزندے ثبت نیست ، اگر اہلیۂ دیگر تزویج نمائی ، از وے فرزندان آیند کہ بعد از تو یادگار بمانند ۔ اتفاقاً زوجۂ او وفات یافت ۔ زوجۂ دیگر در نکاح آورد ، از وے یک پسر و یک دختر متولد شدند کہ بعد وے یادگار بماندند ۔

کرامت ۶۸ : یکے از اقارب ایشان نقل کرد کہ ہمیشہ مرا داعیۂ آن می شد کہ از خدمت ایشان طریق بگیرم اما بسبب بعضے موانع حصول این سعادت در تعویق می افتاد ۔ شبے عزمِ مصمم بر آن آوردم کہ فردا بخدمت ایشان بروم و التماس نمایم کہ مرا در ربقۂ[1] مریدان داخل سازند و تعلیمِ ذکر فرمایند ۔ ہمان شب در واقعہ دیدم کہ دریائے ست عمیق و من این کنار دریا ایستادہ ام و حضرت ایشان در کنار دیگر و در صدد آنم کہ خود را بآن کنار رسانم ۔ ناگاہ نگاہ حضرت ایشان بر من افتاد ، فرمودند کہ اے فلان ! زود بیا ، زود بیا ، دیر کردی ۔ فرمودنِ ایشان و ذکر در دل من گرفتن معاً واقع شد ۔ چون بیدار شدم ، دلِ من ذاکر شدہ بود ۔ ہمچنان طریقۂ نقشبندیہ است ، حال آنکہ من از کسے نشنیدہ بودم کہ طریقۂ شغل ایشان چیست ؟ با مداد بخدمت ایشان رسیدم ، از تصرف و کرامت شبینہ بعرض رسانیدم و طریقۂ شغل را کہ شب یافتہ بودم معروض داشتم ۔ فرمودند کہ طریقہ ہمین ست ، بر آن مداومت نمائے ۔

کرامت ۶۹ : مولانا مرتضیٰ نائب کہ از مخلصان حضرت ایشان ست ، نقل کردہ کہ یک بارے بہ لشکر رفتم و مہم مدد معاش درمیان آوردم و در آن ایام مہم بصعوبت میسر می شد[2] و مخادیم را مدتہائے مدید در لشکر گذشتہ بود کہ کار اینہا صورت

---

۱ - حلقہ ۔

۲ - در مخطوطہ میسر نشد ۔

نمی گرفت ـ مرا یأس از حصولِ سهمِ خود حاصل شد ـ شبے توجہ بحضرت ایشان کردم و در باطن خود مدد از ایشان خواستم ـ ہماں شب دیدم کہ حضرت ایشان حاضر اند ، و در دست من کاغذے ست ـ آن کاغذ را از دست من گرفتند و بروے چیزے نوشتند و بمن حوالہ کردند ـ بامداد کارِ خود را باہلِ دفتر رجوع نمودم ، ہماں روز کاغذ مرا داخل واقعہ نمودند ـ مخادیم را تحیر دست داد کہ کار تو باین سرعت درین دو سہ روز چگونہ میسر شد ؟ و ما را سالہا ست کہ در لشکر ہستیم ، سہم ما صورت نمی گیرد ـ من قصہ را باز گفتم ہمہ معتقدِ کرامتِ ایشان گشتند ـ

کرامت ۷۰ : وہم وے گفتہ کہ والد من وصیت کردہ بود کہ نعش مرا بخدمت ایشان بری و عرض نمائی کہ مرا داخل طریقۂ خود سازند ـ و طریقۂ ایشان بود کہ اموات را (ہم) اعطائے نسبت خود می فرمودند ـ من بعدِ ارتحالِ والدِ خود بر حسب وصیت او عمل کردم ، جنازۂ پدر را بخدمت ایشان برائے نماز آوردم و التماس والد نیز معروض داشتم ـ فرمودند کہ فردا در حلقۂ ذکر معلوم خواہی کرد ـ روز دیگر در حلقۂ ذکر نشستہ بودم ، غیبتم در ربود ، دیدم کہ حضرت ایشان نشستہ اند و پدر من در حلقۂ ذکر بخدمت ایشان بفاصلۂ یک کس نشستہ است و در شغل سرگرم ست ، شکر خدا بجا آوردم ـ

کرامت ۷۱ : وہم وے گفتہ کہ در آن ایام کہ حضرت ایشان بقلعۂ گوالیار یوسف وار می بودند ، در سہرند خبرِ ارتحالِ ایشان شائع گشت ، مغموم و مہموم شدم ، فاتحہ خواندم ـ ہماں شب بآن شیون[1] چشمم گرم شد[2] کہ حضرت ایشان قدس سرہ با چندے از درویشان در حجرہ نشستہ اند ـ فرمودند کہ ای فلان ! خبرِ ارتحالِ ما کہ شہرت گرفتہ دروغ است ـ چون بیدار شدم ، برخاستم و از ہر طرف خبر گرفتم ، بتواتر و توالی خبر عافیتِ آنحضرت آوردند و بعد ازان سالہائے بسیار در قیدِ حیات بودند ـ

کرامت ۷۲ : مولانا محمد امین کہ ذکرش بالاگذشت ، بخدمت حضرت ایشان معروض داشت کہ نواب شیر خواجہ از جانبِ پدر سیّد است و از جانبِ مادر خواجہ زادہ

---

۱ - ماتم ـ
۲ - یعنی گریہ می کردم ـ

وآباء و اجداد وے در ولایت بزرگ شده آمده بودند ۔ حضرت ایشان در باب وے توجه فرمایند که ادمانِ[1] خمر و وفورِ فجور دامن گیر اوست ، اورا ازین ورطۂ مہلکه برآرند و توفیق بخشند که از امرائے عظیم الشان ست ، اگر وے بصلاح آید جمع کثیر و جم غفیر از لشکریان وے بصلاح گرایند ، چون حقوق وے بر ذمۂ من است ، بنابران معروض می‌دارم ۔ حضرت ایشان بسکوت می‌گذراندند ، چون التماس مولانا درباب مکرر شد و عجز و الحاح بسیار نمودند[2] ، آنحضرت روزے توجه نموده فرمودند ''مولانا ! باحوال شیرخواجه متوجه شده بودم ، در لائے[3] فسق و فجور فرورفته است ، توجه بسیار نمودم که اورا ازآنجا برآرم ، بالفعل دست من باو نرسید ، اما آخر اورا بجانب خود خواہیم کشید ۔'' مدت مدید (بعد) ازین حرف شدید[4] گذشت ۔ چون دور سلطنت پادشاه دین پناه صاحب قران شاجہان سلمه الرحمن رسید ، حضرت حق سبحانه شیر خواجه را توفیق رفیق بخشید که از جمیع مناہی[5] تائب گردید وبطاعت و عبادت خود را مشغول گردانید ۔ اتفاقاً او را صاحبِ صوبه تهته[6] کرده فرستادند ۔ چون نزدیک بسهرند رسید بیمار گردید و در سواد سهرند برحمت حق پیوست ۔ فرزندان او جنازۂ او در جوار روضۂ منوره حضرت ایشان آوردند و درآنجا مدفون ساختند و اثر فرمودۂ ایشان که ''آخر اورا بجانب خود خواہیم کشید'' بظہور رسید ۔

کرامت ۴۷ : مرزا فتح پوری پسر میرزا شاه رخ وقتِ ارتحالِ قدوة السلاطین اکبر پادشاه و جلوس بندگان جمشید منزلت جہان گیر پادشاه انار الله برہانه بر تخت سلطنت بے اعتدالی نموده بود ، اتفاقاً خواجۂ کلان به عبدالله خان برخے[7] از بے اعتدالی ہائے وے رقم نمود ، خان مشار الیه بر وے بتاخت و او را مقید ساخت و بحضرت سلطان وقت آورد ، سلطان وے را حبس فرمود ومدتے مدید مرور نمود که وے درحبس بود ۔ ہرگاه کسے ذکر وے نزد سلطان می نمود سلطان ضامن طلب می‌فرمود ،

---

۱ ۔ کثرتِ شراب نوشی و فسق و فجور ۔
۲ ۔ در مخطوطه : نمودم ۔
۳ ۔ دلدل ۔
۴ ۔ قوی و زور دار ۔
۵ ۔ ممنوعات و محرمات ۔
۶ ۔ ٹهٹهه از دیار سند شہرے ست قدیم ۔
۷ ۔ در مخطوطه : احمر ۔

چون بسیار بے اعتدال بود ، ہیچکس ضامن وے نمی شد و کارش در تعویق می‌افتاد ، تاآنکہ سائراً[1] اتفاقِ سیر و سیاحت آنحضرت باکبر آباد افتاد - در کٹرہ مظفر خان فرود آمدند - میرزا فتح پوری از ورود ایشان اطلاع یافت ، وکیل خود را بصد نیازمندی بخدمت ایشان فرستاد و التماسِ خلاص شدن خود بر منصہ[2] اظہار داد - حضرت ایشان فرمودند کہ ''برو میرزا فتح پوری خلاص خواہد شد'' وے عرض کرد کہ حضرتم ! کے خلاص خواہد شد ؟ فرمودند ''فردا'' - چون روز دیگر شد ، سلطان وے را یاد کرد ، بےآنکہ کسے یادش بدہد ، و بحضور طابید و خلاص گردانید و فرمود کہ من ضامنِ توام -

کرامت ۴۷ : خدمت خواجہ حسام‌الدین احمد دہلوی بخدمت حضرت ایشان رقیمہ نوشتند کہ داعیۂ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ تکریما مصمم گشتہ است ، میخواہد کہ بامتعلقان این سفر مبارک را اختیار نماید و در یکے از حرمین شریفین متوطن و مدفون گردد ، درین باب توجہ شریف مبذول داشتہ بہ بینند کہ میسر شود یا نہ ؟ مرضی ہست یا نہ ؟ حضرت ایشان درجواب خواجہ مشار الیہ نوشتند ''رفتنِ متعلقان بنظر نمی درآید بلکہ نزدیک ست کہ منع مفہوم شود ، اگر جریدہ بروند بنظر مستحسن مےدرآید ، امید است کہ بسلامت برسند'' - چون شوقِ خواجہ مشار الیہ بر کمال بودہ سعیہا و تلاش‌ہا درین باب نمود کہ بااہل و عیال خود بسفر حجاز بشتابد تاآنکہ بظلِ الٰہی دین پناہی صاحب قرانی نیز اظہار نمود ، اجازت نیافت وآنزمان[3] صدق نفس آنحضرت ظاہر شد - وبحج رفتن بامتعلقان کہ متمنائے وے بود ، میسر نگشت تاآنکہ در سنہ ہزار و چہل وسہ (۱۰۴۳ھ) در ہند برحمتِ حق پیوست -

کرامت ۴۸ : مولانا محمد حنیف کابلی کہ از اجلۂ خلفائے حضرت مخدوم زادۂ عالی قدر خواجہ محمد معصوم سلمہ اللہ سبحانہ اند و بارشاد طلابِ دران دیار مشغول ، نقل کرد کہ ارشاد مآب شیخ محمد صدیق فرزند ارجمند شیخ پادشاہ کہ در اصل از کولاب ست ،

---

۱ - یعنی در اثنائے سیر و سفر -

۲ - یعنی معرضِ اظہار -

۳ - در مخطوطہ : و آنرا -

الحال در کابل توطن دارد ، می‌فرمود که بروضع تجرید و تفرید متوجهِ برہان پور بودم ۔ چون بسهرند رسیدم ، مناقب و مآثر حضرت ایشان زیاده از آنچه قبل ازین شنیده بودم ، در انجا شنیدم ۔ گفتند که اگر گرد عالم بگردی ، شمهٔ از انجا در صحبت شریف ایشان حاصل می شود ، بمشام تو نرسد[1] ۔ از استماع این حرف شگرف خوشوقت گشتم وبلا توقف متوجه آستان فلک نشان ایشان شدم ، چون بخانقاه ملائک پناه رسیدم ، دیدم که نماز پیشین را گذارده با اصحاب سر بمراقبه نشسته اند ۔ من نیز بیک گوشه خزیدم ۔ بعد از فراغ سلام کردم و برپائے ایشان افتادم ۔ تفتیشِ احوالِ من کردند وفرمودند : ''اے درویش! ہرچه داری ، برما بگوی و راه انکار مپوی'' من انکار احوال خود کردم و گفتم حضرتم ! من ہیچ حال ندارم ، حضرت ایشان از ابتدائے[2] احوال من تا آخر مقامے که عبور من بآن واقع شده بود ، کما ھوھو ہمه را بیان کردند ، از شنودن این حرف و ظهور این خارقِ عظیم در حیرت افتادم ۔

ایشان بخلوت در آمدند و مرا گفتند که فردا بعد اشراق خواہی آمد ۔ روز دیگر بروقت موعود رسیدم ، اتفاقاً ایشان نماز اشراق گذارده[3] بودند و بخلوت در آمدند ۔ اندکے ایستادم ، دیدم که صوفیئے در مسجد نشسته است ، با وئے گفتم که حضرت ایشان وقتے که بیرون آیند ، بگوئی که درویشے بخدمت شما آمده بود ۔ چون ایشان[4] بیرون تشریف نداشتید ، دعا گفته عازم برہانپور گشت ۔ آن صوفی در جواب گفت که حضرت ایشان مرا برائے شما نشانده اند و فرموده اند که اگر محمد صدیق نام درویشے بیاید ما را خبر کنی ، حال آنکه من نامِ خود بخدمتِ ایشان اظهار نکرده بودم ۔ آن صوفی در خلوتِ آنحضرت رفت و دعائے من رسانید ۔ ایشان مرا اندرون طلبیدند و خود برخاستند ، وضو ساختند و به تحیت وضو پرداختند ، و اندکے سر بجیب مراقبه فرو بردند ۔ بعد ازان فرمودند که پیش بیا ، پیش رفتم و نزدیک ایشان نشستم ، باز سر بمراقبه فرو بردند ۔ بعد ازان ذکر قلبی فرمودند و متوجه گشتند و احوال من ہرساعت در خدمت

---

۱ - در مخطوطه : رسد ۔ ۲ - مخطوطه این کلمه ندارد ۔

۳ - در مخطوطه نماز اشراق بودند بخلوت در آمدند ۔ ۴ - یعنی شما ۔

حضرت ایشان دگر گون می شد ـ در یک ساعت آن قدر احوال بمن عنایت فرمودند که بطاعات[1] سنین شمہ ازان بدست نیاید و ہر حال کہ بر من وارد می شد ، ایشان می فرمودند کہ این حال بر تو ورود نمود تا آنکہ ہمہ احوال واردۂ مرا بیان نمودند ـ بعد ازان رخصتِ برہان پور فرمودند ـ

کراست ۷۶ : و ہم مولانا[2] مذکورہ نقل کرد کہ درویشے صفا کیشے بامن می گفت کہ متوجہ حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و کرامۃً بودم ، چون بسہرند رسیدم بشرف عُتبہ بوسی خادمان حضرت ایشان مشرف گردیدم ـ از نماز فارغ شدہ بودند ، می خواستند کہ بخلوت گاہ روند ، درین اثنا من سلام کردم و در پیش ایشان بپائے ایستادم ـ حضرت ایشان بخادم فرمودند کہ برو ، از خانۂ ما نان بیار ، خادم رفت و پارچۂ نانے آورد ، ایشان آن نان از دست خادم گرفتہ ، بدست خود در بغل من انداختند و فرمودند کہ اے درویش ! وقت نیک ست ، ہمین پارچۂ نان مرشدِ تست ، بہ تربیتِ تو کافی ست ـ بعد ازان از خدمت ایشان مرخّص شدم ، ہر ساعت احوالِ من در تزاید بود ، و ہر لحظہ حالے دیگر روئے می نمود ، و آنچہ در یک ساعت یافتم در بیست سالہ ریاضتِ خود کہ کشیدہ بودم ، بوئے ازان نشنیدہ بودم و رنگے ازان ندیدہ ـ

کراست ۷۷ : یکے از مخلصانِ عقیدت کیش نقل کردہ کہ مرا وقتے از اوقات بیکے از فاحشات عشق[3] و شیفتگی حاصل شدہ بود ، چنانچہ زمام اختیار از دست دادہ ، روزے ویرا در خلوت خانۂ خود طلب داشتہ ، مجلس بزم آراستہ خواستم کہ ملاعبت باو نمایم ، ناگاہ حضرت ایشان عیان ظاہر گشتند[4] و طپانچۂ بر روئے من زدند ، و از نظر من غائب شدند ، بمجرد طپانچہ زدن رعشہ بربدن من افتاد ، چنانچہ قوت و استطاعت آن عملِ شنیع از من مسلوب گشت ، و ازانچہ کہ خواستہ بودم[5] ، نادم و تائب گشتم ـ

---

۱ ـ یعنی ریاضات ـ
۲ ـ مولانا محمد حنیف کابلی رح ـ
۳ ـ در مخطوطہ : بعشق ـ
۴ ـ در مخطوطہ : گشت ـ
۵ ـ در مخطوطہ : بود ـ

کرامت ۷۸ : شیخ نور محمد تہاری[1] کہ از اصحاب قدیم ایشان است و از مجازان آنحضرت و ہشت[8] کرت حضرت رسالت را علیہ السلام دیدہ ، نقل کرد کہ در خانۂ جنّیے مسکن داشت کہ ہموارہ با برادر من تخم عداوت می‌کاشت ، تاآنکہ برادرم بآسیب او بآخرت شتافت ، و من نیز دران خانہ می‌بودم ۔ بعد ارتحال برادر حضور صور مہیبہ[2] بر من غالب گردید ۔ بوئے گل ہمیشہ بدماغم می رسید ، و مرا نیز ہمین حال حادث شدہ بود ۔ چون خویشان و قرابتیان ازین حال من اطلاع یافتند ، امید از حیات من برداشتند و بہ‌یأس ساختند ۔ شبے بااہلیۂ خود ہمبستر بودم و ہنوز نغنودہ کہ ناگاہ جن بر ما ہر دو ظاہر شد و ببالائے مانشست ، وقوتے برما راند کہ مارا طاقت آن نماند کہ دست برداریم و لحاف از پائے خود برداریم ، چون حال باین اضطرار و اضطراب کشید ، حضرت ایشان برما ظاہر شدند و آواز دادند کہ نور محمد ! غم نکنی کہ این جن ست ، برطرف خواہد شد ''ان کیدالشیطان کان ضعیفاً[3] ۔''

جن بمجرد شنیدن آواز آنحضرت ما را خلاص کرد و چون برخاستم حضرت ایشان از نظرمن غائب گشتند ۔ بعد ازان ہیچکس را از مردم خانۂ ما آسیب نہ شد و جنیان ازان خانہ جلاء وطن شدند ، ومن می دیدم کہ باحال[4] و اثقال خود کوچ کنان می‌رفتند و می‌گفتند کہ حضرت ایشان مارا جلائے وطن کردند ، وما بموضع شادی وال[5] می رویم ۔

کرامت ۷۹ : میر شرف الدین حسین حسنی ملقب بہمت خان کہ از مریدان حضرت ایشان بود ، نقل کرد کہ روزے بخاطر من رسید کہ چند پارچہ[6] نفیس جنس سیلہ دکن کہ درخانہ دارم و جزوے مصالح طبخ بخدمت حضرت ایشان بفریسم[7] ، چون پارچہا و مصالح را جدا کردم بمصحوب اللہ یار نام کہ برادر رضاعی من ست فرستادم ، ناگاہ از زبان عورتے کہ از طرف خسر من بطریق مہمان در خانۂ من می بود ، برآمد کہ این

---

۱ ۔ در نسخۂ اردو : اناری ۔
۲ ۔ اشکال خوفناک ۔
۳ ۔ ہرآئینہ حیلۂ شیطان ضعیف بود ۔
۴ ۔ با رخت و اسباب ۔
۵ ۔ مانا کہ ہمین موضع باشد کہ حالا در مضافات لاہور بسوڈی وال شہرت دارد ۔
۶ ۔ در مخطوطہ : پرچہ ۔
۷ ۔ در مخطوطہ : بفرستم ۔

قسم پارچہ را درویشان چہ می کنند ، ایشان خود نخواہند پوشید ـ من باو گفتم کہ بالفرض ایشان نپوشند در خانۂ ایشان بکار دیگرے از اہل بیت آنحضرت خواہد آمد ـ چون الله یار آن پارچہا را بامصالح طبخ بنظر آنحضرت گذراند ، بمجرد دیدن آن فرمودند کہ مصالح طبخ را بگیرند ، و بجانب پارچہا نگاہ کردہ فرمودند کہ بمیر شرف الدین حسین بگو کہ این پارچہا نفیس است ، بکار درویشان نمی آید ، بعضے عورات کہ درخانۂ شما اند بآنہا بدہید تا بپوشند کہ لائق آنہاست ، و گردانیدہ فرستادند ـ از ظہور این کرامت عورتے کہ این سخن از وے سرزدہ بود بسیار شرمندہ گشت و نادم و پشیمان گردید و توبہ کرد کہ بار دیگر نسبت بایشان این قسم حرفے نگوید ـ

کرامت ۸۰ : نیز میر مذکور نقل کرد کہ فرزندی شمس الدین احمد وقتے کہ دوسالہ شدہ بود ، وبائے عظیم در نواحی دہلی افتاد ، و در ہمان زمان وے بیماری سخت پیدا کرد و دو سہ روز شیر نخورد و بے شعور بود ، و آثار جان کندن ظاہر شد تاآنکہ محسوس شد کہ جان از پائے او برآمدہ بکمر او رسید و از کمر بسینہ ـ جماعتے کہ نشستہ بودند بجزع و فزع مشغول گشتند ، و من دران وقت بہمگی خود متوجہ بارگاہ حق سبحانہ شدم ونذر بستم کہ این فرزند چون پنج شش سالہ شود با دایۂ اش بخدمت حضرت ایشان فرستم کہ ہمان جا کلان شود و غلامی آن درگاہ کند و بعبادت مشغول باشد ـ بعد ازآن کہ نذر بستم بالفور محسوس گشت کہ جان باز در بدن او رجوع کرد ، درحرکت آمد و چشم بکشاد و شیر طلب کرد و صحت یافت ـ

و خوارق عظمیہ[1] آنکہ چون منذور ایشان بود ، بعد ازان ہر کہ بدنیاداریٔ وے سعی نمود و اورا لباس اغنیا پوشانید ، آنکس آزار جانی و مالی کشید ـ چنانکہ جدو جدۂ مادری وے بسیار درین تلاش[2] بودند کہ درویش نشود و او را نگذاشتند کہ بخدمت ایشان بغلامی فرستم ، زود بمردند ـ و مادرش نیز چون در ہمان باب ساعیہ بود ؛ از دست غلام خودش کشتہ شد ـ

کرامت ۸۱ : روزے حضرت ایشان در خلوت نشستہ بودند ، عبدالمومن نو مسلم

---

۱ ـ در مخطوطہ : عظیم ـ　　۲ ـ کوشش ـ

در خدمت بود - فرمودند ''بخواه چه می‌خواهی ؟ بیان شود'' گفت که حضرتم ! برادر و مادر من در کفر شدت و تعصب دارند ، بر چند تلاش کردم مسلمان نمی‌شوند ، توجه فرمایند که مسلمان شوند - فرمودند که ''چیزے دیگر می خواستی'' (عرض کردم که[1]) از توجه حضرت ایشان بهمه خیر خواهم رسید ، اما بالفعل همین آرزوست که اینها مسلمان شوند - فرمودند ''بسیار خوب ، زود مسلمان خواهند شد -'' روز سیوم از فرمودۂ آنحضرت برادر و مادر وے از سامانه بسهرند آمدند و بشرفِ اسلام مشرّف گشتند -

کرامت ۸۲ : گویند که شیخ حسین حانی نقشبندی در واقعه دید که فتنۂ عظیم قائم خواهد شد و در سلطنتِ سلطان عالی شان جهانگیر پادشاه فتور خواهد رفت - وے این مکشوف خود را بخان اعظم اظهار نمود - و این سخن بحضرت ایشان رسید - فرمودند که بلے همچنیں بوده است که بر شیخ حسین ظهور نمود ، اما ما آن فتنه را تسکین دادیم - چند روز نگذشته بود که سلطان شاهزاده خسرو[2] خروج نموده و جمع کثیر از امرا و اغنیا[3] همراه وے برآمدند وفتنه در ملک برپا شد - پادشاه تعاقب وے فرمود ، نزدیک گویندوال هزیمت خورد و بر آب چناب دستگیر گردید و بحکم فرمودۂ آنحضرت فتنه[4] تسکین یافت -

کرامت ۸۳ : گویند در زمانے که سلطان خسرو خروج کرده بود ، بعضے امرا به پادشاه رسانیدند که باتفاق مرتضٰی خان که یکے از عمده هائے سلطانی بود ، خروج نموده است - سلطان فرمود که مرتضٰی خان را در تعاقب او باید فرستاد ، یا او را بیارد یا کشته شود - حضرت ایشان چون این سخن بشنیدند ، فرمودند که چون مرتضٰی خان محبِ این خانواده است و مروج این سلسله ، بامداد و اعانت او (متوجه باید گشت[5]) ، متوجه گشتند - بعد ازان فرمودند که مارا معلوم ساختند که درین جنگ فتحِ مرتضٰی خان خواهد شد ، همچنان بوقوع آمد -

---

۱ - مخطوطه این کلمات ندارد -

۲ - شاهجهان پادشاه -

۳ - در مخطوطه : وغیره -

۴ - مخطوطه این کلمه ندارد -

۵ - مخطوطه این کلمات ندارد -

کرامت ۸۴ : یکے از خویشانِ حضرت ایشان را پسر می‌شد و زنده نمی ماند وہم در خورد سالی رحلت می نمود ، ازین جہت حیران و پریشان می بود ۔ یکبار درخانۂ وے پسرآمد ، او را بخدمت حضرت ایشان آورد و گفت کہ حضرت سلامت ! نذر بستم کہ اگر این پسر زندہ کلان شود ، در غلامی ایشان باشد ۔ حضرت ایشان بعد توجہ فرمودند کہ پسر را عبدالحق نام کنید ، زندہ خواہد ماند و عمر خواہد یافت ، اما ہر ماہ پنج بہلوپی (؟) نذر حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند می دادہ باشید ۔ از برکت نفس نفیس عیسوی دم آنحضرت آن پسر معمّر شد ۔

کرامت ۸۵ : یکے از مریدان حضرت ایشان نقل می کرد کہ من پنہان افیون می خوردم کہ ہیچ احدے بران مطلع نبود ۔ روزے در رکاب سعادت آنحضرت قدس سرہ می رفتم ، درین اثنا نگاہے برمن انداختہ فرمودند کہ اے فلان ! در دلِ تو ظلمت می یابم تا وجہش چہ باشد ؟ ناچار اقرار کردم کہ من خفیہ افیون می خورم و اما الحال تائب می گردم ۔

کرامت ۸۶ : چون گرامی عمر آنحضرت بہ پنجاہ رسید ، فرمودند کہ مابین خمسین و ستین از عمر خود فلان وقت حادثہ عظیم برخود می بینم ۔ درآن وقت قضائے معلق ارتحال من ازین جہان مشہود می گردد ، اما بعد ستین کہ دوازدہ سال باشد ازین وقت ، قضائے انتقال من ازین عالم مبرم و قطعی محسوس می شود ۔ وہمچنان کہ فرمودہ بودند ، واقع شد ۔ مابین پنجاہ وشصت سال عمر ایشان ہمان وقت کہ فرمودہ حادثۂ عظیم از سلطان وقت بہ سبب نمامتِ بعضے اعداے دین و امتناع ایشان از سجدۂ تحیت کہ متعارف سلاطین آن وقت بود ، روئے دادہ ، چنانکہ معروف است ۔ و چون سنین عمر ایشان بہ ثلث و ستین رسید بحکم آنکہ قضائے مبرم بعد ستین مشاہدہ نمودہ ارتحال فرمودند ۔

کرامت ۸۷ : در سنہ یکہزار و سی ودو حضرت ایشان قدس سرہ در اجمیر تشریف داشتند ، فرمودند کہ ”قرب ایام انتقال ماست“ و از حضرت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوات و التسلیات بشارتہا و کرامتہا یافتند ، چنانکہ بحضرات عالیات مخدوم زادہائے گرامی دامت برکاتہم نوشتہ اند کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم فرمودند

کہ در عوضِ اجازت نامۂ دنیا اجازت نامۂ آخرت دادند و از مقام شفاعت نصیبے ارزانی داشتند و نیز نوشتند کہ کلان تر امہات المومنین رضی اللہ عنہا در حضور آن سرور علیہ الصلوات و السلام بہ بعضے خدمات اہتمام می فرمایند و می گویند کہ ما انتظار تو داشتیم ، چنان و چنین باید کرد و حضور آن سرور و اہل بیت آن سرور علیہ و علیہم الصلوات و التسلیمات بر من غریب نیست ۔ بعد ازان حضرت ایشان قدس سرہ تمام و کمال بسرانجام آخرت پرداختند و ہرچند عشرت ایشان ارشاد و تکمیل بود ، اما چون وصلِ محبوب حقیقی پرتو انداخت عزلت گزیدند و حضرت مخدوم زادہا دامت برکاتہم بعد وصول آن مکتوب متوجہ ملازمت آنحضرت قدس سرہ شدند و باجمیر رسیدند ۔ آنحضرت ایشان را بخلوت بردہ فرمودند کہ اکنون مرا ہیچ گونہ وابستگی باین جہان نماندہ است ، مرا بآن جہان می باید رفت و وصایا فرمودند ، بعد ازان بوطن مالوف رسیدند ، برائے خود خلوت (خانۂ جدا تعیین[1] فرمودند ، در آن) می بودند تا آنکہ در مدت قلیل رحلت آخرت فرمودند ۔

کرامت ۸۸ : حضرت ایشان در ماہ شعبان ہزار و سی و سہ (۱۰۳۳ھ) خلوت گزیدند و شب برأت بود ، در آن خلوت احیاے[2] لیل می کردند ، بعد از دو پاس شب بخانہ آمدند ۔ زہرائے زمان والدہ عفیفہ حضرات مخدوم زادہا بر مصلی نشستہ تسبیح می خواند ۔ ناگاہ از زبان آن عصمت پناہ برآمد کہ امشب شب تقدیر آجال و آمال ست ۔ خداوند ! کہ نام کرا از ورق ہستی محو کردہ باشند و نام کدام یکے را ثبت[3] داشتہ ۔ حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند کہ تو بنا بر شک و ریب و تردد می گوئی ، چہ باشد حال کسے کہ می بیند و می داند کہ نام او را از نامۂ وجود محو کردند و اشارت بخود نمودند ۔ ہم چنانکہ فرمودہ بودند واقع شد ، بعد شش ماہ ازین سخن ارتحال فرمودند ۔

کرامت ۸۹ : روزے حضرت ایشان قدس سرہ در خانۂ خود دراز کشیدہ بودند ۔ فرمودند کہ درین سرما درین خانہ خواب نخواہیم کرد ۔ حاضران گفتند مگر در خانۂ کہ برائے خلوت تعیین فرمودہ اند ، خواہند خوابید ۔ فرمودند کہ آنجا نیز نہ ۔ گفتند

---

۱ ۔ مخطوطہ مثل این کلمات ندارد ۔ ۲ ۔ شب بیداری ۔
۳ ۔ در مخطوطہ ; ثابت ۔

پس کجا خواب خواہند کرد ؟ فرمودند ازینجا ہا ہیچ جا نہ - بہ بینید تا خود بخود چہ ظاہر شود ؟ بجہت رعایت طریقہ تستر و بسبب بیدل شدن دوستان تصریح نکردند و در درآمد سرما از سر ما رفتند -

کرامت ۹۰ : روزے فرمودند کہ سنین عمر خود را بیش[1] از شصت و سہ سال نمی بینم ، ہمچنان واقع شد کہ عمر گرامی ایشان شصت[62] و سہ سال بود کہ ارتحال فرمودند -

کرامت ۹۱ : روزے یکے از امرایان صادق العقیدہ بتقریب سفارش حاجتمندے مکتوبے نوشتند و دران مکتوب نگاشتند کہ چون در این شہر ہر سال وبا می‌افتد ، معلوم نیست کہ درین سال حیات وفا کند یا نہ ؟ امید کہ خوشنود باشند - انتقال خود را از راہ تستر باین عبارت ادا نمودند و ہم دران سال در گذشتند -

کرامت ۹۲ : یکے از دوستان نقل کرد کہ در آن ایام کہ آن امام ہمام (مرجع انام[2]) قدس سرہ بیمار بودند ، بخاطر من گذشت کہ چند روز اجازت گرفتہ بجانب وطن مالوف رفتہ باز بخدمت شریف بیایم ، بعرض ایشان رسانیدم کہ ارادۂ مصمم گشتہ است کہ بوطن شدہ بخدمت برسم ، فرمودند کہ چند روز باش، عرض کردم کہ خطرہ غالب است - باز فرمودند چند روز صبر کن ، عرض کردم عنقریب بخدمت ایشان مراجعت می نمایم ، بہ کرہ[3] اجازت دادند و این مصرع خواندند :

کجا تو ، کجا ما ، کجا نوبہار ؟

بعد از چند روز ازین سخن رحلت نمودند -

کرامت ۹۳ : بتاریخ دوازدہم محرم الحرام ۱۰۳۴ ھ فرمودند کہ مرا فرمودہ اند کہ میان چہل و پنجاہ روز ارتحال تو خواہد شد - ہم چنان بوقوع پیوست ، بیست[4] و ہشتم صفر رحلت فرمودند -

---

۱ - مخطوطہ این کلمہ ندارد -
۲ - در مخطوطہ بیاض گذاشتہ -
۳ - با دل نخواستہ -
۴ - یعنی بعد چہل و شش روز از فرمودۂ ایشان قدس سرہ -

کرامت ۹۴ : پیش از مرض فرمودند که دو روپیه را انکشت بجهت منقل[1] بیارند - بعد ازان فرمودند که یک روپیه را کافی ست که واعظ الٰہی در دل من گفت که فرصت کجا ست که انکشت دو روپیه را سوخته شود ؟ عرض کردند که چون ایام سرما ست بکار مردم اندرون خواہد آمد - فرمودند که یاران طول امل دارند ، وقت کجا ست ؟ اما چنین کنند - چون انکشت دو روپیه را آوردند نصف ازان انکشت برائے خود جدا کردند که این قدر برائے ما کفایت خواہد کرد ، باقی باندرونِ محل فرستادند - آن مقدار انکشت که برائے منقل خود جدا کرده بودند ، در ساعتِ وصال ایشان باتمام رسید -

کرامت ۹۵ : پیش از ارتحال خود بمدت مدید بوالدۂ حضرات مخدوم زادہائی عالی قدر فرموده بودند که بر من چنان مکشوف شده که ارتحال من پیش از تو خواہد شد ، باید که از مبلغ مہر خود که بیشک از وجه حلال ست ، کفن من خواہی کرد و ہمچنان بوقوع پیوست ، آنحضرت پیش از عصمت پناه رحلت فرمودند -

اظہار کرامات بعد نقل و وفات ایشانؓ

کرامت ۹۶ : حضرت ایشان قدس سره روز سه شنبه وقت فجر یکپاس روز برآمده بیست و ہشتم ماه صفر یک ہزار و سی وچہار ۱۰۳۴ ازین دار بے مدار سفر اختیار فرمودند - این حقیر جامع حضرات القدس که وقت غسل آن حضرت قدس سره حاضر بود و آب غسل به برادر زادۂ ایشان شیخ بہاءالدین که غسل می داد ، (ہمی[2] داد) پائے مبارک ایشان بوسیده است و برچشم خود مالیده است - وقتے که خواستند که جامہائے ایشان را بجہت غسل بر آرند و بالاپوش از بالائے ایشان برداشتند - دیدم که دستہا بر ناف بسته اند و ابہام را باخنصر حلقه داده چنانکه وضع بدین در نماز مستحب است و حالانکه وقت ارتحال دست و پائے ایشان را دراز کرده بودند - چنانکه متعارف ست و حضار بجہت امتحان آنکه این امر اختیاری ست یا اتفاق ، مکرر دستہائے

---

۲ - مخطوطه این کلمه ندارد ، وابسته باید -

۱ - انگیٹھی -

مبارک ایشان را بکشادند ـ باز بہان ہیئت عقد منعقد شد ، چون دانستند بدین وضع مختار ایشان ست ، بہان وضع گذاشتند و مشغول بتجہیز گشتند و چون جامہائے برائے غسل فرود آوردند و دستار را از سر مبارک بر گرفتند و بر سریر غسل ایشان را خوانیدند دیدم کہ تبسم نمودند ہمچنانکہ در حالتِ حیات طریقۂ تبسم ایشان بود ، تا بر سریر غسل بودند ، تبسم داشتند ، تعجب حاضران زیادہ تر شد ، بعد ازان ایشان را وضو دادند و دستہائے مبارک ایشان را باز دراز کردند و آنحضرت را بریسار گردانیدند ـ درین اثنا باز دست راست بر دست چپ بستند ـ دستہا را باز دراز کردہ بر نعش[1] آوردند ، ہمہ حاضران معاینہ می نمودند کہ دست راست از طرفِ یمین و دستِ چپ از جانبِ یسار بآہستگی حرکت نمودہ بایکدیگر پیوستند و دستِ چپ را بدستِ راست قبض نمودند چنانکہ بابہام و خنصر راست بربند دست چپ حلقہ دادند ـ ازین خارق فخیم غوغائے عظیم از حضار برخاست و ہمہ بے اختیار تسبیح بر زبان راندند ـ آخر چون مرضی ایشان درین دیدند دست ہائے ایشان را ہمچنان مقبوض گذاشتند و از یکدیگر جدا نساختند و دراز نکردند و این قبضِ یدین و تبسم از اعظم خوارق و کرامات ست کہ بعد از ارتحال ازان حضرت بظہور رسید و ذلک[2] فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ـ

بعد ازان ایشان را در قبۂ منورہ کہ آنحضرت قدس سرہ بالائے مزار فرزند بزرگوار خود اعنی خواجہ محمد صادق تعمیر فرمودہ بودند ، نگاہ داشتند ـ

کرامت ۹۷ : روز ارتحال حضرت ایشان قدس سرہ اطراف آسمان بغایۃ الغایۃ سرخ شدہ بود ـ گفتہ اند سرخی آسمان گریۂ او ست بر دوستان حق ـ کما فی شرح الصدور : ''ان السماء والارض تبکیان علی المؤمن'' و فیہ ایضاً : ''بکاء السماء حمرۃ اطرافہا'' و فیہ ایضاً :'' ''عن سفیان الثوری قال کان یقال ہذہ الحمرۃ التی تکون فی السماء بکاء السماء علی المؤمن ـ''

---

۱ - سریرِ جنازہ ـ

۲ - و این دادِ خدا ست ، ہر کرا خواہد بدہد و خدائے تعالی صاحب داد بزرگ است ـ

کرامت ۹۸ : بعد ارتحال حضرت ایشان قدس سره بسه[۳] چهار[۴] روز یکے از مخلصان نقل کرده کہ امروز وقت پیشین در مسجد حضرت ایشان بنماز آمدم ـ مؤذن اقامت گفت و مردم بنماز ایستاده شدند ، من عقب امام ایستاده بودم ، بچشم سر (بفتح سین) دیدم کہ حضرت ایشان قدس سره پهلوئے من ایستاده اند و دست مرا گرفتہ بخود متصل ساختند تا فاصلہ نماند ، چنانکہ در حال حیواة طریقہ ایشان بود ، تا آخر نماز ایشان را می‌دیدم ، در فرجی[۱] و شال سفید بودند و مسحی[۲] در پا داشتند ، وقتے کہ سلام نماز دادم از نظر من غائب گشتند ـ

کرامت ۹۹ : حضرت مخدوم زادگی عارف وحید خواجہ محمد سعید سلمہ الله المجید در ایام ماتم آنحضرت فرمودند کہ من امشب در حجرۂ صحن روضہ منوره بودم ، بر بستر افتاده بودم ، و از الم فراق و درد اشتیاق خواب رفتہ بود ، می یافتم کہ آنحضرت قدس سره در صحن روضہ می‌گردند ، درین اثنا در حالت بیداری معاینہ کردم ، توجہ بجانب در حجره فرموده درآمدند و بر بستر من نشستہ مرا نیک در کنار کشیدند و تا مدتے در کنار داشتند ، چنانکہ عادت مشائخ است کہ در وقت اعطائے نعمت باطنی معانقہ می‌نمایند[۳] ـ ہیبتے بر من مستولی گشت و لرزه بر اعضائے من افتاد ـ بعد از آن از نظر من غائب شدند ، تا دران حجره بودم شبہا آنحضرت را قدس سره در صحن روضہ می دیدم کہ سیر می کردند وچون و جود طبعی من طاقت معانقہ ساکنان عالم قدس نداشت و ہول کشیده ، باز بآن طریق کہ شب اول دیده بودم ، نیافتم و بحضور روحانی کفایت می‌شد ـ

کرامت ۱۰۰ : یکے از مخلصان حضرت ایشان نقل کرده کہ پسر من بیمار بود دران بیماری صور موحشہ[۴] و ہیئات مہیبہ او را می نمودند ، و او می ترسید و می لرزید گفتم اے فرزند ! تو حضرت ایشان را در خورد سالی دیده بودی ، آیا چیزے از حلیہ مبارک ایشان بیاد تو مانده است یا نہ ؟ گفت لحیہ شریف و فش مبارک آنحضرت در نظر من است ، گفتم : پس ہمین قدر در نظر دار ، تا وساوس شیطانی گرد تو نہ گردد

---

۱ ـ چوغہ ـ ۲ ـ موزۂ چرمین ـ

۳ ـ در مخطوطہ اینجا بیاض گذاشتہ ـ ۴ ـ اشکال خوفناک ـ

و بطفیل حفظ صورت ایشان حق سبحانہ ترا صحت کرامت فرماید ، او بحفظ حلیهٔ ایشان اشتغال نمود ، ناگاه غیبتش در ربود ، بعد افاقت بیان نمود کہ حضرت ایشان را دیدم فرمودند : ''بخدا رسیدیم و بہ بہشت در آمدیم ، اول پائے راست در بہشت در آوردیم و قدم خدا گرفتیم ۔'' گفتم ''یا حضرت ! مرا بخدائے تعالی رسانید ، قدم او تعالی گیرم ۔'' فرمودند کہ ''ہنوز وقت تو و وقت فرزندان من نرسیده است ۔'' چون از خواب برآمد صحت بر کمال یافتہ بود و اثرے از ضعف نمانده و وسواس بکلی بر طرف شده ۔

بعد از دیدن این واقعهٔ صادقہ در دیار ما خبر رسید کہ حضرت ایشان از عالم رفتند ۔

چون کرامات و خوارقِ عادات آنحضرت قدس سره از حد و عد[1] بیرون است ایراد ہمۂ آن درین مختصر گنجائش نداشت ، بالضرورة ہمین قدر درین اختصار اقتصار[2] نموده ، و خوارق کبیره آنحضرت در ذکر خلفاء و اصحاب ایشان کہ روات[3] کرامات اند ، نیز مذکور گردد ان شاء الله ۔

و بعضے احوال و اقوال و کرامات کہ قبل ارتحال و بعد آن بوقوع آمده ، در رسالهٔ جدا مسمی **بوصال احمدی** نوشتہ ام ، فارجع[4] الیہا ۔

---

١ - شمار ، در مخطوطہ این کلمہ نیست ، بیاض گذاشتہ اند ۔

٢ - در مخطوطہ این کلمہ نیست و برعایت اختصار باید ۔

٣ - جمع راوی ۔ ۴ - پس بآن رجوع نمائید ۔

الحضرة العاشرة[1]

فی تواریخ وصاله رضی الله عنه

بعضے دوستان تواریخ و مرثیہا گفتہ اند ، ازانجملہ برخے را اینجا ایراد می نماید ـ خواجہ ہاشم کشمی برہان پوری کہ بخلافت ایشان در بلدۂ برہان پور برمسند مشیخت و ارشاد بود ، گفتہ کہ این شصت و سہ فقرہ کہ برطبق عدد سنین عمر حضرت ایشان است ، ہر یک تاریخِ سالِ وصالِ آن قدوۂ اربابِ کمال و اکمال ست قدس الله تعالیٰ روحہ و افاض علینا فتوحہ ـ

(۱) باسم فیاض دلہا ـ (۲) قطب الاقطاب والا روزگار باشد ـ (۳) سراج وجود
۱۰۳۴ھ ۱۰۳۴ھ
طرف بست ـ (۴) ماہ محققین رفت ـ (۵) خیر الاولیا نماند ـ (۶) منور رحلت نمود ـ (۷) معرفت مُرد ـ (۸) احمد زبدۂ مشائخ بود ـ (۹) روحِ علماءِ راسخ بود ـ (۱۰) ظلل محمدؐ بود ـ (۱۱) او امر خلفائے احمد بود ـ (۱۲) ہمہ آئین صحابہ سید الثقلینؐ بود ـ (۱۳) والہٗ حب شیخین بود ـ (۱۴) مہرِ عثمانؓ و علیؓ بود ـ (۱۵) ہمہ محبتِ اہل بیت نبوی بود ـ (۱۶) اقتباسِ نبوت بود ـ (۱۷) ابرِ نیسانِ رحمت بود ـ (۱۸) شہسوارِ محبت بود ـ (۱۷) خدیوِ عارفان بود ـ (۲۰) فرخاصان بود ـ (۲۱) تکیہ گہِ ہمہ اتقیا بود ـ (۲۲) سرورِ اہلِ تمکین بود ـ (۲۳) منور آداب خواجہ بہاء الدین بود ـ (۲۴) رائے خواجۂ علاء الدین بود ـ (۲۵) آن خواجہ محمد پارسا بود ـ (۲۶) بزرگیہائے خواجہ عبیدالله بود ـ (۲۷) ادراکِ خواجہ باقی بالله بود ـ (۲۸) رواجِ محبتِ رسول الله بود ـ (۲۹) راویِ ذی الجلال بود ـ (۳۰) ہمہ امتثال بود ـ (۳۱) وے شمسِ حقیقت ـ (۳۲) شہبازِ طریقت ـ (۳۳) جان شریعت ـ (۳۴) امجد تربیت بود ـ (۳۵) رفیع المرتبت ـ (۳۶) خیرالمناقب ـ (۳۷) مرآت

---

۱ ـ حضرت دہم در تواریخِ وفات ایشان رضی الله عنہ ـ

جلال الله اکبر - (۳۸) آیت من آیات عزّو جلّ - (۳۹) شگرفِ روزگار - (۴۰) کاشفِ پروردگار - (۴۱) باعثِ نجات آمد - (۴۲) سرچشمهٔ حیات آمد - (۴۳) بهارِ اسرارِ قرآنی - (۴۴) منور دین بالف ثانی - (۴۵) رونق چمن زار عشرت - (۴۶) بل گلگونهٔ عروس سعادت - (۴۷) دولچهٔ صباحت و ملاحت - (۴۸) همه محبیت و همه محبوبیت - (۴۹) هو فخر النسب - (۵۰) غازهٔ وجهِ ادب - (۵۱) اکمل الافاضل - (۵۲) خیرِ اکابر - (۵۳) شرف جنات - (۵۴) شهے عالی درجات - (۵۵) عمر احمدی بهان عمر پیامبر - (۵۶) وصلِ محب الله سه شنبه صفر - (۵۷) روز کوچ سه شنبه صفر - (۵۸) عطّر الله عزّوجلّ مثواه - (۵۹) و جعل بدار الخلد مأواه - (۶۰) رزقنی الله توفیقه - (۶۱) و بسط الله تعالی دائماً طریقه - (۶۲) اکثر الله محبیه الی یوم الدین - (۶۳) بحق نبی الله و محبوبه و آله و اصحابه والتابعین -

رباعی[1] : که حروف معجمه از هر مصراع مصرّحِ (مبیّن) تاریخِ وصال ست و حروفِ سرِ هر مصراع مصرّحِ اسمِ مکرم :

آن مرشد ره که بود او فخر کبار — حیرت زده از شهود او چشم هزار
ن+ش+ب+ف+خ+ب=۱۰۳۴ھ — ی+ت+ز+ز+ش+ج+ش+ز=۱۰۳۴ھ

مهر فلک و قربت بستان کمال — دریائے کرم ، چراغِ بزمِ ابرار
ف+ق+ب+ت+ب+ت+ن=۱۰۳۴ھ — ی+ے+ج+غ+ب+ز+ب=۱۰۳۴ھ

ا+ح+م+د=احمد

رباعی ۲ : واین رباعی برعکسِ[2] نخستین ست و نیز حروف[3] ابتداهائے او بیانِ ولادت آن شیخ دین -

او سرورِ ملک مهر و دریائے شهود — خاک رهِ آن ، سرمهٔ ابصار جنود
شاه اورنگ معرفت ، گوهرِ سر — علامهٔ عصر ، لوح اسرار وجود

---

۱ - در مخطوطه عبارت ناقص ست باین طور: ''رباعی که حروف معجمه از هر مصراع مصرح اسم مکرم'' بقیاس تصحیح کردهشد والله اعلم -

۲ - که حروف غیر معجمه از هر مصراع مشتمل برتاریخ رحلت است -

۳ - ا+خ+س+ع = ۱۰۷۱ھ سال ولادت -

رباعی ۳ : کہ ہر یکے مصراع این بیان سال وصال بود :

این قطب سراج عالم ہمت بود — شاه کل و در لجۂ وحدت بود

۱۰۳۴ھ — ۱۰۳۴ھ

دین تازه ز وے چو نوگلے از ابر بہار — و آن در عالم مایدۂ نعمت بود

۱۰۳۴ھ — ۱۰۳۴ھ

مستور نماند کہ نثر ہائے کہ بر سر این سہ رباعی مرقوم است ، نیز بر وفق قاعده رباعی خود تاریخ وصال[1] می شود ۔

رباعی ۴ : (کہ ازان) بقاعدۂ توشیخ[2] مرتب 'تخلد' بیرون آید کہ سال وصال حضرت ایشان است رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

تا رفت گل از باغ چمن زار بماند — بخت من و گلشن چو شب تار[3] بماند

بالش ز چمنہا چو شکیب از دل رفت — لخت[4] دلِ بلبل سر ہر خار بماند

رباعی ۵ : ہر مصراع این رباعی کہ مرکب از حروفِ غیر معجمہ است ، نیز تاریخِ وصالِ آنحضرت ست و حروفِ[5] ثالث ہر مصراع محصّل نامِ نامیِ ایشان رضی اللہ عنہ:

او اعلم اہل عصر و در علم علم — لوح الاسرار و لامع ملک کرم

۱۰۳۴ھ — ۱۰۳۴ھ

او مہر کمال و سرورِ عالم حلم — گردِ ره او سرمہ ده اہل حرم

۱۰۳۴ھ — ۱۰۳۴ھ

رباعی ۶ : سال وصال بہ تعمیہ[6] حاصل شود و از حرف ثانی ہر مصراع نایب بحصول پیوندد کہ مبیّن عمر آن حضرت است ۔

---

۱ - یعنی از حروف معجمہ نثر اول و از حروف مہملہ نثر ثانی و از جمیع حروف نثر ثالث سال وصال می برآید ، مانا کہ در حروف این نثور از اقلام کاتبین تغیرے رفتہ است و سعی و محنت مصنف بے ثمر گشتہ یا این کہ مرادِ مصنف مفہوم این فقیر نگشتہ (محبوب الٰہی عفی عنہ)

۲ - یعنی حرف اول از مصرعہ اول حروف ثانی از مصرعہ ثانی و حرف ثالث از مصرعہ ثالث و حرف رابع از مصرعہ رابع مجموع آنہا 'تخلد' می گردد کہ عدد آن ۱۰۳۴ می باشد ۔

۳ - در مخطوطہ : تار تار ۔ ۴ - در مخطوطہ و ترجمہ اردو : لحظ ۔

۵ - کہ : ا+ح+م+د ، است ۔ ۶ - در مخطوطہ : تعمیم ۔

آن کو بخموشی سخن آموخت مرا — تا رفت بدامان عزا دوخت مرا
می جست بگریہ دل ز سال سفرش — ابر آمد و گفتا غم دل سوخت مرا

رباعی ۷ : تاریخ وصال درین رباعی واضح است ، مع ذالک حروف[1] ثانی ہر مصراع علی سبیل الاتفاق ایما بعددِ سال عمر ایشان نماید -

بود مہر و ماه علمِ حال و قال — ہمچو عثمان مر حیا را زین بود
از خرد چون سال عزمش جست دل — زین دو معنی گفت ذو نورین بود

۱۰۳۴ھ

قطعاتِ تاریخِ وصال :

قطعه ۱ : درین قطعہ نیز تاریخ وصال ظاہر ست و اول ہر مصراع کہ محصول او لفظ حاضر ست تاریخِ بدوِ خلافتِ حضرتِ ایشان ست -

۱۰۰۹ھ

جبینے کہ از حسنِ ذاتیِ خویش — الٰہش ہمی ساخت دریائے آن
ضمیرم ز دل سال وصلش بجست — رقم زد : بہشت برین جائے آن

۱۰۳۴ھ

قطعه ۲ : بہار باغ عرفان ابر رحمت — کزین گلشن بتعجیل صبا رفت
مگر صبح قیامت سر بر آورد — کہ از مشکواة دین شمع ہدی رفت
درین ملک فنا غرقِ لقا بود — ہم از عین بقا اندر لقا رفت
ز یادش خانۂ دل آفتاب است — اگرچہ[2] از دیده چون نور وضیا رفت
چو شاه اولیائے عہد خود بود — خرد گفتا کہ شاه اولیا رفت

۱۰۳۴ھ

قطعه ۳ : آنکہ بود از کلیدِ خامۂ او — قفلِ اشکالِ عارفان حل ، رفت
بود چون شمع جمع اہل کمال — عقل گفتا سراج کمل[3] رفت

۱۰۳۴ھ

---

۱ - یعنی: و+م+ز+ی مجموع اعداد آنہا ۶۳ باشد کہ سنین عمر شریف است -
۲ - در تلفظ ہائے چہ و الف از ساقط خواہد شد -
۳ - در مخطوطہ : اکمل و در نسخہ اردو : کمل -

قطعه ۴ : بنمود یکے موج ز دریائے حقیقت ہم باز بدان بحر ازل[1] بے سروپا رفت
چون جلوۂ او آب ریاض عرفا بود تاریخ سفر گوئی کہ آب عرفا رفت
۱۰۳۴ھ

قطعه ۵ : رفت آنکہ بود دیدۂ ادراک این و آن خفاش آفتاب ظہور کمال او
او نائبِ رسول بُد ار نیست باورت نایب شمار و عمر نبی بین و سال او
۶۳

قطعه ۶ : سایہ ز سروِ احمد مرسل نہفتہ بود این احمد ست سایۂ او ز امتثال او
از بسکہ امتثال نبی بود جملگی می جوئے ز امتثال نبی انتقال او
۱۰۳۴ھ

قطعه ۷ : ولہ[2] علی سبیل التعمیہ :

محمل کہ بست سوئے بیابان کہ کوہسار اسپندوش بمجمر صحرا بسوختہ ؟
فارس کہ بود از شرر نعل توسنش از رہ روانِ بادیہ پہنا[3] بسوختہ ؟ ہما[6]
خارے خلیدہ در جگر اشترانِ مست کز اشک گرم شان دل خارا بسوختہ
شبہائے غم چو بختِ من آخر سیہ چراست؟ این شعلہ گر نہ خانۂ شبہا بسوختہ
نبضِ کہ بر گرفت کہ چون شعلہ کارزار از دوش باز دست مسیحا بسوختہ ؟
روزِ وداعِ دلبرِ ما پرسد ار کسے گو ، داغ[4] دل ، تمام سراپا بسوختہ

قطعه ۸ : تاریخے کہ میر احمد یافتہ و خواجہ ہاشم بنظم آن پرداختہ :

شہِ ملکِ دین ، سپہرِ اوجِ یقین کزو دین و دل بود ، آباد کو ؟
چہ شہ ؟ سروِ آزادِ بستانِ قرب ! سرِ بندگانِ دل آزاد کو ؟
بعہدِ فراقش سرِ جان کرا ؟ بروزِ وداعش دلِ شاد کو ؟
اگر سال عزمش بپرسد دلے[5] بگو ، سرورِ اہلِ ارشاد کو ؟

---

۱ - در مخطوطہ : اجل -
۲ - یعنی بخواجہ محمد ہاشم کشمی -
۳ - در مخطوطہ اینجا بیاض گذاشتہ -
۴ - از ، داغ دل ، قد آن کہ دا باشد تمام سوختہ 'غ دل' باقی ماندہ کہ عددش ۱۰۳۴ می‌شود -
۵ - در مخطوطہ : لے -

قطعهٔ عربیه ۹ :

یا ایّها الانام لقد سافر الامام — من کان باب خدمته عروة القبول
العارف الذی وهب ربه اله[1] — حال التی تحیّر فی شأنها العقول
مات کأن بدر یقین قد انطلق — من مشرق الظهور[2] الی مغرب الافول
لمّا اصاب ارث رسول بحقه — فاکتب لعام رحلته وارث الرسول

تواریخ مستخرجهٔ میر محمد نعمان رحمه الله :

ازین شصت و دو فقره که برطبق سال عمر حضرت ایشان است ، ہر یک تاریخ ِ وصال ِ آن قدوهٔ صفا کیشان است که خدمت میر محمد نعمان که کمل خلفائے حضرت ایشان ست ، از دل بزبان و از زبان بقلم آورده :

(۱) مرجع ِ ما رفت - (۲) رہبر ِ اہل ِ حلاوت نماند - (۳) عنقائے قاف عزت نماند - (۴) در ِ دریائے محبّیت[3] نماند - (۵) آئینہ جہاں نمائے محبت نماند - (۶) نور مصباح عبودیت نماند - (۷) - فارس ِ میدان ِ صفوت بود - (۸) آفتاب ِ جہان ِ ملاحت بود - (۹) سند ِ ارباب ِ قربت بود - (۱۰) مرکز دائرهٔ سعادت بود - (۱۱) قافله سالار کعبهٔ ہیبت بود - (۱۲) سروش ِ محبوبیت بود - (۱۳) مرجع ِ اصحاب تجرّد بود - (۱۴) بدر منیر تقوی بود - (۱۵) جان ِ ارباب ِ خانقاه - (۱۶) باہل ِ صلابت تکیه گاه بود - (۱۷) واقف ِ اطوار ِ حقیقت بود - (۱۸) شمس سمائے الفت بود - (۱۹) بیکر ِ معرفت بود - (۲۰) اشرف العارفین بود - (۲۱) کنز ِ مخفی ِ دارین بود - (۲۲) مآل ِ مشائخ بود - (۲۳) نور حدقه کرامت - (۲۴) عرش ِ مجید ِ اجابت - (۲۵) شجرهٔ طیبه تکمیل - (۲۶) گنج ِ فضل ِ الہیه - (۲۷) ہادی حضور - (۲۸) مفتح ابواب فتوح - (۲۹) ترجمان کلام لاریب - (۳۰) منبع اخبار نبوی - (۳۱) راست رو ِ ملک ابدی - (۳۲) اکمال آثار مصطفویه - (۳۳) صراط ِ مستقیم وحدانیه - (۳۴) خدیو اجتہاد (۳۵) مہر سپہر حدیث - (۳۶) سرمهٔ دیدهٔ اقتدار - (۳۷) محرم ِ رموز الاسرار - (۳۸) آیت برکات - (۳۹) آرایش جمال ولایات -

---

۱ - در مخطوطه ، و ترجمهٔ نسخهٔ اردو : له ، حال التی -
۲ - و الطلوع انسب
۳ - در مخطوطه و نسخهٔ اردو : محبت -

(۴۰) اعتصام الناصرین - (۴۱) شمس مستعدین[1] - (۴۲) نور ابصار تفرّد - (۴۳) زاد خاشعان - (۴۴) سند ذکر - (۴۵) اساس افضال - (۴۶) خلاصهٔ نورِ حمد - (۴۷) بال رضا - (۴۸) باب گنجینهٔ فیاض - (۴۹) نور ستائش ابد - (۵۰) نور جهان طریقت - (۵۱) ریاض احمدی - (۵۲) فیض صمدی - (۵۳) نقطهٔ دائرهٔ احترام - (۵۴) جمال تجلیات علوی - (۵۵) گل گلشن تعزز - (۵۶) معلّمِ دبیرستانِ وصل - (۵۷) مرشد شفیق - (۵۸) بحرِ عمیقِ تصدیق - (۵۹) گوشوارهٔ صباحت - (۶۰) اماماً داعیاً الی الله باذنه - (۶۱) بفردوس رفت - (۶۲) بجانب خلیل شد -

منظومه : که هر مصراع وے تاریخ می شود :

او نورِ جهانِ مکرمت بود — او نورِ سپهرِ محمدت بود
سرمایهٔ هر فتوح بود او — در ما همه قوتِ روح بود او
او محرمِ راه کعبهٔ وحدت بود — او منبع نور، سید عزت بود
ممدوح جواد و معدن نصرت بود — برهانِ کمال هادی رحمت بود
قبلهٔ عسکر سعادت بود — گوهر افسرِ محبت بود
آن گل گلستان انسانی — کاشف رمز و راز ایقانی

تاریخهائے که فضائل پناه محمد صادق کشمیری گفته :

قطعه ۱ :
فریاد ز گردشِ زمانه — بیداد ز دستِ جورِ ایام
قطبِ ارشاد شیخ احمد — که بود بخلق فیضِ او عام
در ماه صفر به بیست و هشتم — بگذشت ز دهر بے سرانجام
از رفتن او ز بیدلان رفت — یکباره قرار و صبر و آرام
شد روز وصال عاشقان شب — شد صبح امید طالبان شام
چون قلعه دین و برج ایمان — او بود بدهرِ پُر دد و دام
تاریخ وفات او برآمد[2] — افسوس فتاده برج اسلام

۱۰۳۴ھ

۱ - در مخطوطه و نسخهٔ اردو هر دو : مستفیدین -
۲ - در مخطوطه : برآید -

و ہم وے گفتہ است :

الولی لایموت بل ینقل الی¹ المنزل الابدی (۱۰۳۴ھ)

و ایضاً : الموت ہو جسر یوصل الحبیب الی² الحبیب (۱۰۳۴ھ)

مخدومی زادگی خواجہ محمد عبیداللہ پسر خورد قطبِ زمان حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ تاریخ ارتحال آنحضرت یافتہ است :

''مات ولم یمت بل حی³ ابداً'' (۱۰۳۴ھ)

و برادر کلانِ ایشان خواجہ محمد عبداللہ تاریخ ایشان یافتہ :

ماتمِ مرحوم صفا کیشان (۱۰۳۳ - یک کم ماندہ⁴) -

مُلا حیدر تاریخ ایشان یافتہ :

کشاف حقائق و معارف بودہ (۱۰۳۴ھ)

مولانا عبدالقادر انبالی تاریخِ آنحضرت یافتہ :

کجا شد خلیل اللہ⁵

(۱۰۳۴ھ)

و ہم وے گفتہ :

''دفنت⁶ الحکمۃ'' (۱۰۳۳ھ)

مولانا کریمی کہ از مخلصانِ حضرتِ ایشان است ، تاریخ ارتحال آنحضرت چنین گفتہ :

قطعہ : شہِ ملک ولایت شیخ احمد — کہ مثلش مادر ایام کم زاد

ازین راہ خطرناک و پُرآشوب — قدم در شاہراہِ خلد بنہاد

بپرسیدم زہانف سال تاریخ — بگفتا ساکنِ خلد برین باد

۱۰۳۴ھ

---

۱ - یائے 'الی' بلحاظ تلفظ الف اعتبار کردہ اند -

۲ - اینجا یائے الی بصورت کتابی معتبر داشتہ اند -

۳ - یائے 'حی' را مکرر شمار کردہ اند و الف تنوین ابداً را ساقط داشتہ اند -

۴ - چون وفات آنحضرت قدس سرہ در اوائل شہور ۱۰۳۴ھ واقع شدہ ، یحتمل کہ بہمین وجہ آن سال را اعتبار نفرمودہ اند -

۵ - اعداد 'اللہ' مساوی ۳۶ قرار دادہ باعتبار لام واحد و اسقاط الف بعد وے -

۶ - در مخطوطہ : اند فن الحکمتہ و در نسخۂ اردو : فنی الحکمتہ و ہر یک از مادہ تاریخ خالی ست ، مانا دفنت الحکمتہ گفتہ است و سال روان وفات را اعتبار ننمودہ -

الحضرة الحادی العشر

در بیانِ مقاماتِ فرزندانِ گرامی و خلفائے آنحضرت رضی‌اللہ تعالی عنہم

حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہ :

اعظم و اکبر ابنائے حضرت ایشان و اشرف اولیائے زمان بودند ۔ ولادت آن سرو جوئبار ولایت در سنہ ہزار اتفاق افتاد ، از اوان صبا و زمان صغر سن آثار علوّ استعداد و سیمائے ہدایت و ارشاد از جبین مبین آن رہبر راستین پیدا و ہویدا بودہ است ، چنانکہ جد امجد[1] آن عالی منقبت علیہ الرحمہ در ایام طفولیت ایشان ، ایشان را تعلیم می فرمودند و بحضرت ایشانِ ما قدس سرہ می فرمودند کہ این فرزند شما از ما امور عجیبہ و غریبہ از حقیقت اشیاء و کیفیت خلقت آنہا می پرسد کہ بدشواری خود را از جواب آن خلاص می کنیم ۔

وقتے کہ حضرت ایشان قدس سرہ بعد ارتحال والد ماجد خود بیک سال در سنہ ہزار و ہشت بدولت صحبت حضرت خواجہ قدس سرہ مشرف گشتند ۔ آن مخدوم زادۂ برجادہ در سن ہشت سالگی نیز ہمراہ والد بزرگوار خود بودہ اند ، و بنظر فیض اثر حضرت خواجہ رسیدند و طریقہ ازان حضرت گرفتہ ، از برکت توجہات عالیات حضرت خواجہ قدس سرہ دران سن ہشت سالگی احوال و واردات غریبہ برآن مخدوم زادہ عالی قدر وارد می شد و صنوف کشوف و اذواق و استغراق بران جناب علوّ و غلوّ داشت ، و باوجود غلبات و جذبات بتحصیل علوم نیز اشتغال می نمودند ۔ و چند کتاب را سبق می خواندند و گاہ از سلطانِ جذبہ و طغیان احوال حاسر[2] و پا برہنہ می برآمدند و اوراق اسباق برطاق می ماندند ، و تواتر و تکاثر جذبات بر ایشان بنوعے غلبہ می‌نمود کہ اکثر اوقات حضرت خواجہ می فرمودند کہ محمد صادق را طعام بازار بخورانید ، تا از استیلائے

---

۱ - مخدوم عبدالاحد فاروق رحمۃ اللہ ۔ ۲ - برہنہ سر ۔

حال اندکے فرود آید ـ حضرت خواجہ گاہے در آن آشفتگیہا کہ ایشان را رو می داد[1] می فرمودند کہ دیوانۂ ما را بہ بینید کہ چہ حال دارد ؟

علاوہ حال ایشان بمثابۂ بود کہ روزے یکے از مشائخ زمانہ بخدمت حضرت خواجہ رسید و احوال بلند خود را بعرض آنحضرت رسانید و معروض داشت کہ اگر در صحبت شریف نیز ہمین قسم احوال بحصول می پیوندند ، تکلیف شما نکنم و اگر فوق آن حاصل می گردد ، در خدمت شما باشم و استفادہ نمایم ـ

حضرت خواجہ فرمودند کہ محمد صادق را بطلبید ، ایشان را آوردند ، حضرت خواجہ قدس سرہ فرمودند کہ بابا احوال خود را بگوئید کہ این شیخ مہمان ما ست ، از زبان شما بشنود ـ آن مخدوم زادۂ عالی منزلت واردات و سوانخ خود را بعرض حضرت رسانید ـ اتفاقاً این احوال مطابق احوال آن شیخ بودہ است کہ درین پنجاہ سال حاصل نمودہ بود با فراوان زوائد ـ آن شیخ از استماع احوال خویش از زبان طفل ہشت سالہ کہ دو سہ ماہ است کہ داخل این طریق شدہ ، از حیرت خود را گم کرد و پندار علو حال از دماغ وے بدر رفت ـ

مرحمت و شفقت حضرت[2] ایشان قدس سرہ و محبت آن مخدوم زادہ باآنحضرت بدان درجہ بود کہ یک بارے حضرت خواجہ را تبِ محرق عارض شد ، آن مخدوم زادہ نیز تب گرفت و این تبہا امتداد کشید ـ آخر روزے حضرت خواجہ بحضرت ایشان فرمودند کہ تبہائے ما انعکاسی ست ، تا محمد صادق اینجا ست نہ تب وے بر طرف خواہد شد نہ تب ما ، وے را بسہرند ببرید تاتبہائے ما ہر دو دور شود ـ حضرت ایشان بنا بر امتثال ہمچنان کردند ـ ہمین کہ وداع شدہ بسرائے نخستین رسیدہ فرود آمدند تب آن مخدوم زادہ مندفع شد و مخبر خبر آورد کہ تب حضرت خواجہ قدس سرہ نیز زائل گشت ـ

ازین قسم معاملہ در سلسلۂ علیہ نقشبندیہ بسیار واقع شدہ ، چنانکہ عزیزے را ازین طریقہ بیکبار از غلبۂ سرما لرزہ و رعشہ پیدا شد ، ہرچند لحافہا می پوشید ، تسکین

---

۱ ـ مخطوطہ این کلمہ ندارد ـ

۲ ـ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ ـ

نمی یافت ـ ناگاه خادمے کہ وے بآسیا فرستادہ بود ، در رسید ـ وے جابجا در راہ در آب افتادہ بود و سخت سرما یافت ، لرزہ و رعشہ برکمال داشت ـ فرمود کہ این درویش را بجامہا و پوششہا در پوشانید کہ این سردیٔ من انعکاس او ست ، چون او را گرم کردند ، سرمائے آن عزیز و لرزہ و رعشہ ہمہ تسکین یافت ـ

و اکثر اوقات حضرت خواجہؒ ازان مخدوم زادہ حقائق اکوان و از احوال موتٰی و قبور و از وقوع و عدم وقوع امور مستقبلہ در خلوت خاص طلبیدہ می پرسیدند و آن والا گوہر اندکے توجہ نمودہ جواب بخدمت عالی حضرت عرض می کردند و بر طبق مکشوف ایشان بوقوع می آمد و علی ہذا القیاس درویشان و ہواکیشان حقائق غیبی ازان مخدوم زادہ می پرسیدند و جواب می شنیدند و بر وفق کشف آن مخدوم زادہ بوقوع می پیوست ـ تفصیل قصص آن عالی گوہر را دفاتر می باید ، درین مجمل بمجمل کفایت کردیم ـ

و حضرت خواجہ بعد از مفارقت آن مخدوم زادہ ملاطفۂ گرامی بآن جناب نوشتہ اند :

''قرۃ العین محمد صادق برخوردار ظاہر و باطن گردد ، احوال او چنانچہ ظاہر ست مستوجبِ حمد ست ، بر ہمان حضور باشد ، از غیبت و استغراق اندیشہ نیست ، ان شاء اللہ العزیز از سُکر بصحو آید و فنا در شعور اندراج یابد ـ''

و مرتبۂ دیگر در جواب عریضۂ حضرت ایشان کہ مشتمل بعرض احوال آن برگزیدۂ آفاق نیز بود ، حضرت خواجہ قدس سرہ نوشتہ اند کہ :

''احوال محمد صادق اصیل است ـ''

دران ایام کہ حضرت خواجہ ایشان را خلافت دادہ اصحاب خود را حوالہ ایشان نمودند ، نیز تربیت آن مخدوم زادہ بآن حضرت سپردند ـ آن نونہال بستان کمال در خدمت والد ماجد خود کسب کمالات کردند و بمرتبۂ تکمیل رسیدند ـ حضرت ایشانِ ما از احوال آن گلدستۂ اکمال در ہمان ایام صغر سن آنمخدوم زادہ بحضرت خواجہؒ چنین نگارش فرمودند کہ :

"محمد صادق در مقامِ حیرت غوطه خورده است و در حیرت بفقیر مناسبت تام دارد" تم کلامه -

درسن بیست و یک سالگی بخلعات خلافت ایشان مشرف گشتند - روز جمعه ماه جمادی الثانی بود که آنحضرت فرجیٔ خاصهٔ خود عنایت فرمودند و دران روز جم غفیر و جمع کثیر بآن مخدوم زادهٔ برجاده مصافحه و بیعت نمودند ، دران وقت نورے از جبین مبین آن قدوهٔ اہل تمکین ساطع و لامع می‌گردید که آفتاب عالم تاب در برابر آن انفعال می کشید و آن زبدهٔ ارباب عرفان را حیا و انکسار و تواضع و شکستگی چنان احاطه نموده بود که در گفت و شنفت نمی گنجید و تسلیم و سپر (دگی ؟) و رضا بقضا بر کمال داشتند -

روزے یکے از مخلصان ایشان از ایذائے بعضے مردم بخدمت ایشان عرض کرد که توعید و تہدید آن باید فرمود - آن مخدوم زاده گفتند که اے فلان ! اگر ما مردم در خصومت و منازعت کوشیم ، پس درمیان ما فقرا و اغنیا چه فرق باشد ؟ آن مخلص می‌گفت که این سخن را بادائے فرمودند که من از گفتهٔ خود پشیمان گشتم و کینهٔ جفا کاران از دل بیرون انداختم و ہر که در صحبت کثیر البرکت آن مخدومزاده می رسید ، دلِ او از حُبِ دنیا سرد می‌گردید -

و حضرت مخدوم زاده جامع علومِ عقلیه و نقلیه بوده اند و تحصیل اکثر علوم در خدمت حضرت ایشان کرده بودند و برخے از علوم عربیه نزد مولانا طاہر لاہوری و شطرے از علوم حکمت پیش مولانا معصوم کابلی خوانده اند و مدت ہژده سالگی تحصیلِ علومِ ظاہر بانجام و اتمام رسانیده بودند و جمیع علوم متداوله را بدقّت و متانت درس می‌فرمودند - این حقیر جامع این کتاب حضرات القدس ، مطول باحاشیهٔ میر و شرح عقائد باحاشیهٔ خیالی و تحریر اقلیدس و شرح مطالع باحاشیهٔ میر بخدمت آن مخدوم و مخدومزاده گذراند و بعد از ارتحال ایشان شرح مواقف و تفسیر بیضاوی و حاشیه عضدی بخدمت حضرت ایشان خوانده -

آن مخدومزاده در کنهِ سخن بغایت دور می رفتند و سخن را بمطالب[1] کثیره می بردند و دقتهائے[2] غیر مکرر زادۀ طبع جیّد و سلیم خویش می نمودند ، گاه بر حاشیۀ کتاب آنرا تعلیق می فرمودند -

روزے بصحبت یکے از فحول علمائے شیراز کہ بہندوستان آمده بود و در معقولات نظیر نداشت ، رسیده ، مشکلات چند از دقائق علوم عقلیہ خاصۀ (خود) درمیان آوردند - آن فاضل شیرازی تسلیم نموده ، زبان بمدحِ آن مخدومزاده کشود : فرمود کہ ''ما را این گمان نبود کہ در ہند کسے باشد کہ قوتِ ادراکِ علومِ عقلیہ داشتہ باشد فکیف کہ بران ابحاث لا یدفع[3] ایجاد و ایراد نماید ، اما چون این جوان را دیدم یقین حاصل شدکہ درین ملک ہم این قسم فضلا پیدا می شود -''

و از حضرت ایشان کلمۀ چند کہ در بیان حال آن صاحبِ کمال واقع شده ، دلالت بر جلالتِ قدرِ ایشان دارد ، ایراد می نماید - آن حضرت در مکتوبے بآن مخدومزاده نوشتہ اند کہ :

''از مکتوبِ شما کہ در شرح احوال نوشتہ اید چنان مفهوم گشتہ کہ شما را مناسبتے بولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلٰوة و السلام پیدا شده است ، ازین معنی شکر خداوندی جل سلطانہ بجا آورده کہ از مدتها آرزوے این دولت داشتہ کہ در حق شما بحصول پیوندد ، این زمان امیدوار گشتہ متوجہ شد کہ شما را باین دولت جذب نماید ، اتفاقاً درین جستجو شما را داخل ولایتِ موسوی یافت علی نبینا و علیہ الصلٰوة و السلام و از آنجا کشیده داخل دائرۀ ولایت خاصہ ساخت ، للہ الحمد و المنة علی ذلک -''

و نیز نوشتہ اند کہ :

''فرزندی اعزی مجموعۀ معارف فقیر است و نسخۀ مقامات جذبہ و سلوک -''

و نیز نوشتہ اندکہ :

---

[1] - در مخطوطہ : بمراتب -

[2] - موشگافی ہائے تازه -

[3] - لاجواب -

''فرزندی از محرمانِ اسرار ست و از خطا و غلط مصئون ۔''

و نیز نوشته اند که :

''این مقام را بفرزندی ارشدی عنایت فرمودند و داخل ولایت شان ساخته ، فقیر اینجا در رنگ مسافران در ولایت ایشان نشسته است ۔''

و نیز نوشته اند که :

''استفاده که این فقیر از ولایت موسوی نموده ، از راه اجمال آن ولایت است و استفاده فرزندی اعظمی علیه الرحمه از راه تفصیل آن ولایت ۔ ولایت این فقیر که از راه ولایت موسوی مستفاد است ، شبیه ولایت رجل مومن ست از آل فرعون بوده و ولایت فرزندی شبیه بولایت سحرهٔ فرعون که ایمان آوردند ۔''

و نیز نوشته اند که :

''فرزندی مرحومی آیتے بود از آیات حق جل و علا و رحمتے بود از رحمتهائے رب العالمین ، در سن بیست و چهار سالگی آن یافت که کم کسے یافت ۔ پایهٔ مولویت و تدریسِ علومِ عقلیه و نقلیه را بحد کمال رسانیده بود حتیٰ که تلامذهٔ ایشان بیضاوی و شرح مواقف و امثال اینها را بقدرت تمام درس دادند و حکایات معرفت و عرفان و قصص شهود و کشوف ایشان مستغنی است از آنکه در بیان آرد در سن هشت سالگی بر نهجے مغلوب حال شده بودند که حضرت خواجهٔ ما قدس سره معالجهٔ تسکین حال ایشان را بطعامهائے بازار که مشکوک و مشتبه است ، می نمودند و می فرمودند که محبتے که مرا به محمد صادق است ، به هیچکس نیست و همچنین محبتے که او را بما ست به هیچکس نیست ، ازین سخن بزرگیِ ایشان را باید دریافت ۔ ولایت موسوی را بنقطهٔ آخر رسانیده بود و عجائب و غرائب آن ولایت را بیان می فرمود و همواره خاضع و خاشع و ملتجی و متضرع و متذلل

و منکسر می بود که ہر یکے از اولیا از حضرت حق سبحانه و تعالی چیزے خواسته و من التجا و تضرع خواسته ام'' تم کلامه الشریف ـ

اکنون عرائض که آن خلاصهٔ دودمانِ ارشاد بحضرت ایشان قدس سره نگاشته اند ، می نگارد :

قدسیه[1] : قبله گاہا ! آرزوے جز آن نیست که ہیچ ساعت و لحظه بخلاف رضائے او تعالی نگذرد و آن میسر نیست مگر آنکه توجه خادمان آن درگاه مدد فرماید و دستگیری نماید ، از کریمان کارہا دشوار نیست ـ الحمد لله و المنة که به یمن توجه شریف بر طریقے که فرموده اند ، استقامت دارد و دران کم فتور راه می یابد بل روز بروز امیدوار ترقی و تزاید ست ، بعد از فجر و ظہر و عصر حلقه می نشینند و از حافظ قرآن می شنود ـ بعضے اوقات مقبوض است و بعضے دیگر مبسوط ، قبض و بسط و ذوق و آرام و جز آن ہمه تعلق به بدن دارد و ازان تجاوز نمی نماید و لطائف سته نه متوجهند و نه غافل ـ اگر متوجه اند توجه آنہا مثل علم حضوری است بلکه عین آن ـ و توجه و ذوق و مثل آنہا ہمه داخل ظلال است و از ظل متجاوز نمی یابد ـ لطائف اول به بدن مختلط بودند و در نظر بصیرت غیر از بدن دیگر مفہوم نمی شد ، چنانکه بحضور اوفو السرور آنحضرت عرض کرده بود ، الحال از بدن در نظر ممتاز می در آیند و این مقام را مقام بقا می دانند و بعد از آن بقا باز یک نوعے از فنائے لطائف روئے نمود ، چنانکه معلوم شد که بے این فنا که بعد ازان فنا روئے دہد تمامی کار میسر نیست ـ الحال مقبوض ظاہر می شود فاما تا حال توجه بعالم نیامده است ، چون عرض احوال ضروری بود بچند کلمه جرأت نمود ـ

قدسیه[2]: عرض داشت کمترین بندگان محمد صادق بموقف عرض می رساند که این فقیر مدتے مقبوض و مہموم[3] بود ، آخر الامر محض بتوجهِ اقدسِ عنایتِ خداوندی

---

۱ ـ عرضداشت دوم مشموله درآخر دفتر اول مکتوبات امام ربانی قدس سره ـ

۲ ـ عرضداشت سیوم مشموله در آخر دفتر اول مکتوبات امام ربانی قدس سره ـ

۳ ـ در عرضداشت : مغموم ـ

در رسید بسطے عظیم روے نمود ، دران بسط چنان معلوم گشت کہ چنانچہ سابقاً یا دو توجہ مثلاً از جانب این کس می بود الحال ہرچہ ست از جانب اوست تعالیٰ و تقدس و در خود بیش از قابلیت قبول نمی یافت کالمرأة التی تطلع علیه الشمس فاحترق بذلك الطلوع كل ظلمة و كدورة من البدن واللطائف و حصل فيها كل نور و بركت ينبغي فانشرح الصدر واتسع القلب و صار البدن كالنور[1] مضياً الطف من السّر و الروح الذين كانا قبل ذٰلك و وجدت التجلى الاكمل من بين اللطائف على القلب فلما نظرت الى القلب ظهران فى القلب قلباً آخر و التجلى عليه فلما نظرت الى قلب القلب ظهر ان فى ذٰلك قلباً آخر و التجلى عليه و هكذا الى غير النهاية فلم يظهر قلب بسيط الا و قلب آخر فيه و لكن يتوهم الآن انه انتهى الى القلب البسيط و ليس بمتيقن و علم ان الحالات السابقة من[2] هذه الحالة بالنسبة اليها كانت كلها تكلفات صرفة و كان يخطر اسم هذا المقام فما كتبته لسوء الادب[3] ۔

قدسیہ[4] : حضرت سلامت ! شبے در نماز تراویح حافظ قرآن می خواند کہ مقام بس نورانی ظاہر شد ، گوئیا مقام حقیقت قرآنی بود ، ہرچند باین جرأت نمی تواند نمود ،

---

۱ - در مخطوطہ اینجا بیاض گذاشتہ ۔

۲ - در مخطوطہ : این کلمہ نیست ، در عرضداشت مطبوعہ در آخر دفتر اول مکتوبات شریفہ کلمہ 'من' یافتہ شد و الصواب علیٰ اغلب آنکہ از زلت کاتب 'من' گشتہ ۔

۳ - ترجمہ : مثل آئینہ کہ بران آفتاب تابد پس باین تابش ہمہ ظلمت و کدورت از بدن و لطائف سوختہ گردید و زائل شد و در آنہا ہر نور و برکت کہ سزاوار بود ، حاصل گردید ۔ پس سینہ منشرح گردید و قلب وسیع شد و ہمہ تن مثل نور روشن ، لطیف تر از سرو روح گشت ازآن سرو روح کہ قبل ازین بودند و یافتم تجلی اکمل از میان لطائف بر قلب ۔ باز چون بسوئے قلب نظر کردم در قلب قلب دیگر نمودار گردید و تجلی برآن بود و چون بقلب قلب نظر کردم ظاہر شد کہ درآن ہم قلب دیگر ست و تجلی برآن ست و ہمچنین تا آخر کہ نہایت ندارد و قلب بسیط ظاہر نہ گشت مگر آنکہ دروے قلب دیگر بود ، ولے اکنون متوہم می شود کہ این سلسلہ تا بقلب بسیط منتہی گشتہ است ، اما متیقن نیست و نیز دانستہ شد کہ آن حالات کہ برین حالت سابق بودند در جنب این حالات تکلفات محضہ بودند و نام این مقام ہم در خاطر می‌گذرد اما سوء ادب دانستہ بقلم نیاوردم ۔

۴ - عرضداشت اول مشمولہ در آخر مکتوب امام ربانی قدس سرہ ، دفتر اول ۔

و چنان معلوم شد که حقیقت محمدی علی صاحبها الصلوٰة والسلام مرکز اجمال این مقام است ، گوئیا دریائے عظیم را در کوزه در آورده اند و آن مقام تفصیل حقیقت محمدی است و انبیاء[1] علیهم الصلوات و اکثر از اولیاء کمل بقدر استعداد خود از بعض آن مقام بهره دارند و از تمام آن مقام غیر از پیغمبر ما را ﷺ نصیبے مفهوم نشد و این کمترین نیز بهره یافت ـ حق سبحانه بتوجه عالی نصیب کامل روزی گرداند ، و تا هنوز آن مقام خوب واضح نه شده است . . . . . و درین ماه معظم خیلے برکات[2] مفهوم می شود ـ'' تم کلامه ـ

و حضرت ایشان قدس سره که بآن فرزند گرامی مکاتیب عالیه نگارش فرموده اند ـ نقل آنهمه درین کتاب (تعذر[3]) دارد ، بدانجا رجوع نمایند ـ و تفصیل کشوف و کرامات آنمخدوم زادۂ عالی درجات زیاده ازان ست که در تقریر و تحریر گنجائش دارد ، اما چندے ازان ایراد می نماید :

کشف : چون وجد و حال ایشان در اوان صبا و صغر سن اشتهار یافته بود ، شیخ بایزید کهروال مرید شیخ وجیه[4] الدین گجراتی که از مشاہیر این دیار بود ، معرفت و وجد و حال ایشان را شنیده بذوق تمام بدیدن ایشان آمد با آنکه طریق آمد و شد برخود بسته بود ـ اتفاقاً ایشان بملازمت حضرت ایشان نشسته بودند ـ شیخ مذکور

---

۱ ـ در عرضداشت مطبوعه : و اکثر از انبیاء و اولیا کمل ـ

۲ ـ در عرضداشت مطبوعه : برکت ـ ۳ ـ در مخطوطه بیاض گذاشته ـ

۴ ـ شیخ وجیه الدین علوی گجراتی که مولد و مرقدش در احمد آباد (گجرات) ست ، پسر شیخ نصر الله بود ، ولادتش درسنه نه صد و دو (۹۰۲) ، و وفاتش در سنه نه صد و نود و هفت (۹۹۷) وقوع یافت ـ معاصرش مولانا محمد غوثی[5] وے را بالقاب قطب دوران و مرکز حقائق بر دوجهان یاد می کند و معاصر دیگرش ملا عبدالباقی نهاوندی وے را فاضل دانشمند و عالم خردمند و شاگرد بے واسطه عماد طارمی که از جمله تلامذۂ مولانا جلال الدین دوانی[6] بود ، گفته است و نیز می گوید که : ''بجامعیت او درمیان فضلائے عصر کسے بهم نمی رسد و در مجاہدۂ نفس و ترک لذات دنیوی نیز سعی بکمال کرده'' ـ از مریدان و خلفائے شاه محمد غوث گوالیاری بوده است ـ ارادت و عقیدت او را بشاه محمد غوث موصوف علیه الرحمه پادشاه هند محمد جهانگیر از آیات بزرگ شاه شمرده است ـ (تذکرۂ شاه محمد غوث گوالیاری صفحه ۱۳۲ ، ۱۳۳)

بعد از انعقاد[1] صحبت از ایشان[2] درخواست نمود که این کلاه که بر سرِ شما ست بمن دہید که تبرک باشد ـ آن مخدوم زادۂ برجاده سر بمراقبہ فروبرده گفت که حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند منع می‌فرمایند (حضرت ایشان فرمودند که شما[3] ما را دہید ، عرض نمودند که حضرت خواجہ قدس سره بتاکید تمام منع می فرمایند) باز حضرت ایشان فرمودند که ''ما می گویم بدہید''ـ ناچار بنابر امتثالِ امرِ والدِ بزرگوارِ خود کلاه از سر فرود آورده بشیخ مذکور دادند و شیخ رخصت شده برفت ـ

کرامت ۲ : ہم در ایامِ صغرِ سنِ ایشان عمِ ایشان شیخ مسعود بسفر قندھار عازم شده بود ـ حضرت ایشان بمشایعتِ آن برادرِ حقیقیِ خویش بیرون شہر برآمده بودند و آن مخدومزاده نیز ہمراه بودند ـ بحضرت ایشان گفتند که حضرتِ جد حاضر اند ، می‌فرمایند که شیخ مسعود را ازین سفر منع بکنید ، لیکن چون استعداد سفر کرده برسر راه بود ، منع نتوانستند نمود ـ آخر الامر اثر فرمودۂ آن مخدومزاده ظاہر گشت که ہم دران سفر شیخ مسعود از عالم رحلت نمود ، چنانکہ در کرامات[4] حضرت ایشان گذشت ـ

کرامت ۳ : روزے حضرت ایشان در ایامِ وبا بعد وضوئے نماز چاشت چون برخاستند غرۂ ربیع الاول بود ـ فرمودند که بخاطر چنین می رسد که طاعون بعد مضیء دوازده روز از ربیع‌الاول برطرف خواہد شد ـ حاضران حیران گشتند که طاعون با اینہمہ سلطان و غلبہ درین مدتِ قلیل چسان یکایک برطرف خواہد گشت ـ روز دیگر فقیر در حینِ خواندنِ سبقِ حاشیۂ خیالی نزد آنمخدوم زاده مقولۂ حضرت ایشان را نقل نمود ، فرمودند که معنیء کلام ایشان آن ست که وبا درین دوازده روز از خانۂ ایشان برطرف خواہد شد ـ ہمچنان بوقوع پیوست ، نہم روز ازآن ماه آن مخدوم زادۂ عالی درجہ ارتحال فرمودند ـ پیش ازان بیک روز دو برادر محمد فرخ و محمد عیسیٰ و ہمشیره ایشان ام کلثوم رحلت نموده اند ـ اینہمہ حادثات درین دوازده روز گذشت ، بعد ازین وبا از خانۂ ایشان بدر گشت ـ

---

۱ ـ مانا که ایک کلمہ 'انقصائے' بوده باشد ـ ۲ ـ خواجہ محمد صادق قدس سره ـ

۳ ـ بقدر یک سطر عبارت در مخطوطہ مسطور نگشتہ ـ از ترجمۂ اردو بقیاس آورده شد ـ

۴ ـ کرامت ۲۹ ـ

کرامت ۴ : بعضے از مبتلایانِ طاعون در معاملہ دیدند کہ حضرت مخدوم زادہ حاضر شدہ اند و آنہا را از دست جماعتے کہ بر آن بلیّہ مو کّلند ، خلاص می کنند ، می گویند کہ ہرگاہ این بلا را ما بر خود گرفتیم ، شما را باین مردم در افتادن و ایذا رسانیدن نشاید - بعد از دیدنِ اینواقعہ صحت[1] یافتند -

کرامت ۵ : صالحے در خواب دید کہ ہر کہ نام آن مخدومزادہ را نوشتہ باخود دارد از بلیّہٴ طاعون خلاص یابد - مردم بر مزار آن بزرگوار چون مور و ملخ رجوع کردند و جماعتے کثیر متصدی نوشتن نام ایشان بودند و ہنوز از کثرت نوبت نمی رسید - ہر کہ نام ایشان را باخود داشت ازان بلیہ خلاص یافت و اگر بیمار بود صحت روئے نمود -

حضرت ایشان بعزیزان نوشتہ اند کہ درین شہر نزدیک دو ماہ است کہ بلائے وبا نازل شدہ است بشومیٴ اعمالِ مکنہٴ این شہر - جمعے ہلاک شدند و جمعے دیگر گریختہ برآمدند و جمعے نیم مردہ افتادہ ، و از ترس و ہول مضطرب و پریشان - کریمہٴ ''وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و یعفو عن کثیر'' بیان عذر می‌فرماید - بتاریخ نہم ربیع الاول روز دو شنبہ فرزند مرحوم خواجہ محمد صادق بجوار رحمت حق پیوست و خود را فدائے عموم خلائق ساخت انا للہ وانا الیہ راجعون - فوتِ ایشان و تسکین در وبا محسوس گشت و مردم شہر در واقعات دیدند کہ میان محمد صادق می فرمایند کہ این بلا را من برخود گرفتم - دو روز است کہ در شہر تسکین است - مردم آن قدر بر قبر ایشان غلو دارند کہ روزانہ فاتحہ خواندن بتعسر میسر می گردد و مریضانے کہ شفا می یابند نیازہا می‌آرند - و دو برادر خوردِ او محمد فرخ و محمد عیسیٰ نام بیک روز پیشتر از وے در گذشتند - از محمد فرخ چہ نویسد کہ در یازدہ سالگی طالب علم شدہ بود و کافیہ خوان و بشعور سبق می خواند و ہموارہ از عذاب آخروی ترسان و لرزان بودہ دعا می کرد کہ در سن طفولیت دنیائے دنی را وداع نماید تا از عذاب اخروی خلاص شود - و در مرض ، یارانے کہ تیمارداریٴ او می کردند ، عجائب از وے مشاہدہ می کردند -

---

۱ - یعنی آن بعض -

و خوارق عادات که از محمد عیسیٰ در ہشت سالگی مردم معاینہ کرده اند چه نویسد ـ بالجملہ جواہر نفیسہ بودند که بودیعت سپرده بودند لله سبحانہ الحمد و المنة که امانات را باہل آن بے کره و اکراه حوالہ نمودیم اللهم لا تحرمنا اجرهم ولاتفتنا بعدهم بحرمة سید المرسلین علیه الصلوت والتسلیمات ـ تم کلامہ الشریف ـ

بالجملہ حضرت مخدومزاده ہمراه جنازه محمد عیسیٰ پیاده بصحرا تا مقبرۂ جد بزرگوار خود رفتہ بودند که وقت برگشتن اثر طاعون در رانِ ایشان ظاہر گشت و بیرون خانہ در حجرۂ خانقاه ایشان را خوابانیدند ـ والدۂ عفیفہ شوق دیدار ایشان کرد ـ بمحنت تمام دست در گردنِ دو کس انداختہ اندرون خانہ رفتند و از والده و از اہل حقوق وداع کلی حاصل نموده باز معاودت بحجرۂ مذکوره نمودند ـ در وقت استراحت برعریش خطاب بخود نموده فرمودند ''نم کنومة العروسِ'' روز دوم بحضور و استغراق تمام رحلت نمودند ـ

حضرت ایشان کفن آن پاکیزه طینت را سه جامۂ فاخره چنانکه معتادِ اعیاد ایشان بود : لفافہ ، و قمیص و ازار (مہیا[1] فرمودند) و در دفن ایشان متردد گشتند که آیا نزد والد بزرگوار خود که بیرون شہر اتفاق افتاده ، مدفون سازند یا جائے دیگر ؟ استخاره نمودند و چنان مامور گشتند که در صحنِ حویلی که آن مخدومزاده دران سکونت داشتند[2] ، نگاه دارند ، و از میان صحن نیز مکانے معین فرمودند ، و بزرگی آن مقام از مکتوبات حضرت ایشان عنقریب نقل کنیم ـ و یک مدتے قبر ایشان را خام مانده بودند ، محاوطہِ گرد آن کرده بعد ازان بخاطر اشرف حضرت ایشان گذشت که چون قبر فرزندی درمیان عمارات واقع شده است ، بہتر آن ست که درین مقام گنبد ساختہ شود و متابعت بانبیا علیهم السلام نموده آید ، بناءاً علی ذٰلک بر آن قبر قرة العین خود گنبدے بنا فرمودند ، چنانکہ قبر مخدوم زاده حاق وسطِ آن گنبد بلکہ بجانب قبلہ مائل شده بود ـ

---

۱ ـ مخطوطہ این کلمات ندارد ـ　　۲ ـ در مخطوطہ : داشت ـ

کرامت : وقتے کہ ارتحال حضرت ایشان اتفاق یافت ، قبر آنحضرت جانب قبلہ از قبر مخدومزادہ کندند و در آنجا آنحضرت را گنج وار بخاک پاک سپردند و قبر راست کردند ، نگاہ کردیم ، ناگاہ قبر مخدومزادہ از جائے خود بجہت تعظیم والد بزرگوار و پیر دستگیر خویش عقب تر شدہ است و جانب مشرق آمدہ چنانکہ حاق وسطِ گنبد بین القبرین گشتہ و این معنی را ہر کہ دیدہ است حیران گردیدہ است ، و این کرامت از اعظم خوارق آن مخدومزادہ است ۔

و این چنین[1] خوارق از متقدمین نیز سرزدہ است ، چنانکہ گویند کہ چون قاضی حمید الدین ناگوری را وقت احتضار مرگ شدہ ، از غلبۂ محبتے کہ بخواجہ قطب الدین بختیار اوشی داشت ، وصیت نمود کہ مرا زیر پائے خواجہ قطب الدین نگاہ دارند ۔ چون قبر قاضی طرف پائے خواجہ کردند ، قبر خواجہ برائے تعظیم قاضی کہ استاد ایشان بود کج شدہ ، پائے قبر جانب دیگر گشتہ چنانکہ مشہودِ زوارِ اوست و این حقیر نیز آن را مشاہدہ نمودہ ۔

و نیز منقول است کہ یکے از ابنائے حضرت شیخ جام[2] ارتحال نمودہ ، حضرت شیخ بیکے از درویشانِ خویش در واقعہ فرمودند کہ این جگر گوشہ را بالائے سر ما بگذارند کہ او تاجِ سرِ ما است ، بنا بر امر شیخ او را جانب سرِ شیخ نگاہ داشتند ۔ وقتے کہ او را در قبر فرود آوردہ خوابانیدند ، از جہت تعظیم جد امجد خویش پائے خود را درہم کشیدہ و زانو بسینہ چسپانیدہ ، چنانکہ ہمہ حضار این معنی را مشاہدہ نمودند ۔

و حضرت ایشانِ ما در یکے از مکاتیب خویش از شرافت آن زمین کہ مدفن حضرت مخدومزادہ شد ، تحریر فرمودہ اند کہ :

''بعنایت اللہ تعالیٰ و بتصدق حبیبہ علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰة والسلام والتحیة ، بلدۂ سرہند گوئیا زمین احیائے من ست کہ برائے من چاہ عمیق را پُر کردہ بلند ساختہ اند کہ بر اکثر بلاد و بقاع آن را ارتفاع دادہ ،

---

۱ - در مخطوطہ : این خوارق ۔

و نورے دران زمین ودیعت گشته است که مقتبس از نور بے رنگے و بے کیفے ست ، در رنگ نورے که از زمین مقدس بیت الله ساطع و لامع است ، پیش از ارتحال فرزندی اعظمی مرحومی بچند ماه این نور را برین درویش ظاہر ساخته بودند ـ در زاویه زمین سکنائے فقیر آن را نشان داده نورے نمودند ساطع که گردے از صفت و شان بوے راه نیافته بود و از کیفیات منزه و مبرا ـ آرزوئے آن شد که آن زمین مدفن من شود تا آن نور بر سر قبر من لامع بود ـ این معنی را بفرزندی اعظمی که صاحب سرّ بود ، ظاہر ساختم و از آن نور و ازآن آرزو مطلع گردانیدم ـ اتفاقاً فرزندی مرحومی باین دولت سبقت کرد و در پردهٔ خاک ، در دریائے آن نور مستغرق گشت ع :

هنیئا لارباب النعیم نعیمها

از شرافت این بلدهٔ معظمه است که مثل فرزندی اعظمی که از اکابر اولیاء الله است در آنجا آسوده است ـ و بعد از مدتے ظاہر گشت که نور مودع لمعهٔ ایست از انوار قلبیهٔ این فقیر که ازینجا اقتباس نموده در آن زمین افروخته اند در رنگ آنکه چراغ را از مشعل بر افروزند ـ ''قل کل من عند الله ـ الله نور السموات والارض الایه ـ'' تم کلامه الشریف''

روز و ماه و سال ارتحال آن صاحب کمال از لفظ روز دو شنبه نهم ربیع الاول پیدا و ہویدا ست (۱۰۲۵ھ) ـ حضرت ایشان روز جمعه بر سر مزار فرزند بزرگوار با درویشان حلقه می نشستند ـ چون در آن روز مزار از حضور روح خالی یافتند صبح دو شنبه برائے حلقه قرار دادند و توجہات عالیات در باب ترقی درجات آن قرةالعین می نمودند و کار آن جگر گوشه را باوج ترقیات النہایته می بردند و معاملات عجیبه و معاینات غریبه از احوال آن گرامی فرزند که در برزخ صغری[1] حاصل می شد ، بیان می فرمودند و می نمودند که ہرلحظه آن فرزند بانوار و آثار عجیبه ظاہر می شود و اسرار غریبه متعلقه رحمت الٰہی بکمال فرخندگی بیان می کنند غمّده الله برحمته و رزقنا من برکاته ـ

---

۱ ـ یعنی قبر ـ

حضرت خواجه محمد سعید سلمه المجید :

فرزند ثانی آن قبلهٔ دوجهانی اند ، ولادت با سعادت آن سعیدِ دارین در ماه شوال سنه یکهزار و پنج بوده است ـ آثار ہدایت و کرامت از خوردی باز بر ناصیهٔ استعداد آن بلند نہاد ، و اطوار نجابت و ولایت از زمانِ صبا بر چهرهٔ ارشاد آن عالی نژاد پیدا و ہویدا بوده است ـ چنانکه حضرت ایشان می فرمودند که محمد سعید چهار پنج ساله بود که وے را بیماری روئے نمود ، در آن مرض روزے از وے پرسیدم که چه می‌خواہی ، بے اختیار از زبانش برآمد که حضرت خواجه‌ؒ را می خواہم ـ من این سخن وے را بخدمت حضرت خواجه عرض نمودم ـ فرمودند محمد سعید شما رندی و حریفی نموده غائبانه از ما نسبت ربود :

فی المهد ینطق عن معارف جده
السعید من سعد فی بطن امه

و حضرت خواجه در مکاتیب خویش که بحضرت ایشان قدس سره می نگاشتند بشفقت و مرحمت دعا بآن مخدوم زاده عالی درجات می نوشتند و نیز خواجه بیکے از مخلصان خویش نوشته اند که فرزندان ایشان که اطفال اند ، اسرار الٰہی اند ، استعدادہائے عجیب دارند ، بالجمله شجرهٔ طیبه است انبته الله نباتاً حسنا ، کما مر ذٰلك المکتوب فی بیان درجاته قدس سره ـ

آن مخدوم زادهٔ برجاده چون بسن تعلم رسیدند بتحصیل علوم ظاہره اشتغال نمودند اکثر علوم در خدمت حضرت ایشان خواندند ، شطرے نزد اخوند مولانا طاہر لاہوری و برخے پیش برادر کلان خواجه محمد صادقؒ قدس سره ، و در ہفده سالگی تحصیل جمیع علوم متداوله عقلیه و نقلیه بانجام و اتمام رسانیده بدرس کتب مغلقه مثل شرح حکمة‌العین و عضدی و بیضاوی اشتغال فرمودند ـ

و تصانیفِ لطیف از ایشان سرزده ، چنانکه حاشیه بر مشکٰوة نوشته اند و تائید مذہب حنفی نموده در غایت لطافت و متانت است ـ و نیز حاشیه بر حاشیهٔ خیالی نگاشته اند ،

بغایت متین است ، در آنجا سخنان خاصهٔ خود نیز مندرج ساخته اند و علمائے وقت از مطالعهٔ آن بغایت معتقد مولویت ایشان گشته اند و در رسالهٔ در باب منع اشارت سبابه در تشهد بغایت متانت نوشته اند ـ

قدرت بر مناظره بنوعے دارند که اکثر اوقات با فحول علمائے ہند مباحثه درمیان آمده است ، ایشان گوئے سخن را برده اند و با سکات رسانده ، ناچار ہمه علما بتحسین و ثنائے ایشان در آمده اند و افحام[1] خود را در زیر مدح مستتر و مختفی گردانیده ـ آصف جاه[2] که در علوم[3] عقلیه دست تمام داشت ، بعضے اعتراضات قویه که لایدفع مقرر کرده بود ، از ایشان استفسار نموده ، ایشان بعنایت خداوندی بالفوربه بداہت و حداست بجواب باصواب تشفی خاطر[4] او فرمودند ، چنانکه ہمان لحظه در خدمت بندگان ظل الہٰی صاحب قران[5] ثانی رفته لب به ثنائے ایشان کشاده و گفته که شیخ محمد سعید پسر حضرت ایشان در علم برابر ایشان است و ہرگاه ایشان در محفل ہشت آئین سلطانی بتقریبے حاضر شده اند ، پادشاه استفسار مسائل (از غیر ایشان نه نموده اند[6]) با آنکه علما و فضلا در مجلس عالی بندگان حضرت ظل الہٰی ہمواره حاضر می باشند ـ

حضرت مخدوم زاده مثل والد ماجد خویش بکمال تشرع[7] و تقوی آراسته اند و بمتابعت سنت سنیه و عمل بعزیمت مرضیه پیراسته ـ حسن خلق ، و تواضع عام ، و لین کلام ، و تفقد وراد باہتمام ، و نفی وجود ، و بذل موجود شیوهٔ مرضیه ایشان ست ـ قرآن مجید را بسند عالی تجوید نموده اند و در حدیث نبوی سند جید دارند ، و در فقاہت دستگاه قصوی ـ حضرت ایشان را اگر احتیاج بتحقیق مسئله می شد ، چون وقت آنحضرت مقتضی تفحص کتب نبود ، از ایشان بیان آن می خواستند ـ

کمالات باطنی مثل علوم ظاہری از صحبت والد بزرگوار خود حاصل نموده اند و بتکمیل بر وفق کمال رسیده در حضور آنحضرت بخلافت ایشان تعلیم طریقه می نمودند

---

۱ - لاجواب شدن و از جواب عاجز ماندن ـ
۲ - در مخطوطه : آصف جاہے ـ
۳ - در مخطوطه : علم عقلیه ـ
۴ - در مخطوطه : تشفی خاطر او خاطر فرمودند ـ
۵ - شاہجہان پادشاه ہند ـ
۶ - مخطوطه این عبارت ندارد ـ
۷ - در مخطوطه : بکمال شرع ـ

و ارشاد و تربیت طلاب می فرمودند ـ بلکه آنحضرت در آخر عمر طریقه کمتر می فرمودند و طلاب را باین مخدوم زاده عالی قدر و حضرت مخدوم زاده خواجه محمد معصوم حواله می نمودند و نیز در حق این ہر دو مخدوم‌زاده می فرمودند که ''ہر قطب را دو امام باید ، شما ہر دو امامید ـ محمد سعید تواضع نمود ـ یسار را به محمد معصوم گذاشت و خود صاحب یمین[1] شد'' و نیز می فرمودند که ''من به ہیچ مقامے نرسیدم از عروج و نزول مگر آنکه محمد سعید ہمراه من بودے'' و نیز فرمودند که ''چون نزول من در مقام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سره واقع شد ، دیدم که محمد سعید ہمراه من است'' و نیز فرمودند که ''من ہر دو شما را[2] در ولایت احمدی می یابم و بس ـ'' مخدوم زاده اعنی خواجه محمد صادق می فرمودند که از حضرت ایشان بسیار بشارتہا[3] در باب ایشان شنیده ام ، از آن جمله آنست که روزے کمالات علماء راسخین بیان می فرمودند ، درین ضمن فرمودند که محمد سعید از (علمائے راسخین ست و روزے فرمودند که محمد سعید از) سابقان است و آن مخدوم زاده عالی مقام حصول این نسبت را در مکاتیب خود تصویر فرموده اند ـ روزے حضرت ایشان فرمودند که ''بر من عرصهٔ قیامت و عبور من با اصحاب بر صراط مکشوف و مشهود گردید ، دیدم که محمد سعید پیش پیش ما می‌رود و در دست راست کتاب[4] دارد تا آنکه در بہشت رسیدیم'' روزے فرمودند که ''فردا[5] افاضهٔ رحمت رحمانی بما حواله فرمایند و بخشش آن تحویل محمد سعید ما نمایند ـ'' این بشارت علیا از آنحضرت در باب آن والا گوہر از اعظم عنایات است و مبین آنست آنچه بعضے از محرمان خاص از آن مخدوم زاده عالی مقام نقل می‌نمودند بے سند من در بہشت ہیچ کس را دخل نخواہد بود الا ماشاء الله ـ روزے فرمودند که ''محمد سعید ! دائره نفی حضرت ابراہیم را تمام قطع نمودی و اکنون در اثبات شریک منی'' (و فرمودند[6] که در ہر مقام عروج و نزول ہمراه من بودهٔ'')) ـ

---

۱ ـ ماناکه در الفاظ یسار و یمین از کاتب تقدیم و تاخیر واقع شده است ـ
۲ ـ خواجه محمد سعید و خواجه محمد معصوم قدس سرہما ـ
۳ ـ در مخطوطه : بشارت ـ
۴ ـ یعنی کتاب اعمال ـ ۵ ـ یعنی فردائے قیامت ـ
۶ ـ در مخطوطه این عبارت نیست ، از نسخه اردو بتخمین آورده شد ـ

حضرت مخدوم زادۂ عالی منقبت نقل کردند کہ روزے آنحضرت پیش از ارتحال خود بدو ماہ کما بیش فرمودند کہ ” اکثر اوقات اسرار غامضہ روئے می دہد کسے کہ با او مخاطبت نمایم کیست ؟ شما بعضے اوقات حاضر نیستید“ ازان روز ترک درس نمودہ ، دوام ملازمت و التزام خدمت بر خود قرار دادم و ہموارہ در حضور عالی مترصد انواع عنایات و متوقع صنوف مواہب می بودم ۔ در آن ایام آن قدر افاضۂ عطایا و افادۂ مرایا[1] کہ ہرگز بمراحم سابقہ مساس نداشت و در حرم محترمِ اسرار خاصہ خویش نوید محرمیت دادند کہ تفصیل آن گنجائش بیان ندارد ۔

روزے فرمودند[2] کہ ”محمد سعید ! تو در ضمن منی و ازین کہ نسبت تو ضمنی ست گران خاطر مباش کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ در ضمن آن سرور بود ۔“

و نیز آن قدوۂ ارباب کمال می فرمودند کہ چون در مرض اخیر حضرت ایشان امامت نماز خود بمن تفویض نمودند و در آن ایام کمالات عظیمہ و مقامات جسیمہ بجہت نماز بر آن حضرت بابرکت کہ از قسم اسرار واجب الاستتار است ، (فائض[3] می شدند) فرمودند کہ ”محمد سعید ! چون این ہمہ نتائج نمازہا است کہ تو بامامت آن قیام و اقتدام داشتی ، ترا درین مواہب عالیہ و اسرار غامضہ نصیب تام و حظ تمام مرحمت شد الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً ۔

و آن خلاصۂ خاندان ارشاد می فرمودند کہ چون در ایام وبا حوادث کثیرہ بحضرت ایشان رضی اللہ عنہ رسید چنانکہ در سہ روز برادر کلان خواجہ محمد صادق و برادران خورد محمد فرخ و محمد عیسی با جمعے از توابع و لواحق رحلت نمودند و مرا نیز امراض شدیدہ رسیدہ چنانکہ کار بیأس کشیدہ و نگرانی عظیم ازین راہ بخاطر مبارک حضرت ایشان راہ یافتہ ، درین اثنا شبے تجلی خاص الخاص و ظہور مخصوص بارگاہ الٰہی بر آن حضرت وارد گشت و معلوم شد کہ این نزول اجلال برائے تسلیہ و تبشیر است ۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ در ضمن عنایات فاخرہ و الطاف باہرہ حکم اقدس[4] و اعلی

---

۱ ۔ مشاہدات ۔
۲ ۔ یعنی حضرت ایشان ۔
۳ ۔ مخطوطہ این کلمات ندارد ۔
۴ ۔ یعنی از بارگاہِ خداوندی ۔

صادر شد که محمد سعید و محمد معصوم را بیارید ، آوردند ، ہر دو را بر زانوئے من نشاندند ، معمّر بمحاسن[1] سفید ـ و حکم آن شد که این ہر دو فرزند بتو بخشیدم ، معمّر خواہند شد ـ حضرت ایشان از عنایات علیه فرخنده دل برخاستند و بشارت رساندند و حال آنکه دران وقت ہر دو مخدوم زاده به بیست سالگی نرسیده بودند ـ

و نیز حضرت ایشان در باب آن ہر دو مخدوم زاده فرمودند که ''دنیائے شما را آخرت گردانیدند ـ الغرض آن حضرت را بآن مخدوم زادۂ بر جاده نهایت نظر عنایت و مرحمت و محبت بوده است ، و در خلوات و جلوات انس مصاحب د مساز ، و در حقائق باطنه و اسرار خاصه محرم راز بوده اند و در امور ظاہره مؤتمن و مشاور و وکیل مطلق و در اعانت طاعات خادم ملازم ، و خدمات شایسته و کارسازی ہائے خجسته که تعلق بمعاش و معاد و روایت و درایت داشت ازان والا گوہر بوقوع پیوست و آنحضرت زبان الهام ترجمان بدعا و ثنائے آن فرزند ارجمند می کشودند و بانواع بشارات و عنایات مبشر می ساختند ـ الحق که آن مخدوم زاده والانژاد بر مسند ارشاد باستقامت ظاہر و باطن نشسته اند و اوقات تقسیم نموده اند ـ

نماز فجر را گذارده و وظائف ماثوره مخصوصه آنوقت را خوانده بحلقۂ ذکر می پردازند : بعد ازان اشراق گذارده در ایام گرما برائے رفع ملال بیداری شب دو سه گھڑی استراحت نموده بیداری می شوند[2] و وضو ساخته و نماز چاشت گذارده بدرس اشتغال می نمایند ، تا قریب بزوال آفتاب می نشینند ـ بعد ازان در اول وقت نماز پیشین می‌گذارند و باز بحلقه می پردازند و از حافظ قرآن می‌شنوند ـ بعد از فراغ خود قرآن می خوانند و در بعضے احیان تلاوت قرآن پیش از نماز پیشین می نمایند و بعد ازان بدرس اشتغال می فرمایند تا آنکه وقت عصر در آید و تجدید وضو ساخته بنماز پرداخته وعظ می‌فرمایند ـ در بعضے اوقات بعد نماز عصر بخلوت می در آیند تا وقت شام در آید و نماز شام در اول وقت گذارده متصل آن دو رکعت دیگر سنت می گذارند و وظیفۂ

---

۱ ـ بریشهائے سفید که کنایه از طول عمر و متضمن بشارت صحت است ـ

۲ ـ در مخطوطه : گشتند ـ

شام خوانده باوابین می پردازند بطول قرأت ادا می کنند تا آنکه وقت عشا بر مذہب امام اعظم در آید - بعد ازان در ایام گرما نماز عشا خوانده باندرون محل می روند و در ایام سرما قریب بثلث لیل نماز عشا می خوانند و در اغلب اوقات باندرون محل بر جماعهٔ عورات وعظ می فرمایند و در آخر شب بتہجد می خیزند ، دران نماز سورہائے دراز بجہر می خوانند - اکثر اوقات بوضوئے تہجد نماز فجر می گذارند و وظائف و اوراد ماثورۂ ہر وقت را التزام دارند و ادعیهٔ غیر موقته را نیز ملتزم اند و باوجود آن پنجہزار بار کلمه طیبه ہر روز می خوانند - غرض که این قسم التزام و دوام طاعات و لزوم اوقات در حیطهٔ بشر نیاید مع ذلك بارشاد طلاب و افاضهٔ احباب اشتغال دارند وآثار رشد و رشاد و وصول فیوض و برکات بر طالبان راه بیمن توجه آن خدا آگاه ظاہر و باہر است - طلبهٔ این طریق و رفیق توفیق از راه دور بخدمت ایشان می آیند و بکمالات و مقامات عالیات می رسند و از تصنیفات آن خلاصهٔ دودمان عرفان مکتوبات ایشان ست که بحر حقائق و دریائے جواہر معارف است - چندے از آن مقالات در اینجا ایراد می نماید که القطرة تنبئ عن البحر الغدیر[1] -

قدسیه : حضرت حق سبحانه تعالی کثرت موہومه را دریچهٔ شہود وحدت حقیقیه گردانیده ہرخس و خاشاک را شاہراه مطالعهٔ جمال مطلق سازاد تا از پرتو لمعهٔ از لمعات جلال آن در باصرۂ بصیرت نامے و نشانے و اثرے و عینے از غیر و غیریت نماند و انی[2] و جهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفاً و ما انا من المشرکین گویان جویان[3] مطالبے گردد که دامن عزت و کبریائی او از نحت[4] خیال واوہام متعالی ست و افہام ما گرد سرادقات کمال آن حیران - باشد که از ابطن بطون بے پرده ظلال اصل الاصول خود برخود ظہور نماید و مارا بے ما شربے ازان ارزانی دارد و ما[5] ذلك علی الله بعزیز (مکتوب ۱۳ : بنام شیخ عبداللطیف) -

---

۱ - والاولی الغزیر -

۲ - متوجه نمودم روئے خود را بآن خدائے که آسمانہا و زمین را آفرید در آن حالے که رو گردانیدم از غیر او و نیستم من از مشرکین -

۳ - پویان (مکتوب ۱۳)- ۴ - تراش - ۵ - و این نیست برخدا دشوار -

قدسیه : الم تر یا محمد یا[1] مظهر الالوهیة و الاسم الجامع للوجوب والامکان **الیٰ ربك** وهو الحاوی للشیون الذاتیة والاضافیة **کیف مدالظل** مد ظلال شیونه علیٰ الحقائق الکونیة التی هی العدمات المتقابلة لها وصورها فی صورة الوجود فتعجب من کمال اقتداره وارائته[2] ما هو عدم بحت وجوداً محضاً و اعطائه له احکاماً و آثاراً صادقة ـ سبحان من جمع بین الثلج والنار **و لو شآء لجعله** ای الظل **ساکناً** غیر ممدود فینفی قول من قال باقتضاء الشیون الظهور کذالك **ثم** بعد مد الظل **جعلنا الشمس** الذات المتعالیة **علیه** علیٰ الرب او الظل **دلیلاً** لکونه الظاهر[3] دونه و ما سواه منکسف[4] بدجی العدم ـ

آفتاب آمد دلیل آفتاب

گر دلیلت بایداز وے رومتاب

فسبحان من اختفیٰ لکثرة الظهور و استتر فی سرادقات النور و لعل اختیار لفظ الشمس لتصویر کبریائه و احتجابه بحجب العزة وکونه دلیلاً علیه باحتجاب الشمس بضوءها و شعشعانها وکونها دلیلاً و سبیلاً الیها والیٰ کشف الاشیاء **ثم** بعد المد و جعل الشمس علیه دلیلاً و ایضاح السبیل **قبضناه** ای الظل **الینا قبضا یسیراً** بتعریجه و تسلیکه فی معارج الوصول[5] اصلاً فأصلاً ـ (مکتوب ۱۶ ، صفحه ۲۲ ، ۲۳ ، بنام شیخ محمد عابد نبیرهٔ خود)ـ

قدسیه[6] : بسم الله الرحمن الرحیم ، این کلام طیب که در مفتح کلام مجید واقع است متضمن چندین اسرار است ، از آنجمله تعلیم تسلیک است مرطالبان مستعد را

---

۱ ـ در مکتوبات سعیدیه : وما ظهر مکتوب ۱۶ ـ

۲ ـ در مکتوبات سعیدیه : فی ارادته ـ

۳ ـ در مکتوبات سعیدیه : لکونه الظاهر لاظاهر دونه ـ

۴ ـ در مکتوبات سعیدیه : مکشف یدهی و در مخطوطهٔ حضرات القدس : مکتف ـ و در نسخهٔ اردو : منکشف ـ

۵ ـ در نسخهٔ اردو و در مکتوب ۱۶ از مکتوبات سعیدیه : الاصول ـ

۶ ـ مکتوب ۱۷ بنام شیخ عبدالاحد پسر خود در اسرار بسم الله ـ

و تنبیہ است مر عارفانِ منتہی را ، گوئیا حرف باء کہ مشعر بدء سلوک ست کہ وجود سالک باشد مُنبی ست از آنکہ تا سالک بالکلیہ از خود نہ برآید و فانی در متعلق طلب خود نگردد ہمچو حرف کہ فی ذاتہ وکارش جز اظہار معنیٔ دیگر نیست ، نشود و از وجود و توابع آن ، کہ العرض قیل وجودہ فی نفسہ وجودہ فی الجوہر ، نہ برآید کارے[1] نساختہ باشد و چون سالک مظہر اسمے ست از اسماء واجبی جل و علا ناچار فنائے وجود ظلی سالک درآن اسم خواہد بود و چون اسم دلیلے بیش نیست برمسمائے[2] خود ، و وجودے ندارد در جنبِ آن ، مآل کارش بمسمی خواہد بود و معاملۂ کہ سالک را باسم شدہ اسم را نسبت بمسمی پیدا خواہد شد ۔ دریں[3] زمان در وسعت جمع الجمع کہ الوہیت عبارت ازآن ست مستغرق خواہد شد و بتجلی ذات کہ مصطلح قوم است ، مشرف خواہد شد و بموجب من توضع للہ رفعہ اللہ در ہر مقامے بوجودے مناسب[4] متحقق و باقی خواہند ساخت و چون این مرتبہ نیز شانے ست جامع شیون الٰہی و تعینے ست اتم[5] مر حضرت اطلاق را ، نصیبش جز شان نخواہد بود ، ہرچند بعنوان ذات تصور کند و بجہت ارتفاع تکثر[6] و اعتبار احدیت در عین حقیقۃ الحقائق کہ کریمہ 'الآ الی اللہ تصیر الامور' رمزے ست بآن صرف اطلاق تصور نماید ۔ مانا کہ تکرار سہ[7] اسم مبارک اشعار ست بآن کہ از دائرہ اعتبار بیرون نہ[8] برآمدہ خصوص در ایراد لفظ رحیم تصریح[9] است بآن ، چہ دو اسم مبارک اولین شہرت بآن یافتہ کہ از اسماء ذات اند ۔ نعم چنانند ، نہ مطلقاً[10] بلکہ نسبت باسماء دیگر قرب خاص بحضرت ذات دارند ۔ می تواند کہ کریمۂ ''قل ادعو اللہ او ادعو الرحمٰن ایاما تدعوا فلنا الاسماء الحسنیٰ'' اشارت است بدان کہ ہر چند عارف در وقت وصول بحقیقت این اسماء حسنیٰ

---

۱ ۔ در مکتوبات سعیدیہ : خود را سالک نساختہ باشد ۔
۲ ۔ در مکتوب ۱۷ : مر مسمائے خود را ۔ ۳ ۔ در مخطوطہ : در زمان ۔
۴ ۔ یعنی مناسب آن مقام ۔ ۵ ۔ در مخطوطہ در اینجا بیاض گذاشتہ ۔
۶ ۔ در مخطوطہ : ارتفاع تکثر و احدیت ۔ و در مکتوب ۱۷ از مکتوبات سعیدیہ : اعتبار تکثر و احدیت ۔
۷ ۔ در مکتوب ۱۷ : تکرار اسم مبارک ۔ ۸ ۔ در مخطوطۂ حضرات : نہ بر آید ۔
۹ ۔ در مخطوطہ : کالتصریح ۔ ۱۰ ۔ در مکتوب ۱۷ : مطلق ۔

توہم نماید کہ مطلوب بے پردہ باغوش آید[1] ، چنان نیست بلکہ وے از دائرہ اسماء کہ عبارت از دلائل حضرت ذات ست بیرون قدم گاہے[2] ندارد (الا[3] ان یشاء ربی شیئاً) وھو سبحانہ اعلم (بحقائق الامور کلھا) -

قدسیہ[4] : رباعی :

زلفش بکشی شب دراز آید ازو — چون بگذاری چنگل باز آید ازو
ور یک گرہ از پیچ و خمش بکشائی — عالم عالم مشک طراز آید ازو

منقول ست کہ شیخ ابو سعید ابو الخیر این رباعی در بیان قضا و قدر فرمودہ اند - مانا کہ ازین جہت آثار اغلاق بر صفحہ آن لائح است - آنچہ در خاطر فاتر در حل آن رسیدہ ، آنست کہ زلف عبارت از روپوش معالم[5] تقیدات است بر وحدت صرافت اطلاق - یعنی چون پردۂ تعین قیود کہ ناشی از متجلی شدن ذات بر خود **باحکام**[6] **و آثار** اعیان ست ، بر ظاہر ہستیٔ مطلق بکشی و مطلق را مستور سازی ، شب دراز آید ازو ، چرا کہ بعد روپوش شدن آفتاب **احدیت** در استار و احدیت ، از طلوع کواکب ایان چارہ نباشد **و چون بگذاری** و مطلق را مطلق داری ، و قیود را مندمج در صرف **اطلاق یابی** و ذات حق جل و علا کہ جمیل مطلق است متجلی گشت[7] ، چنگل باز از جہت صید دلہائے والہان حضرت محبوب علی الاطلاق سرایندۂ

بیت :

ذات من نیست جز تجلی ذات — ذات بر من زد ست راہ صفات

ہویدا[8] گردد و رجوع جمیع از انفس و آفاق و اعیان و آثار و افعال را بجز ذات احدیت نیابد و بشرب الا الی اللہ تصیر الامور شاداب گردد و سرّ قضا و قدر ہویدا

---

۱ - والاولی : آمد -
۲ - در مکتوب ۱۷ : قدم گاہ -
۳ - عبارت ہائے قوسین از مکتوب ۱۷ آوردہ شد -
۴ - مکتوب ۲۶ بنام سید ابو الخیر شاہ آبادی در حل رباعی شیخ ابو سعید ابو الخیر در قضا و قدر -
۵ - در مکتوب ۲۶ : عالم -
۶ - در مکتوب مذکور : و احکام -
۷ - و الاولی : گردد -
۸ - مربوط است بچنگل باز -

گردد کہ افعال و مباشر آن جز ہستی حضرت متوحد بالوجود نیست ، ہاں ست کہ حسب[1] اطلاق بسیط حقیقی ست و بحسب تجلی ثانی مقتضی[2] و حسب تجلی ثالث مقتضٰی ، خود بخود روپوش شده خلق را از خود باز داشته است ۔ کدام فاعل ؟ و کو فعل ؟ کہ بغیریت[3] سراید و بورائیت ترنم نماید :

اے روئے در کشیده ببازار آمده　　　خلقے بدین طلسم گرفتار آمده

ور یک گره از پیچ و خمش بکشائی یعنی اگر یک عقدۀ قید کہ بر روئے اطلاق منعقد گشته بکشائی عالم عالم مشک طراز آید ازو یعنی چون الوان مختلفہ کہ مقتضائے ظہور اعیان است مضمحل گشت مشک طراز کہ کنایہ از سیاہی ست کہ عبارت از بے رنگی ذات است ، بر منصۂ ظہور آمد ع : بتاریکی درون آب حیات ست ، و از عطر آن جمال بے کیفی[4] مشتاقان محظوظ و مدہوش گشتند و اللہ یقول الحق و ہو یہدی السبیل ۔

قدسیه : حضرت واہب العطایا بکمند[5] **جزبات** خویش ما را از ما رہائی بحقیقت خویش رہنمائی فرماید ، تا اختلاف تعلقات و تحول اطوار حجاب جناب قدس محبوب مطلق نگردد ۔ عسر و یسر و غنا و فقر و شدت و رخا و عنایت و عنا جز آئینه دار جمال و جلال او نباشد ، شاید لمعۂ از لمعات آن مطلع انوار بر ظلال بشریت تافته ، و آفتاب ہویت از پس غمام ظلال طالع شده ، نام و نشان این جماد بے حس و حرکت را برباد داده ، بوجودے کہ عدم در قفائے او نباشد و حیاتے کہ ممات در دنبال او نبود ، و نورے کہ ظلمت را ورائے آن جائے گاه نباشد مکرم سازد و ہو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و ینشر رحمته و ہو الولی الحمید ۔

قدسیه[6] : گاه بخاطر می رسد کہ آن چہ بعضے محققان صوفیہ بزوال عین قائلند نہ اثر وجہش آنست کہ عالم بتمامہ مظہر اسمائے الٰہی ست جل و علا ازین جہت

---

۱ - در مکتوب ۲۶ حُب ۔　　　۲ - در مکتوب ۲۶ : مقتضاء خود بخود ۔
۳ - در مکتوب مذکور : بقربت سراید و بستّر ہویت ترنم نماید ۔
۴ - در مکتوب ۲۶ : بیک نفس ۔　　　۵ - در مخطوطہ : بکلند ۔
۶ - مکتوب چہار دہم بنام میر محمد نعمان - م س

فرموده اند العالم اعراض مجتمعة فی عین واحد ـ پس چون سالک مستعد در راه حق سبحانه قدم نهد و دریچهٔ رشد بروے بکشاید بموحلّ این دقیقه شود که حقیقتش جز عدم نیست و آنچه او را عین تصور می نمود جز پندار نه ـ کمالات الٰهی ست که در وے جلوه گر گشته و آن را از خود می دانست الحال از اصل خواهد یافت ـ پس دربن وقت از عین او نامے و نشانے نخواهد بود و آثار را بصاحب آن خواهد سپرد ـ نفی کردن آنها را معنی نخواهد بود که نفی کمالات الٰهی غلط است ـ انتسابے که بخودی موهوم داشت بر طرف ساخت و در فضائے وجود جز کمالات و شیونات واجبی جل وعلا امرے دیگر نخواهد دید و چون شیون عین ذی الشان اند و تعدد جز در وهم نه ـ غیر ذات واحد صرف معری از نسب و اعتبارات نخواهد یافت ، ع :

لیس فی الدار غیره دیّار

گویان در لجهٔ توحید مستهلک و مستغرق خواهد گشت و بشهود وحدت در کثرت بمعنی اضمحلال تعینات متلّونه در بساطت اطلاق وحدت حقیقیه و مرآتیت هر ذره از ذرات مر جمال بے کیف را مستعد خواهد شد ـ بخلاف طریقے که حضرت ایشان رضی الله عنه بآن ممتازند که در آنجا زوال عین و اثر است ، زیراکه بطور ایشان رضی الله عنه هرچند عالم مظاهر اسمائے الٰهی است جل وعلا (اما[1]) چون مظهر عین ظاهر نیست بلکه سبحے[2] است که در مرتبه حس ایجاد فرموده اتقان داده اند و در مرتبه خارج حقیقی ازان نامے و نشانے نیست ـ پس عارف را بعد از کشف این حقیقت ، و ورود سلطان وجود مطلق ، و شیون حقیقیه آن ازین ضعیف و از آثار ضعیفهٔ آن نامے و نشانے و عینے و اثرے نخواهد گذاشت نارالله الموقدة التی تطلع علی الافئدة همه را خواهد سوخت ـ کان الله و لم یکن معه شیئ و الان کما کان ـ و درین وقت عینیت عالم حق را ، و اتحاد آن با او جل شانه معینے نخواهد داشت و بحقیقت فنا و بندگی ، که بر آمدن است از جمیع اعیان و آثار خود و محو ساختن (آنها را) در جنب وجود مطلق ، متحقق خواهد شد ـ بخلاف سابق[3] که مجرد فنائے انتساب است بخود نه فنائے آن

۱ ـ مخطوطه این کلمه ندارد
۲ ـ در م س : شبحے ـ
۳ ـ یعنی طریق سابق ـ

شتان ما بینهما ع :

به بین تفاوت ره از کجا ست تا بکجا

قدسیه[1] : سوال : حضرت ایشان قدس سره در مکتوبے از دفتر[2] ثانی رقم فرموده اند که :

''مراتب عروج تا زمانے که با یکدیگر متمیز اند از اصلے باصلے دیگر رفته می شود آن همه کمالات داخل دائره ولایت ست و چون آن تمیز بر طرف شود این تفصیل گم گردد و معامله باجمال و بساطت صرف افتد ، شروع در مراتب نبوت بود انتهی۔''

در ولایت صغریٰ که بظلال صفات تعلق دارد و درآن مرتبه ظلے از ظلے تمیز دارد تفصیل ثابت است اما در ولایت کبریٰ که باصول صفات متعلق است و گفته اند که العلم فی ذالک الموطن عین القدرة والقدرة عین الارادة تفصیل چه گنجائش دارد زیراکه تکثر جز در تعبیر نیست و همچنین[3] در ولایت علیا که به شیون ذاتیه که عین ذات اند ، تعلق دارد ، تفصیل بمراحل دور است و اگر وسعت بیچونی می گیرند ، در حضرت ذات بمقتضائے ان الله واسع علیم اثبات نموده شده است وجه فرق چیست ؟

جواب : عدم تمیز صفات بر مذهب شیخ ابن عربی که اثبات زیادتی آنها نمی کنند ، موجه است ، بخلاف طریق حضرت ایشان قدس سره باید که معامله شیون ذاتیه باآنکه عین ذات اند اما چون اصل صفات اند تعقل تمیز و تفصیل نسبت به اطلاق صرف ممکن است ، بخلاف حضرت ذات جل وعلا که از[4] تعقل تمیز و تعدد مبرا است فافهم۔

---

۱ - مکتوب پانزدهم بنام شیخ فضل الله همشیرزادهٔ خود -

۲ - در م س : جلد -

۳ - در م س : و همچنان شیون ذاتیه که عین ذات اند و کذلك در ولایت علیا که باسم الباطن تعلق دارد الخ -

۴ - مخطوطات کلمه از ندارد -

قدسیه:[1] بعزیزے نگارش فرموده اند :

نحمده علیٰ نعمائه و نشکره علیٰ آلائه و نصلی علیٰ سید انبیائه و علیٰ اله الاطهار و صحبه الابرار الیٰ یوم القرار ـ حضرت حق سبحانه و تعالیٰ ذات با برکات ایشان را مشمول الطاف خویش داشته بحضوری مسرور داراد که غیبت در قفائے آن[2] بنود و مشهود احدیت بنوعے ارزانی دارد[3] که کثرت موهومه مزاحم آن نباشد ـ این حضور چون بکیفیتے وارد[4] شود که وجود غیر مزاحم او نشود ، در طریقه حضرات خواجها[5] قدس الله تعالیٰ اسرارهم در مبادی جذبه روئے دهد و درآن نمودے از استهلاک و اضمحلال نصیب سالک شود ، و گاه سبب آن حصول بے تعلقی اجزاء عالم امر او از اجزائے عالم خلق او باشد پیش از آن که رسوخ پیدا کند و ملکه گردد ـ درین طریقهٔ بوجود[6] عدم معبر است که حضرت خواجهٔ بزرگ قدس سره در شان آن فرموده‌اند که وجود عدم بوجود بشریت عود کند[7] (اما وجود[8] فنا بوجود بشریت عود نکند) مشائخ دیگر مناسب این مقام تجلی صوری گویند و در همان مقام توحید صوری است که مشهود سالک کثرت است بتخیل وحدت ـ وجود کونی و امکانی او هنوز بر جا ست هر چند درین موطن به انا الحق و سبحانی تکلم نماید ع :

لیس فی الدار غیره دیّار

نقد حالش بود اما چون بفنا مشرف نشده است ، از حقیقت وحدت آگاهی ندارد و از دائره نقص نه بر آمده است و شربے از معرفت بکام جان او نچشانده[9] اگر عنایت بے غایت مدد ننماید و بمرشد کامل که نظر او دواست و توجه او شفا نرساند خساره نقد وقت او ست که در گرداب صورت گرفتار مانده بساحل معنی نرسیده ـ جم غفیر از مبتدیان می بینیم که بهمین توحید آسوده اند و اکابر را بمیزان خود سنجیده کمال الکمال انگاشته اند[10]

۱ ـ مکتوب سی و چهارم م س ـ
۲ ـ م س : این کلمه ندارد ـ
۳ ـ مس : فرماید ـ
۴ ـ مس : واقع ـ
۵ ـ مس : خواجگان ـ
۶ ـ مس : بعدم معبر ست ـ
۷ ـ در مخطوطه ح : نکند ـ
۸ ـ این عبارت مخطوطات ندارد از مس آورده شد ـ
۹ ـ از مخطوطه ح : نچشانده است ـ
۱۰ ـ مخطوطه ۱ این کلمه ندارد ـ

و این تجلی صوری که مشاهدهٔ جمال لایزال است ، در کسوت صور و اشکال عام تر است از آنکه درکسوت صور حسی باشد یا عینی در پردهٔ الوان ظاهر شود و یا بانوار ـ پس تجلی نوری داخل آن بود ـ و از سه مرتبهٔ یقین ، که[1] عام یقین و عین الیقین و حق الیقین است صاحب این حال را نصیب از اول بود و سیر او داخل سیر آفاق ست که آن را بُعد در بُعد گفته اند و سیر مستطیل نیز نامیده اند[2] ـ

و آنکه گفته مناسب این مقام[3] وجود عدم تجلی صوری است ، نه عین آن ، زیراکه در طریقهٔ خواجهائے قدس الله اسرارهم چون اندراج النهایة فی البدایة است ، در اول کار نظر ایشان بر احدیت ذات است ـ اول قدم این بزرگان که بوجود عدم معبر است ، نهایة النهایة دیگران را متضمن است و چاشنی از تجلی معنوی که تجلی صفات باشد و از تجلی ذات که آخرین تجلیات است ، اول کار در کام جانِ طلاب می نهند و تربیت می فرمایند: ع

قیاس کن ز گلستانِ من بهار مرا

فرموده اند که بهان حضور چون رسوخ پیدا کند و ملکه گردد مشاهده نامیده (شود[4]) و چون الفاظے که دیگر اطلاق دارند مُوہم حلول و اتحاد است و مشعر تنزل و تقید و حسب ظاهر مخالف شریعت بیضا ، مشاهده را برسوخ نسبت مذکوره تعبیر فرموده اند ـ و ہمچنین در بیان مقامات دیگر متابعت محبوب رب العزت را علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات صورةً و معناً رعایت می نمایند ـ فرموده اند که بهان حضور چون از صفت شاهدی و مشهودی مبرا شد فنائے حقیقی نام یافت و این وقت بسرّ کل شئی ہالك الا وجهه مشرف گشت و حیرت و جهل و اضمحلال و استهلاک نصیب او آمد و کفر حقیقی و مقام جمع حاصل کار او شد و از علم الیقین به عین الیقین پیوست و از تمیز میان حسنِ اسلام و قبحِ کفر باز ماند ـ می گوید :

بکفر و باسلام یکسان نگر   که ہر یک ز دیوان او دفترے ست

---

۱ ـ در مخطوطه ۱ : لفظ ''که'' موجود نیست ـ   ۲ ـ در مخطوطه ۲ : لفظ ''اند'' نیست ـ
۳ ـ در مخطوطه : این مقام یعنی وجود عدم ـ
۴ ـ ہر دو مخطوطه این کلمه ندارد و احتیاج بآن ظاهر ست ـ

و[1] از سیر آفاق به سیر انفسی و از سلوک بجذبه رسید و دائرهٔ کونی و امکانی قطع نموده باسم الٰهی جل و علا که مبدء تعین اوست واصل شد ـ و از مزاحمت تفرقه خلاصی یافت ، واز خلل کثرت نجاتے حاصل کرد ، وکاروبارش بحضرت وجوب پیوست ، از رد (؟) محفوظ گشت و از رجوع به بشریت مامون گردید ـ

در طریقهٔ علیه خواجها قدس الله اسرارهم حصول این نسبت مر طالب را حکم اخذ الف و باء دارد و حکم اخذ اذکار از پیر مقتدا تا قدم در سلوک نهد[2] لهذا پیش گاه این اکابر بلند افتاده و ابتدائے ایشان متضمن نهایت گشت ـ

از این بیان کسے گمان نه برد که از عدم تمیز میان حسن اسلام و قبح کفر لازم می آید که پا از دائرهٔ شرع بیرون نهاده و مشائخ فرموده اند که کل حقیقة ردتها[3] الشریعة فهی زندقة ـ زیراکه در کفر دو اعتبار است ، اعتبار خلق او که بخالق تعلق دارد و اعتبار کسب او که به بنده متعلق[4] است و شک نیست که خلق کفر قبیح نیست و صاحب فنا که از مزاحمت کثرت خلاصی یافته بجمع حقیقی رسیده است ، یقین است که مشهود او دران حالت همان اعتبار اول است ، پس حکم به قبح آن چسان نماید و اعتبارے که ملحوظ[5] نیست[6] چگونه برو حکم قبح کند و متمیز سازد ـ بعد ازان اگر باز بهوش آید و حضور که از وجود زائل نموده بود بحق سبحانه منسوب داشت و یافت که او تعالی خود بخود حاضر است بفنائے حقیقی مستعد گردید و از حیرت وجهل بعلم آمد و از جمع بفرق بعد الجمع مکرم گشت و فناش بقا ثمره بخشید و از مضیق علم و سُکر عین بفضائے حق الیقین تبختر نمود و بحقیقت اسلام متحلی شد و گفت که ، ع :

دلم بکفر و باسلام مائل افتاده است

بعد ازان جمعے را بشهود احدیت در کثرت می رسانند و بتوحید وجود محظوظ می دارند ، این جماعه می فرمایند که هرچه در عرصهٔ وجود است یا هستی او عین ذات

---

۱ ـ مخطوطه ۱ کلمه ''و'' ندارد ـ
۲ ـ در مخطوطه ۲ : نهند ـ
۳ ـ در هر دو مخطوطه : ردته ـ
۴ ـ در مخطوطه ۱ : تعلق دارد ـ
۵ ـ در هر دو مخطوطه : ملفوظ و ماناکه از اغلاط کتابت است ـ
۶ ـ یعنی اعتبار کسب او که ملحوظ نیست ـ

او ست و آن ذات واجبی است جل و علا زیرا که اگر ہستیٔ او تعالیٰ زاید بر ذات باشد و آن زاید البتہ غیر خواہد بود لان الاثنین متغایران پس ذات الٰہی جل شانہ محتاج بغیر باشد و احتیاج علامت امکان است و آن محال است و مستلزم ابطال واجب الوجود پس لاچار ہستیٔ او عین ذات او خواہد بود ۔ ممکن چون وجود او از ذات او نیست البتہ ہستیٔ او زاید باشد بر حقیقت او و آن زاید یا عارض است ممکن را یا معروض ۔ اصحاب ذوق از راہ وجدان دریافتہ اند کہ حقائق عوارض است و وجود کہ ہستی باشد معروض است کہ قائم بذاتہ است ما سوائے او قائم باو و ازینجا ست کہ فرمودہ اند ''العالم اعراض مجتمعة فی عین واحد'' ۔ہویدا ست کہ وجود چون مبدء آثار است البتہ موجود باشد و در ممکن اگر عارض بود البتہ موجود خواہد بود بوجودے کہ عارض وجود است و ہمچنین وجود الوجود یعنی وجود الوجود را وجود دیگر باشد و تسلسل لازم خواہد آمد و آن باطل است ۔ پس عارضیت وجود باطل باشد ، پس البتہ معروض باشد و نیز بر تقدیر عروض جعل جاعل یا در نفس وجود است و یا در اتصاف ، ہر دو باطل است ، چنانکہ در کتب معقول مشروح است مع ما فیہ و علیہ و چون معروض شد محقق گشت کہ در عرصۂ کائنات ذات موجودہ حضرت حق را است سبحانہ ما سوائے او را وجود نیست جز باعتبار آنکہ امور اند کہ منسوب اند بحضرت وجود کہ موجود حقیقی ست و وجود او از ذات او ست ، زیرا کہ اگر موجود حقیقی باشند وجود شان یا عین ذات شان باشد یا عارض ذات شان ، ہر دو شق ممتنع است ، پس وجود شان جز انتساب شان بحضرت وجود نباشد و فی حد ذواتہا معدوم مانند و ازینجا است کہ گفتہ اند ''الاعیان ما شمت رائحة الوجود'' و این عوارض باید کہ ازان ہستیٔ مطلق ناشی کمالات مندرجہ او شدہ باشد ، زیرا کہ جز او تحقق ندارد ، پس لاچار کمالات مندرجہ او بود کہ در مرتبۂ اطلاق تمیز نداشت و در مرتبۂ تنزل علمی متمیز شدہ حقائق ممکنات آمد و این حقائق متمیزہ علمیہ بحضرت وجود کہ ذات واجبی ست جل و علا نسبتے مجہول الکیفیة پیدا کردہ و در مرآة ظاہر وجود منعکس گشتہ رنگ مرآة گرفتہ ہست نما[1]

---

۱ - در ہر دو مخطوطہ : نیست نما ۔

شده اند و چون آن کمالات که حقائق ممکنات است در مرتبهٔ اطلاق عین مطلق اند و آن مطلق در مرتبهٔ تقید عین آنها لاچار حکم به عینیت نمودند و گفتند :

در شکل بتان رہزن عشاق حق است
لا بلکه عیان در ہمه آفاق حق است
چیزے که بود از روئے تقیید جهان
و الله که بہان زِوَجہِ اطلاق حق است

دیگرے گوید : غیرتش غیر در جهان نگذاشت
لاجرم عین جمله اشیا شد

ازین بیان کسے توہم نکند که کثرت باوحدت متحد شد یا وحدت در کثرت حلول نمود که آن باتفاق کفر است زیراکه حلول و اتحاد بر تقدیرے متصور بود که وجودات متکثره باشد ، در وحدت وجود این اوہام مرفوع است ۔ قدوهٔ احرار شیخ فریدالدین عطار قدس سره فرموده :

اینجا حلول کفر بود اتحاد ہم
کاین وحدت است لیک بتکرار آمده

چنانکه صورت زید در مرایائے مختلفه ظهور نماید و باختلاف اشکال و الوان مرایا ہیئات متکثره ظاہر شود ۔ درینجا موجود خارجی یک ذات زید است که در ارات و تخیل در مرایائے متعدده متکثره نموده است و ازین کثرت وہمیهٔ صور زید تکثر در ذات او لازم نیامد و شائبهٔ حلول و اتحاد پیدا نشد و لله المثل الاعلی در ما نحن فیه موجود خارجی ذات واحد حقیقی ست تعالی که تکثر را دران راه نیست و تعدد را دران گنجائش نه ۔ غایة الامر از انعکاس کمالات در مرآة و ظهور ذات در مرآة صفات شعبدهٔ کثرت از بطون بظهور آمده عارف جامی قدس الله سره السامی گوید :

ممکن ز تنگنائی عدم ناکشیده رخت
واجب بجلوه گاه عیان نانهاده گام

در حیرتم که این همه نقش بدیع چیست
بر لوح منظر آمده منظور خاص و عام
باده نهان و جام نهان آمده پدید
در جام عکس باده و در باده رنگ جام
جامی معاد و مبدء ما وحدتست بس
ما درمیانه کثرت موهوم و السلام

یعنی ذات حق جل سلطانه آئینه داری ذات ممکنات گردد و حقائق ممکنه مرآتیت آثار ذات واحد قهار جل شانه نمود -

سوال : چون کثرت موهوم بود شریعت که مبنائے آن تکثر است ، چگونه باشد ؟

جواب : کثرت موهومه نه بآن معنی ست که بمجرد اختراع وہم باشد و تحت خیال که بارتفاع وہم مرتفع می گردد بلکه بآن معنی ست که در مرتبۂ اطلاق ازان نام و نشان نیست و[1] مراتب مقیدات ہرچند در مرتبۂ اطلاق تحقق ندارد ، اما چون در مراتب تنزلیه بصنع خداوندی متقن[2] و متعلق علم الٰہی جل و علا گشته ، از زوال ارتفاع خیال محفوظ است و بدان اعتبار موطن تکلیف این نشاء و مناط ثواب و عقاب دارالقرار گشته است -

بالجمله نزد این بزرگواران اوست سبحانه که در مراتب مختلفه باحکام متضاده ظاہر شد - اطلاق احکامے دارد که در مرتبه تقید کاذبه است ہمچنین تقید احکامے دارد که در حضرت اطلاق صادق نیست -

ہر مرتبه از وجود حکمے دارد
گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی

مثلاً حقیقت انسان که آنرا در مرتبۂ اطلاق او احکام است بلکه فی ذاتہا مبرا از احکام است و در مراتب تقید و تعین به قیود شخصیه احکام مختلفه متضاده دارد -

---

۱ - در ہر دو مخطوطه : در مراتب... الخ -   ۲ - در نسخہائے خطی : متیقن -

هرچند فی الحقیقة وجود همان حقیقت را ست و این اختلاف اشخاص جز بعوارض که جزو حقیقت او نیست نه ، اما همان حقیقت واحده را[1] من حیث الاطلاق الحقیقی والتقیدات الذهنیه و الخارجیه آثار و احکام متکثره است که ظاهر بینان را سبب وهم اختلاف آن اشخاص گردیده است ، و شک نیست که چنانکه اشخاص حقیقت انسانیه باهم تمیز عارضی دارند و فی الحقیقة اتحاد دارند ، همچنین افراد حیوان در حیوانیت شرکت دارند و فی الحقیقة وجود همان حقیقت حیوانیه راست و اختلاف انواع مندرجه تحت آن بعوارض و اعتبارات است زیراکه وجود مطلق راست و قید جز باعتبار نیست کذلك افراد جسم که دران وجود حقیقت جسمیه راست و اختلاف جز باعتبار نه ـ و مثله الجوهر الوجود که وجود همان حقیقت بسیط راست و در مراتب متنزله که جوهر باشد و جسم و حیوان و انسان و اختلاف اجناس[2] و انواع و اصناف و اشخاص جز[3] بهپندار نیست و تزاحم آثار و احکام آن باختلاف مراتب همه صادق ـ و هیچ اشکال لازم نه و شاهد آن که موجود همان حقیقت مطلقه جنس الاجناس ست که در جمیع موجودات ساری است و باسماء متعدده ظهور فرموده و تقیداتش جز اعتبارات نیست ـ نه آنست که الانسان جسم قضیهٔ صادقه است ؟ و معنی او آنست که دو صورت مختلفه ذهنیه که صورت انسان و صورت جسم باشد در وجود خارجی باهم متحدند و چون جسم بانسان در وجود متحد شد و محتاج امر زائد نگشت پس موجود فی الحقیقة همان جسم بود و تقید انسانیت اعتبار بیش نیست ـ

و نیز چون جسم را درین قضیه با انسان اتحاد شد و در قضیهٔ الحجر جسم باحجر نسبت اتحاد بود پس انسان را با حجر نیز در مرتبهٔ جسم اتحاد است بداهةً ـ پس جمیع مقیدات با مطلق متحد شدند و همچنین باهم در مرتبهٔ مطلق ـ و وجود حقیقةً همان مطلق را مقرر شد و مقیداتش اعتبارات او ست که در مراتب تنزل تعدد و تکثر پیدا کرده در عرصه گاه ظهور آمده است ـ

---

۱ ـ مخطوطه اول کلمه ''را'' ندارد ـ ۲ ـ در مخطوطه دوم : و اجناس ـ

۳ ـ در مخطوطه اول عبارت یک سطر از کتابت مانده است یعنی از ''جز به پندار نیست تا همه صادق'' ـ

این ست بیان مجمل مسئله وحدة الوجود بر نهجے که متاخران صوفیه مقرر نموده اند و متمسک ایشان[1] فی الحقیقة کشف و وجدان است ـ ادله و براهین که بران ایراد نموده آمد از قبیل تنبیهات است بر بدیهیات ـ حضرت قطب المحققین حضرت ایشان ما را درین باب مقالات مفرده[2] است در ضمن تحقیقات فائقه و تدقیقات رائقه که موید است بکتاب و سنت و مزین است باعتقاد اہل سنت و جماعت می فرمایند که :

''مقصود از سیر و سلوک تحصیل لوازم بندگی ست ، نه حصول الوہیت و خداوندی و تحقیق معرفت نفس است بذل و افتقار و عرفان مولی جل و علا بکمال غنا و اقتدار ـ کناسے که بخبث ذاتی موصوف است و به دنائت طبعی موسوم او چگونه عین سلطان ذی شان باشد ـ پس حکم به عینیت چسان موجّه بود ؟ و قضیهٔ وحدت و اتحاد چگونه پسندیده باشد مگر در حالت سُکر و غلبهٔ حال ''السکارٰی معذورون'' و الا اہل صحو و تمیز اتحاد قاذورات و فضلات را بآن فاطر الارضین و السمٰوات که قدوسی وصف ذاتی او ست و سبوحی اظہر صفات او ، ہرگز تجویز ننمایند و بفرق اعتباری در بیان مراتب تنزیه و[3] مقامات تشبیه اکتفا نکنند و عبودیت را با ربوبیت درہم نسازند و بداہت[4] عقل از دست ندہند ـ وآنچه مثبتان وحدة وجود که بعینیت قائلند گفته اند که حقیقت واجب تعالی و تقدس ہستی مطلق و وجود بحت است و بران بنائے مسئله وحدت وجود داشته کما مرّ مجملاً مدخول[5] فیه است زیرا که آن بر تقدیرے مسلّم باشد که ذات باری تعالی بوجود موجود و ہستی کائن باشد تاگفته شود که ہستیٔ او عین ذات او باشد ـ

قطب العرفا شیخ علاء الدوله سمنانی[6] گفته که فوق عالم الوجود عالم الملك الودود یعنی در مقام اطلاق چنانکه سائر اعتبارات را گنجائش نیست وجود را نیز که

۱ ـ در ہر دو نسخه خطیه : آن ـ
۲ ـ در مخطوطه ۱ : فرموده ـ
۳ ـ ہر دو نسخه مخطوطه حرف عطف و ندارد ـ
۴ ـ در مخطوطه ۲ : بدون ـ
۵ ـ یعنی دران دخل و اعتراض ست ـ

از جملہ کمالات ذاتیہ اعتباریہ اوست دران حضرت علیا بار نبود لاعینیۃً ولا زیادۃً ہرگاہ نزد این اکابر حیاۃ و علم و سمع و بصر و قدرت و ارادت و تکوین کہ صفات حقیقیہ اند و وجود شان زاید بر وجود ذات مقدس نیست باوجود آن نمی توان گفت کہ حقیقت واجب تعالیٰ علم است یا قدرت است ، مثلاً ہمچنان وجود او تعالیٰ چون زائد بر ذات او نباشد چرا حقیقت واجبی باشد - بدیہی ست کہ کنہ ذات واجبی تعالیٰ مجہول مطلق است - وقول بآنکہ حقیقت او تعالیٰ وجود است و ہستیٔ مطلق منافی بہ آنست بآنکہ تعقل موضوع در حکم درکار است و چون مقرر شد کہ حقیقت واجبی جلّ و علا ورائے وجود است پس وجود برتقدیر وجود صادر مے باشد از مصنوعات صانع تعالیٰ - پس بر تقدیر معروضیت او مر حقائق ممکنات را و عارضیت او بر فرض عینیت او مقیدات کونیہ را با غیریت او بر آنہا حکم عینیت درمیان واجب و ممکن متصور نبود این قدر ہست کہ آنچہ در عرصۂ ظہور آمدہ چون پرتوے ست از انوار کمالات او و ظلے ست از ظلال شیون و اعتبارات او ، و این ممکنات جز مظاہر جمال و کمال او نیست ، لاچار دائماً جمال لایزال را نظر جز بدان ظلال نور الانوار نیست و مرایائے مظاہر از ساحت شہود شان ساقط است و آن ظلال انوار حقیقتش[1] ازان نورے ست کہ لاشرقیۃً ولا غربیۃً نشان[2] آن ست - پس مشہود و منظور در پردۂ کثرت جز واحد علی الاطلاق نیست - فرقۂ این اختفائے مرآت و کمال اتحاد ظل با اصل بحکم عینیت دلیر ساخت و بر وحدت و اتحاد آورد ، گفتند :

مجموعۂ کون را بقانون سبق
کردیم تصفّح ورقاً بعد ورق
حقا کہ ندیدیم و نخواندیم دران
جز ذات حق و شیون ذاتیۂ حق

مانا کہ این اکابر از مزج تشبیہ مطلق خلاصی نیافتند و بحضرت اطلاق تبختر نفرمودند و ازآن گفتند :

---

۱ - در مخطوطہ ۱ : حصص - ۲ - در ہر دو مخطوطہ : نشان در آن ست -

با گل رخ خویش گفتم اے غنچہ دہان
ہر لحظہ مپوش چہرہ چون عشوہ نہان[1]
زد خندہ کہ من بعکس خوبان جہان
در پردہ عیان باشم و بے پردہ نہان

اگر در ریاض قدس تنزیہ حقیقی عبور می کردند عنان توجہ از ہرچہ بداغ چونی و چندی متسم است تافتہ بہ بے چونی می شتافتند و تشبیہ را باتنزیہ مختلط نمی داشتند و بحقیقت کلمۂ لا ہمہ را منفی می ساختند بہ بداہت می یافتند کہ مطلق از اوج اطلاق تنزل نفرمودہ است و مقید را از حضیض تقید عروج محال (ست) ہرچند متنزل است و متعین آمدہ از اطلاق بمراحل دور است مالـلتراب و رب الارباب ان اللہ لغنی عن العالمین غنائے ذاتی کبیر متعال آئینہ را برنتابد و ہیچ آئینہ را تاب مقابلۂ آن نبود ''فان الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق لہ اثر'' آرے چون وجود کہ از اخص کمالات واجبی ست و مبدء خیر ، بممکن کہ عدم حکم ذاتی او دارد کہ ماوائے شراست ، اثبات نمودن جز بطریق تجوز و استعارہ بحتہ مشکل است ۔ پس عالم را جز وجود ارائتی و خیالی نصیب نبود چنانکہ صورت منعکسہ در مرآت ۔

لیکن فرق درمیان ہر دو اثبات آن ست کہ ثبوت عالم ہرچند در مرتبۂ حس و اراءت است ، اما چون صنع قادر مختار در ہمان مرتبہ بآن متعلق شدہ تقررے پیدا کردہ متقن گردیدہ است و از زوال بزوال حس و خیال محفوظ ماندہ و مورد احکام صادقہ گشتہ چون وجود واجبی جل و علا در مرتبۂ خارج بود و تحقق عالم در مرتبۂ حس و ارائت از اراءت وجود عالم تجدید وجود[2] واجب تعالیٰ لازم نیاید کہ تجدید اتحاد مرتبہ را خواہان است ۔ بدیہی ست کہ صورۃ مرآتیہ مصادم وجود زید کہ در خارج ثبوت دارد نمی شود، ازین بیان وحدت وجود بمعنی اثبات قدم و رفع حدث بحصول پیوست و حقیقت توحید لائح گردید کہ نفی ماسوائے او تعالیٰ بودہ باشد و کنہِ فنا کہ از سالک نام و نشان از ذات و صفت و فعل او نماندہ نہ نفی انتساب کہ بطور مشرب اول بحصول

---

۱ - در نسخۂ مترجمہ اردو: بتان ۔ و در مخطوطات فارسی : نہان ۔ ماناکہ 'عشوۂ زنان' بودہ است ۔
۲ - این عبارت تا ''نیاید'' در مخطوطۂ اول از کتابت ماندہ ۔

آید که صورت فنا ست ۔

سوال : اہل وحدت الوجود چون قائل بجمع بین التشبیه و التنزیه اند ، باید که شهود ایشان اتم بود و ایمان آنها اکمل ، زیرا که این جماعه مرتبهٔ تنزیه حقیقی را مسلّم داشته تشبیه چون از مراتب تعین اوست بآن نیز ایمان داشته مرآتیت[1] کمال مطلق می دارند ۔

جواب : لانسلّم که درین مشربے که ما در مقام تحقیقِ آنیم از تشبیه انکار و از مشاهدهٔ کمال لایزال در ظلال آن اعراض است ۔ مابه الاختلاف اطلاق لفظ عینیت و اتحاد است درمیان تشبیه و تنزیه ۔ برتحقیق ما عالم مظهر کمالات است ، اما مظهر عین ظاہر نیست و بمشرب اہل وحدة وجود اتحاد کائن است و این مزج تشبیه باتنزیه دامن ہمت را از اطلاق حقیقی باز داشت و کارخانهٔ سلوک را مراتب تعینات معطل ساخت ۔ ماند تحقیق اعیان ممکنات چون سخن بتطویل انجامید از خوف ملالت سمع مستمعان بوقت دیگر موقوف داشته اگر مشیت موافقت نمود شمهٔ ازان به تحریر آید والسلام ۔

کرامت: ہر چیز[2] که ما را پیش می‌آمد ، الاماشآء الله تعالیٰ حضرت ایشان قدس سره پیش از وقوع آن از خیر و شر آن ما را خبر می دادند و برطبق اخبار ایشان واقع می شد ۔ احصاء و تعداد کرامات و خوارق عادات آنحضرت که در تمام عمر دیده ام ، متعسّر است ۔ دران آیام که نو کدخدا شده بودم، بر بالاخانه بسر می‌بردم۔ شبے تاریک تنها در آنجا بودم که کسے بشدت و صولت تمام بر دروازه صدا[3] زد ۔ حیرت روے داد ، ہرچند فریاد کردم که کیست ؟ جواب نه داد ۔ بخاطر رسید که برخیزم و دروازه را بکشایم ۔ آمدم و زنجیر دروازه وا کردم ۔ من تختهٔ در را بجانب خود می کشیدم و او بجانب خود می کشید ۔ آنحضرت در خانهٔ دیگر بودند ۔ درین اثنا تنحنح نمودند ۔ فرمودند که "محمد سعید!" بمجرد شنیدنِ آوازِ آنحضرت در باز شد، دیدم ہیچکس نیست ، باز در را بستم و بخواب رفتم ۔ علی‌الصباح که بخدمت آنحضرت پیوستم ، پیش ازان که من ماجرائے

---

۱ ۔ در مخطوطه ۲ ابرات کمال مطلق می داند ۔

۲ ۔ در مخطوطه ۱ : ہرچه ۔ ۳ ۔ در مخطوطه ۲ : صدمه ۔

شبینه را در معرض اظهار آرم ، فرمودند که محمد سعید ! آن جنّ بود که بتو مزاحمت می نمود ، بانگ بروے زدم و ترا از چنگلِ آن خلاص کردم ـ

کرامت : و نیز می فرمودند که درآن ایام که نوکدخدا شده بودم ، حضرت ایشان مرا فرمودند که ترا ازین تزویج فرزندان خواہند شد ، اما نخستین پسر بود و تا چهار سال نزید ـ ہمچنان واقع شد ، ازان کدخدائی مرا پنج فرزند ارزانی گشت ، نخستین پسر که شد ، پیش از چهار سال وفات یافت ـ

کرامت : و نیز می‌فرمودند در ایام که وبا در سہرند استیلا داشت ، برادران ما خواجه محمد صادق و محمد فرخ و محمد عیسیٰ و ہمشیرۂ ما ام کلثوم درآن وبا رحلت نمودند ـ روزے حضرت ایشان بمن و برادر اعز[1] من محمد معصوم خطاب کرده فرمودند که سحرگاه بارگاه اجلال صمدیت جلت آثاره نزول ارزانی داشته بود و شما ہر دو را در کنار من نشاندند ، محمد سعید را بر زانوئے راست و محمد معصوم را بر زانوئے چپ و حکم سلمہم ساختند که ایشان را بتو بخشیدم ، معمّر خواہند شد و به پیری خواہند رسید ـ الله تعالیٰ آن دو سرچشمۂ فیض و افضال را از بلائے وبا عافیت بخشیده معمّر گردانید و به پیری رسانید که جهان و جهانیان از صحبت ایشان سرشار فیض و برکات اند و عالم و عالمیان صیتِ فیض بخشیٔ ایشان استماع نموده از اقصائے بلاد متوجه دولت سرائے آن مرشدان راہبر طریقت و حقیقت می‌گردند ـ

کرامت : نیز می فرمودند که حضرت ایشان زمانے که بطلبِ سلطانی باکبر آباد تشریف می‌بردند ، والدۂ فرزندان من حامله بود ـ فرمودند که از جانب حق سبحانه الهام شده که محمد سعید را درین حمل اہلیه اش دخترے عنایت فرمودیم ، فاطمه سلطان نام کنند ـ فرمودند که دلگیر نباشید ،[2] از عنایات ہمچنان واقع شد ـ

کرامت : بعضے ثقات محرمِ اسرار نقل کرده اند که یک بارے (دور از امروز) حضرت مخدوم زادگی خواجه محمد سعید سلمه الله و ابقاه سخت بیمار بودند و مرض ایشان بامتداد کشیده و ضعف و ناتوانی بغایت رسیده ، چنانکه اطبا از معالجۂ آن درمانده شدند ـ

---

۱ - در مخطوطه ۱ : و برادر من ـ
۲ - در ہر دو مخطوطه : که از عنایات ..الخ ـ

روزے حضرت ایشان قدس سره در راہے کاغذے دیدند و آنرا برداشتند ، برآن نامِ خدا جل وعلا مکتوب بود - آن را ببوسیدند و در جائے پاک بنهادند - از درگاه رب الارباب ملهم شدند کہ چون تو نام ما را بزرگ داشتی ما پسر ترا بتو بخشیدیم و مرض او بعافیت مبدل گردانیدیم - آن مخدوم زادهٔ برجاده بالفور صحت یافت -

کرامت: این حقیر[1] در واقعہ دیده کہ گوئیا حضرت خواجہ محمد سعید سلمہ ربہ پادشاه اند و اولیا ، اموات بارواح و احیا باجساد چون امرائے پادشاہی ہر صبح و شام بسلام ایشان می‌آیند و بنده نیز دو وقت بسلام ایشان می‌رسد - روزے برائے سلام رسید، دید کہ بجائے ایشان عزیزے دیگر با جامہائے شوخگین[2] نشستہ است و ہیچکس بسلام نیامده - در پرسش وجوه[3] شد کہ معاملہ چیست ؟ درین اثنا آن عزیز برخاست و بشتافت و از جهروکہ فرود آمد - بدان جانب کہ آن عزیز توجہ نمود نگاه کردم ، دیدم کہ حضرت خواجہ محمد سعید با حشم پادشاہی می آیند - آن عزیز رفت و بر ایشان سلام کرد و استقبال نمود - آنحضرت بجهروکہ آمده نشستند ، این زمان ہمہ مردم بسلام آمدند -

درجات و کرامات و خوارقِ عادات حضرت مخدوم زاده زیاده از تعداد[4] است - اشراف قلوب و کشف قبور بر وجہ اتم و اکمل دارند و بشارتے کہ می‌فرمایند بر طبقِ فرمودهٔ ایشان بوقوع می‌آید - تعداد این جزیات خالی از تعسرے نیست ، بنابران عنان خامہ از تعداد آنہمہ تافتہ[5] چندے از آنہا بنگارد -

درجہ : واقعۂ کہ درین ایام راقم این سطور دیده در معرض تحریر می آرد - می بیند کہ صحرائے ست وسیع و اولیا و صلحا و سائر مردم جمع اند و آنحضرت بر تختے نشستہ اند و این ہمہ خلائق بایشان رجوع دارند و امام و مقتدا در آن مجمع ایشانند - درین اثنا این مسکین رسیده بسلام مستسعد گردید - فرمودند کہ اے فلان ! انتظار تو داشتیم و حقۂ کلانے از نقره مرصع میناکاری بفقیر عنایت نمودند و فرمودند کہ مفرح

---

۱ - یعنی مصنفِ این کتاب شیخ بدر الدین سرہندی ۲ - یعنی چرکین
۳ - در مخطوطات : در پرس و جوشد (؟) ۴ - در مخطوطات : تعددات است -
۵ - در مخطوطات : شتافتہ -

یاقوتی ست بسیار اعلی است ، آنرا پادشاه بمن مرحمت فرموده بودند ، بتو دادم ، بخور و بمردم رسان - و خود برخاستند و بر اسپ سوار گشتند - آن حقه را کشادم، درون آن حقه حقهٔ دیگر از نقره برآمد پر از مفرّح یاقوتی اعلی - مخدوم زادگی شیخ لطف الله و محمد فرخ یکان انگشتے دران حقهٔ مفرح زدند و گرفتند و خوردند و بآن حضرت ملحق گشتند - بعد ازان خلائق بر فقیر بالتماس جرعهٔ ازان مفرح ریختند و من بهمه قسمت کردم و آن حقه همچنان پر بود -

درجه : خواجه محمد زاہد که یکے از مریدان ایشان است ، نقل کرده که عشرهٔ اخیرهٔ ماه مبارک رمضان سنه یکهزار و پنجاه بعد از ادائے نماز اشراق بخواب رفتم - دیدم که باغےست در غایت نظافت ، خیابانہائے گل و حوض ده در ده دارد و در گوشهٔ ازان عریشے مفروش است و بر بالائے آن عریش حضرت پیر دستگیر اعنی حضرت خواجه محمد سعید و حضرت محمد معصوم نشسته اند ، سجلات خلق الله از خورد و بزرگ در پیش حضرات ایشان نهاده اند و جمعے باہتمام نزد ایشان ایستاده اند ، انتظار امر ایشان دارند - چون نیک ملاحظه کردم آن باغ را عین مسجد ایشان یافتم که حضرات دران معتکف نشسته بودند و در کنارهٔ حوض مسجد جانب شمال زینهها از نور از زمین تا آسمان تا ہرجا که خواسته اند نهاده اند ، و آن مردم که صاحب اہتمام اند ، کاغذها را نام نویسی کرده دستخط حضرات برآن نویسانده ہرکرا داخل اہل مغفرت کردند ، بالا می برند و مہر کرده باز می‌آرند و در زمرهٔ خاصان می در آرند - و ہر کرا آنحضرات عالیات شایان مغفرت نمی بینند موقوف می دارند ، دستخط نمی کنند - درین اثنا فقیر نیز رسید و بعرض حضرات رسانید که بنده را ہم داخل مغفوران کنند - حضرات و اہل اہتمام فرمودند که ترا و محمد حنیف را و شیخ فیض را که ہمچنان ہمخانهٔ تست بخشیدند - بنده عرض کرد که در باب فرزندان حضرات عالیات چه حکم شده است ؟ ارباب اہتمام گفتند که فرزندان ایشانرا مع متعلقان بخشیدند - روز دوم و سوم ہمین صحبت در واقعه نمودار شد لیکن اہل اہتمام این معنی را نیز اظہار کردند که تو بخدمت حضرات عالیات بگو که ما این قدر خدمت گاری کردیم ، ہیچ تبرک بما عنایت نشد - بحضرت پیر دستگیر خود معروض

داشتم - فرمودند آنچه بایشان نافع بود فاتحه است و فاتحه خواندند - روز دیگر در حلقهٔ آنحضرت مراقب نشسته بودم[1] که آن جماعهٔ اصحاب اهتمام حاضر شدند و گفتند که حق بما رسید -

کرامت : زوجهٔ مرحومی وزیر خان که بخدمت ایشان اخلاص و اعتقاد تمام داشت ، عریضهٔ نگاشت که در باب من توجه فرمایند که خدائے تعالیٰ مرا پسر موہبت فرماید - ایشان توجه نمودند و در جواب آن عفیفه نوشتند که خاطر جمع دار که ترا عنقریب خدائے تعالیٰ پسر ارزانی خواہد داشت - چون مدت حمل او بانجام رسید پسر زائید - ہمان زمان از لاہور قاصد با نیاز و خبر ولادت بخدمت ایشان فرستاد -

کرامت : روزے خادم بخدمت ایشان یک بیرهٔ[2] تنبول آورد که با برگ پلاس[3] آنرا پیچیده بودند - ایشان آن را وا کردند ، پان از میان بر آورده تناول فرمودند و آن برگ پلاس را باز بصورت بیرهٔ پان بسته بجانب فقیر انداختند - مرا گمان آن شد بیرهٔ پان بمن عنایت فرمودند - برداشتم ، دیدم که خالی ست - برادر خورد ایشان خواجه محمد یحییٰ سلمه الله حاضر بود، تبسم نمود و من در دل انفعال کشیدم و از جهت دفع انفعال آن را بالفور در دستار ماندم و آن را پنہان کردم که گوئیا من بر نداشته ام که تا بر آن معنیٰ اہل مجلس مطلع نشوند - چون بخانه آمدم و از حرارت ہوا دستار از سر فرود آوردم بخاطر رسید که آن برگ را بیرون اندازم ، دیدم که از پانہا و مصالح آن پُر است - از مشاہدهٔ این تصرف حیرت روئے داد و آن پان کرامت ایشان بخوردم -

کرامت : وقتے فقیر بیمار بود، کار بیاس رسیده ، حضرات اعنی ہرسه مخدوم زاده برسر فقیر آمدند - چون ضعف من بکمال بود بخاطر فاتر رسید که از ایشان التماس دعا نمایم که خاتمه بخیر گردد - بمجرد خطور این خاطر ارشاد[4] فرمودند که در حدیث آمده است ہر که این دعا در بیماری خود بخواند ، الله تعالیٰ او را با ایمان بمیراند - گفتم درین باب فاتحه ہم بخوانند - حضرت میان محمد معصوم سلمه الله فرمودند که فاتحه صحت بخوانیم

---

۱ - در ہر دو مخطوطه : بود
۲ - پان کا بیڑا
۳ - ڈھاک -
۴ - در مخطوطه ۱ : فشاره - و در ۲ : اشاره -

و فاتحه خواندند - خدائے تعالیٰ عنقریب زحمت بصحت مبدّل گردانید - ازین قسم اشرافات از ایشان[1] زیاده از حدِ حصر دیده است و می بیند -

کرامت : فرزند ارجمند آنحضرت[2] شیخ لطف الله نقل کرده که روزے آنحضرت قصهٔ شهادت حضرت حمزه رض عمّ نبی الله صلی الله علیه وسلم می فرمودند - چون باینجا رسیدند که وحشی نام غلامِ جبیر بن مطعم باشارت ابوسفیان و زن او هنده در حرب اُحد ایشان را بشهادت رسانید و هنده جگر آنحضرت بمکید ، لعن وطعن ابوسفیان و زن او بر زبانِ من نزدیک بود که جاری گردد - آنحضرت قطع کلام نموده[3] مرا مخاطب ساخته فرمودند که بابا ! ابوسفیان و زن او را لعن و طعن نباید کرد که آخر باسلام مشرف شده اند و ایمان اینها بدرگاه رسالت پناه بسعادت قبول رسیده است و بنوازش 'من دخل دار ابی سفیان فهو آمن' بعد فتح مکه سربلند گشته و از اصحاب آنحضرت علیه السلام و التحیه شده -

کرامت : این فقیر بمهمے به لشکر رفته بود - اتفاقاً مهم صعوبت پیدا کرده دیوان دستخط نمی کرد و بر سر شدت بود - بنده بخدمت آنحضرت سلمه الله تعالیٰ متوجه شد و بغم و پریشانی چنانکه دانی بخواب رفته دید که قصرے ست منیع و ایوانے ست رفیع که بنده درانجاست ، زنے صاحبِ حسن با من اول بملاعبت پیش آمد و در اثنائے آن بر من غالب شد و خصمانه برسینهٔ من نشست - نزدیک بود که مرا خفه کند و بهلاکت رساند که آنحضرت چنانچه برائے نماز بمسجد می آیند ، عصا در دست با وجاهتے و وقارے که دارند ، پیدا شدند - آمدنِ ایشان و گریختن آن زن معاً واقع شد و من از شر وے خلاص گشتم - چون صباح شد بخاطر رسید که تعبیر این واقعه آن ست که مرا از شر آن دیوان خلاص کرده اند - این زمان پیش دیوان رفتم ، به بشاشتِ تمام پیش آمد و گفت که بخاطر عاطر خواجه محمد سعید سلمه الله مهم سازی تو باید کرد که ایشان باحوال تو متوجه اند - معلوم شد که در واقعه باو فرموده بودند ، بالفور دستخط کرده داد -

---

۱ - مخطوطه ۱ : این کلمه ندارد -
۲ - خواجه محمد سعید رحمه الله -
۳ - در مخطوطه ۲ : کرده -

حضرت خواجه محمد معصوم سلمه القیوم

آنحضرت فرزند ثالث حضرت ایشان ست ۔ ولادت باسعادت ایشان در سنه ہزار و نه بود ۔ حضرت ایشانَ می فَرمودند کہ قدوم میمنت لزوم فرزندی محمد معصوم ما را بسیار مبارک آمده ، بعد ولادت ایشان بچند ماه ملازمت خواجه قدسنا الله بسره الا قدس نصیب گشت و این ہمہ علوم و معارف بظہور پیوست و ہمواره از صغر سن ایشان آنحضرت قدس سره مدح علو استعداد آن عالی نژاد می کردند و می فرمودند کہ این فرزند با استعداد ولایت محمدی دارد و محمدی المشرب است ۔ و نیز می فرمودند کہ محمد معصوم در سن سه سالگی بکلمۂ توحید کہ مشعر بتجلی ذات و وسعت استعداد است ، تکلم نمود و از در و دیوار و گل و گلزار ہر چیز کہ بنظر وے می در آمد می گفت ''این منم و آن من ۔'' بعد اتمام این کلام فرمودند کہ درین صغیر و کبیر و برنا و پیر ، و حر و اسیر، و زن و مرد ، و کلان و خورد ، و ضعیف و قوی ، و حی و میت برابر اند و در اصول متساوی ۔ ذلك فضل الله یؤتیه من یشآء والله ذوالفضل العظیم ۔

و نیز در شان عالی شان آن برگزیدۂ خدائے جہان می فرمودند کہ وے از محبوبان است ۔ یکے از خادمان حضرت ایشان کہ در سفر و حضر ملازم آن حضرت می بود ، پیش این فقیر نقل می کرد کہ دران ایام کہ حضرت ایشان قدس سره بدارالخلافۂ دہلی تشریف برده اند ، آن مخدوم زادۂ برجاده را ہمراه گرفته بودند ۔ روزے حضرت بعد فراغ از حلقہ بحجره در آمدند کہ ساعتے استراحت نمایند ، دیدند کہ آن مخدومزادۂ کونین بر فراش آنحضرت خوابیده است ، بسرعت تمام رجع القہقری نمودند ۔ خدام بعرض رسانیدند کہ حضرت چرا باز گشتند ، اگر حکم[1] باشد مخدوم زاده را بیدار کنیم تا ایشان دراز کشند ۔ فرمودند کہ از غیرت خداوندی بترسیدم و بر خود بلرزیدم ، ناچار باضطراب بگردیدم کہ دوست خدا جلّ و علا را استراحت است ، مبادا موجب ملال و کلال وے گردم ۔ آمدند و در آفتاب نشستند ، و ہوا بغایت حرارت داشت و فرش مسجد[2] فیروزی کہ از سنگ است ، چون تابہ گرم شده بود ، تا آنکہ آن والا گوہر

---

۱ ۔ مخطوطہ ۱ : عبارت یکہ سطر از 'اگر حکم باشد' تا 'دراز کشند' ندارد ۔

۲ ۔ یعنی مسجد فیروز شاه کوٹلہ کہ در دہلی واقع است ۔

بطور خود بیدار گردید ـ دید که آنحضرت بر زمین در آفتاب نشسته اند ـ باضطراب برخاست و جائے را برائے ایشان خالی ساخت و حضرت ایشان بنا بر مشاہدۂ بلندیٔ استعداد و سمّو فطرت و شدتِ مناسبتِ این مخدوم زادہ بجناب قدس جلّت آلائه ہموارہ منتظر ظہورِ کمالاتِ مخفیه که در مکمن استعداد این مخدوم زادہ مودع بود ، می‌بودند ـ توقع خاص در حصول عجائب و غرائب امور در حق ایشان داشته می فرمودند که بابا ! از تحصیل علوم زود فارغ شوید که مارا بشما کارہاے عظیم در پیش است ـ تا آنکه در شانزدہ سالگی از تحصیل علوم متداوله فارغ شدن حاصل گشت ـ در اثنائے تحصیل در سن یازدہ سالگی طریقه فرمودہ بودند و جمع میان تحصیل قال و حال نمودہ بعد حصول ملکهٔ مولویت ہرچند بدرس علوم و افادۂ طلبهٔ علم نیز اشتغال داشتند ـ اما کارخانهٔ حال بر قال غالب گشت و حضرت مخدومزادۂ گرامی مرتبت به تمامی ہمت و ہمگی نہمت در غواصی بحار اسرار والدِ بزرگوار خویش در آمدند ـ و حضرت ایشان نیز ہمت بر ترق ایشان گماشتند ، ملازم صحبت خود داشته مونس و دمسازخلوات و جلوات‌گردانیدند ـ بر آن آمدند که این مخدوم زادہ را بکمالات قصویٰ و خصائص علیائے خویش بنوازند و آنچه در استعداد بلندِ آن والا گوہر مودع است ، جلوہ‌گر سازند ـ لاجرم توجہاتِ کثیرہ بکار می‌بردند و آثار آن یوماً فیوماً بل آناً فآناً برآن عالی نژاد بظہور می‌پیوست تا آنکه در حضور آنحضرت بواردات بلند و مقامات و کمالات ارجمند متجلی شدند و باسرارِ خاصه و معاملاتِ مخصوصه متحقق گشتند ـ شاہدِ عدل است برین مدعا آنچه حضرت ایشان در خلوتے بحضور اصحاب خلص فرمودند که اقتباس فرزندی محمد معصوم نسبتہائے مارا یوماً فیوماً بصاحب شرح وقایه می‌ماند چنانکه در خطبهٔ کتاب آوردہ :

"الفها ای جدّی الوقایة سبقاً سبقاً و کنت اجری فی میدان حفظه طلقاً طلقاً
حتی اتفق اتمام تالیفه مع اتمام حفظی [1] ـ"

---

۱ ـ میرے داد صاحب 'وقایہ' کو ایک ایک سبق کے بمقدار تالیف کرتے رہے اور میں میدانِ حفظ میں ساتھ ساتھ چلتا رہا ، یہاں تک که اِدھر کتاب مکمل ہوئی اور اُدھر پوری مجھے یاد ہوگئی ـ

انتہائے سرعت سیر و سلوک و طئی مقامات وصول این مخدومزادۂ عالی مرتبت چنانکہ از کلمات حضرت ایشان و از حکایات اصحاب آن حضرت ظاہر می گردد و ہمچنین از بعضے ملفوظات و مرقومات ایشان ہویدا است ، اگر در معرض بیان آید ، نزدیک است کہ نزدیکان دوری جویند و واصلان راہ ہجر پویند۔ بالجملہ بجہت دستور العمل نویسندگان مجملے ازان بشارات کہ حضرت ایشان در حق آن مخدومزادہ فرمودہ اند و برخے ازآن مقامات کہ حاصل روزگار آن برگزیدۂ جہان گشتہ ، تحریر نمودہ آمد۔

و چون آن مخدومزادۂ عالی منزلت بہ احوال و واردات عظمیٰ و مقامات و کمالات قصویٰ ، رسیدند آنحضرت ایشان را بخلعت خلافت سرافراز و ممتاز گردانیدند۔ آن مخدومزادۂ گرامی مرتبت باستقامت ظاہر و باطن بر مسند ارشاد نشستہ اند و بکمال شرع و تقویٰ آراستہ و بمتابعت سنت سنیہ و عمل بعزیمت مرضیہ پیراستہ اند و اخلاق و اوضاع و اقوال و اعمال و رعایت آداب در صورت و معنی بوالد بزرگوار خویش شدت مناسبت و نہایت متابعت دارند۔ چنان اہتمام می فرمایند کہ در ادنیٰ از آداب سلوک و اعمال صالحہ از سنن و مندوب از اتباع والد ماجد خود سر موئے تخلف نرود۔ عمل ایشان بعینہ عمل حضرت ایشان است و طریقۂ شان ہمان طریقہ آنحضرت در وظائف طاعات و رعایت آداب و عبادات۔ و اوقات شریف شان از شب و روز برائے ہر عمل صالح مقسوم است و ساعات لیل و نہار شان بجہت اعمال حسنہ مضبوط۔ و وظائف ماثورۂ ہر وقت را التزام دارند و ادعیۂ غیر موقتہ را نیز ملتزم اند۔

بعد از نماز فجر و وظائف آن در حلقۂ ذکر با اصحاب[1] می نشینند و سرجیب مراقبہ می دارند۔ پس صلوٰۃ ظہر برائے استماع کلام مجید از حافظ نیز بحلقہ می پردازند۔ اکثر اوقات بعد حلقۂ ظہر بدرس کتب متداولہ مثل بیضاوی و عضدی و تلویح و مشکوٰۃ و ہدایہ اشتغال می دارند ، یک دو سبق می فرمایند و بدقت و متانت افادہ می نمایند و در بعضے اوقات بعد حلقۂ ظہر بصحرا می روند و در گوشہا و خرابہائے نواحی شہر بخلوت می نشینند و گاہے بعد پیشین بدوگانہ اشتغال می نمایند بیک دوگانہ

---

۱ - در مخطوطات ۱ و ۲ : باصحاب۔

نماز[1] عصر می درآید و می فرمایند که تلاوت کلام مجید که درمیان نماز کرده می شود بسیار لذت بخش است - و فرقان حمید را بسند نموده اند در مدت سه ماه حفظ کرده بر تلاوت آن مداومت دارند و در تراویح در ماه مبارک رمضان یک ختم خود می‌خوانند و دو از حافظ می شنوند و مردم از اطراف و اکناف بلاد و قریٰ از راه دور و دراز بجهت نیل سعادت استماع کلام مجید از ایشان و حضور مجلس بهشت آئین چون مور و ملخ دران مجلس شریف حاضر می شوند چنانکه باوجود وسعت مسجد جا بر مردم تنگ می گردد ، لهذا بعضے مردم پیش از افطار روزه حاضر می‌شوند -

و تفقد احوال مسترشدان و همت در ترق منازل سلوک شان و وصول بمدارج قصویٰ آنها طریقهٔ مرضیهٔ حضرت مخدومزاده است و تربیت طلاب و تکمیل آنها بر وجه کمال سنت سنیهٔ ایشان - توجهات عالیات ایشان بحال طالبان صادق بیشتر مصروف است و همت شان به ترق آنها بغایت مبذول ، چنانکه آثار آن برطلبه ظاهر می شود و واردات و سوانح حالات وصول بمقامات حاصل روزگار اینان می گردد و از احوال حاصله و مستقبلهٔ طالبان اطلاع می دهند و مقامات عروج شان بیان می فرمایند و از ولایت طالبان اطلاع می بخشند که فلان در فلانے ولایت ست و فلانے در فلان ولایت قدم نهاده است و بسیارے از منتسبان آن مخدومزادهٔ والا قدر باحوال سنیه و اسرار خفیه مشرف شده بشرف خلافت طریقهٔ انیقه ازآن مرکز دائرهٔ قطبیت ممتاز گشته اند و بدیار خود قبول عظیم دارند و مردم از صحبت شان بهرهائے کامل بر می دارند بلکه منتسبان بواسطهٔ آن مخدوم باحوال[2] وکمالات متحلی گشته بخلافت متمیز شده اند ، عجائب و غرائب امور بیان می نمایند و صحبت آنها بسیار مؤثر است ، چنانکه آن مخدومزاده اظهار نعم الٰہی و احسان نا متناہیٔ او سبحانه نموده اند و اشعار باین معنی نیز رفته آنجا نوشته اند :

"بکرم خداوندی جل سلطانه و بطفیل رسول او صلی الله علیه و آله وسلم و به یمن توجه پیر دستگیر قدسنا الله بسره الا قدس معاملهٔ تسلیک و تکمیل

---

۱ - در مخطوطه ا : لفظ 'نماز' نیست - ۲ - در مخطوطه ا : باصول کمالات -

بغایت سہولت پذیرفتہ و راہِ وصول اقرب گشتہ و کارِ دہور بایام و شہور مقرر شدہ - ہرچند بحسب کمیت مسترشدان این معاملہ قلت دارد ، چہ این وقت آن را برنتابد لیکن از روئے کیفیت افزون و بیش از پیش است - یکے از مسترشدان بواسطہ در ہفت روز از ابتدائے تعلیم طریقہ از فنائے قلبی در خود نشان می داد و چیزہا بیان می نمود کہ گوئیا بحوالی فنائے نفس رسیدہ وما ذلك علی الله بعزیز - و اکثر مجازان فقیر کہ از احوال مسترشدان خود بیان می کنند و قصص سرعت وصول کہ می گویند ، عقلِ عقیل در تحیر می ماند :

اگر پادشہ بر درِ پیرزن
بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

باید دانست کہ مربی حقیقی اوست سبحانہ :

از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند

تنبیہ : باوجود این ہمہ افاضۂ انوار و افادۂ اسرار کارِ این دل افگار روز بروز خرابی ست و حاصل روزگارِ او بُعد و حرمان است و غفلت و کسب معاصی در تزاید - در لجۂ حیرت فرو رفتہ است و از مکر خداوندی جل شانہ ترسان و لرزان است ، نمیداند کہ فردا باوے چہ معاملہ کنند و در کدام جرگہ داخل سازند - ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبّت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین -''

پوشیدہ نماند کہ این مخدومزادۂ عالی قدر را کمال اطلاع و غایت وقوف است بر اسرارِ خفیہ و معارفِ مکنونۂ پدر بزرگوارِ خود ، چہ آن معارف و اسرار کہ داخلِ مکتوبات قدسی آیات آنحضرت گشتہ و چہ[1] آن اسرارِ خاصہ کہ آنمخدومزادہ در خلوات از زبانِ الہام ترجمانِ حضرت ایشان شنیدہ - و بعضے از آن معارف در بیاض خاصۂ خود

۱ - در مخطوطہ ۱ و ۲ : و چہ غیر آن اسرار الخ -

تحریر فرموده اند - و نیز ذکر بعضے اسرارِ خفیہ و معارف لدنیہ مخصوص بآن نوباوهٔ گلستان ولایت بوده است کہ دیگرے دران محرم نبود ، چنانکہ شطرے از اسرار متشابہات قرآنی و مقطعات فرقانی کہ ذکر آن بآن مخدومزاده خصوصیت یافت و غیرآن - بلکہ بہ بعضے از آن معاملات متشابہات متحقق گشتہ اند و چون آن اسرار لازم الاستتار بود ، ازان لب نکشوده اند و بعضے دیگر کہ فی الجملہ قابل اظہار بود در قلم عنبرین رقم درآمده و اشعار بآن معاملات و اسرار لازم الاستتار تواند بود کہ آن مخدومزاده در بعضے مکاتیب رقم فرموده اند :

قدسیہ: ''اگر شمۂ از حقیقت معاملهٔ این اکابر درمیان آرد ، نزدیک است کہ نزدیکان دوری جویند و واصلان راهِ ہجر پویند - مستمع از ہوش رود و متکلم را تاب نماند :

فریادِ حافظ این ہمہ آخر بہرزه نیست
ہم قصهٔ غریب و حدیث عجیب ہست

متشابہات قرآنی رمزے ست ازان و مقطعات فرقانی ایمائے ست بآن ، این دولت باصالت نصیب انبیا ست علیہم الصلوٰت و کمّل ورثہ را از اتباعِ بزرگواران نیز نصیب است بوراثت ولو علیٰ سبیل القلة والندرة فعلیك باتباع خاتم الرسل علیه و علیهم الصلوٰت و التسلیمات نسئل من برکاتهم و نذوق من اذواقهم و ننجو من مهالك الطامة الکبریٰ بشفاعتهم -''

اما بشارات عالیہ کہ حضرت ایشان بآن[1] آن مخدومزاده را سربلند و ممتاز ساختہ بودند و بعضے ازان سبق ذکر یافتہ آثار آن بشارات بر آن مخدومزاده والا نژاد بظہور رسید و بآن بشارات آن مخدومزاده متحقق گشتند چنانکہ آن والا گوہر بعد حصول بشارات مذکوره و کمالات دیگر بہ بعضے مخلصانِ صاحب سرِ خود قلمی فرموده اند - روزے آن مخدومزاده عالی منقبت بخدمت آنحضرت[2] معروض داشتند کہ ''من خود را

---

۱ - مخطوطات این کلمہ ندارد و عبارت مقتضی آنست - ۲ - یعنی پدر بزرگوار خود -

نورے می یابم کہ تمام عالم از آن نور منوّر است و آن نور در ہر ذرہ از ذرات ساری است چون نور آفتاب کہ تمام عالم ازآن منور است ۔'' حضرت ایشان فرمودند کہ ''اے فرزند ! تو قطب وقت خویش خواہی شد ۔ این سخن را از من یاد داری[1] ۔'' چنانکہ آن مخدومزادۂ والا نژاد در بعضے مکاتیب خویش نوشتہ اند کہ :

''من در سنِ چہاردہ سالگی بودم کہ آن حضرت متعالی منقبت بنویدِ قطبیت مبشر ساختہ بودند ، پیش از اعطائے خلعت قیومیت بدہ یازدہ سال حمداً للہ سبحانہ کہ موعود منجز گشت و اثر بشارت بحصول پیوست ۔''

و نیز نوشتہ اند کہ :

''روزے حضرت ایشان دقائق اسرارِ فنا و بقا و زوال عین و اثر بطرز خاص خود بیان می فرمودند ، سخن از حصول[2] بکعبہ' مقصود و نشان اثر آن بر زبان مبارک داشتند و زیادہ از یک ماہ شدہ بود کہ ہمین قسم معارف درمیان بود و روز بروز غرائب و دقائق آن می کشود ، این مہجور بتوجہ شریف آنحضرت دست و پائے بحوالی آن می زد ۔ حضرت ایشان ہموارہ در تفتیش و تبیین حال این بے پر و بال می بودند و ترقب ترق او داشتند و توجہ بر آن می گماشتند تا آنکہ دران وقت کہ بیان دقائق مسطورہ می نمودند بعد استفسار حاصل روزگار این دور از کار نوازشہا در حق وے نمودند و بشارات حصول معاملات مذبورہ فرمودند و این بیت را در شان او برزبان الہام ترجمان خویش آوردند :

مورِ مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
دست بر پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

حمداً للہ سبحانہ علی ذٰلک و علی جمیع نعمائہ ۔''

---

۱ ۔ در مخطوطہ ۲ : آوری ۔
۲ ۔ در مخطوطات ۱ و ۲ : لفظ 'حصول' ہست ، اما 'وصول' مناسب می نماید ۔

و حضرت ایشان قدس سره نوشته اند که :

''روزے بعد نماز بامداد مجلسِ سکوت داشتم ، ظاہر شد که خلعتے که داشتم از من جدا شد و خلعت دیگر بمن متوجه شد که بجائے آن نشیند ۔ بخاطر آمد که این خلعت زائله را بکسے خواہند داد یا نه ؟ در آرزوئے آن شد که آنرا بفرزند ارجمند محمد معصوم بدہند ، بعد از لمحۂ دید که بفرزندی مرحمت فرمودند و آن خلعت او رابتمام پوشانیدند ۔ و آن خلعت زائله کنایت از معاملۂ قیومیت بوده است که به تربیت و تکمیل تعلق داشته و باعث ارتباط باین عرصه مجتمعه او بوده و این خلعت جدیده را چون معامله بانجام رسد و مستحق خلع گردد ، امید است که از کمال بنده نوازی آنرا بفرزندی اعزی محمد سعید عطا فرمایند ۔ این فقیر بتضرع مسألت این معنی می‌نماید و اثر اجابت می‌فهمد و فرزندی را مستحق این دولت می یابد :

با کریمان کارہا دشوار نیست''

تمّ کلامه الشریف ۔

معلوم شریف دوستان باد که این خلعت جدیده کنایه از معاملۂ خُلّت بوده و این وعدۂ اعطائے خلعت خُلّت به مخدوم زادۂ برجاده حضرت خواجه محمد سعید سلمه الله المجید بعد از اندک روز منجز گردیده و آن خلعت را بایشان عطا فرمودند لله الحمد والمنة ۔ چنانچه این معنی در زمان حضرت ایشان قدس سره مقرر شده بود و حضرت مخدومزاده ثالث صاحب ترجمه در بعضے از مکاتیب خویش نوشته اند که :

''درآن آیام که درویشے[1] را بخلعتِ قیومیت نواختند ، آن عالی حضرت در خلوت وے را خطاب کرده فرمودند که علاقه[2] ارتباط ما باین مجمع ہمین معاملۂ قیومیت بوده که آن را بعد از توجہات بتو کردیم و مکنونات بشوق تمام بتو رو آوردند ۔ الحال سببِ ماندنِ خود درین جہان فانی

---

۱ - کنایه از ذاتِ گرامیِ خود ۔ ۲ - در مخطوطه ۲ : علاقه و ارتباط ۔

نمی یابم و اداء قرب ارتحال خویش ازین جهان پُرنیش فرمودند ـ آن درویش دلریش باوجود استماع بشارت مسطوره جگر کباب و دیده پر آب گشته با کمال الم و اندوه در خود فرو رفت ـ نه زبانش را یارائے گفتن ماند و نه گوشش را تاب شنفتن ـ چون آنحضرت این تلوین را در آن مسکین مطالعه نمودند ، از روئے نہایت بنده نوازی فرمودند ''غم مخور ، سنة الله چنین جاری گشته است که یکے را بخود می خوانند و دیگرے را بجائے وے می نشانند ـ'' و از کمال تلطف عبارت آن عزیز را که در نفحات[1] می آرد ، بر زبانِ مبارک راندند که ''پیغمبر صلی الله علیه وسلم را پائے درکشیدند ، ابوبکرؓ[2] بجائے او نشست ـ ابوبکرؓ را پائے در کشیدند، عمرؓ بجائے او نشست ـ عمرؓ را پائے درکشیدند ، عثمانؓ بجائے او نشست ـ عثمانؓ را پائے درکشیدند ، علیؓ بجائے او نشست'' ـ چون آنحضرت اندوهِ آن درویش بیش از پیش دیدند ، فرمودند که در ارتحال من گونه مہلتے ہست ، اما به بینم که چه علاقه درمیان ست ، متوجه و مراقب گشته بعد لمحهٔ فرمودند که تا ایام وصال من قیام تو بمن بود و قیام افراد عالم بتو ـ ازین مقوله یک گونه تسلی خاطر این مسکین گردید ـ بعد ازین گفت و شنود بیک سال و سه ماه چند روز کم حادثهٔ ارتحال حضرت ایشان واقع شد ـ''

و نیز نوشته اند که :

''حصول نسبت قیومیت ہیچکس را تا نصیبے از اصالت نداشته باشد ، میسر نیست ـ حضرت ایشان درویشے را که بحصولِ نسبتِ قیومیت بشارت داده بودند و به پیوند ثبوت نشأ اصالت نیز وے را سربلند گردانیدند و نیز فرمودند که ہر قدر نصیبے از اصالت داری موافق آن محبوبیت در نہاد تو مودع است یعنی محبوبیت ذاتی که کمال انفعال در حق وے نشان داده است وما ذلك علی الله بعزیز ـ''

و نیز نوشته اند که :

---

۱ ـ نفحات الانس جامی قدس سره ـ

۲ ـ در مخطوطات : ابابکر ـ

''حضرت ایشان قدس سره شبے که صباح آن رحلت خواهند نمود یا[1] شب پیش آن ، حضرت مخدومی استادی میان محمد سعید سلمه ربه نیز دران وقت حاضر بوده و مرض آنحضرت در غایت شدت بود - فرمودند که مرا بنشانید - بنده در کنار خویش آن قدوهٔ کبار را بنشاند ، چنانکه بار مبارک آنحضرت برین ذرهٔ بے مقدار بود - ازان بار امیدوارم که چه قسم بار خوشگوار بر روزگار این خاکسار رو آورد و چه عالی اسرار لازم الاستتار بدین دل افگار سپارد - القصه آن عالی حضرت فرمودند که داعی وصال در سرّ من ندا در داد که سلطانت می طلبد - مرغ ہمت بلند پرواز من رو بآشیان لامکان نهاده رسید جائے که رسید - ازان بارگاه عالی جاه ندا شنید که سلطان در خانه نیست - بعد ازان معلوم شد که این مقام حقیقت کعبهٔ ربانی ست به ماورائے آن شتافتم و عروج نمودم تا بمقام صفات حقیقیه که موجود اند بوجود زائد رسیدم - این مقام صفات ورائے صور علمیهٔ صفات است که در مرتبهٔ تعین علمی کائن است و ورائے صور صفات ست که در مرتبه تعین وجودی تعین حبی ست چه این دعوت و سیر در ماورائے تعین حبی است کما سیجئی مفصّلاً - ازین مقام نیز متوجه فوق گشتم تا به اصول این صفات که شیون ذاتیه اند و مجرد اعتبار اند در ذات عز شانه داخل[2] گشته و شما ہر دو برادر در ہر مقام با من ہمراہید - از آنجا بفوق بردند و بذات بحت که مجرد است از نسب و اعتبارات رسانیدند و حضرت[3] مخدومی را بوصول این درجهٔ قصوی سبب امامت نماز خود فرمودند که درین ایام مرض امامت آنحضرت ایشان می کردند و این حقیر را از راه دیگر[4] اشارت نمودند -''

''و در ہمان مجلس یا در مجلس دیگر در ہمین مرض موت فرمودند که حصول این درجهٔ کمال و وصول باین رتبهٔ متعال منوط به تلبس بکلام مجید سبحانی

---

۱ - در مخطوطه ۲ : تا شب -

۲ - در مخطوطه ۲ : واصل -

۳ - خواجه محمد سعید قدس سره -

۴ - مانا که مراد ازان تلبس بکلام مجید سبحانی ست که بعد ازان مذکور است -

است ـ بطفیل قرآن باین بمنزلتِ علیا ممتاز گشته ام ـ ہر حرفے را ازحروف قرآنی دریائے می یابم کہ موصل کعبۂ مقصود است ـ در این اثنا آن بیت را کہ حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہ بمجرد شنیدن آن از راه دور بزیارت قائل آن رفتہ بود کہ این است ، شعر :

اندر غزلِ خویش نہان خواہم گشتن
تا بر لبِ تو بوسہ زنم چونش بخوانی

بر زبان شریف آوردند و ذوقہا نمودند ـ بعد ازان فرمودند کہ مناسب ما نحن فیہ چنین باید گفت :

اندر سخنِ دوست نہان خواہم گشتن
تا بر لبِ او بوسہ زنم چونش بخواند

سخنِ محب کجا بر لبِ محبوب برسد ، چنانچہ سخن او را باو قرب[1] منزلت است ، از سخن او باو توان رسید ، نہ از سخن خود کہ سخنش کوتاه و در راه است ـ این حقیر گوید من عرف اللہ کل لسانہ آن را گواه است ع :

پس سخن کوتاه باید و السلام"

و نیز نوشتہ اند کہ :

"حضرت ایشان در مرض موت ہمواره اسرار صلٰوۃ و حقیقت صلٰوۃ و بیان صلٰوۃ انبیاء و کمّل اولیا و خصوصیتے کہ انبیاء را ست علیہم الصلٰوۃ بر کمّل دیگر و صفوف اربعہ انبیاء علیہم السلام کہ اقتدا نموده اند و کیفیتِ صف بستن این بزرگواران و تفاوت درجات ایشان درمیان خودہا از روئے قرب منزلت و آنکہ صف اول ازین برگزیدہا کیست ؟ و آن انبیا کہ اسامیٔ ایشان درکلام مجید مسطور است ، در آن مجمع چہ خصوصیت دارند؟ و مقام خاص سرور دین و دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ بر

---

۱ ـ در مخطوطہ ۲ : قرب و منزلت ـ

ہمہ مقامات دیگران[1] سروری و بزرگی دارد و بیان وسعت آن مقام از سابقان این امت کہ بوصول آن مقام بطفیل و تبعیت مشرف و مستسعد اند[2] و تعین مقام خود و بیان خصوصیت آن و آنچہ در باب حضرت مخدومی استادی در حصول نصیبے ازین دولت فرمودند و نیز آنچہ در بارۂ این عاصی آوارہ بشارت دادند و ما یناسب ذالک چیز ہا فرمودند کہ فکر عقل و وہم خیال از درک آن مقال حیران و سراسیمہ بود ۔ چون تفصیل اکثر امور مسطورہ از جملہ اسرار لازم الاستتار است ، بنا بران باجمال در ذکر این اقتصار افتاد ۔''

و نیز نوشتہ اند کہ :

''روزے حضرت ایشان فرمودند کہ در زمرۂ سابقین کہ حق سبحانہ در شان ِ شان ''ثلّۃ من الاولین و قلیل من الآخرین'' فرمودہ ، نظر می کردم ، خود را داخل ِ آن جرگہ دیدم و یکے را از منتسبان خود نیز در آنجا با خود یافتم ۔''

و مثل این در اسرار متشابہات نیز نوشتہ اند کہ :

''متشابہات کہ کنایت از معاملات است و روا بود کہ شخصے را معاملہ حاصل بود و علم بآن نباشد ، این معنی را در یک فردے از منتسبان خود مشاہدہ نمودہ است بدیگران چہ رسد : ع

سعادتہا ست اندر پردۂ غیب　　　نگاہ کن تا کرا ریزند در جیب

و نیز نوشتہ اند کہ :

''حضرت ایشان فرمودند کہ بقیہ ٔ از خلقت سرور ِ دین و دنیا علیہ الصوات والبرکات العلی ماندہ بود ، آنرا از اولش خواران[3] بہ یک فردے از دولت مندان ِ

---

۱ - در مخطوطہ ۱ : دیگر ۔　　۲ - در ہر دو مخطوطہ : است ۔
۳ - در مخطوطات ۱ و ۲ : گویان ۔

است او عطا فرمودند و تخمیر طینت او ازان نموده و ازین راه آن فرد را از اصالت بهره ور ساخته اند - ازان بقیه بعد تخمیر طینت آن فرد نیز بقیه قلیلے مانده بود - یکے از منتسبان آن فرد آمده است و تخمیر طینت او ازان فرمودند و باندازهٔ آن خطے از اصالت نیز یافته ''ان ربک واسع المغفرة -'' نصیبے که حضرت مهدی موعود را علیه الرضوان از اصالت است ، از راه حضرت عیسیٰ است علیٰ نبینا و علیه الصلوٰة والسلام -'' تم کلامه

و حضرت ایشان قدس سره در باب آن سعید دارین و معصوم مادرزاد فرمودند که شما را از دائرهٔ غضب بیرون کردم ، مترصد فوق باشید - و نیز در باب هر دو مخدومزاده فرمودند که بدرگاه مجیب الدعوات درخواستم که شما را از جانب سلطان[1] اکراه صحبت و رفاقت واقع نشود و شما را بمصاحبت ایشان نینداند ، باجابت مقرون گشت ، همچنان بوقوع پیوست -

اکنون سخنے چند از کلمات قدسیه و واردات سنیهٔ آن مخدوم زاده ایراد می نماید - هرچند آن معاملات و مقامات که درحین حیات آنحضرت برآن برگزیدهٔ آفاق گذشته وآن اسرار که بخدمت حضرت ایشان درمیان کرده اند ، از راه تستر در معرض بیان نمی‌آرند اما بعضے امور که در وقت دوری از حضور قبله گاه به آن درگاه عرضه داشت کرده اند در مکتوبات قدسی آیات خویش که غوامض حقائق صوفیه از مبادی آن پیداست و نفائس دقائق علما و عرفا از مقدمات آن هویدا ، و هر فقره از آن خاتم اسرار نقر را نگینه است و هرفصلے ازآن جواهر اسرار وصل را خزینه ، نگارش فرموده اند ، برخے ازان بر روئے صفحه نگارد -

قدسیه : عرضداشت کمترین بندها محمد معصوم ذره وار بموقف عرض بار یافتگان عتبه علیه مےرساند که نامهائے گرامی بامعارف و اسرار سامی پے در پے می رسد و معامله را از حضیض باوج می برد - مکتوبے که متضمن تجلیات ثلثه است درین اوان رسید ، بقدر استعداد خود ازان بهره ور گردید و خطے فراگرفت ، بعد ازان مکتوبے که مشتمل بر

---

۱ - یعنی جهانگیر -

معارف نورانی ست ، شرف ایراد یافت ۔ در حین مطالعۂ آن شعورے ازان نور صرف یافتہ بود بلکہ فنائے و بقائے نیر بآن فہمیدہ و تا مدتے دران استغراق داشت ۔ حضرت سلامت! از عنایات او تعالیٰ چہ نویسد؟ و احسانہائے او را سبحانہ چسان بیان نماید؟ کشان کشان می برند ، ہرچند نداند کہ کجامی برند ؟ وبکجا می رسانند ؟ اما التذاذات و کیفیات کہ درین میان روئے می دہد ، بیان آن نتوان کرد ، ذوق ست نہ بیانی[1] :

من نہ باختیار خود می روم از قفائے او
آن دو کمند عنبرین می بردم کشان کشان

حضرت حق سبحانہ علم و تمیز کامل بتوجہ عالی عطا فرماید رب زدنی علماً ۔

قدسیہ ۲ : بتاریخ سیوم شعبان سنہ یکہزار و چہل و یک در نماز عصر بسط عظیم روئے داد و منزلت عالی و کیفیت بس شگرف کہ ہرگز مثل آن روئے ندادہ بلکہ مخطور و متصور ہم نگشتہ ، شرف ورود یافت و امورے درمیان آمد کہ مصداق ''لاعین رأت ولا اذن سمعت'' تواند بود ۔ نہ زبان را یارائے گفتنِ آن و نہ قلم را تابِ نوشتنِ آن ۔

فریاد حافظ اینہمہ آخر بہرزہ نیست
ہم قصۂ غریب وحدیث عجیب ہست

مانا کہ آن مقام را خصوصیتے بکاتب بود کہ دران بارگاہ خود را منفرد دید ۔ نتائج کلمۂ طیبہ و سائر الفاظ ذکر را مثل تسبیح و تحمید و تکبیر دران حریم قدس گنجائش نیافت ۔ اگر گنجائش ہست قرآن راست و نماز را ہم بعلاقۂ حضرت قرآن مجید و ورائے نماز و قرآن نسبت بآن مقام تعطیل و بیکاری می یابد و می فہد کہ ہیچ کسب و عمل را در حضور نسبت علّیہ مدخل نیست ، موہبت صرف است ۔ سابقہ عنایت می‌باید دیگر ہیچ ۔ مانا کہ ریاضات و مجاہدات در مبادی قرب ولایت دخل دارد تا زمانے کہ سیر در اصول و اصولِ اصول است ، اعمال صالحہ سودمند و نتائج بخش است کہ بوسیلۂ آن سالک مستعدِ ترقیات می‌فرماید و تکرار کلمہ طیبۂ نفی واثبات از ظل باصل

---

۱ ۔ درمخطوطہ ر : نہ بیانی ست ۔

آن راه می کشاید و از اصول باصول اصول عروج می نماید و آنچه مذکور شد ، بقرب نبوت تعلق دارد که دراینجا اصل را در رنگ ظلال در راه باید گذاشت ـ ریاضات شاقه بحوالی آن بارگاه معلی راہے نمی کشاید ـ وصول بآن مقام بموہبت محض است یا بمحبت صرف ـ

خصوصیت و عدم شرکت احدے که دربالا مذکور شد ، چون نیک تامل نمود ، دید که ازین راه گذر است که ہر کسے که باین منزلت رسیده است ، مقامے از خود دارد که دیگرے را بالاصالۃ درآن شرکت نیست ـ ہر چند واصلان آن مقام اقل قلیل اند ـ ازان جمله حضرت ایشان راکه در آنجا ملاحظه نموده بغایت عظمت و نہایت آبہت در نظر درآمدند ، چنانکه عقل و وہم در ادراک آن حیران وسراسیمه است و زبانِ قلم و قلمِ زبان در بیان آن عاجز و قاصر ـ

باید دانست که عالم[1] را ظل حضرت حق سبحانه دانستن یا مرآة او تعالی تصور نمودن و موہوم دیدن و کمالات منعکسه ظل را باصل سپردن و ظل را خالی بلکه معدوم فہمیدن بعد ازان آنرا بکمالات اصل متحقق یافتن ہمه در قرب ولایات که از ظل باصل پیوستن ست می فہمد ـ بعد ازان که اصل را در رنگ ظل در راه گذارد و بحوالی آن حریم اقداس برسد ازین امور ہیچ درکار بلکه متصور نبود ـ آنجا ظل دانستنی نیست و اوصاف را باصل داده خود را فانی و مستہلک دیدنی نه وبقا و تحقق باصل پیدا کردن مشہود نمی گردد ـ وصول آن موطن را راه جداست ، ازین راه بآن مقام رسیدن دشوار است ـ ازبسکه درآن موطن ظہورِ جمال و رضاست اگر ازان بضحک نماید گنجائش دارد والعلم عند الله سبحانه ـ

قدسیه ۳ : عرضداشت مہجور ملازمت عالی محمد معصوم بذروهٔ عاکفان آستان[2] عالی شان می رساند که حسن و جمال که متوہم می شد چون عاریتے و امانتے باہل امانت منصرف و غیر از شر و نقص ہیچ باقی نماند ـ حضرت سلامت ! روزے حالتے روئے داد که آن عدم که غیر آن ہیچ چیز ظاہر نبود ، روئے باستتار آوردن گرفت و این

---

۱ ـ در مخطوطات ۱ ، ۲ : علم ـ ۲ ـ در مخطوطه ۱ ، ۲ : آستانه ـ در مخطوطه ۱ : یابد ـ

کمالات که باصل خود رجوع کرده بود جلوه‌گر گشت ، دید که عدم را بتمامه برآوردند و غیر آن کمالات چیزے دیگر ظاہر نیست ـ خود را بغایت نورانی و لطیف یافت ، بعد ازان می بیند که آن کمالات که بآن بقا بخشیده اند باصل خود رجوع کردن گرفت و باصل الاصل ملحق گشتند و ظهور در آن حضرت بطریق اصالت و حقیقت پیدا کرده اتصال بے کیف حاصل نمودند ـ این زمان آناً که از عدم بتمام برکنده بآن کمالات ملحق شده بود ، آنجا اطلاق یافت و نسبت ظاہره بامظہر ہمچون نسبت عالم خلق با عالم امر یافت ـ حقیقت کمالات انفعال اینجا ظاہر می شود و بعضے امور دیگر نیز اینجا معلوم بود نتوانست نوشت ـ

قدسیه ۴ : عرضه داشت بندۂ کمترین محمد معصوم بذروه عرض خاک نشینان درگاه آسمان جاه می رساند که این فقیر را ازان بار بعالم فرود آورده اند ـ نشانه آن نسبت را که در وقت عروج بآن مشرف ساخته بودند بیان می نماید[1] که از یمین و یسار بیگانه است ـ یمین و یسار ازین نسبت قلیل النصیب اند ـ بلکه ہیچ مناسبت ندارند ـ این نسبت مخصوص بسابقان است ـ اصحاب یمین در رنگ اصحاب یسار ازین کمال چه دریابند و ارباب ظلال در رنگ عوام سومنان ازین معما چه فراگیرند ـ محبت ذاتیه که درآنجا ایلام محبوب ازدیاد محبت بخش است نسبت به انعام او اینجا متحقق می‌گردد و چون بذوق و وجدان خود رجوع می کند بے تکلف می یابد که حظے و حلاوتے بلکه ازدیاد محبتے که در وقت ایلام محبوب است در ہنگام انعام او نیست ـ توان گفت که تصور ایلام محبوب فرحتے و سرورے می بخشد که درنفس انعام آن فرح کائن[2] نیست چه در محبت ذاتیه ہر چند فرح و سرور از شائبه نفسانیت منزه و مبرا باشد اتمیت واکملیت پیدا می کند ـ

قدسیه ۵ : امرے که ما درپۓ آنیم ورائے جذبه و سلوک است ، و بیرون از آفاق وانفس ، و ورائے فنا و بقاست ، و ورائے تجلیات و ظہورات ، و ورائے دخول و خروج است ، و ورائے قرب و بُعد و ورائے توحید و اتحاد است ، و ورائے شہود و مشاہدات ، و ورائے لفظ و معنی است ، و ورائے علم و جہل ، و ورائے کثرت و وحدت است

---

۱ - در مخطوطه ۱ : یابد ـ
۲ - در مخطوطات ۱ ، ۲ : وباین ـ

و ورائے اسم و صفت ، و ورائے قید و اطلاق است و ورائے شیون و اعتبارات و ورائے موہومات و متخیلات و مکاشفات است و ورائے تجلی افعال و صفات تعالی تقدس ـ اصل در رنگ ظل ازان دولت سرا در راه است فهو سبحانه ورآء الوراء ثم ورآء الورآء ـ این ورائیت در جانب قرب است نه جانب بُعد ـ از ہرچه تصور کرده شود نزدیک تر است بلکه از ذات این کس باین کس نزدیک تر ست ـ ورائیت جانب بعد جولانگاه وہم است و ورائیت جانب[1] قرب از دیدۂ عقل و ادراک و وہم و خیال بیرون است چه فہم و وہم از خود نزدیک ترے را نتواند تصور نمود فهو تعالی اقرب فی الوجود و ابعد فی الوجدان ـ این کمال از کمالات ولایت انبیا ست علیهم الصلوات و التسلیمات ، چه کمالات ولایت اولیا منحصر در مراتب قرب است که غایت قرب اتحاد و رفع اثنینیت است که نہایت این ولایت است و معاملۂ اقربیت از اتحاد ہم نازک تر است ، از اتحاد باید گذشت تا معاملۂ اقربیت روئے نماید ـ ع :

لذت این مے نشناسی بخدا تا نچشی

قدسیة ۶ : مطلوب حقیقی چونکه ورائے اوہام و افہام است و ورائے تفکر و تعقل ، معرفت دران حریم اقدس نکارت است ، و علم جہل ـ چون او جلوه فرماید مشتاق بیچاره رو بعدم آرد ـ

گیرم که بغم خانۂ ما یار خرامد
کو حوصله؟ طاقت دیدار که دارد ؟

پس طالب او غیر از آنکه خود را بہجر قرار دہد و بیاس آرام گیرد ، چاره ندارد ـ

عاشقان را نصیب از معشوق
جز خرابی و جان گدازی نیست

و اگر بعد وجود موہوب بعلم و شعورش باز آرند مطلوب باندازۂ استعداد و دریافت خود خواہد یافت و بیرون از حوصله و طاقت خود نخواہد شتافت که

---

۱ - در ہر دو مخطوطه ۱ ، ۲ : ورائیت از دیده عقل . . . الخ ـ

مقید ہرچند بزعم خود از ہمہ قیود وا رہد ، مطلق حقیقی نگردد ۔ پس نا یافت ہمہ وقت دامن گیرش آمدہ و نا امیدی نقد وقت ۔

ہمہ صبح وصل جویان ، من و شام نا امیدی
کہ سیاہ بخت ہجرم ، شب من سحر ندارد

عاشق دردمند را آرام نیست و ہیچ گونہ قرار ندارد ۔ از تپش دوری ہموارہ سینہ سوزان است و از شوک مہجوری پیوستہ جگر دوزان ۔ ہرگاہ سرور حبیبان علیہ الصلٰوۃ و السلام بدوام حزن و تواصل فکر موصوف بود از دیگران چہ گوید ۔ آرام کہ بظلال و اعتبارات است نہ آرام باوست ، محب ذات ازان خرسند نشود ۔

گرفتم از غم دل راہ بوستان گیرم
کدام سرو ببالائے دوست مانند ست ؟

قدسیہ ۷ : نام سامی آنحضرت[1] کہ لفظ مبارک الله است گوئیا اشعار بعدم دریافت مسمائے خود دارد ۔ لام معرفت[2] چون با لام الٰہ رسید دران لام مدغم و ناچیزگشتہ است و ہمان الله باقی ماندہ ۔ مانا کہ درین ضمن ایما بہ آنست کہ چون معرفت بآن حضرت منتہی گردد فانی و مستہلک شود و جز معروف ہیچ نماند بے کمی و زیادتی و چون معرفت رفت عارف نیز بعدم[3] پیوست ، چہ علم را با عالم اتحاد ست ۔

از بزرگی این اسم مبارک است کہ فحلول علما دران بتحیر[4] رفتہ اند و بکنہ آن پے نبردہ ۔ بکنہ مسمائے آن چگونہ پے برند ۔ ع : ''چو نام این ست نام آور چہ باشد ؟'' جمعے گویند کہ این اسم سریانی است و جمعے دیگر بر آنکہ اسم عربی است و بر تقدیر عربی بودن بعضے برآنند کہ جامد است و بعضے می گویند کہ مشتق است و اگر بہ تحقیق معلوم نیست کہ اشتقاق آن از اَلَہَ بفتح لام است بمعنی عَبَدَ یا از اَلِہَ بکسر لام بمعنی تَحَیَّرَ یا از اَلِهْتُ الی فلان ای سکنت الیہ یا از اَلِہَ اذا فزع من امر نزل علیہ یا از اَلِہَ الفصیل اذا اولع بامہ یا از وَلِہَ اذا تحیّر و تخبّط مشتق است ۔ و جمع گویند کہ اصل

---

۱ - یعنی خدائے تعالیٰ ۔
۲ - لام تعریف ۔
۳ - در مخطوطات : بعدم نیز ۔
۴ - در مخطوطات : متحیر ۔

او لَاهٌ است مصدر لَاهَ یَلِیهُ لاهاً و لیهاً اذا احتجب و ارتفع ـ بعضے برآنند کہ عَلَم ذات است و بعضے بر آنکہ صفت است ـ در اصل بر ذات تعالیٰ غالب آمده است و حکم عَلَم گرفتہ است چنانچہ الثریا بالجملہ بزرگی و عدم یافت آن دلیل بزرگی و عدم یافت مستّائے اوست ـ

بگو[1] الله چہ لفظ و یا چہ نام است
کہ او ورد زبان خاص و عام است

قدسیہ ۸ : اما بعد این تذکارے ست ازین خستۂ دل افگار برائے احبۂ ہوشیار فاعتبروا یا اولی الابصار ـ بدانند کہ مقصود از آفرینش ایشان تحصیل معرفت حق است جلّ و علا و در معرفت اقدام متفاوت ست باعتبار استعداد بعضها فوق بعض، ہر کس در معرفت بقدر عرفانِ خود سخنے کرده است ، اما آنچہ مجمع علیہ این طائفہ علیہ است و قدر مشترک است ولابد است در مدارج قرب ، آن است کہ معرفت بے فنا در معروف صورت نمی‌بندد ـ

ہیچ کس را تا نگردد او فنا
نیست ره در بارگاه کبریا
از تست حجاب تو یقین است
شرطِ ہمہ رہروان ہمین است
می بین و مگو مذہب این ست
بے باش و مباش مشکل این است

پس بر یارانِ ہوشمند ناگذیر است کہ در حاصل کار و نقد روزگار خود نیک تأمل فرمایند، ہر کہ را معرفت مستوره فطوبیٰ لہ و بشریٰ، باید کہ این حاصل را صرف امور غیر حاصلہ نماید و ہمت گمارد کہ اصل را در رنگ ظل وا گذارد و ہر کرا بمعرفت راہے نکشودند درد طلب و فقد این دولت نیز ندادند فالویل لہ کل الویل ـ

---

۱ ـ مخطوطہ ۱ : این شعر ندارد ـ در مخطوطہ ۲ : ہم در مصرع اولیٰ لفظ ''بگو'' ندارد کہ بے آن مصرع از وزن ساقط می شود ـ

آنچہ مقصود از خلقت او بود ادا ننمود و امرے را کہ درین نشاء از وے طلب داشتند نیاورد و بامور دیگر پرداخت ۔ و تعمیر چیزے کہ تخریب آن خواستہ اند ، نمود و سرمایۂ عمر گرامی در ہوائے[1] لایعنی مصروف ساخت و زمین استعداد خود را باوجود حصول اسباب معطل گذاشت ۔ کمال انفعال است کہ مطلوب را درین مہلت قلیلہ باوجود دعوت در آغوش نکشیدہ از دعوت[2] گاہ رخت بر بندد ۔ فردا بکدام رو در حضرت صمدیتش در آید و بکدام حیلہ زبان عذر بکشاید ؟ عذاب بُعد و حرمان بدتر از عذاب جحیم است ۔ چنانچہ لذت قرب و وصال زیادہ از لذت جنات نعیم است ۔ فیاویلتا علی من اعرض عن اللہ و یا حسرتا علی من فرط فی جنب اللہ دوبارہ در دنیا آمدنی نیست ۔ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی و اضل سبیلاً ۔

ترسم کہ یار باما ناآشنا بماند
تا دامن قیامت این غم بما بماند

مخدوما ! با این ہمہ خرابی و تباہ کاری این قدر می داند کہ از پیش‌گاہ در طینت این خاک راہ معنئی تعبیہ کردہ اند و آئے[3] (؟) ودیعت نہادہ ۔ آن معنی منظور نظر خاص اوست تعالیٰ و عنایت خفی دربارۂ آن واقع است ، زیادہ ازین نمی تواند تعبیر نمود و بہ تفصیل پرداخت کہ متکلم و مستمع را تاب تکلم و ہوش استماع آن نیست ۔ ازان ست کہ در زمان سابق پیش از ظہور آن معنی جذب و کشش معنوی و عشق و محبت بے کیفی در خود می یافت و طبیعت از خلق گریزان بود و بخلوات و صحرا راغب و با خود می گفت :

بہ تنہائی چنین میل دلم چیست ؟ درین تنہا نشستن حاصلم چیست ؟

و ہیچ متعلق آن محبت سر نمی کشید و نمی دانست کہ این عشق کدام کُو ست و این ہمہ کشش بکدام سو ست ۔

می دید بچشم خود غبارے در دیدہ نہفتہ خار خارے
آگہ نہ کہ گرد دامنے کیست ؟ و آن غنچہ ز خار گلشن کیست ؟

---

۱ - در مخطوطات : ہواؤ لایعنی ۔ ۲ - یعنی دنیا ۔
۳ - معنی این کلمہ مفہوم نشدہ، صاحب ترجمہ اردو بمعرفت ترجمہ کردہ است ماناکہ معارفے بودہ باشد ۔

در جیب گلش که این خسک ریخت؟ در چشم دلش که این نمک ریخت؟
آتش که بسقفِ خانه در زد ؟ این فتنه ز دامنِ که سرزد ؟
این تلوسه چیست در شکیبش ؟ جادوے که می دہد فریبش ؟
شورے ست ز عشق در سرِ او تیغے ست نہان بہ گوہر او
از جنبش غمزہائے خونی دارد نگرانیٔ درونی
جانے بسر خیال می داشت چشمے بره شہال می داشت
سرمست نظاره سو بسو بود در رقص نشاط موہو[1] بود
ہم دیده براه آرزو باز ہم گوش تمنّیش بر آواز
کز قافلۂ رسد صدائے آواز برون دہد درائے

و تا مدتہا مغلوب این حالت بود و آرزو می کرد که این عشق را متعلقے ظہور فرماید و این شورش و تلوسه را معشوقے[2] پدید آید - ہرچند این عشق را بمعشوقات سفلی فرود می آورد فرود نمی آمد ، سودائے بود جنون آمیز و شوقے بود آتش انگیز و ہیچ معلوم نه جنون انگیز کیست ؟ و این آتش افروزی از چیست ؟ حیران کار خود و بدین ابیات زبان حال او گویا :

دارد ز که موہویم آزار ؟ وز ناخنِ کیست جنبش تار ؟
تنہا نه بدل خلد کزان سو (؟) دارد خلۂ ہر بُن مو
در دیدۂ من که می زند برق ؟ وز شعلۂ کیست دشنه بر فرق ؟
از سوزِ که این شراره برخاست ؟ در راهِ که این غبار برخاست ؟
در ہر مژه ام جدا نگارے ست در ہر نگہم جدا بہارے ست
آن کیست که در درون سینه بشکست ہزار آبگینه ؟
این باد ز دامنِ که برخاست ؟ این دود ز خرمنِ که برخاست ؟
این مرغِ که می پرد برین بام ؟ وین بوسه که می دہد به پیغام ؟
این عشق ندانم از کجا خاست ؟ کز ہر رگ و ریشه‌ام بلا خاست

---

۱ - مانا که کو بکو بوده باشد -

۲ - در مخطوطه ۱ : معشوقے معین -

آن روز که خاکِ من سرشتند سودائے جنون بسر نوشتند
از طرفہ بتے فگندہ دام ست لیکن نشناسمے کدام است ؟
بے کشمکش کمند تقدیر آن کیست کہ می کشد بزنجیر ؟
تا عشقِ کہ شد مسائد من ؟ و اندر کفِ کیست ساعد من ؟
از خندۂ کیست نوبہارم ؟ وز ناوکِ کہ خار خارم ؟
این عشق از عاشقان عجب نیست معشوق شناسی از ادب نیست
اے عشق ! خوش آمدی چنین چست در دل بنشین کہ منزل تست
بنشین بنشین نشیمن از تست جان و خرد و دل و تن از تست
روز ! از تو شب سیہ مرا بس بخت ! از تو خاک رہ مرا بس
بپذیر بتحفہ جان و بنشین بکشائے کمر از میان و بنشین
بنشین وز عقل جوش بنشان وز خون ہوس خروش بنشان
از آمدنت چو گل شگفتم دامن دامن بہار رُفتم
گل کرد بہار بختم امروز بر گل بنہید تختم امروز

بر سر اصل سخن رویم؛ بعد از آن کہ آن معنی مکنون بمرور شہور پرتو انداخت پیش ازانکہ بہ معرض ظہور کامل آمد ، معلوم شد کہ متعلق آن محبت کہ بود؟ و انجذاب و کشش بکدام طرف وابستہ ۔ محبوبے پدید آمد در غایت حسن و خوبی و در نہایت رفعت و مرغوبی کہ فوق آن غایت در حسن و جمال متصور نیست بلکہ نزاکت منزلتش بمثابہ ایست کہ اطلاق حسن و جمال بر آن حریم متعال گرانی دارد و ہمچنین ہر کمال و جمال ازان بارگاہ در راہ است ۔ ہرجا کہ کمالے نمایان است ، اثر کمال او یافت و ہر طرف کہ حسن و جمال منظور است انموذج حسن و جمال او دید ، بیقین دانست کہ محبوبی را او شایان است و مطلوبی را ہم سزاوار اوست ۔ از ہمہ رو بتافت و عنان عنایت بجانب او شتافت ۔ کمر ہمت را در خدمت او چست بربست کہ از عنان تابی آنجا راہے نمی کشاید و این خدمت شایان آن حریم مقدس نیست و ہیچ کوشش و سعی را بے فضل او بار نیست ، سابقہ عنایت مے باید و بس ،کشش او درکار است دیگر ہیچ ، از ہمہ در ماند و معاملہ را باو گذاشت ، خوش گفت :

مرا گر توسنِ دل نیست در راه
کمندِ زلفِ او ہم نیست کوتاه

عنایت ازلئی او در رسید و بالطاف خود این دور از کار را بنواخت و بہ سابقۂ فضل و کرم این خاک راه افتاده را در حوالی حریم قدس خود جاداد - آن[1] معنی مضمر و آن (سر[2])مستور در بارگاه پر نور بروز و ظهور داد و بصد آب و تاب در صحن گلزار امید در رقص و نشاط جاوید است - قدمے با نیاز می نہد و باکمال خرمی و فرخندگی ہم آغوش بوئے وصال است و باوجود بندگی سرمستِ بادۂ لایزال و باین ترانہ مترنم است -

ہم از در باز گرد اے باد نوروز / کہ من بوئے گل خود دارم امروز
مده پیش شب از مہ یادم اکنون / کہ من با مہ وش خود شادم اکنون[3]
گر اول می ربود از گریہ آبم / کنون خوش می برد در باده خوابم

اگر برخود نیز عاشقی می نماید ، می سزد کہ نواختۂ محبوب است و اگر شیفتۂ حسن خویشتن بود نیز بر محل است کہ منظور مطلوب است - اے عزیز ! آن معبر[4] را کہ بآن بوئے معنبر است با این بدن چرکین چہ نسبت ؟ و آن معنئ علوی را با این پیکر سفلی - در پس مانده ، آوارۂ بیچاره ، ژولیدۂ پژمرده ، غربت زدۂ مسکین کہ از یار جدا مانده و گرفتارِ دیارِ اعدا گشتہ کدام مساوات ؟ پیکر عنصری است کہ در بادیۂ حیرت و حسرت سراسیمہ و سرگشتہ با دلِ پریشان و موئے آویزان ، باد دوری از شش طرف بر رو طپانچہ زنان و گرد حجاب حواس خمس را فروگیران -

ہم باد زده طپانچہ بر رو / ہم خاک فشرده پنجہ در مو

از کار و اذ کار فرومانده و از شوق و گرمی دست افشانده مخمولِ زاویۂ بے حلاوتی و افسردگی گشتہ ، عنان ہمتش از دست رفت و کمر خدمتش فرو شکستہ از

---

۱ - در مخطوطہ ۲ : ہذا آن -
۲ - ظاہرا بعد آن یک کلمۂ از کتابت مانده است ، شاید کہ لفظ سر باشد -
۳ - در مخطوطات ۱ ، ۲ : امروز - ۴ - گذرگاه -

غایت حیرانی بچیزے جمع نمی تواند شد و از بس سراسیمگی از کس دیوزہ نمی تواند نمود - ہرچند آن معنی از آنِ این بود لیکن آنرا دلیرے بر گزید ، لا جرم بمراحل از آن دوری گزید و بُعد المشرقین میان این و آن افتاد -

از باد صبا دلم چو بوئے تو گرفت   بگذاشت مرا و جستجوئے تو گرفت
اکنون ز من خستہ نمی آرد یاد   بوئے تو گرفتہ بود خوئے تو گرفت

آن بر تخت مرصع انس نشستہ ، و این پیکر در وحشت خاک تیرہ فروہشتہ ، آن از ہم آغوشیٔ مراد شاد و فرخندہ ، و این از حیرت سینۂ حسرت بر خود کندہ ، این باچندین زاری و نیاز ، و آن با صد استغنا و ناز - این بہزار آرزو ازان راز جویان و آن از کمال بے نیازی با خود راز گویان - این پیکرِ سفلی بآن معنیٔ علوی گوید :

من بے تو بخاک رہ مژہ باز
تو خواب گزین بہ بسترِ ناز

من بے تو بخونِ دیدہ گلنار
تو خندہ زنان بصحنِ گلزار

من بے تو بخون کشیدہ دامان
تو رفتہ بہ نطعِ گل خرامان

من بے تو بخاکِ غصہ پامال
تو رقص کنان ببانگِ خلخال

من بے تو چو رشتہ تاب در تاب
تو رشتہ گسل چو دُرِ نایاب

من بے تو بسوز دل گدازی
تو عاشقِ خود بحسن بازی

من بے تو گرفتہ ترک ہستی
تو کردہ بخویش ناز و مستی

قدسیه ۹ : چون عارفے مقامات وصول را طے کردہ معاملہ بجائے رساند کہ منتہاے معارج است' ہر آئینہ نصیب او از بعضِ وجوہِ ذات خواہد بود کہ اصلےست از آن اصول اسمے کہ مبدء تعین عارف است باندازۂ جامعیت اسم درآن وجہ ہم جامعیت خواہد بود ۔ ہرچند اسم جامع بود وجہ نیز اجمع باشد لیکن نصیب او از جمیع وجوہ دیگر است و نصیب از یک وجہ کہ جامع وجوہ است دیگر کما لایخفیٰ علیٰ لفطن ۔

ہرچند از اصول و از اصول اصول معاملۂ عارف فوق رود ، اما باندازۂ اسم خود کہ مربی اوست تقید را ہمراہ خود خواہد برد و از جمیع تفضیلات نصیب نخواہد یافت ، ہرچند در اول وہلۂ وصول ، آن وجہ را در سائر وجود مستہلک یابد و متمیز نیابد اما فی الحقیقتہ متمیز است ۔ چون دران مقام استقرار تام[1] نماید و حدّت نظر داشتہ باشد تمیز را خواہد دریافت ۔

چون این معرفت معلوم گشت ، معرفتے غریب تر و غامض تر بشنو ۔ بعضے کمّل ازان قبیل بوند[2] کہ آنہا از جمیع وجوہ نصیب بود ، بیانش آن ست کہ آن وجہ را باوجوہ دیگر ما بہ الاشتراکے ہست از راہ ما بہ الاشتراک از جمیع وجوہ حظ خواہد گرفت ، چہ نوع را باجنس خود شاہراہ است ۔

سوال : ماہیت مرکب از مابہ الاشتراک و مابہ الامتیاز است و ہر کدام را خصوصیات علیحدہ است ، آیا ممکن است کہ از مابہ الامتیازات از[3] سایر وجوہ ہم نصیبے حاصل نماید ؟

جواب : گویم چون صدق ما بہ الاشتراک بر مابہ الامتیازات صدق عرضی چہ جنس عرض عام ست ، مر فصول انواع خود را ۔ پس ازین راہ نصیبے تام از ما بہ الامتیازات نیز حاصل خواہد نمود و از راہ عرض عام بافراد او خواہد رسید و از جمیع وجوہ ذات تعالیٰ مفصلاً نصیب خواہد یافت و از ہمہ کمالات کہ در نوع بشر ممکن الحصول است بطفیل خاتم انبیا علیہ السلام حظ خواہد برد ۔ این معرفت از معارف خاصۂ

---

۱ ۔ در مخطوطہ ۱ : تمام ۔
۲ ۔ در مخطوطہ ۱ : بودند ۔
۳ ۔ مخطوطات کلمۂ از ندارد ۔

حضرت ایشان ماست قدسنا الله بسره الاقدس و از کمالات مخصوصهٔ ایشان بعد انبیا علیهم التحیات و البرکات -

قدسیه ۱۰ : بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ الدعوات مـی رساند کہ مجاری امور مشکور ست المسئول منه سبحانہ عافیتکم و استقامتکم و ترق درجاتکم فی مدارج القرب و وصولکم الی مراتب الولایات الثلاث ثم منها الی علوم الوراثة و النصیب من کمالات مرتبة النبوة ثم منها الا طلاع الی مقام خاتم الانبیاء علیه و علیهم وعالی آل کل الصلوات و التسلیات لیطمئن النفس کمال الاطمینان و ینشرح الصدر حق الانشراح و یجری العناصر المختلفة مجری الاعتدال فیاخذ نصیباً من الخلة و المحبة الذاتیه وحظاً من الاسرار الخفیة التی آشیرالیها باسان الصحابی[1] ''لوبثثته[2] فیکم لقطع هذا البلعوم -''

و ینبغی ان یعلم ان العہدة فی حصول کمالات الولایہ" الصغریٰ المراقبہ" و الاذکار القلبیة من ذکر اسم الذات والنفی والاثبات و فی حصول الولایتین[3] الاخریین الذکر اللسانی بالنفی والاثبات و فی حصول الکمال المربوط بمرتبة النبوة تلاوة القرآن والصلوٰة خصوصاالصلوٰة المفروضة ثم یجیئ بعد ذالک مقام لیس للعمل فیہ نتیجة ولا للاعتقاد اثر والترق هناک مربوط بمجرد التفضل والاحسان - هذا المقام بالاصالة مخصوص بالانبیاء و المرسلین علیهم السلام والبرکات و بتبعیتهم لغیرهم ایضاً نصیب من هذا المقام ثم یأتی کمال فوقہ یرتقیٰ فیہ من التفضل الیٰ المحبة والمحبوبیة والترق فی حصول هذا الکمال منوط بالمحبة الصرفة و فی المحبة ایضاً کمالات المحبیة والمحبوبیة الذاتیة فظهور کمالات المحبیة الذاتیة مخصوص بالکلیم علیہ السلام اولاً و کمالات المحبوبیة الذاتیة اولاً مخصوص بالحبیب علیه و علی آلہ افضل الصلٰوت و اکمل التحیات وبطفیلهما ثانیاً لغیرهما ایضاً رجاء من هذین الکمالین والسلام -

---

۱ - یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ -

۲ - قال (ابوهریرة) حفظت من رسول الله صلی الله علیہ و سلم وعائین فاما احدهما فبثثتہ فیکم و اما الآخر فلو بثثتہ لقطع هذا البلعوم (مجری الطعام) رواه البخاری -

۳ - یعنی ولایت کبرا و ولایت علیا -

قدسیه ۱۱ : عارفے بعد فنائے اتم کہ مربوط بذهاب حقیقت عدمیہ کہ مورد انائے اوست چون بقا باسم الٰہی جل سلطانہ پیدا کند و حقیقت ثبوتیہ بجائے حقیقت عدمیہ بنشیند مدبّر و متصرف در وے ہمان اسم خواہد بود باوصاف آن ہم متصف و متحلی خواہد گشت و بہ‌حیاة و علم و سمع و بصر و کلام و اراده و قدرت آن اسم حیّ و عالم و قادر و سمیع و بصیر و متکلم خواہد شد ، چہ ہر اسم الٰہی جل سلطانہ متضمن صفات است ـ چون آن اسم ظلّ اسم دیگر است و جزئی از جزئیات آن اسم ، عارف از راه ظل باصل خواہد پیوست و در رنگ اسم سابق باوصاف اسم لاحق متصف خواہد گردید و باز ازان اصل باصل آن خواہد ملحق گشت و از اصل ثانی باصل ثالث و از ثالث برابع و خامس الی ماشاء الله تعالیٰ متحقق خواہد شد و چون ہر اسم را باسمائے دیگر مشارکتے است ، از راه ما بہ الاشتراک باسماء دیگر کہ مباین اصول ویند نیز بقا خواہد یافت و اینہمہ اسماء لا تعد و لا تحصیٰ در رنگ اجزائے عارف خواہد شد الیٰ ان ینتہی الیٰ حضرة الذات تعالیٰ وتقدس ـ

و عادة الله جاری ست کہ بعد قرون از ہزاران یکے را ببقائے ذات مشرف می‌سازند و ذاتے کہ نصیبے از بیچونی داشتہ باشد ازان مرتبۂ مقدسہ آن عارف را عطا می فرمایند کہ کنہِ (آن) عارف بود و این ہمہ اوصاف بآن ذات قائم باشد بلکہ افراد عالم نیز بآن ذات قائم بوند، چہ افراد عالم چون کہ مظاہرِ اسماء و صفات اند ، ذاتے در آنہا کائن نیست ، پس آن عارف بحکم خلافت قیوم عالم می‌گردد و حکم وزیر ہم می رساند فانظر الی آثار رحمة الله کیف یحیی الارض بعد موتہا ـ آن زمان آن ذات بجائے حقیقت ثبوتیہ می‌گردد و مدبّر و متصرف می‌شود ـ ازینجا جامعیت این عارف را باید فہمید کہ سائر افراد عالم در جنب او حکم جزو محقر ندارند ـ قطره را با دریا نسبتے ہست و اینان را باوے آنہم نہ چہ اوصاف را باذات نسبت تلاشی و استہلاک است ـ در وقت ذکر گفتن گوئیا با چندین ہزار زبان ذکر می‌گوید ، ہر اسمے بزبان خود ذاکر است و عارف بمنزلۂ کُل آنہا ست و در وقت تحریمہ بستن گوئیا چندین ہزار شخص تحریمہ می‌بندند ، بعد ازان این ہمہ اشخاص قراءت می کنند و برقوع و سجود می روند و اکثر از حقائق این عالم امکان

نیز با عارف مذکور درین امور شریک می گردند و دیگران با یک زبان ذاکر اند و آنهم چونکه از انانیت اماره پاک نیست ، آن ذکر بهانها عائد است و شایان جناب قدس نه ـ و این عارف چونکه از انانیت رسته است بهزار زبان ذاکر است و در هیچ کدام خود درمیان نه ـ عوام ظاهر بین هر دو را ذاکر و عابد می دانند و از حقیقت فرق آگاه نه ـ بلکه این عارف بتهام حضورگشته است ، و در غفلت هم حاضر است ، چه در عالم حضوری غفلت در همه وقت مفقود[1] است و غافلان ازان غافل ـ پس عارف مذکور در غفلت هم با حضور است و دیگران در عین حضور هم غافل و در نفور کما مـّر و الصاعات[2] (؟) حضور شان در حصول است و حصول عین غفلت (است) ـ عوام اینان[3] را حاضر و ذاکر می دانند و او[4] را غافل ، هداهم الله الی سوآء الصراط :

پری نهفته رخ و دیو در کرشمه و ناز
بسوخت عقل در حیرت که این چه بوالعجبی است

دقیقه ایست بگوش شوق که چون عارف خود را از اطلاق کلمهٔ انا پاک و مبـّرا سازد و از انانیت اماره بتهام وا رهد بمقتضائے "هل جزاء الاحسان الا الاحسان" احسان معشوق در رسد و آن گم شده را در انائے خود جا دهد و آن عاشق صادق از کشاکش غیر و غیریت وا رسته در خلوتخانهٔ انائے معشوق آرام یابد ـ جماعتے ازین طائفه هستند که می خواهند که معشوق را در انائے خود بگنجانند و در خراب آباد و ویرانهٔ انائے خود مطلوب را فرود آورند و بآن خورسند گشتند و ندانستند که بظلے از اظلال مطلوب آرام گرفته اند و جز انموذج ازان بے پایان حاصل ننموده[5] اند :

تو از خوبی نمی گنجی بعالم مرا هرگز کجا گنجی باغوش

بر سرِ اصل سخن رویم؛ ذاتے که بعارف موهبت گشته است ، چونکه نصیبے از بیچونی دارد جامعیت آن در بادی نظر بدرکِ چون نمی آید اما فی الحقیقة از همه اسماء و صفات

---

۱ - در مخطوطه ۱ : معقود و در مخطوطه ۲ : مقصود و هر دو بے محل است ـ
۲ - در مخطوطات ۱ و ۲ همچنین مکتوب شده ، مانا که ایضاً علت بوده باشد ـ
۳ - یعنی دیگران را ـ ۴ - یعنی عارف کامل را ـ
۵ - در مخطوطات ۱ و ۲ : نموده ـ

که در رنگ اجزائے عارف گشته اند جامع ترست ـ بلکه این جامعیت را نسبت بآن جامعیت قدرے نیست و در جنب او حکم متلاشی دارد سبحان الله و بحمده این قسم مملکت وسیعه را بصورت شخصے محقر وا نموده اند و این همه خزائن ملک و ملکوت را درین طور خرابهٔ بے قدر و قیمت ابداع فرموده اند و این همه حسن و جمال بے رنگ و انوار و اسرار بے کیف را درین پیکر ظلمانی که از ماء مهین بهم رسیده ، تعبیه کرده اند وما ذالك علی الله بعزیز و حکمت درین تستر ابتلا و اختبار است لیمیز الله الخبیث من الطیّب ـ هر که نظر او بباطن و حقیقت عارف نفوذ کرد از برکات او مملو و سیراب گشت و هر که بر صورتش نظر او مقصور گشت و در رنگ صورت بے حقیقت خویش تصور نمود از برکات او محروم ماند و بخسران ابدی متسم گشت و ندانست که این عارف بتمامه لُب است که قشرے درمیان حائل نیست و قشریتش تمام بلُب منقلب گشته است و دیگران همه قشرند بے لُب ، لیکن آن قشر منقلب را چونکه برکالبد قشریتش باق گذاشته اند بقشر بے لُب همه وقت مشارکت صوری دارد و باین مشارکت صوری که بقید کالبدی وابسته است که بعد از شکستن کالبد باقی است ، خاک در چشم محجوبان افگنده ـ دوستان خود را بے خود بخود می دارد اولیآئی تحت قبائی لا یعرفهم غیری ـ قل هذه سبیلی ادعو الی الله علی بصیرة انا و من اتبعن و سبحان الله وما انا من المشرکین ـ

قدسیه ۱۲ : العارف الکامل[1] المشرّف بالبقاء الذاتی یشاهد جماله فی مرایا العالم و یری نفسه کلاً و اجمالاً و العالم مظاهره و تفصیله و یعاین ذاته ساریاً فی افراد العالم محیطاً به احاطة الکل لاجزآئه بل احاطة الذات لصفاته فله الذات و ما سواه مظاهر الصفات و هذا النوع الاخیر مخصوص بافراد من الکمل له حکم العنقاء فی الغرابة لو وجد واحد بعد الوف من السنین لاغتنم ـ

اگر پادشه بر در پیر زن ‌ ‌ ‌ بیاید تو اے خواجه سبلت مکن

قدسیه ۱۳ : از شمول عنایات که دربارهٔ این عاصی واقع است چه نویسد: ع

---

۱ ـ در مخطوط ۱ : الکامل بالبقاء ـ

داد او را قابلیت شرط نیست

قُبل من قُبل بلا علّة اگر بتفصیل آن پردازد محتمل که قلم طاقت آن نیارد و کاغذ بسوزد و متکلم و مستمع از هوش رود و بعد ازان که گوید ؟ و که شنود ؟ خوش گفت :

سراپا آتشی امشب قدح گو دیگرے پُر کن
که خواہد سوخت ساغر تا تو مے در جام خواہی کرد

و ایضاً لطافت و علو آن زبان را می گیرد و یضیق[1] صدری ولا ینطلق لسانی ۔

سخن از لب تو گفتم بلبم سخن گره شد

پس باید که مستمعان متکلم را معذور دارند ، از راه جنسیت بذات او راه جویند تا از ذات بیچون حقیقی اتصالے و حظے یابند ۔ ہرچند ذات متکلم را باذات مستمعین ہیچ جنسیتے درمیان نه ، چه ذات او نصیبے از بے چونی یافته و باذات حقیقی اتصالے و نسبتے خاص پیدا کرده بلکه دیگران را اصلا ذات نیست ، بذات عارف چگونه پے برند ، ذات خالق عارف خود ورائے اوست ۔ بہرحال دست و پائے باید زد و ہمواره باین ترانه مترنم باید بود :

مفلسانیم آمده در کوئے تو شیئاً لله از جمال روئے تو

اللّهم اجعل حبّك احبّ الاشیآء الیّ و اجعل خشیتك اخوف الاشیآء عندی و اقطع عنّی حاجات الدنیا بالتشوّق الی لقائك و اذا اقررت اعین اهل الدنیا بدنیاهم فاقرّ عینی بعبادتك ۔

کرامت : این فقیر در واقعه دید که آن معصوم مادر زاد برتخت سلطنت نشسته اند و چترے عظیم برسر مبارک ایشان برپاست ۔ بهزاد نام خادم بدین خدمت قیام دارد ۔ و از وسعت آن چتر چه گوید ؟ که آسمانے دیگر برپا شده است و تمام عالم را محیط و مشتمل گشته ، و آن چتر بجواہر و مروارید مرصّع است وگردا گرد آن جواہر عالیه آویزان کرده اند ۔ حسن و جمال آن چتر دربیان نتوان آورد ، از خوارق و کرامات و تصرفات

۱ ـ در مخطوطات ۱ و ۲ : ویضیق الصدر ولا ینطلق اللسان ۔

ایشانؒ چہ نویسد کہ خانہ زادِ ایشان ست ۔ قصص غریب و اخبار عجیب ازین مقولہ دارد کہ شرح آن کتابے جدا می خواہد ۔ مریدان و مسترشدان و خلفائے ایشان غرائب امور نقل می کنند و کثرت خوارق ایشان بر کثرت کرامات آن عالی حضرت دلالت دارد ۔ درین کتاب ازان باب چندے ایراد نمود ۔

کرامت : فضائل دستگاہ ، حقائق آگاہ خواجہ محمد صدیق خلیفۂ ایشان کہ در پشاور بر مسند ارشاد و مشیخت نشستہ است ، نقل می کرد کہ فقیر بارادۂ ملازمت آن حضرت از پشاور راہی شدہ بود ، بر استرے[1] سوار بودہ است کہ ناگاہ در راہ استر برمید و بندہ از خانۂ زین جدا گردید و پائے من در رکاب بند بماند و استر می دوید و مرا می کشید ۔ ہرچند مردم بہ گرفتن آن تعاقب کردند ، دستِ کسے بوے نرسید ۔ درین حالت اضطرار یاد آن پیر بزرگوار بخاطرِ من خطور نمود ۔ بمجرد خطور[2] آن عالی حضرت را بچشم سر دیدم کہ جلو[3] استر را گرفتند و ایستادہ کردند چنانکہ پائے من از رکاب جدا شد ، خواستم کہ در پائے ایشان بیفتم کہ از نظر غائب شدند ۔

کرامت : و ہم وے نقل کردہ ، یکبارے از خدمت آنحضرت رخصت شدہ بوطن می رفتم ، در راہ زیرِ پل سلطان پور جامہ پاک می کردم کہ پایم بلغزید و آب بر سرم متصاعد گردید ۔ شناوری نمی دانستم ۔ آب گاہ مرا بالا می آورد و گاہ بتگ[4] می برد ۔ رشتۂ امید حیات بگسست ۔ ناگاہ درین وقت آن عالیحضرت حاضر شدند و دست انداختہ بندہ را از آب کشیدند و از نظر غائب شدند ۔

کرامت : وہم وے گفتہ یکبارے سلطانِ ذکر بر من غلبہ داشت ، تمام روز بصحرا بسر می بردم بجائے کہ احدے را در آنجا عبور نبود ۔ دران وقت ہر طرف کہ (نظر) می کردم صورت ایشان را در ہزار و لک جا برأی العین می دیدم ۔ تا مدتے در نظر من می بودند و بعد ازان از نظر مستور می گشتند ۔

کرامت : و ہم وے گفتہ کہ روزے از راہ سوزش جنون رو بصحرا نہادم ، ناگاہ

---

۱ - بمعنی خچر ۔ ۲ - در مخطوطات ۱ و ۲ : عبور ۔

۳ - یعنی پیش بند کردہ ۔ ۴ - تہ دریا ۔

بجائے افتادم کہ از آبادانی بسے بعید بود ، عطش بر من غلبہ نمود ، چنانکہ قریب ہلاک گشتم ۔ درین اثنا آنحضرت از دور نمودار شدند ۔ من بشوقِ تمام بسوئے ایشان بدویدم ، چون بدانجا رسیدم ، ایشان را بدانجا ندیدم ، اما آنجا حوض آب یافتم و ازان آب بیاشامیدم ۔

کرامت : و ہم وے نقل کردہ کہ نوروز بیگ نام از مخلصانِ من کہ بدیدارِ فیض دثار آن پیر بزرگوار مشرف شدہ است می گفت کہ بار ہیزم برگاؤ بار کردہ می آوردم کہ پشتارۂ ہیزم از پشتِ گاؤ برزمین افتاد و درآنجا کسے نبود کہ بامداد او باز بار توان کرد ۔ حیران و پریشان ماندم و در کار خود درماندم ۔ درین اثنا پیرِ شما را دیدم کہ آمدہ گاوِ مرا بارکردہ دادند ۔ بعد ازآن از نظر متواری گشتند ۔

کرامت : یکے از خادمان ایشان نقل کرد کہ کنیزکے از اندرونِ محلِ ایشان برآمد و گفت کہ ایشان عقبِ روضۂ منورۂ حضرت ایشان نشستہ اند طلبیدہ بیار ۔ چون بحریم روضۂ منورہ درآمدم ، کفش ایشان بر باب دیدم ، عازم عقب حوزۂ روضۂ گردیدم ، ایشان را آنجا ندیدم ۔ نظر باطراف و نواحی دیگر گماشتم نیافتم ، باز ہمان جا دیدم کہ مراقب نشستہ اند ، در حیرت گم گشتم ۔

کرامت : یکے از اصحابِ ایشان روایت می کرد کہ آن حضرت در حجرۂ درونِ مسجد نشستہ بودند و مرا بخدمتے فرستادہ ۔ چون باز گشتم دیدم کہ حجرہ خالی ست و ایشان درون مسجد درحجرہ نیستند ، از حجرہ برآمدم ۔ آنحضرت از درونِ حجرہ آواز دادند کہ فلانے بیا ، و ازان کار استغفار نمودند[1] ، حیرت و حیرانی روئے نمود ۔

کرامت : یکے از اہل غنا کہ بشرف ارادتِ آنحضرت مستسعد گشتہ می گفت کہ چند روز از اہل خانہ جدا بودم ۔ درآن ایام در ہمان مقام کہ من بودم ، یکے از مغنیات فاحشات بودہ ، درغایت حسن و زیبائی و نہایت جوانی و دلربائی ۔ شبے در کمال مستی و بے ہشی آمدہ مرا گرفت وآن قدر برمن غلبہ کرد کہ بہ حیل دفع می کردم، سودمند نبود

---

۱ - در مخطوطہ ۲ ''نمودم'' و در ہر دو صورت تعلقِ این جملہ بما سبق و ما بعد پیدا نیست ۔ مترجم اردو ترجمہ کردہ : ''میں نے اس انکار سے توبہ کی۔''

و زجر نیز فائده نداشت ـ چون تکلیف وے از حد گذشت ، نفس من نیز غلبہ کرد و زمام اختیار از دست رفت ـ چون قصد نمودم برمباشرت رسیدم ، عالی حضرت را بچشم سَر (بفتح سین) دیدم کہ درمیان من و آن زن حائل گشتند ـ وے را خواب ربود و مرا ہیبت سخت درگرفت ومسلوب الشہوۃ گشتم ـ فی الفور برجستم و راہ استغفار گرفتم ـ

کرامت : مولانا محمد محسن کابلی کہ از مُخلص اصحاب آن والا قدر است ، می‌گفت کہ در عشرۂ اخیر ماہ مبارک رمضان آن عالی حضرت معتکف بودند ـ روزے وقت چاشت در ملازمت گرامی رسیدم ، آنحضرت را در خواب دیدم ـ بخاطر رسید کہ امروز آنحضرت زیادہ از معتاد بخواب رفتہ اند و مخطورگشت کہ نومِ غفلت است ـ درین اثنا آنحضرت از خواب نوشین سر برداشتند ـ فرمودند :

سحر کرشمۂ وصلش بخواب می دیدم
زہے مراتب خوابے کہ بہ ز بیداری ست

این بندہ بغایت منفعل گشت و راہ استغفارگرفت ـ

کرامت : و ہم وے گفتہ کہ در خلوتے این (بندہ[1]) ذکر نفی و اثبات فرمودند ـ فرمودند[2] کہ کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ را بخاطر بگذران ـ و طریق معہود آن را دلالت نمودند و فرمودند کہ معنی تحت اللفظ را نیز بخاطر بگذران کہ ''نیست ہیچ مقصود جز ذات پاک او سبحانہ'' ـ بندہ را بخاطر گذشت کہ معنی ''نیست[3] مقصود جز ذات پاک'' است و لفظ ہیچ زیادتی ست ـ چند مرتبہ این خطرہ مزاحم گشت ، اما عرض کردن را گستاخی دانستم ، آنحضرت بر ما فی‌الضمیر من مُشرف شدہ فرمودند ـ نفہمیدۂ کہ وقوعِ نکرہ در حیز نفی مفید عموم است ـ ازین فرمودۂ ایشان آن خطرہ زائل شد و اعتقادم از یکے دہ چندان شد ـ

کرامت : حاجی نورالدین کہ از مخلصانِ آنحضرت و صاحبِ ریاضات و مجاہدات شاقہ است می‌گفتہ ، در آن ایام کہ مرا سفر بیت‌اللہ و روضۂ رسول اللہ پیش آمدہ بود ، بر جہاز نشستہ بودم کہ بہ سببِ کثرتِ امواج و شدت[1] آن جہاز غرق شدن گرفت ـ

---

۱ ـ مخطوطات ۱ ، ۲ این کلمہ ندارد ـ ۲ ـ مخطوطہ ۲ : این کلمہ ندارد ـ
۳ ـ در ہر دو مخطوطہ عبارت این طور است ''کہ معنی نیست جز مقصود ذات پاک ، است ـ'' مانا کہ تقدیم و تاخیر الفاظ از کاتب سر زدہ ـ ۴ ـ مخطوطہ ۱ : این کلمہ ندارد ـ

مردم بغایت مضطرب گشتند و تہلکۂ عظیم روئے داد ، چنان کہ اکثر مردم متاعہائے خود در آب می انداختند ، تا جہاز سبک شود و از غرق محفوظ ماند - درین اثنا من متوجہ بجناب مخدوم زادہائے گرامی گشتم و بتضرّع تمام بایشان التجا آوردم کہ یا حضرت! وقت مدد است - بمجرّد توجہِ من ہر دو نوبادہ گلستان ولایت حضور ارزانی داشتند[1] و فرمودند کہ خاطر جمع دارید کہ ما برائے امداد شما رسیدہ ایم و این جہاز غرق نخواہد شد - چون این نوید فرحت ثمر بباطنم رسید بمردم فریاد کردم کہ ہیچ کس متاع خود را درون دریا نیاندازد کہ ان شاء اللہ جہاز غرق نخواہد شد ، بزرگان دین مرا چنان بشارت دادہ اند - چون صعوبتِ استقرارِ جہاز در خاطر مردم متمکن شدہ بود ، این را باور نمی داشتند تا آنکہ در اندک وقت آن استیلائے امواج بر طرف شد و جہاز برقرار خود ماند و مردمِ جہاز معتقد حضرات گرامی و مخلص این کمترین گشتند و بخیریت و عافیت از آنجا در گذشتیم و بہ حج پیوستیم -

احوال حضرت خواجہ محمد یحیٰی رحمۃاللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد یحیٰی سلّمہ ربّہ فرزند ارجمند حضرت ایشانند و آخرین اولاد امجاد آن اکمل[2] افراد قدس سرہ - و در صغر سن ایشان آنحضرت رضی اللہ تعالی عنہ رحلِ اقامت بعالمِ آخرت زدند - آن مخدومزادہ در آن زمان حفظ قرآن مجید می نمودند و حضرت ایشان بسیار مرحمت و شفقت بحال آن نوبادۂ خاندان عظمت بجا می‌آوردند - بعد از فراغ از حفظِ قرآن بتحصیلِ کتب عربیہ پرداختہ و اکثر علوم عقلیہ و نقلیہ نزد برادر کلان خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم سلمہما اللہ تعالیٰ خواندند و در سن بست سالگی آن را بانجام رسیانیدند ، و در علم حدیث سند جیّد حاصل نمودہ و در فقاہت دستگاہ کامل - الحال بدرسِ کتبِ عالیہ اشتغال دارند و بقدرت و متانت بطلبۂ علم افادہ می نمایند - و طریقۂ علیۂ نقشبندیہ را از مخدوم زادگی خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ گرفتہ بودند - بعد فراغ از تحصیل علوم ظاہری سلوک در خدمت مخدومزادگی خواجہ

---

۱ - در مخطوطہ ۲ : نمودند -

۲ - در ہر دو مخطوطہ : کمّل -

محمد معصوم سلمه الله نمودند - از باطن[1] ایشان استفاضات می‌نمایند و بطفیل توجه گرامی این مخدومزاده بواردات و مقامات عالیه و درجات و کمالات متعالیه رسیده و خلافت از جانب هر دو مخدوم زادهٔ گرامی منزلت یافته اند - طریقهٔ صلاح و تقوی و عبادات و وظائف طاعات بر کمال دارند -

حضرت ایشان پیش از ولادت آن مخدومزاده از ملهم غیب بشارت یافته بودند که ترا فرزندے آید یحیی اسمك بناءاً علیه پیش تولد آن مخدوم زاده نام نامی ایشان را برعایت این مناسبت محمد یحیی مقرر کردند و در ایام صغر سن آن مخدومزادهٔ برجاده عرفان پناه شاه سکندر نواسهٔ زبدهٔ عرفا حضرت شاه کمال کیتهلی به منزل حضرت ایشان وارد شدند و فرمودند ''میان شیخ احمد ! یک پسر خود را بما بدہید که مثل ما دانا و دیوانه باشد -'' بالفور محمد یحیی را طلبیدند ، شاه آن نونهال بوستان کمال را در کنار خود نشاندند و بحضرت ایشان خطاب کرده فرمودند که ''او از ما ست'' و بسیار مہربانی کردند و توجه بلیغ در باب آن مخدومزاده مبذول داشتند - چنانچه در حین توجه چشم پُر آب کردند ، آثار تغیر ہیئت از ایشان مشہود گشت و ظاہر شد که در اعطائے نسبتِ خاصهٔ خود تمام التفات و عنایت بجا آوردند و فرمودند که ''این مخدومزاده را 'شاه' می‌گفته باشند -'' از آن روز ایشان را شاه محمد یحیی می گویند - و حضرت ایشان بعد انقضائے مجلس مقدس فرمودند که سبحان الله و بحمده که فرزندی در صغر سن بشرف قبول اولیا مستسعد گشته -

حضرت ہمواره از علوّ فطرت و سموّ استعداد آن مخدومزاده خبر می دادند و بشارت حصول بعضے از کمالات علیّه و مقامات مخصوصه مبشّر می ساختند - الحق آن بشارت که حضرت ایشان در باب آن مخدومزاده فرموده بودند ، بر منصهٔ ظهور رسید و آن مخدومزاده بکمالات مبشّرهٔ آنحضرت متحقق گشتند ، چنانکه روزے حضرت مخدومزادگی خواجه محمد معصوم سلمه ربه بحصولِ بعضے از کمالات مبشّرهٔ حضرت ایشان در حق این مخدومزاده برمز و ایماء می فرمودند و بحصول بعضے بشارات و کمالات دیگر

---

۱ - مخطوطه ۱ : این عبارت بقدر یک سطر ندارد -

توقع داشتند -

حضرت ایشان را دو خارق عظیم بر صفحهٔ روزگار باقی مانده بود ؛ یکے کلام حضرت ایشان کہ از اتیانِ مثلِ آن مشائخ و عرفائے عصر معترف بعجز اند - دوم فرزندان گرامیِ آنحضرت کہ بتصرف خود ایشان را از روئے علم و عمل و کمالات باطنیہ (مثل[1]) خود ساختند کہ بر روئے زمین ہیچ شیخ فرزندان خود را بتصرف و توجہ مثل خود بساختہ و این دو کرامت ایشان در جہان از آفتاب عالمتاب مشہور تر ست و موجبِ تعجبِ خلائق - ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم -

ذکرِ محمد فرخ و محمد عیسیٰ و اُم کلثوم

محمد فرخ و محمد عیسیٰ و ام کلثوم فرزندان ارجمند ایشان بودند کہ در حال حیات آنحضرت در صغر سن از عالم رفتند - گویند کہ در ایام وبا محمد فرخ و محمد عیسیٰ ہر دو بیمار شدند ، مردمان گفتند کہ ایشان را از یکدگر جدا باید نگاہ داشت کہ بے دل نباشند - در حجرۂ جماعت خانہ محمد فرخ را نگاہ داشتند و محمد عیسیٰ را اندرون خانہ بردند - چون محمد عیسیٰ رحلت کرد ، گفتند کہ محمد فرخ را خبر نکنید - - درین اثنا محمد فرخ گفت ''اے برادر ! بے وفائی کردی کہ از من پیشتر رفتی -'' مولانا عبدالحی پتنہ حاضر بود ،گفت ''بابا ! کرا می گوئی؟'' گفت ''محمد عیسیٰ را کہ در رحلت سبقت کردہ'' - مولانا گفت ''محمد عیسیٰ اندرونِ خانہ است ، شما چسان دانستید کہ وے رحلت کردہ؟'' گفت ''من می بینم کہ ملائکہ او را غسل می دہند -'' و در ہمان روز وقتِ شام محمد فرخ ارتحال نمود ، ہفتم ربیع الاول سنہ یک ہزار و بست و چہار بودہ است -

روزے حضرت ایشان از حافظ سورۂ 'طٰہٰ' می شنیدند - فرمودند کہ حضرت عیسیٰ علی نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ و السلام را دیدم کہ در مجلس حاضر است - چون نیک تامل کردم کہ از نسل من ست ، دران وقت القا شد کہ از تو فرزندے آید کہ بر قدم

---

۱ - مخطوطات ۱ ، ۲ : این کلمہ ندارد ، ماناکہ از کاتب فرومانده -

حضرت عیسٰی خواہد بود ۔ بعد از چند روز محمد عیسٰی در رحم آمد و بعد از مضیٔ مدت متولّد گشت ، محمد عیسٰی نام کردند ۔ چون چہار سالہ شد ، از وے خوارق عادات سرمی زد و عورات حاملات بخدمت وے می‌آمدند و می پرسیدند کہ درین حمل پسر خواہد شد یا دختر ؟ ہرچہ می‌گفت ہمچنان می شد ۔ روزے یکے از عورات حاملات در جماعت نساء نشستہ بود ، بعضےزنان گفتند ''این مرتبہ ہمچنین ظاہر می‌شود کہ پسرے زاید ۔'' محمد عیسٰی چہار سالہ بود، گفت ''این حاملہ دختر می‌زاید ۔'' گفتند ''بابا! عورات بقیاس می‌گویند ، شما چون می دانید''؟ گفت ''من می بینم کہ در شکم او دختر است ۔'' گفتند ''چہ طور می‌بینید؟'' گفت ''چنانکہ شما را می بینم ۔'' بعد انقضائے مدتِ حمل دختر زائید ۔ بعضےعورات بمحمد عیسٰی از راہِ طیبت گفتند ''میانجیو! شما دختر می‌گفتید ، او پسر زائید ۔'' گفت ''من در شکم او دختر دیدہ ام ، ہرگز پسر نمی شود ۔''

دیگر آنکہ مولانا امان اللہ لقیہ برائے کدخدائی خود بہ قریۂ رفتہ بود کہ از سہرند چند منزل باشد ۔ خبر آوردند کہ جماعہ دختر نسبت نمی کنند کہ وے نامرد است ۔ حضرت ایشان متردد گشتند ، محمد عیسٰی را طلبیدند و ازین ماجرئ پرسیدند ۔ گفت کہ نکاح مولانا امان اللہ انعقاد یافت ، جائے تردد نیست ۔ ہمچنان بودہ است کہ وے فرمودہ ، درچند روز با منکوحہ بسہرند رسید ۔

خواجہ محمد ہاشم نقل کردہ کہ روزے حضرت ایشان درمیان عورات اہل خانہ نشستہ بودند کہ عاجزۂ ایشان ام کلثوم کہ ہفت سالہ بود ، از پیش اخوند آمدہ تاسف بسیار کرد کہ ہائے ہائے ! من ہمۂ شما را از حق سبحانہ غافل می‌یابم ۔ حضرت ایشان فرمودند کہ بی بی ! این حال بر شما از کجا پرتو انداخت ؟ گفت شما فلان زن را شغل تلقین می فرمودید ، من حاضر بودم ۔ ازان روز دل مرا مشغولی گرفتہ است ، ہیچ گاہ بر من غفلت طاری نمی شود و حالِ ہیچ دل برمن پوشیدہ نیست ۔ ہشتم ربیع الاول سنہ مذکور یک روز عقب ازآن دو برادر خورد وفات یافت ۔

الحضرة الثانية عشر

فی بیان احوال خلفائه قدس سره

ذکرِ میر محمد نعمان رح :

حضرت میر محمد نعمان قدس سره از کمّل خلفائے حضرت ایشان اند - والدِ ماجدِ آنجناب میر شمس الدین بدخشانی معروف به میر بزرگ اند که در علّو نسبت و فضل و علم و تقویٰ و حضور و صفا از مشاہیر بدخشان و ماوراء النہر بوده ، و در بعض علوم عربیه چون جفر و تکسیر و امثال آن بے نظیر عصر - مولد و مسکن وے بلدۂ کشم است از بلاد بدخشان و مرقد وے در کابل - والد میر بزرگ امیر جلال الدین و جد امجد او میر سید حمید الدین نیز از علما و اتقیا بوده از مشاہیر عرفا - ویکے از قدمائے آبائے[1] ایشان عزیزے متبرک گذشته که وے را شیخ بلبل می گفتند ، ازانکه چون تلاوت فرقان مجید و قرات قرآن حمید کردے برائے استماع حسن صوت او بلبلان پیرامون وے جمع شدندے و عندلیبان گرد وے گشتندے ، در اثنائے خواندنش صیحه و نوحه می کردند و در بعضے اوقات پنج شش تن قالب تہی می نمودند و فریاد کنان جان خود تسلیم می نمودند -

نسبت ارادت امیر بزرگ در طریقت بدرویش موزه فروش است که در سلسلهٔ عشقیه صاحب جذبات و خداوند کرامات بوده است - نیز وے در زوایائے سمرقند خود را مخفی دستور می داشت و موزه فروشی را قباب خود ساخته بود - خدمت میر بزرگ ازان پیر خورشید ضمیر حکایت می کردند که وقتے در جامع سمرقند وے را وجد عظیم در رسید ، باوجود کبرسن برجست و ازین سوئے منبر که ارتفاع آن برابر دو قامت آدمی بوده باشد و عرض آن یک قامت بدان طرف دیگر ہمچنان برنشست ، ہیچ دردے و گزندے بجسمِ سامی و جثّه[2] نامی آن درویش نرسید - و برخے از کرامات شیخ

---

۱ - در مخطوطه ۱ : اینجا بیاض گذاشته اند - ۲ - در ہر دو مخطوطه ۱ و ۲ : وجه -

موزه فروش در احوال میربزرگ در ''سنوات اتقیا'' نوشته ام ، بنابران درینجا ایراد نیافت - و نیز خدمت میر بزرگ بصحبت قاسم شیخ[1] کرمینی قدس سره رسیده اند و رسالهٔ بنام آن عزیز تصنیف فرموده و نام قاسم شیخ را بآب زر تحریر نموده - چون شیخ آن را دید خوش وقت گردید و فرمود ''چنانکه شما نام فقیر را مکرّم و معظّم گردانیدید ، حق جل شانه شما را محترم و محتشم گرداند -'' در همان ایام خجسته فرجام شاهزادهٔ محمد حکیم مرزا مکتوب محبت اسلوب بجناب میر بزرگ فرستاد و ایشان را بکابل طلب فرمود - اجابت نمودند - بعد از رسیدن باحترام و اکرام تمام ملاقات نمود - و چون سلطان مشار الیه بعالم آخرت شتافت ، یکے از کفار نگونسار بحکومت آن دیار قرار یافت ، خدمت میربزرگ ارتحال خود ازین دارالغرور[2] بدعا می‌خواستند ، باجابت مقرون گشت ، در سنه نهصد و نود و چهار بدارالقرار رحلت فرمودند -

حضرت میر می‌فرمودند که بر والد خود اعتقاد هفتاد علم داشتم و به تقویٰ می‌شناختم اما از اولیا نمی پنداشتم - روزے همشیرهٔ کلان من که از عارفات بود ، بامن گفت که والد شما را در واقعه دیدم ، فرمودند که بفرزندی میر محمد نعمان بگو که چرا با ما اعتقاد سست داری ، ازان روز معتقد ولایت ایشان نیز گشتم -

آمدیم بر سر اصل سخن ؛ حضرت باین حقیر می‌فرمودند که والد ماجد من قرار داده بودند که هر پسرے که از من آید نام وے مرکّب باسم محمد علیه السلام نگاه دارم ، چنانکه جلال الدین محمد و سعد الدین محمد و ضیاء الدین محمد که برادران من بودند - والدهٔ من مرا در حمل سه ماهه چهار ماهه داشت که والد من حضرت امام اعظم ابوحنیفه نعمان ابن ثابت را رضی الله تعالیٰ عنه در واقعه دید که گوئیا می فرمایند که ازین حمل پسرے می‌آید ، او را مسمّٰی باسم من نعمان خواهی کرد - بعد ازان من متولد شدم ، والد ماجد من محمد نعمان نام من نهاد تا قرار سابق هم مقرر باشد و امتثال امر حضرت امام نیز بوقوع آید - و نیز می فرمودند که ولادت من در سنه نهصد و هفتاد و هفت در سمرقند واقع شد -

---

۱ - مخطوطهٔ دوم : لفظ شیخ ندارد -
۲ - یعنی دنیا که جائے غرور است -

قدسیہ : می فرمودند کہ در ایام صغر سن بعضے نسبتہائے غریب استیلا می نمود و مرا از من می ربود وغیبتہا و استغراقہا دست می داد - چون بخدمت فقرا در آمدم و از مراقبات و واردات این طائفہ مطلع گشتم، بیقین پیوست کہ اینہمہ شعب این طریق بوده است - تم کلامہ -

و چون آنحضرت بہ بلوغ رسیدند ، در بلخ بخدمت امیر عبداللہ بلخی عشقی رحمہ اللہ باشارت و بشارت وے انابت نمودند ، بعد ازان بنابر اتفاقات بہند افتادند - از استیلائے طلب بملازمتِ عزیزان روزگار می رفتند و از ہر کدام اذکار گرفتہ روئے بکار می آوردند و بمصافحہ شیخ سعید حبشی نیز مستسعد گشتہ اند ، و غالباً ہرجا نام درویشے می شنیدند بصحبت وے می رسیدند و بوے می گرویدند تا آنکہ جاذبۂ الٰہی ایشان را بخدمت قطب المحققین حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ رسانید - آنحضرت الطاف بے اندازہ در باب ایشان می فرمودند - ایشان را در کنف شرف عنایت خود گرفتند و بذکر و مراقبہ طریقۂ انیقۂ نقشبندیہ مشرف ساختند - خدمت میر ترک نوکری و علائق دنیوی نموده با جمع کثیر از فرزندان و خویشان برقدم صدق توکّل با فقر و فاقہ در خدمت حضرت خواجہ می گذرانیدند و بدان سرخوش و مسرور خاطر می بودند -

گویند کہ یکے از امراء التماس قبول یومیہ بجہت فقرائے خانقاه از حضرت خواجہ نمود - آنحضرت چندکس را بقبول یومیہ تجویز فرمودند - درین اثنا شخصے بخدمت خواجہ قدس سرہ عرض نمود کہ میر محمد نعمان باعیال کثیر در شدت فقر و غایت فاقہ است - حضرت خواجہ قدس سرہ فرمودند کہ ایشان اجزائے بدن ما اند ، ما خود را باین امور ملوث نگردانیم - حضرت میر می فرمودند کہ دران ایام باوجود آنکہ فاقہ بر فاقہ می گذرانیدیم اما از استماع این لطف خاص حضرت خواجہ قدس سرہ شادیہا و خوشدلیہا کردیم و رقص نمودیم و از خود امیدوار گشتیم و برخے از تصرفات[۱] حضرت خواجہ کہ محتوی براحوال و کمال حضرت میر ہم بود ، در ذکر کرامات حضرت خواجہ گذشت -

---

۱ - در مخطوطہ ۱ : تفرقات و در مخطوطہ ۲ : متفرقات - مانا کہ ہر دو از اغلاط کتابت است -

و حضرت خواجه قدس سره تربیت حضرت میر را در حال وداع حضرت ایشان با خلعت خلافت بسهرند (بحضرت ایشان[1]) حواله کرده بودند غالباً - چون حضرت خواجه قدس سره رحلت فرمودند ، حضرت ایشان قدس سره بجهت عزا بدهلی تشریف بردند ، خدمت میر رقعهٔ مشتمل بر شکسته دلی و غربت و مسکنت و بے نصیبی و بے استعدادی خود و تذکیر وصیت حوالت حضرت خواجه قدس سره بحضرت ایشان نوشتند و معروض داشتند که ''مرا وسیلهٔ برحمت ایشان غیر آن نیست که نسبتے بخاندان سیدالمرسلین صلی الله تعالیٰ علیه وسلم دارم ، بصدقهٔ سید انبیا علیه و علی آله الصلوات العلی بر من ترحم نمایند - '' حضرت ایشان را از مطالعهٔ آن عریضه رقت تمام حاصل شد - فرمودند که ''میر بے دلی نکنند ، انشاء الله العزیز خوبتر خواهد شد -'' و نیز فرمودند که ''درمیان اصحاب خواجه قدس سره میر با ما مناسبت خاص دارد -'' چون حضرت ایشان مراجعت بوطن مالوف فرمودند ، میر را در کنف اشرف عنایت و تربیت خودگرفته بسهرند آوردند -

میر سالها سال در آستان فلک نشان حضرت ایشان گذرانده اند تا آنکه یکبارے حضرت ایشان را ضعفے قوی رو داده - مانا که درآن بیماری موت و حیات را باختیار ایشان گذاشته بودند - بخیال آورده اند که شاید ارتحال اختیار افتد برآن آمده اند که امانت حضرات خواجها قدس الله تعالیٰ اسرارهم باهل آن باید سپرد - دران وقت شایان تحمل آن بار جز مخدوم زادهٔ کلان اعنی خواجه محمد صادق و حضرت میر دیگرے را نیافته اند - آن امانت را بایشان سپردند و بعضے مقامات برحسب استعدادات این دو عزیز هریک (را[2]) افاضه فرمودند - بعد ازان بالتماس و الحاح فرزندان و مخلصان جانب حیات بر ممات گزیدند - حضرت حق سبحانه بر وفق خواهش صحت عاجل کرامت نمود - بعد ازان فرمودند که سرّ اعطائے این نسبتها درین ضعف آن بود که حصول بعضے معاملات و مقامات برمن مربوط باعطائے این نسبتها بشما بوده است -

بعد ازان عنایت و تربیت آن عالی حضرت در حق میر مشار الیه روز افزون بود و همواره بالطاف و عنایات مخصوص مے ساختند و معاملهٔ ایشان را از حضیض باوج

---

۱ - هر دو مخطوطه این کلمه ندارد -

۲ - هر دو مخطوطه : این کلمه ندارد ، اما باید -

می بردند تا آنکہ در نواحی یکہزار و ہژدہ میر را خلعت خلافت و ارشاد عطا فرمودند و بہ برہانپور رخصت فرمودند ۔ این خلافت نامہ بدستخطِ خود رقم نمودند :

ھواللہ لا الہ الا ھو نحمدہ و نصلی علی نبیہ و نسلّم علیہ وعلی آلہ الکرام ۔ بعد فان الاخ الصالح السالک طریق اہل اللہ العارف باللہ السید الکامل محمد نعمان وفقہ اللہ سبحانہ و ایای لمرضاتہ لمادخل بتوسط ھذا الفقیر فی سلک ارادۃ المشائخ النقسبندیۃ و سلک طریقتھم العلیۃ قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم وظھر منہ الانتفاع للطلبۃ اجزتہ لتعلیم طریقۃ ھؤلاء الاکابر للطلاب و شرط الاجازۃ الاستقامۃ علی الشریعۃ والثبات علی الطریقۃ والحقیقۃ والسلام علی من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات ۔

خدمت میر بنابر امتثال امر پیر دستگیر بہ برھانپور رفتند ، دران جا قبول عظیم بہم رسید و بنوعے تصرف جاذبہ و صحبت ایشان در گرفت کہ تفصیل آن را مگر کتاب علیحدہ تصنیف کردہ آید ۔ بالجملہ ہر کہ بصحبت ایشان میرسید از اثر صحبت و تصرف ایشان از فقرا و اغنیا و اہل غفلت و ارباب حضور ، جذبہ و سکرے در وے استیلا مییافت کہ از غلبۂ آن مستی جامہا پارہ کردے و چون مرغ نیم بسمل بر زمین طپیدے و گاہ سیچہل کس بیکبار بے طاقتی می کردند و بے اختیار بر زمین می افتادند بلکہ نظارگیان چو صوفیان و منکران مانند معتقدان از مدہوشی و بے خودی بر زمین میغلطیدند و می طپیدند وکاروبار تصرف آن بزرگوار بجائے رسیدہ کہ بسیارے از مریدان مشائخ عظام کہ دران شہر بودند بےاختیار گشتہ داخل ربقۂ ارادت ایشان شدند و بسیارے فاسقان بصلاح آمدند و بسیارے از ہوشیاران بادۂ بیخودی و جذبہ چشیدند ۔

قدسیہ : می فرمودند کہ واقعۂ دیدم کہ گوئیا بخدمت حضرت ایشان از سفر رسیدہ ام و گرد آستان قبلۂ راستان گردیدہ ام کہ ناگاہ از اندرون خانہ بیرون آمدند و مرا بردر ایستادہ سر درپیش افتادہ بہ نیازمندی و انکسار دیدند ، خوشوقت گردیدند و بسیار توجہ فرمودند و مرا در کنار گرفتند و فرمودند کہ میر را حرارت راہ دریافتہ است ، شربتِ نبات بیارید ۔ کاسۂ سفید از شربتِ نبات پیش من آوردند ۔ آنحضرت فرمودند کہ ”میر!

این کاسه را بگیر و بتمام بیاشام و هیچکس را ازان قطرهٔ مده -'' آن کاسهٔ طیّب از شربت نبات بتمام بیاشامیدم - بعد ازان حضرت ایشان روئے بقبله کرده دست بدعا برداشتند وگفتند که خداوندا! آن نسبت را که خاصهٔ محمد رسول الله است ﷺ نصیب میر گردان و دست بر روئے مبارک خود فرود آوردند - بعد ازان باز دست برداشتند و گفتند خداوندا آن نسبت که خاصهٔ من ست ، آنرا نیز نصیبِ میرگردان - بعد افاقت ازین واقعه آنرا بعرض مقدس حضرت ایشان رسانیدم و تعبیر آن را پرسیدم ، بجواب لب نکشودند تاآنکه مفارقتِ صوری از مجلس مقدس آنحضرت روئے نمود - بعد از چندگاه این نامه بمن نوشتند که :

''روزے بعد از نمازِ بامداد یاران نشسته بودند - بخواست یا بے خواست توجهے بجانبِ شما پیدا شد و در رفع بقایائے آثار که بنظر می‌درآمد گشت و اہتمام در دفع ظلمات و کدورات که محسوس می‌گشت ، نمود ، تاآنکه ہلال کمال شما بدر کامل گشت و آنچه در آفتاب ہدایت ودیعت نهاده بودند ، ہمه دران بدر منعکس شد ، حتی که درآن جانب کمال ہیچ متوقعے و منتظرے نماند ''الا ان یتّسع الظرف بعد ذلك و یأخذ بقدر وسعته شیئاً'' فشیئاً'' و تا زمان طویل صورت مثالیهٔ این معنی را در نظر داشت تا یقینے[1] که مصدّق[2] آن است ، حاصل آمد - الحمد لله والمنة علی ذلك - حصول این دولت اثرآن واقعه است که شما دیده بودید و تعبیر آن را بمبالغه و تاکید طلب می‌نمودید - لله سبحانه الحمد و المنته که وام شما بتمام ادا یافت و موعود[3] منجز شد و معهود موفی گشت ، امید واراست که تکمیل باندازهٔ این کمال حاصل آید و دشت و صحرائے آن حدود بوجود شریف شما منورگردد - تم کلامه الشریف -

الحق چون خدمت میر از میان اصحاب آنحضرت بعشق و محبت ایشان امتیاز تمام داشت ، ازان رو قبول و اشتهار ایشان در دیار ہندوستان بلکه در ربع مسکون جهان چون اشتهار خورشید است - کثرت ارباب ارادت ایشان بدرجهٔ رسیده بود که بعضے

۱ - در مخطوطه ۱ : بجائے یقینے ، نصیبے مذکور است -
۲ - در مخطوطه ۱ : اینجا بیاض گذاشته اند ، و در مخطوطه ۲ : مصداق آنست -
۳ - در مخطوطه ۲ : موعد -

اعداء خاندان اسلام بسلطان وقت رسانیدند که درویشے ست در برہانپور که سرحد ملک شما ست، حضرت میر می‌گویاند و یک لک سوار ازبکی[1] (؟) مریدان دارد ـ سلطان از راه توہّم دغدغهٔ فتنه وفساد ایشان را از برہانپور طلب نموده فرمود که چرا حضرت میرگویانی ؟ ایشان در جواب گفتند که من سیّدم ، سیّد را میر می‌گویند و از گفتنِ حضرت راضی نیستم ، منع کنید تا نگویند ـ باز فرمود[2] که لک سوار مرید[3] داری ؟ حضرت درین مقام خنده کردند ـ سلطان بحضار خطاب کرده گفت که به بینید ، من باو سخن می‌گویم او خنده می کند ، تکبّر این درویش را در یابید ـ مرحومی مہابت خان حاضر بود ، بظاہر موافقت[4] نمود و عرض کرد که پیر ایشان ممالک را بخلفائے خود قسمت نموده است ـ ایشان را برہانپور داده ، جاه و جلال این مرد درآنجا بمرتبهٔ است که مثل ما و شما بر در او بار نمی یابند ـ سلطان دانست که مہابت خان ہم دشمن این درویش است ، گفت او را بشما حواله کردیم ـ مہابت خان ایشان را در منزل خود آورد و وجوه سوالات و مواسات نمود و انواع ضیافات بجا آورد ـ واہل ارادت و غیر آن مثل مور و ملخ بزیارت حضرت میر می آمدند و نذر و فتوح بسیار می‌گذرانیدند ـ سلطان آن را شنید و بر مہابت خان تعرّض نمود ـ او عرض کرد که بادشاه سلامت! آن درویش پنج وقت نماز می‌گذارد ، دیگر ہیچ ندارد ـ فرمود او را بگذاریم اگر در برہان پور نباشد و در دارالخلافه اکبر آباد وطن گزیند ـ ایشان قبول نمودند ، در اکبر آباد توطن اختیار کردند و ارشاد طالبان می فرمودند ـ

قدسیه : می فرمودند که شبے از صفهٔ مسجد جامع برہانپور که مقدار قامت آدمی ارتفاع داشت ، برزمین افتادم ـ چنانکه دست من آزار بسیار یافت ، اما فتادن ہمان بود حصول مقام که تمنائے آن داشتم ـ از آن مضرت بغایت مسرت حاصل گشت و بشکرانهٔ آن نعمتِ نقمت حلوا پختم و اعتقاد من چنان بود که ہر که ازان حلوا بخورد به بہشت رود ـ

قدسیه : در منقبت حضرت ایشان قدس سره می‌فرمودند که چند کس را می‌دانم که از برکتِ صحبتِ ایشان به قطبیت رسیده اند ـ

---

۱ ـ در مخطوطات ۱، ۲ : ازکی مندرج است ـ
۲ ـ یعنی سلطان ـ
۳ ـ در مخطوطه ۲ : مرید ازکی داری ـ
۴ ـ یعنی موافقتِ سلطان ـ

قدسیه : و نیز می فرمودند که آن سرور را علیه الصلوة والسلام در واقعه دیدم و امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی الله عنه نزد آنحضرت است - فرمودند یا ابابکر! بفرزندی محمد نعمان بگو هر که مقبولِ شیخ احمد است مقبولِ من و مقبول خداست و هر که مردودِ شیخ احمد ست مردودِ من و مردودِ خداست - مرا از استماع این بشارت مسرت بے غایت حاصل گشت، الحمد لله والمنته که من مقبولِ حضرت ایشان ام - پس مقبول حضرت حق تعالیٰ نیز باشم - بمجرد خطور این خاطر آن سرور ﷺ بصدیق رض اکبر خطاب کرده فرمودند که یا ابابکر ! بفرزندی محمد نعمان بگو که هر که مقبول تست مقبولِ شیخ احمد است و مقبولِ من و مقبولِ خداست و هر که مردودِ تست مردود شیخ احمد و مردودِ من و مقبولِ خداست جلّ شانه -

قدسیه : و نیز می فرمودند که در واقعهٔ دیدم که خیمهٔ بس عالی برپا کرده اند مانند آنکه در نوروز سلاطین برپا کنند و در زیر آن خیمهٔ عظیمه هفت اقلیم تعبیه رفته است چنانکه در عالم شهادت بادشاهان و حاکمان و متصدیان امور مملکت هستند و قریٰ و بلاد و اسواق و سکوک و طرق و موت و حیات و فقر و غنا و مالکیت و مملوکیت همانجا نیز هست، گویا آن متصدیان مهمات یک نگاه بجانب مرکز آن خیمه که جائے سروغ[1] (؟) می باشد می کنند و نگاه دیگر بسوے عالم و عالمیان می اندازند و هر یکے را از کارگذاران خدمت می فرمایند - بخاطر من رسید که بالا نگاه کنم که آنجا چه چیز است که این متصدیان از آن گاه[2] حکمے فرا می گیرند، و در جهانیان بحسب آن حکم عمل می نمایند - سر برداشتم و نظر انداختم، دیدم که بجائے سرِ ستون که وسط خیمهٔ نخیمه است، روزنے ست که حضرت ایشان بالائے آن خیمهٔ جسیمه نشسته اند و روئے مبارکِ خود بران روزن مانده اند و اشارتے می کنند و هر یکے از متصدیان مهماتِ ممالک جهان موافق خدمات خویش ازان اشاره معنی فرا می گیرند و بر حسب آن بعمل می آرند و همه مطالب متضاده و مقاصد متخالفه ازان یک اشارت ادا می یابد -

---

۱ - در هر دو مخطوطه همچنین نوشته اند، اما از مابعد مفهوم می‌شود که این لفظ سرستون است -
۲ - در هر دو مخطوطه : ازان نگاه -

درجه : و نیز می فرمودند که در حلقهٔ بامداد در خدمت آن قطب ارشاد اعلی حضرت ایشان روبروے ایشان نشسته بودم - سر از مشغولی برداشتم ، دیدم که بجائے ایشان حضرت سید الکونین علیه و علی آله الف الف صلٰوت و تسلیمات نشسته اند ، ہیبت بر من مستولی شد - زود سر فرود انداختم و بشغل باطن پرداختم - بعد از ساعتے باز سر برداشتم ، دیدم که حضرت ایشان نیز پہلوئے آن سرور نشسته اند ، باز سر بمراقبه فرود بردم - بعد از لمحهٔ که سر برداشتم دیدم که بجائے حضرت ایشان پیغبر علیه و علی آله الصلوات و البرکات نشسته اند و بجائے حضرت پیغمبر علیه الصلٰوة و السلام حضرت ایشان - باز سر بمراقبه فرود بردم - بعد از زمانے که سر برداشتم ہر دو را پیغبر علیه السلام یافتم - بعد ازان ہر دو را حضرت ایشان یافتم ، بعد ازان دیدم که حضرت ایشان نشسته اند فقط ، این رویت بصری بود نه خواب و واقعه -

درجه : و نیز می فرمودند که دران ایام که ما در خدمت حضرت ایشان خود[1] خواجه محمد باقی قدس سره بودیم ، حضرت خواجه ہمه اصحاب خود را فرموده بودند که در خدمت حضرت ایشان قدس سره بروید و ہر قسم که شغل بفرمایند به ہمان روش مشغول باشید و در حضورِ ایشان تعظیمِ ما نکنید بلکه توجهِ خود نیز بجانبِ ما نکنید و با من نیز ترغیب صحبت ایشان کردند - چون از من بوئے اباء شنیدند ، فرمودند که میان شیخ احمد آفتابے ست که مثل ما ہزاران ستارگان در ضمن ایشان گم اند و از کمل اولیائے متقدمین خال خالے مثل ایشان گذشته اند -

حضرت میر می فرمودند که حضرت ایشان[2] بعد از بیان این شان عالیٔ آنحضرت سالہائے بسیار در قید حیات بوده اند ، خدائے سبحانه داند که معاملهٔ ایشان تا بکجا رسیده ، تم کلام -

بدانند که مکتوبات قدسی آیات حضرت ایشان قدس سره که بحضرت میر نوشته اند ، بسیار است و در مکتوبات ایشان که در آفاق از آفتاب مشهور تر ست ، مذکور و ایراد آن ہمه مکاتیب درین باب متعسّر ، بنا بران عنان از آن بیان برتافته بر بعضے[3] مکاتیب

---

۱ - مخطوطه ۱ : این کلمه ندارد -
۲ - یعنی حضرت مجدد علیه الرحمه -
۳ - یعنی بر خلاصهٔ بعضے مکاتیب -

اقتصار نمود ـ

مکتوب : از تکثر طلاب و ترقیات آنها نوشته بودند ؛ در تکثر اخوان بموجب ''اکثروا اخوانکم فی الدین'' امیدواری ها ست و کریمهٔ ''سنشدّ عضدک باخیک'' نیز مؤیّد این معنی است لیکن باید که منظور نظر احوال واعمال خود باشد و ملحوظ سکون و حرکت خود بود ، مبادا ترقیات مریدان باعث توقفات پیران گردد و حرارت مسترشدان در کارخانه مرشدان برودت اندازد ـ ازین معنی ترسان و لرزان باید بود ، احوال و مقامات مریدان را در رنگ شیر وبیر باید دانست ، چه جائے آنکه بآنها مفاخرت و مباہات باید کرد که مبادا ازین راه عُجب کشاده‌گردد بلکه باید که بحکم ''الحیاء شعبة من الایمان'' ترقیات مریدان باعث شرمندگی و خجالت باشد و حرارت طلبِ طالبان موجب غیرت و عبرت بود ، باید که قصور اعمال و اتهام نیات ملازمِ وقت باشد و لسانِ حال و قال بکلمهٔ ''هل من مزید'' مرطوب بود ـ

مکتوب : اے برادر! مکرر بشما گفته ، مدار این طریق بر دو اصل ست ؛ استقامت بر شریعت محمّدے که بر ترک ادنی ادنی از آداب راضی نباشد و رسوخ و ثبات ست بر محبت و اخلاص شیخ طریقت به نهجے که بروے مجال اعتراض نماند بلکه جمیع حرکات و سکنات او زیبا و محبوب در نظر در آید ـ اگر بعنایة الله سبحانه این دو اصل مستقیم است سعادت دنیا و آخرت نقد وقت است ـ

مکتوب : از فرق میان حصول و وصول سوال کرده بودند ، اے برادر ! حصول باوجود بُعد متصور است و وصول متعذّر ـ عنقا راکه بصورت مخصوصه تصور می کنیم میتوان گفت که عنقا در مدرکهٔ ما حاصل شد، امّا وصول بعنقا متحقق نیست ، زیراکه ظلیت که عبارت از ظهور شے است ، در مرتبهٔ ثانیه منافی حصول آن شے نیست ، اما وصول شے ظلّیت را برنتابد فافترقا ـ

مکتوب : پرسیده بودند که ذکرِ نفی و اثبات بهتر است یا تلاوت یا نماز بطول قنوت ؟ بدانند که ذکر نفی و اثبات در رنگ وضو است که شرط نماز است تا طهارت

درست نه شود شروع در نماز ممنوع است ، همچنین تا معاملهٔ نفی بانجام نرسد غیر از فرائض و واجبات و سنن هرچه کنند از عبادات نافله داخل وبال است ، اول ازالهٔ مرض قلبی باید کرد که مربوط بذکر نفی واثبات است ، بعد ازان بعبادات و حسنات دیگر که در رنگ غذائے صالح است مر بدن را باید پرداخت ـ پیش از زوالِ مرض هر غذا که تناول نماید ، فاسد و مفسد است : ع

هرچه گیرد علّتی علّت شود

مکتوب : عملِ آن سرور علیه الصلوة و السلام بر دو نوع است ؛ بر سبیل عبادت است یا بر طریق عرف و عادت ـ عملے که بر سبیل عبادت بود ، خلاف آنرا بدعت منکر می دانیم و در منع آن مبالغه می نمائیم که احداث در دین است و آن مردود است ـ و عملے که بنا بر عرف و عادت است ، خلاف آن را بدعت منکر نمی دانیم و در منع آن مبالغه نمی نمائیم که به دین تعلق ندارد ، وجود و عدم آن مبتنی بر عرف و عادت است ، نه بر دین و ملت ، چه عرف بعضے بلاد خلاف عرف بعضے بلاد دیگر است و همچنین در یک بلده باعتبار تفاوت ازمنه تفاوت عرف واقع است مع ذلک رعایت سنت عادی نیز مثمر نتائج است و منتج سعادات ـ

مکتوب : شکر این[1] نعمت عظمیٰ بکدام زبان بجا آرد که حضرت حق سبحانه ما فقرا را بعد از تصحیح عقائد بموجب آرائے اہل سنت و جماعت شکّر الله تعالی سعیہم بسلوک طریقهٔ علّیه نقشبندیه مشرف ساخت و از مریدان و منتسبان این خاندان بزرگ گردانید ـ نزد فقیر یک گام درین طریق زدن بهتر از هفت گام طرق دیگر ست ـ راہے که بکمالات نبوت بر طریق تبعیت و وراثت کشاده می شود ، مخصوص باین طریق عالی است ـ منتهیان این طریق ازین کمالات به طریق تبعیت نصیب کامل می یابند ـ مبتدیان و متوسطان که ملتزم این طریق اند و محبت کامل به منتهیان این طریق دارند نیز امیدوارند که ''المرء مع من احب'' بشارتے ست دورافتادگان را ـ خائب و خاسر

---

۱ ـ در مخطوطه ۳ : آن ـ

درین طریق کسے ست که داخل این طریقه[1] شود و مراعات آداب این طریق نکند - امور محدثه درین طریق احداث نماید و باعتماد مناسات و وقائع خود بخلاف این طریق اقدام کند - درین صورت گناه طریق چیست -

اکنون برخے از خوارق و کرامات حضرت میر در معرض بیان و بر منصهٔ عیان بیارم - ہرچند خوارق عادات و تصرفات و کرامات ایشان از عداد[2] تعداد خارج است ، اما بر حکم وقت و مقتضائے حال و نظر بایجاز کتاب دو سه ازان در بیان کشم :

کرامت : روزے باجمعے از درویشان و طائفهٔ از صفا کیشان بخانهٔ یکے از مخلصان مدعو بودند - داعی را در حضور خود طلبیده اند و تاکید در باب افراط احتیاط فرمودند و اہتمام تمام در حق طعام در دفع شبہات نمودند - وے نیز بقدر امکان احتیاط نموده ، اما چون ہمراہ ایشان جمع کثیر و جم غفیر بودند بز وگوسفند بسیار ازبسیار ذبح کردند - ناگاه از قدرت آلہ در یکے ازان مذبوحات کرم نامعدود افتاد ، بنوعے که در یک لمحه ازگوشت باستخوان رسیده ، بخدمت حضرت آوردند شورے در ، آن سرا[3] افتاد ، ایشان فرمودند : بواسطهٔ ہمین اینہمه مبالغه می کردیم - این بز از وجہ حلال نبود - حق سبحانه آن کرم ہا را نشانے برائے ما نمود و باوجود آن تحقیق نمایند - چون تفتیش نمودند ، معلوم فرمودند که آن بز را یکے از آشنایان داعی که از عاملان بود ، به ستم گرفته ، بوے فرستاده بود و آن داعی ازان معنی واقف نبود -

کرامت : یکے از مخلصان ایشان که کدخدا شده بود ، خسر وے باوے خشونت می کرد و بسیار ایذا می رسانید - آن مخلص واقعهٔ آزار خسر با صد شکستگی و دردمندی بخدمت میر بیان نمود ، ایشان را بروے رحم آمد ، فرمودند که غم را بخود راه مده که خسرتو عنقریب ازین جہان می رود - بعد از دوسه روز خسرش بدارالجزا رفت و آن مخلص از شر وے برست -

ولادت حضرت میر در سنه نہصد و ہفتاد و ہفت اتفاق افتاد ، تاریخ تولد ایشان از لفظ 'شیخ جنید' می برآید ، الحق که سید الطائفه بوده اند و جنید و شبلی عصر ، ہرجا

---

۱ - در مخطوطه ۱ : طریق -
۲ - در مخطوطه ۱ : از تعداد -
۳ - در ہر دو مخطوطه : سر افتاد -

درین کتاب حضرت میر واقع شده ، مراد ایشانند و باعث برجمع این کتاب ہم ایشان ـ این حقیر مصافحۂ شیخ سعید[1] حبشی که در ذکر[2] انتسابات گذشت ، بایشان[3] کرد و اجازت مصافحه با دیگران نیز ازآن جناب معلی وارد شده ـ

شیخ نور محمد پٹنی قدس سره :

آن بدرِ سپہرِ ولایت از قدماء اصحاب و اجلائے خلفاء حضرت ایشان است ـ بعد اتمام و انجام تحصیل برخے از علوم ظاہر بنابر سابقۂ عنایت ازلیه توفیق درد طلب رفیق وے گشت ، کمرِ ہمت در جستجوئے پیر خدا آگاه واقفِ راه بربست ـ بسے از بلاد ہندوستان بگشت و بملازمت بسیارے از حق پرستان پیوست ، اما مطلب وے از ہیچکس حاصل نگشت تا آنکه قائد جذب و ہدایت مہارِ بختِ وے را بآستان عرش آشیان حضرت خواجۂ ما خواجه محمد باقی قدس سره کشید ـ ازان حضرت بتعلّم ذکر قلبی مشرف گردید ـ بعد ازان حضرت خواجه قدس سره تربیت وے را بحضرت ایشان ما قدس سره حواله نمودند ـ وے بکمال ذوق و شوق و غایت مسکنت و اطاعت بگرامی ملازمت ایشان رسید ـ از راه سعادت که در نہاد خود داشت ، داخل جرگۂ خدام حضور آنحضرت گردید و بخدمت آب وضو و مسواک و مایتعلق بالحضور[4] قیام می‌نمود و باحوال شایسته و مقامات بایسته[5] رسید ، چنانچه حضرت ایشان قدس سره از بعض احوال وے بحضرت خواجه قدس سره چنین نگاشته اند که :

"شیخ نور محمد بنقطۂ پایان فرو رفته است و کار جذبه را بانجام رسانیده و بر برزخیت آن مقام رسیده فرق را من وجه بنہایت برده اول صفات بلکه نورے که صفات بآن قائم ست از خود جدا دیده و خود شیخ خالی یافته بعد ازان صفات را از ذات جدا مشاہده نموده باین دید باحدیت مقام جذبه رسیده حالا عالم خود را چنان گم ساخته نه احاطه قائل ست و نه بمعیت

---

۱ - در مخطوطه ۲ : سعدی ـ
۲ - یعنی در بیان سلاسل (جلد اول) ـ
۳ - یعنی بتوسل ایشان ـ
۴ - در مخطوطه ۱ : و ما یتعلق بها ـ
۵ - در مخطوطه ۱ : مقام پیراسته ، در مخطوطه ۲ : و مقامات پیراسته ـ اما نظر به شایسته ، بایسته موزون تر ست ـ

و چنان بابطن بطون متوجه است که غیر از حیرت و نادانی حاصل ندارد ـ''
تم کلامه العالی ـ

بعد ازین زمان طویل مدت ہشت و نه سال شیخ مشار الیه در آستان حضرت ایشان بتجرید و تفرید و جذبات شائسته گذرانده تا آنکه بمقامات فائقه و واردات رائقه وصول یافته بمرتبهٔ وصول و ارشاد ہدایت شتافته ـ و حضرت ایشان آن وارستهٔ کون و مکان را خلافت داده و اجازت تعلیم طریقه فرموده به بلدهٔ معظمه پٹنه که از اعاظم بلاد ہندوستان است ، رخصت دادند ـ حسب الامر العالی بآن شهر رسید ، اما ازان روئے که طینت شیخ برخمول و انزوا افتاده در صحرا و زوایا بسر می برد و از مصاحبت خلق انفراد می کرد ـ چون این معنی بسمع شریف حضرت ایشان رسید نوازش نامهٔ محتوی بر نصیحت و ترغیب بر اختیار عشرت که مدار طریقهٔ انیقهٔ نقشبندیه برآن ست و کارخانهٔ ارشاد و ہدایت خلق الله بدان مربوط ، نوشته اند ـ

مکتوب : الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفٰی برادر ارشد ! آدمی را ہمچنانکه از امتثال ِ اوامر ِ حق جل و علا و انتها از نواہی گذر نیست از مراعات حقوق خلق و مواسات بایشان نیز چاره نه التعظیم لامر الله والشفقة علی خلق الله بیان ادائے این حق می‌نماید و بمراعات ہر دو شطر آن دلالت[1] می فرماید پس اقتصار بریکے ازان دو امر از قصور است و اکتفا بجزء از کل از کمالیت دور ـ پس تحمل اذائے خلق ضروری آمد و حسن معاشرت بایشان واجب گشت ، بے دماغی نمی زیبد و ناپروائی نمی سزد :

ہر که عاشق شد اگرچه نازنین ِ عالم است
نازکی کے راست آید بار می باید کشید

چون در صحبت بوده اید و مواعظ شنوده از اطالت سخن اعراض نموده برفقرهٔ چند اقتصار افتاد ثبتنا الله سبحانه و ایاکم علی جادة الشریعة المصطفویة علی صاحبها الصلوٰة والسلام'' تم المکتوب ـ

بعد ازان شیخ درکنار ِ شهر ِ مذکور بر ساحل ِ دریائے گنگ آمده مسکنے اختیار

---

۱ - در مخطوطه ۲ : دولت ـ

نموده دران جامسجدے ساخته بتوکل و قناعت باعیال و اطفال بسر می برد - بافادت و افاضت طلاب صادق مشغول است و مردم آن بلاد و سکنهٔ آن دیار گرویدگی خاص بشیخ دارند - طریقهٔ پسندیده او روش حمیده دارد و بفنا و نیستی و بے وجودی و بے نفسی موصوف است و بکمال استغنا و بے نیازی متصف - دنیا و اہل دنیا نزد ہمتش بغایت خوار و بے اعتبار اند و در تحمل مشاق فقر و فاقه از جوانمردان روزگار -

گویند که در مبادیٔ طلب شیخ و جناب مولانا طاہر لاہوری درحین قرأت کتاب عوارف که در دہلی بعضے یاران در خدمت حضرت ایشان می خواندند در خاطر گذراندند که حضرت ایشان حقائق و معارف در اثنائے سبق افاده نمی فرمایند - پس ما را از استماع این کتاب در خدمت ایشان چه فائده است ؟ این قدر که مذکور می کنند ما نیز می دانیم - حضرت ایشان بالفور برخطرهٔ آن دو عزیز مشرف گشته جلالیت نمودند و فرمودند تا اینها را از مجلس مقدس برداشتند بلکه از قلعهٔ فیروز آباد بیرون کردند مشار الیهما تمام روز بصحرا بسر می بردند و شب بدروازهٔ قلعه مذکوره می گذراندند تا آنکه بعضے عزیزان مثل حضرت خواجه حسام الدین احمد بشفاعت درآمدند - حضرت ایشان فرمودند که بگذارید که اینها نفوس سرکش دارند - معروض داشتند که تهخانهائے مسجد فیروزی مدتها است که از نجاسات پُر ست - اگر حکم عالی صادر شود مومئی الیهما درون قلعه آمده تطهیر انجاس سردابهائے زیر مسجد نمایند که نفوس آنها زبون شود - آنحضرت اجازت دادند و آن ہر دو عزیز بدستہائے خود آن محل را پاک و مصفیٰ ساختند - بعد ازان حضرت ایشان اینها را بالطاف و اشفاق نواختند و ہمچنین چندین بار حضرت ایشان برخطرات ناملائمه ایشان مشرف گشته سر تراشه[1] ؟ کشیده اند و از آنجا ست که در یکے عرائض بحضرت خواجه قدس سره نوشته اند که شیخ نور در ہمان مقام بند است به نقطهٔ فوق که در مقام جذبه است نرسیده - در حرکات و سکنات آزار می رساند و قباحت نمی فهمد - بے خواست کار او در توقف می افتد -

وما حصل (آنکه) بعد از تربتهائے جلالی و جمالی کار شیخ بجائے رسیده است که حضرت ایشان در باب وے چنین فرمودند که شیخ نور از رجال الغیب است - راوی

---

۱ - در مخطوطه ۲ : ته تراشه -

درین شاک است کہ از نقبا فرمودند یا نجبا - بہ آنجناب پیش از اتصال این فقیر[1] راقم حروف بسعادت ارادت حضرت ایشان بخلافت مستسعد گشتہ رخصت گرفتہ بہ بلدۂ پٹنہ رفتہ بود ، اما بعد از ارتحال مخدومزادۂ کلان اعنی خواجہ محمد صادق در سہرند آمدہ بودند - این حقیر ملازمتش کردہ عجب وارستگی و بے نفسی و فنا و نیستی و گم نامی و بے وجودی از ناصیۂ وے می بارید و چنان محسوس می شد کہ گوئیا الف وبا نخواندہ است و قدم در راہ خدا نماندہ و این حقیر کتاب ''سیر احمدی'' در بیان مناقب حضرت ایشان تالیف می نمود و گاہے کہ بصحبتش می نشست مہربانی فرمودہ ترغیب طاعات و عبادات می نمود و می فرمود کہ ذکر مقامات و تحریر واردات بکارے نمی‌آید ، داخل لایعنی ست ، دو رکعت صلٰوۃ بہ از تحریر مقامات -

ذکر شیخ حمید بنگالی قدس سرہ

شیخ حمید بنگالی قدس سرہ از قدمائے خلفائے حضرت ایشان بود وطن مالوف وے منگل کوٹ است کہ از بلاد بنگالہ است - جامع علوم معقولہ و منقولہ بودہ و تشرع و تقویٰ و رعایت عزیمت و ترک رخصت در اعلیٰ مراتب داشت و متابعت آداب سلسلۂ نقشبندیہ و موافقت دأب طریقہ انیقۂ احمدیہ در اقصائے مدارج - صفات حمیدہ و سمات پسندیدۂ آن برگزیدہ ، از فقر و قناعت و توکل و زہد و استقامت در گفت و شنفت نگنجد ہمگی یک سال در خدمت حضرت ایشان بکمال خاکساری و جان سپاری بسربردہ ، منازل سلوک را از راہ جذب الٰہی بانجام و اتمام رسانیدہ بدرجۂ ولایت رسیدہ و مرتبۂ کمال و تکمیل یافتہ -

آنحضرت وے را خلافت عنایت فرمودہ رخصت وطن نمودند - دران دیار مدرس علوم ظاہری و ارشاد سلوک باطنی مشغول بودہ ، دران ولایت از مقبولان است ، در عام و خاص بہ بزرگی شہرت تمام دارد -

ابتدائے توبہ و انابت و انسلاک او در ربقۂ ارباب ارادت حضرت ایشان آن بود کہ از وطن خود بجہت تحصیل (علوم[2]) ظاہرہ بہ بلدۂ معظمۂ لاہور آمدہ بود - بعد از

---

۱ - در مخطوطہ ۱ : این راقم حروف - ۲ - در ہر دو مخطوطہ این کلمہ ندارد و می باید -

فراغ تحصیل علوم متوجه وطن مالوف بوده که در اکبر آباد با مولانا عبدالرحمٰن مفتی عسکر سلطانی بنا بر سابقه حقوق معرفت و اتحاد چند روز مصاحبت اتفاق افتاد ، اما باین طائفه انکار بسیار داشت خصوصاً بحضرت ایشان ما وے را نقار و انکار خاص بود و بمشرب[1] وحدت وجود نیز انکار شدید می نمود ۔ اتفاقاً عبور حضرت ایشان قدس سره بنابر سیر و سیاحت باکبر آباد افتاد و در جوار مولانا که او و قبیله او مردم دیندار پاکیزه روزگار و از اہل ارادت بآنحضرت بودند ، نزول اتفاق آفتاد ۔ چون شیخ حمید این خبر شنید بے طاقت گردید و باضطراب تمام نزد مولانا رسید و گفت که ازین محله بجائے دیگر می روم و طلب کتب و رسائل که در خانۂ مولانا نگاہداشته بود نمود ۔ مولانا گفت که تقریب چیست ؟ و این اضطراب چراست ؟ نام حضرت ایشان برده گفت که ایشان در جوار شما فرود آمده اند ، من بایشان آشنا ام[3] اگر نه بینم مشکل و اگر به بینم مشکل تر ۔ مولانا گفت ایشان بزرگ اند و عالم چه مشکل که به بگّینید ۔ گفت من تاب دیدن ندرام ۔ این بگفت و بدر رفت ۔ بعد از دو سه روز بجهت گرفتن رسالهٔ که از وے بخانۂ مولانا به نسیان مانده بود آمد ۔ ناگاه ورود حضرت ایشان بخانۂ مولانا واقع شد ۔ مولانا آداب نیاز و ارادت بجا آورده ایشان را استقبال نموده بتواضع تمام باندرون برد ۔ رنگ روئے شیخ حمید متغیر گردید ۔ بصد ہزار پشیمانی از آمدن خود بگوشهٔ آن خانه خزید ۔ حضرت ایشان خطاب بمولانا کرده فرمودند که باستفتاء آمده ایم ۔ وے عرض کرد کدام مسئله خواہد بود که از حضرت ایشان مختفی بوده باشد ۔ فرمودند که چون شما مفتی اید ، از شما پرسیده عمل کردن احوط است ۔ بعد از استفتائے مسئله که در غایت ظهور بوده ، رو بجانب شیخ حمید کرده فرمودند ''اے شیخ حمید! شما اینجا بوده اید'' آنگاه یک دو نگاه بجانب شیخ انداختند ، بعد ازان برخاستند ۔ ہرچند مولانا التماس نمود که بجهت خادمان درگاه سفره در راه است ، قبول نفرمودند ۔ مولانا تاسر دروازه بمشایعهٔ ایشان بیرون آمد ۔ رخصتش کردند ۔ مولانا گفته که درین اثنا متفحص شدم که شیخ حمید کجا رفت ۔ دیدم که شیخ حمید که بآن شدت انکار و نقار بوده است ، در قفائے ایشان گریان و بریان و اشک از چشم ریزان ہمراه درویشان افتان و خیزان می رود ۔ آنحضرت التفات نمی فرمایند تاآنکه حضرت ایشان

---

۱ ۔ در مخطوطه ۲ : و مشرب ۔

۳ ۔ در مخطوطه ۲ : آشنا نه ام ۔

بمنزل شریف خود درآمدند ـ شیخ برسر دروازهٔ ایشان حیران و پریشان دست بسته و سر فروبشته ایستاده بماند ـ بعد مدتے آن جذب کردهٔ خود را بخلوت خاص طلبیدند و بمجلس راز راه دادند و بانابت و تعلیم طریقه و اعطائے نسبت نواختند ـ بنوعے در وے نسبت سرایت کرد و مغلوب الحال گشته که از آشنایان و دوستان بکلی[1] بگسست ـ بعد از چند روز حضرت ایشان متوجه سهرند که وطن ما لوف ایشان است ، گشتند ـ شیخ ہمچنان پاپیاده از غیر اراده و دل‌داده در رکاب سعادت مآب حضرت ایشان می رفت و باندک مدت بتصرّف و توجهِ حضرت ایشان کشف توحید وجودی که شیخ ازان منکر بود ، استیلا نمود که بهر شے عشقبازی خاص می نمود و از حرکات و سکنات انسان[1] و حیوان می گداخت ـ

گویند که دران ایام روزے براہے می رفت ، حیوانے مرده افتاده بود و دندانہائے وی می‌نمود ـ شیخ را از مشاہدهٔ این حال تعجب درگرفت و بے اختیار از استیلائے آن وارد بر زبان وے رفت که یارب این چه اداست ؟ باین کسوت درآمدن و خود را باین ہیئت وا نمودن چراست ؟

از بعضے اصحاب حضرت ایشان چنین استماع یافته که رفتن حضرت ایشان بمنزل مولانا عبدالرحمٰن مفتی بلکه تشریف بردن ایشان باکبر آباد محض بجهت صید کردن شیخ حمید بود که ایشان بران مامور بوده اند ـ مولانا عبدالرحمٰن می‌گفت که مشاہدهٔ تصرّف ایشان در شیخ حمید باعث مزید اخلاص و اعتقاد من بسده سنیه حضرت ایشان گشته و ہرگاه کسے از کرامات حضرت ایشان از مولانا پرسیدے این قصه را که اینجا بایجاز ذکر یافته بشرح و بسط گفتے ـ

بعد ازان شیخ مقامات جذبه و سلوک سیر نموده بدرجهٔ[2] ولایت رسیده و بخلافت مشرّف گردید ، چون متعارف مشائخ مظالم ست که وقت رخصت ارشاد[3] و خلافت خرقه

۱ ـ در مخطوطه ا : بالکل ـ ۲ ـ دو ہر درمخطوطه : ایشان ـ
۳ ـ در ہر دو مخطوطه عبارت چنین ست ـ ماناکه تقدیم و تاخیر از کاتب بوقوع آمده ـ در اصل خرقه ارشاد و خلافت بوده است ـ

عنایت می فرمایند ، وے وقت رخصت از حضرت ایشان یک کفش تبرک طلب نمود ، آنحضرت عنایت فرمودند - شیخ آن کفش را در دہانِ خود کردہ بصد زاری ونالش وریش جگر رجع القہقری نمودہ راہی شد - جماعۂ کہ بمشایعۂ وے رفتہ بودند گفتند کہ بہمین ہیئت می رفت وگویند کہ آخر آنرا بردستار بست و آن کفش بر فرقش تاج مکلل گشت و ہمچنان تاوطن خود رفت -

اگر خاکے ازین کو بر سر آید   مرا بہتر ز چندین افسر آید

چون بوطن خود رسید ، آن کفش تبرک را حجرۂ جدا ساخت و باحترام تمام آنجا نگاہداشت - اہلِ حوائجِ آن دیار چون ازین معنی آگاہی یافتند بجہت کشف مشکلات شتافتند - گویند کہ از اطراف و نواحی آن بلاد برائے استشفائے بیماران کوزہائے آب پیش وے می آوردند - وے گوشۂ کفش متبرک را در کوزہ می انداخت و می داد ، مردم شفا می یافتند و اگر اجلِ بیمار رسیدہ بودے بمجرد انداختنِ کفش متبرک در کوزۂ آب ، آن کوزہ بشکستے - این معنی مجرّب شدہ بود -

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

تا شیخ در قید حیات بود معاملہ بدین منوال می‌گذشت ، بعد ارتحال شیخ بر سر قبر شیخ طاقچہ ساختہ اند و کفش را در آنجا نہادہ ، ہمچنان ارباب حاجات و امراض بآن رجوع دارند و حاجات ایشان روا می‌گردد -

راقم این سطور عفی عنہ بعد از خلافت شیخ بیک سال در سلک خادمان حضرت ایشان منسلک گشتہ ، بگرامی صحبت آن عزیز الوجود مشرف نگشتہ لیکن بخدمت آن خلاصۂ اہل فضل و کمال در آن ایام رقیمۂ ارسال داشتہ بود کہ این حقیر در صدد تحریر مقامات حضرت ایشان و احوال خلفائے ایشان است کہ ہرچہ از مناقب و کرامات حضرت ایشان قدس سرہ یاد دارید بنگارید و از احوال خود بنویسید و نقل خلافت نامہ کہ حضرت ایشان برائے شما نوشتہ اند نیز بفرستید - شیخ در جوابِ نامۂ فقیر بکمال لطف و مرحمت این مکتوب نوشت تبرکاً بتمام آنرا ایراد می‌نماید :

قدسیه : اللہ و رسولہ ذات خجستہ صفات مشیخت مآب کمالات اکتساب میان شیخ بدرالدین را ہموارہ در کنفِ حمایتِ خویش داشتہ از ما سویٰ دور داراد بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد ۔ عنایت نامہ کہ مصحوب تاجا ارسال داشتہ بودند ، بمضمون آن مطلع گردید ۔ بسیار قصد خوب کردہ اند ، حق سبحانہ و تعالی بانصرام رساند ۔ و تکلیفے کہ باین فقیر کردہ اند کہ آنچہ از احوال و کرامات میانجیو قدس سرہ در خاطر داشتہ باشید نوشتہ فرستید ، چنانچہ یاران دیگر ہم نوشتہ اند ، معلوم ملازمانِ ایشان باشد کہ ہیچ احوال و مقامات نماندہ است کہ حضرت ایشان در مکتوبات و رسائلِ خود درج نکردہ اند و این قلیل البضاعۃ ہرچہ بیان خواہد نمود ہمہ را خود در تحریر آوردہ اند ، آنچہ عیان ست چہ جائے بیان است ، باقی باندازۂ احوال خود احوالے کہ این حقیر دارد در خدمت ایشان گذراندہ بود ، لائق و سزاوار آن نیست کہ قلمی نمودہ شود کہ در جنب مقامات و احوال حضرت ایشان و اعزۂ دیگر درج نمودہ شود ۔ ذرہ ہرچند بلند پروازی کند بجنب آفتاب نمی رسد ۔ ارشاد نامہ را طلب کردہ بودند ، نقل آن را فرستادہ شد خواہد رسید والسلام علی من اتبع الھدیٰ'' و در ظہرِ مکتوب نوشتہ بودند ''مخلصِ غائبانہ صوفی حمید'' و خلافت نامہ این ست :

اما بعد الحمد و الصلوة فیقول العبد المفتقر الی رحمة الله الملك الولی احمد بن الشیخ عبدالاحد الفاروقی النقشبندی[1] رحمهماالله سبحانه رحمة واسعة ان الاخ العالم و الصدیق الصالح جامع علوم الشریعة والطریقة و الحقیقة الشیخ حمید البنگالی وفّقه الله سبحانه لمایحبه و یرضاه لما قطع منازل السلوك و عرج معارج الجذبة و وصل الی درجة الولایة بعد ان حصل له اندراج النهایة فی البدایة اجزته لتعلیم طریقة[2] المشائخ النقشبندیة قدس الله تعالی اسرارهم للطالبین المسترشدین و المریدین المخلصین بعد استخارة و حصول الاذن من الله سبحانه و المسئول من الله سبحانه ان یعصمه عما لایلیق و یحفظه عما لاینبغی و الاستقامة علی متابعة سید المرسلین علیه و علیهم الصلوات و التسلیمات ۔

---

۱ ۔ در ہر دو مخطوطہ : النقشبندیۃ ۔ ۲ ۔ در ہر دو مخطوطہ : الطریقۃ ۔

و شیخ در حاشیهٔ این نقل خلافت نامه نوشته است که این نقل موافق اصل است که خطِ قبله گاه است -

قدسیه : مکتوبے که شیخ حمید بعد مدت مدید درین ایام بحضرات مخدومزادہائے گرامی از بنگاله ارسال داشته ، نقل می نماید :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعلکما صاحب[1] سجادة مولای و مرشدی و قبلتی و قبلة الانام قطب الارشاد و بدر الزهاد لم یأت مثله الا الخلفاء الراشدون ولا یأتی بعده شبهه الا محمد ن المهدی و هو احمد بین المحمدین و ثانی اثنین - فیضه فی العالم الآن کما کان باق الی یوم القیامة - اعنی خواجه محمد سعید و خواجه محمد معصوم سلمها[2] الله سبحانه و ابقاها و اوصلها الی غایة ما هو متمناها و زاد عمرها و عمر اولادها - اما بعد نقد مضت المدة المدیدة و لم یصل الیّ احوالکما المتضمنة بالخیر و العافیة - الان ارجو ان تبلغانی ایاها والسلام علی من اتبع الهدیٰ -

شیخ در سنه در حدود قریب یکهزار و پنجاه وفات یافت - بعد ارتحالش فرزند او شیخ حبیب الرحمٰن که صاحب احوال و مقامات است و خداوند استقامت و کرامت بجائے وے نشست و الحال بافاضهٔ طالبان سرگرم است ، صحبت موثر و قبول عظیم دارد -

ذکر شیخ محمد طاهر لاهوری قدس سره

مولانا شیخ محمد طاہر قدس سره از کبار اصحاب و خلفاء حضرت ایشان بود ، حاوی علوم عقلیه و نقلیه و از مشاہیر مشائخ لاہور ، خداوند ریاضات شاقه و مجاہدات

---

۱ - لعل الصحیح صاحبی -

۲ - در مخطوطه ۱ درین عبارت دعائیه ضمیر ہائے خطاب 'کما' مذکور ست و در مخطوطه ۲ جائے ضمیر غائب و جائے ضمیر خطاب و صحیح آنکه ہر جا ضمیر غائب 'ها' باشد -

شدیده و صاحب کشوف و الهامات جلیّه و کرامات و جذبات قویّه بود و نزد علما و صلحا و عامهٔ سکنهٔ آنجا قبولِ تمام داشت ـ

چون بعنایت بے غایت حضرت صمدیت ذوق باین راه وے را پیدا گردید و درین عصر افضل و اکمل اولیا جز حضرت ایشان کسے را ندید ، ناچار خود را بآستان عرش نشان رسانید و سالها بخاک ساری و جان سپاری و افتقار و انکسار در عتبه علیه گذرانید و حضرت ایشان تعلیم حضرات مخدوم زادهائے عالی منقبت را بوے تفویض فرمودند و باوجود مولویت رعایت آداب حضرت ایشان بکمال می کرد و هیبت آنحضرت بر مولانا آن قدر مستولی بود که در شرح نگنجد ـ

گویند روزے حضرت ایشان وے را بامامت امر کردند ، رنگ رویش زرد گشت و لرزه در جوارح وے افتاد ـ باوجود حفظ قرآن و علوم فراوان از غایت خشیت و هیبت آنحضرت زمان زمان[1] قرأت در گلویش بند می‌شد ـ

لاجرم از دولت این تعظیم و تکریم و ادب و هیبت به یمن نظر کیمیا اثر حضرت ایشان بمرتبهٔ کمال و تکمیل رسید و بعد اتمام کار وے را باجازت تعلیم طریقت در سلسلهٔ علیه نقشبندیه و اعطائے خرقهٔ ارادت در طریقهٔ سنیه قادریه و خرقه تبرک در سلسلهٔ چشتیه نواختند و خلافت نامه برائے وے نوشتند و بلدهٔ معظمه لاهور بجهت تربیت طالبان رخصت فرمودند ـ اجازت نامه این ست :

خلافت نامه :

بسم الله الرحمن الرحیم ـ بعد الحمد و المنة لولیه و الصلوة و التحیة علیٰ نبیه وعلی آله و اصحابه الکرام الداعین للحق الیٰ دار السلام ـ یقول العبد الفقیر الی رحمة الله الولی الغنی احمد بن عبدالاحد الفاروقی النقشبندی غفر الله سبحانه ذنوبها و ستر عیوبها ان الاخ العالم العامل الفاضل الکامل الشیخ محمد الطاهر لما وفقه الله سبحانه وتعالیٰ بسلوک طریقة اولیائه و دخل فی الطریقة العلیة النقشبندیة بجمع الهمة و تمام النهمة حصل له الحضور

---

۱ - در مخطوطه ۲ : زبان قرأت ـ

و الشهود و القربة و الجمعية و تيسّر له البداية التی اندرجت فيها النهاية فاذا مضت برهة من الزمان وهو علی هذه[1] الاحوال ظهر لی انه سيبتلی بابتلاء عظيم حتی يخرج من الصراط المستقيم الی سبل متفرقة و يميل من مذهب اهل الحق الی مذاهب باطلة فهمنی ذٰلك و الجأنی الی التضرع و الخشوع الی الله سبحانه ليذهب عنه هذا الابتلاء و يرفع عنه ذٰلك البلاء ثم ظهر لی بعد التضرع التام انه سوف يرفع عنه ذٰلك الابتلاء فحمدت الله سبحانه علی ذٰلك وقد ظهر بعد مدة يسيرة منه ما ظهر لی اولاً حتی خرج من الاستقامة الی الاعوجاج و مال من الحق الی الباطل بحيث انقطع رجاءنا من ان يعود الی الحق و يرجع الی الاستقامة هوكلما دخل فی سبيل من السبل المتفرقة واظهره[2] الله سبحانه علیّ توجهت بعون الله سبحانه و توفيقه الی اخراجه من ذٰلك السبيل بالقسر التام و سعيت بعد ذلك فی ان اسدّ ذٰلك السبيل حتی لايكون له عود الی ذٰلك ثانياً و مضت الشهور بل السنون[3] علی هذه الحالة ثم ظهر بتائيد الله سبحانه ماظهر ثانيا فعاد الی الحق و رجع الی الصراط المستقيم ثم قطع مابقی له من منازل الجذبة و مقامات السلوك و صار اهلاً لان يرخص لتعليم هذه الطريقة و تربية الطلبة فرخّصت له بذلك بعد الاستخارة و التوجه ـ المسئول من الله سبحانه الاستقامة و الثبات علی متابعة سيد الاولين والآخرين عليه و علی آله الصلوات والتسليمات و لماكان للشيخ[4] المشار اليه من[5] طريقی السلسلة القادرية و الچشتية حظ[6] وافر و نصيب كامل رخصت له ايضاً ان يعطی للمريدين خرقة الارادة فی القادرية و خرقة التبرك فی الطريقة الچشتية ـ و المسئول من الله سبحانه العصمة[7] و التوفيق و الحمدلله رب العلمين اولاً و آخراً والصلوة و السلام علی سيد المرسلين دائما سرمداً و علی آله العظام و اصحابه الكرام ـ

آن عزيز درآن بلده بافادهٔ طلبه مشغول گشت ليكن بانزوا و خلوت سرخوش بود و در حجرهٔ خمول می نشست و زنجيرِ در از اندرون می بست و درِ آمد و رفتِ خلائق

---

۱ - در ہر دو مخطوطه : هذا ـ

۲ - در ہر دو مخطوطه : اظهر الله ـ

۳ - در مخطوطه دوم : السنين ـ

۴ - در مخطوطه ۲ : الشيخ ـ

۵ - در مخطوطه ۲ : لفظ 'من' مذكور نيست ـ

۶ - در مخطوطه ۲ : حظاً وافراً و نصيباً كاملاً ـ

۷ - در مخطوطه ۲ : العظمة ـ

را برخود بسته بود - خصوص بجهت اغنیا و امرا نمی کشود و بعضے آمرایان معتمد بدیدن وے آمدے ، وے در را وا نکردے و ایشان را ہرگز بخود راہ ندادے - وجہِ معیشتِ شیخ آن بود کہ کتبِ تفسیر و حدیث مثل بیضاوی و مشکٰوۃ بخطِ خوب می نوشت[1] و محشّی می ساخت و مقابلہ می نمود و مزیّن می ساخت و می فروخت و از تجارتِ کتاب قُوتِ خود می ساخت -

در اکثر عمر مجرد بود و در آخر کار بجہت ادائے سنت سید ابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نکاح کرد - و ہر سال یا بعد دو سال و گاہ در سالے چند بار بخدمت حضرت ایشان قدس سرہ می رسید و برکات و افادات حاصل روزگارش می گردید و باز باذن آنحضرت بوطن مالوف می رسید و در ایام مفارقت صوری احوال و مقامات و واردات خود بعرائض ملتمس می داشت ، چنانچہ برخے ازان عرائض ایراد خواہد نمود -

اخلاق پسندیدہ داشت ، بے نفسی[2] و مسکنت و نیستی و فنا بر آن عزیزالوجود غالب بود - بمطایبہ[3] و طیبتِ شیرین با صدق قرین ذوق داشت -

گویند کہ روزے حضرت ایشان ابلیس لعین را دیدند و پرسیدند کہ بر کدام یکے از یارانِ ما ترا سلطان نیست - گفت بر شیخ لاہوری قادر نیستم وقتے کہ گرسنہ می باشد - و لہٰذا شیخ ریاضات و مجاہدات شاقہ می کشید و از غایت ریاضات خشک شدہ بود وپوست و استخوان ماندہ و صاحب کشوف ظاہرہ وکرامات باہرہ بودہ است -

اکنون لب از کلمات قدسیہ شیخ بکشائم و از عرائض کہ محتوی بر احوال خود و مریدانِ خویش بحضرت ایشان قدس سرہ نگاشتہ ، این صفحہ را بیارایم -

مکتوب : عرضداشت احقرالخدمہ محمد طاہر بعرض اقدس می رساند کہ چون ازآن آستان علّیہ متوجہ این جانب شدم در ہر قدمے با خود می گفتم "اے نادان! مقصود خود را عقب گذاشتہ کجا می روی ؟" اما از عقب کسے می گفت "راہی شو" - کشان کشان باین شہر آوردند - در گوشۂ صحرا حیران نشستم ، ناگاہ روحانیت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ

---

۱ - در مخطوطہ ۲ : می نویسانید -

۲ - در مخطوطہ ۲ : بے تعینی -

۳ - یعنی ظرافت باصداقت داشت -

ظاہر شد و باعث گشت کہ در پے کارے کہ فرمودہ اند ، باید شد ۔ امتثالاً لامرہ و امر کم چندے را مشغول ساختم ۔ درین میان جوانے بلند استعدادے رسیدہ بمجرد شغل دادن در تمام بدنش دفعۃً نسبت سرایت کرد ، سر تا قدم آگاہ شد ، دیگر طالبان نیز جمعیت و حضور بدست آوردند ۔

بعضے حاسدان سخنے را کہ بہ پیر دستگیر در بیان مقامات خصوصاً در مقام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ رقم نمودہ اند ، درمیان آوردہ بعضے چیزہائے دیگر بآن از خود الحاق کردہ راہ طعن کشودند ۔ مولانا حامد آن مکتوب را پیش علامۃ الانام مولانا عبدالسلام برد ۔ مولانا بعد از مطالعہ گفتند کہ ہیچ شبہہ وارد نمی شود و خیلے حسن ظن پیدا کردند ۔ زبانِ حاسدان بستہ شد ۔

مکتوب : حضرت سلامت! نسبتہائے طرق ثلثہ[1] جلوہ‌گر است و مشائخان فوج فوج تشریف می‌آرند و الطاف کثیرہ می‌نمایند ، خصوصاً حضرت خواجۂ بزرگ و حضرت غوث‌الثقلین و حضرت شیخ فرید شکر گنج قدس اللہ تعالی اسرارہم ۔ نیز در حلقۂ ذکر و نماز تراویح حضرت رسالت با چندین ہزار صحابہ و مشائخ علیہ و علیہم الصلٰوت والتسلیمات آمدہ مدتے می نشستند و نوازشہا می‌نمودند و در عشرۂ اعتکاف خلعت خاص عنایت فرمودند و حضرت فاطمہ زہراء علی ابیہا و علیہا الصلٰواۃ والسلام نیز الطاف بسیار نمودند و بہ تشریفات نواختند در ضمن این دقائق عروج و نزول بسیار واقع شد بعد از طیٔ مقامات کثیرہ خود را در خدمۃ روضہ منورہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم یافتم ۔ بعد ازان بنورے کہ ازآن روضۂ مبارک را در منزل خود دیدم ، بعد ازان بنورے کہ ازان روضۂ مقدسہ ساطع شد ، متحقق شدم و بحقیقت آن مشرف ساختند و بتکرار انجامید ۔ بعد ازان ظاہر شد کہ حجب تمام از روئے کار زائل گشت و حقیقت وصل عریانی آشکارا گردید ۔ مکالمہ و محادثہ نیز وقوع یافت ، بعد ازان جہل و نکرت صرف روئے نمود ۔ حالا نہ وصل و نہ فقد ، نہ طلب و نہ غیر طلب ، بہیچ حکم محکوم علیہ نیست ، نہ اثباتاً و نہ نفیاً ۔

---

۱ ۔ یعنی نقشبندیہ و قادریہ و چشتیہ کہ در آنہا مجاز بودہ اند ۔

مکتوب : حضرت سلامت! قبل ازین ہر یک از نسب[1] ثلثہ یعنی نقشبندیہ و قادریہ و چشتیہ نوبت بنوبت روئے می‌دادند و احیاناً بہم مختلط نیز می شدند و گاہ گاہے غالب و مغلوب نیز می بودند یک نوبت نسبت چشتیہ غلبۂ عظیم کرد بحدے کہ از نسبتہائے دیگر مایوس گشت از بلدۂ فاخرہ اجمیر تا پشاور بلکہ کابل بجز چشتیہ[2] ہیچکس بنظر نمی در آمد و اظہار جلادت کردن گرفتند و می گفتند ''نحن اولو قوة و اولو باس شدید'' ۔ مرتبہ دیگر خود در جواب می‌گفتند ''ان‌الملوک اذا دخلوا قریة افسدوھا ۔'' درین ضمن نقشبندیہ حملہ کردند و نسبت شریفۂ نقشبندیہ ایشان را زیر کرد ، اما نسبت چشتیہ ہنوز بر حالِ خود است ۔ نسبت شریفۂ نقشبندیہ بطریق انجام در آمد ۔ الحال ہر سہ نسبت (جمع) شدہ اند ، گاہ گاہے یکے بر دیگرے غلبہ نیز می کند ۔

و سیر در نسبت مشائخ کم شدہ است مگر احیاناً بتقریبے سیر در نسبت مشائخ می شد ۔ درین ایام سیر در نسبت اصحاب بسیار واقع می شود سوائے خلفائے ثلثہ رضی‌اللہ تعالی عنہم ۔ اکثر اوقات سیر در نسبت حضرت رسالت پناہ صلی‌اللہ علیہ وسلم می باشد ، بسیار و بیحد خوش می‌آید ۔ نسبت شریفۂ ایشان علیہ‌الصلوٰت والسلام‌گویا کہ نسبتِ دیگر بجنب نسبت شریفۂ آنحضرت علیہ السلام والتحیة چیزے نیست ۔

حضرت سلامت! مطلب فقیر جز ازین نیست کہ ہمین نسبت شریفۂ آن سرور علیہ السلام زیادتی و قوت گیرد ۔ از درگاہ پیر دستگیر ہمین خواست دارم ، امید است کہ این متمنائے فقیر در وقوع آید و از احوال و مقامات چیزے دیگر نباشد ، چون تربیت حضرت پیر دستگیر بلطف و عنف بود ، لاجرم آثار ہم ہمچنان مرتب[3] می شود ۔

ثانیاً آنکہ بعضے اوقات چیزہا رو می دہد کہ در اظہار آن شرم می‌آید ، در غلبۂ احوال می فرمایند کہ ہر کہ ترا دید او را از آتش دوزخ آزاد کردیم ۔ وقتے دیگر می فرمایند کہ ہر کہ بتو بیعت کرد او را بخشیدیم و دیگر چنانچہ از حضرت غوث الثقلین قدس سرہ لفظے صادر شدہ بفقیر فرمودند ۔

---

۱ ۔ در مخطوطہ ۲ : نسبت ۔

۲ ۔ یعنی مشائخ چشتیہ ۔

۳ ۔ در مخطوطہ ۲ : تربیت ۔

حضرت سلامت! اگرچه نسبت ثلثه به تفاوت و تعاقب ظهور می کنند ، اما تعلیم طریقهٔ انیقهٔ وثیقه بهمین نسبت علیه نقشبندیه است ۔ فقرائے این دیار نیز بدعا گوئی آن درگاه اشتغال دارند ، برحضور و جمعیت اند ۔ بعضے قابل اجازت نیز شده اند ، از آن جمله یکے حافظ یعقوب عالم و عامل و قاری بے نظیر قدم راسخ در امور شرعیه دارند و در توکل کامل و عالی همت اند ، حضور و جمعیت خوب دارند ، از طیران و نزول گذشته اند ، یک گونه اجازتے داده شده است ، امیدوار الطاف آن درگاه است ۔ ازانجمله یکے حافظ محمود طالب علم و قاری و عامل اند ، لطائف او طیران نموده اند ، مدت مدید شده است یک نوع اضطراب نیز دارد ، هر چند زور می کنم فرود نمی توانم آورد ، امیدوار الطاف عالی ست ۔ بعضے طلبه دیگر را نیز بعضے لطائف بعد از طیران فرود آوردم و بعضے خود فرود آمدند و لطائف بعضے بعمل فقیر طیران می کنند و بعضے را بنفسه حیرت است ۔ شخصے از پرگنهٔ پرسرور آمده بود ، بمجرد آنکه تعلیم طریقه کرده شد لطائف اربعه جائے بجائے ظاهر شده طیران نمودند ۔ چون قصدِ مراجعت بوطنِ خود نمود ، بهمین حال رفتن او دشوار آمد ، فرود آوردم ۔ چون طالب علم و حافظ و قاری و در تقوی کامل بود اجازتے داده شد ۔ حضور و جمعیت نیز هم رسانیده بود ۔

فضائل مآب مولانا حامد که بفقیر نسبت تلمذ داشت ، درین روزها بعد از رفتن میان فرخ حسین از صحرا آمدند و مشغول شدند و متاثر نیز گشتند ، در اندک مدت از جنب بسینه (؟) قرار گرفتند ، بفقیر بسیار مناسبت دارند ۔ وقتے که پیش فقیر می نشینند از خود مطلق غائب می شوند ، اما باوجود این درکار مشار الیه بستگی می‌فهمد ۔ کارش نمی رود پیش ، امیدوار توجه عالی ست ۔ از خواجه خاوند محمود نیز سبقے داشت اما یک ذره هم متاثر نشده با آنکه مدت مدید همراه او بود ، امیدوار توجهِ بلیغ است ۔

حضرت سلامت ! بصیرتے و نظرے در فهم استعداد هائے مردم و دقائق راه و باریکی هائے دیگر معلوم شده اند و می شود و سیر در نسبتهائے بعضے مشائخ نیز واقع می شود و العبودیة ۔

مکتوب : حضرت سلامت ! مقامے بس عالی ظاهر شده و فرمودند که باین مقام کم کسے را مشرّف ساختند ، اذواق و مواجید درآن مقام خیلے ظاهر شدند و امداد

روحانیت خواجۂ بزرگ قدس سرہ بسیار بود - روزے محبت حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باین کمینہ بسیار استیلا یافت ، بحدے کہ بے قراری و بے آرامی روئے نمود و بدرگاہ حق سبحانہ می زارید - اتفاقاً خود را بخدمت رسالت علیہ السلام دید - در ہمان لحظہ فرمودند اینک حضرت رسالت را فرستادیم ﷺ الحمد للہ الذی ہدانا لھذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ - نمی دانم این چنین اسرار می کنند یا نہ ؟ گاہ گاہے سیر در نسبتہائے مشائخ واقع می شود ، درین اخیر در نسبت مخدوم پیر علی[1] ہجویری واقع شد ، مدت مدید در نسبت شریفۂ ایشان گذشت ، درین ضمن التفاتہا و عنایتہائے بسیار کردند و بہ تشریفات عظیمہ مشرف ساختند - نسبت شریفۂ ایشان بسیار بزرگ و لطیف است و طرف دعوت غالب دارد - در زمانے کہ سیر در نسبت حضرت خواجہ بزرگ واقع می شود ، حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ بر (؟) چتر شاہی را بارہا برسر فقیر می نہادند ، نمی دانم کہ معنی این طور واقعات چیست ؟ انتہٰی -

راقمِ این حروف گوید کہ این واقعہ دلالت کند کہ او قطب دیار خود بودہ است ، چنانکہ حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ تعالیٰ نقل کردند کہ شبے قبل نماز عشا شیخ محمد طاہر در مجلس بہشت آئین حضرت ایشان حاضر بود ، آنحضرت خطاب بشیخ نمودہ فرمودند کہ شما را قطبِ آن دیار ساختند و اشارت بوطنِ مالوفِ شیخ نمودند -

عمر عزیز شیخ پنجاہ و شش سال بود ، بروز پنجشنبہ وقت چاشت بیستم محرم شروع سنہ ہزار و چہل کہ "سال غم" (۱۰۴۰ھ) ست ، رحلت فرمود و در سواد لاہور طرف میانی بیاسود "آہ مرد[2] معرفت" (۱۰۴۰ھ) تاریخِ ارتحالِ وے روئے نمود -

ذکر خواجہ محمد صادق بدخشانی رحمہ اللہ

حقائق آگاہ خواجہ محمد صادق بدخشانی از امجد اصحاب و اکابر خلفائے حضرت ایشان است بفضائل و کمالات صوری و معنوی آراستہ و مقامات طریقت و حقیقت پیراستہ بود -

۱ - یعنی حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ -
۲ - در مخطوطہ ۲ : آہ معرفت مرد -

در عنفوان شباب از کشم که مولد وے ست ، بهندوستان افتاده - چندگاه محب الفقراء عبدالرحیم خانخانان بصحبت وے سرگرم و سرخوش بود - دران ایام وے را بشعر و شاعری میلے تمام بوده است و ہدایت تخلص خود نموده است - اشعار دلفریب از راه طینت عشق و مایهٔ محبت که در نهاد آن عزیز الوجود سرشته اند ، از دل ممتلی از درد و چون صراحی مملو از صاف و دُرد بر زبانش جوش می زد و از آشنا و بے گانه ہوش می‌برد و غزل ہائے دل خراش و گلوگیر دارد و حکایت ''شیشه‌گرِ ماچین'' را بصورت مجاز و در حقیقت بیان راز بوزن مثنوی مولوی روم بغایت دلنشین در نظم کشیده است و مثنوی دیگر ہم دارد بوزن نظم خسرو و شیرین - از آنجاست اینکه رقم زده می شود -

مثنوی

به تنهائی چنین میلِ دلم چیست ؟
وزین تنها نشستن حاصلم چیست ؟
سگم من در سگی معذور باشم
بدین عذر از خلائق دور باشم
غلط گفتم که گر سگ داند این راز
که خود را کرده ام نسبت باو باز
ز ننگِ این سخن افغان برآرد
که بد عهدے زما خود را شمارد
که سگ خود صاحب خود را شناسد
بسے از ناشناسائی ہراسد
نه خود را می‌شناسد نے خدا را
چرا بدنام سازد خیلِ ما را
درین مدت که عمر من بسر شد
نه از کفرم نه از دینم خبر شد
ندانم بر چه ملت زیستم من
نه سگ نے آدمی ، پس کیستم من ؟

وله[1] ایضاً ، در غزلیات گفته :

غزل

ما ز جام و شیشه سامانِ شراب انداختیم[2]
اعتبار چند پیچیده در آب انداختیم

چون یکے بود ست ساقی و حریف و جام مے
ما ہم این ما دو منی را از حساب انداختیم

---

۱ - مخطوطه دوم این عبارت ندارد - ۲ - در مخطوطه دوم : 'انداختم' در ہر شعر -

زین خودی موہوم اسمے بر تراشیدیم و رسم
الله الله بر عبث نقشے بر آب انداختیم

ما نہ بغنودیم لیکن چشم بیدارے غنود
ننگ غفلت بود بیداری بخواب انداختیم

عقدۂ بکشود یار از زلف عنبر بوے و ما
زان نسیمِ زلف خون در مشکناب انداختیم

اشک ریزان بود نے[1] سیلاب ابر نوبہار
طرفگی کردیم و تہمت بر سحاب انداختیم

نشاء از مے برگرفتیم و تہی کردیم خم[2]
خانہ خالی گشت در وے آفتاب انداختیم

چون[3] ہدایت گشت ساقی ساخت از خمخانہ جام
دورۂ ما بود در دریا شراب انداختیم

وله ایضاً :

طلوعِ شمس من از وجہ وجہیت عالی ست
توجہِ دلم از رتبۂ صفت عالی ست

چہ دست و رو بگناہم زنی کہ نشناسی
حقیقتِ گنہے کان ز مغفرت عالی ست

بعلم خویش چہ نازی بسوزِ[3] من مے ناز
کہ شان جہل من از معرفت عالی ست

---

۱ - در مخطوطہ دوم : بے - ۲ - در مخطوطہ اول : جام -
۳ - در مخطوطہ دوم بعد مقطع این شعر مذکور ست :
راست پرسی رائی نیست در معنی حجاب
بل ز غیرت بر رخ وحدت نقاب انداختیم
کہ مصرع اولِ آن مختل ست - ۳ - در مخطوطہ ۲: بسوئے - و مخطوطہ ۱: این شعر ندارد -

مرا نظر بجمال ست بے حجاب نقاب
فضائے آن نظر از دیدِ منقصت عالی ست

ہدایت ار طلبِ عافیت کنی غبن است
کہ دردِ دوست ز تیمار عافیت عالی ست

نخستین انتساب آنجناب بآستان قطب الاقطاب حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ بودہ است و در خدمت آنحضرت انابت نمودہ و ذکر گرفتہ ۔ و حضرت خواجہ را بر وے لطف خاص بود ، و اکثر اوقات می فرمودند کہ خواجہ محمد صدیق بغایت استعداد بلند و قابلیت ارجمند دارد ۔

قدسیہ : حضرت خواجہ محمد صدیق می فرمودند کہ وقتے من از سفرِ دکن آمدم و رابطۂ حضرت خواجہ داشتم و معاملۂ این نسبت بجائے رسیدہ بود کہ بہر کہ نظر می کردم ، جمالِ ہمایونِ آن قبلۂ آمال بنظر می درآمد ، حتیٰ بر در و دیوار و شجر و مدر کہ نظر می افتاد، غیر آن جمال باکمال چیزے دیگر بنظر نمی درآمد ، تا آنکہ این وجود موہوم را نیز از میان برداشتہ بودند و از خود تعبیر بایشان می نمودم ۔ ہمدرین حالت حضرت ایشان را بجانب سہرند رخصت فرمودند و جمیع یاران را علی العموم حکم شد کہ در خدمت ایشان بروند مگر چندے کہ در خدمت حضور قیام می نمودند ۔ درین اثنا مرا طلبیدہ فرمودند کہ استعداد رفتن سہرند کردۂ ؟ چون حالِ فقیر بر آن نمط بود کہ تحریر نمود ، از رفتنِ سہرند بمبالغہ ابا کرد ۔ ابا نمودنِ من و جلالیتِ حضرت خواجہ قدس سرہ معاً واقع شد ۔ پیش از آنکہ دران جلالیت از حس غائب شوم ، ہمین قدر بیاد ماندہ کہ آرے تو و امثال تو ایشان را چہ شناسند ، تو خود این قدر ہم نفہمیدۂ کہ از ایشان بتو چیزے رسیدہ است یا نہ ؟ و آنچہ تو بآن می نازی اقل قلیل ست ازانچہ از ایشان بتو رسیدہ است ۔ بعد ازان از ہوش رفتم و نمی دانم کہ چہ قدر مدت بیخود افتادہ بودم ، بالجملہ چون بافاقت آمدم معلوم شد کہ برسرِ مرحمت اند و آنچہ بعد از افاقت بیاد ماندہ آنست کہ فرمودند ''باکے نیست ، این گلے کہ از راہ محبت شگفتہ است ۔ اے برادر! اگر اعتقاد درست براستی و راست گفتاری این جانب ترا عطا فرمودہ اند ،

بیقین بدان کہ امروز زیر طاس فلک مثل میان شیخ احمد موجود نیست و از کمّل کہ گذشتہ اند سہ تن یا چہار تن بکمالات ایشان می‌شناسم ، زیادہ نہ و خود طفیلی ایشان می‌دانم ، آنچہ گفتم محکمتر گیر، بکار تو خواہد آمد ۔ امّا بشتاب و دریاب ، اگر ترا بطوع و رغبت بردند فہوالمراد و اگر بلا و نعم لب نکشودند در رکاب سعادت ایشان تا بسہرند میرو ۔ اگر از روئے مرحمت بگردانند پائے ایشان بوسیدہ برگرد کہ حکمتے خواہد بود ۔"

الغرض تا نزدیک بہ برآمد شہر دہلی رسیدہ بودند کہ بخدمت حضرت ایشان پیوستم ۔ چون قدرے راہ پیمودہ شد ، مرا نزدِ خود طلبیدہ فرمودند کہ برگرد ، بخدمت حضرت خواجہ (قدس سرہ) روکہ ہنوز وقتِ رفتنِ تو بسہرند نرسیدہ و اگرچہ سہرند خانۂ تست ۔

قدسیہ : و ہم آن خدا آگاہ می فرمودند کہ من در وقتِ ارتحالِ حضرت خواجہ حاضر نبودم ۔ در ہمان شبِ وصال در خواب بر من ظاہر شدہ ہرچہ مرا فرا پیش آمدنی بود خاطر نشان فرمودہ اند و حقیقت سلوک را چنانچہ باید بیان نمودہ نصائح و مواعظ در کار من بتقدیم رسانیدہ و اعظم نصائح ترغیبِ خدمتِ ایشان و ملازمتِ طریقۂ انیقۂ ایشان بود با بعضے امور دیگر ۔ اگر این اجمال را در مقام تفصیل آرم دفترے برائے این باید پرداخت ۔ تمّ کلامہ الشریف ۔

خواجہ محمد صدیق بعد وصال حضرت خواجہ قدس سرہ بلطف الٰہی و سابقۂ ازلی و وصیتِ حضرت خواجہ قدس سرہ شرف آستانۂ عرش نشانۂ حضرت ایشان دریافت ۔ اقتضاآت شباب و لذات شعر و شاعری بکمال از سر انداخت ، و رابطۂ قوی و محبت کامل بایشان داشت و بملازمت مستسعد گردید ۔ چنانکہ حضرت ایشان روزے از حلقۂ بامداد برخاستند و در مجمع اصحاب فرمودند کہ امروز خواجہ صدیق بولایت خاصۂ محمدیہ مشرّف گشت و راقمِ این سطور عفی عنہ دران حلقہ حاضر بودہ و این کلمہ از زبانِ گوہر فشان حضرت ایشان شنودہ ۔ و نیز حضرت ایشان بیکے از مخلصان نوشتہ اند کہ مولانا محمد صدیق درین ایام بعنایۃ اللہ سبحانہ بولایت خاصہ مشرف گشتند و از اسم

جزئی باسم کلی ملحق شدند ، مع ذلک نظر بفوق دارند ، از آنجا نیز نصیب وافر حاصل کرده شاید میل برجوع نمایند ''واللہ یختص برحمته من یشاء'' و بسا مکتوبات قدسی آیات حضرت ایشان بنامِ خواجہ صدیق است و جامع رسالۂ ''مبدء و معادِ'' حضرتِ ایشان آنجناب ست ۔

قدسیه : وے گفتہ ، ع : ''کو مرگ کہ زندگانیش نام نہم''۔ فی الواقع زندگانیٔ ابد وابستہ بمرگ است ، مرگ مشاطۂ حیات جاوید است ، نہ بلکہ آبِ حیات است ، مرگ پیرایہ آرائے دوستی ست ، مرگ برہمزنِ لذاتِ فانیہ است ، مرگ آتش زنِ خانمانِ ماسواست ، مرگ پردہ سوزِ غمان ست ، مرگ موانست بخش حقیقت است ، مرگ نمایندۂ حقیقت است ، مرگ چہرہ کشائے جمال غیب است ، مرگ بینش افزائے شاہد لاریب است ، مرگ است کہ بآمدنش دلخوشم ، مرگ ست کہ جمعیت بخشِ پریشانی ست ، مرگ رسانندۂ محب است بمحبوب ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و علی آلہ عدد ما ذکرہ الذاکرون و عدد ما غفل عنہ الغافلون : ''الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ۔''

زمرگ خویش شنیدم پیامِ[1] عمر ابد
زہے خدا کہ کند مرگ را پیمبر من

اللہ تعالیٰ و تقدس بکمالِ کرم بسوئے خود کشد و بخود گرفتار کند بحدے کہ دیدِ گرفتاری نیز رخت بر کران کشد و خودیِ سالک را از میان بردارد : قطعہ

القصہ بجانم اے عراق
مگذار کزو بماند آثار
تا جملہ تو باشی تو گوئی
او گم کند از میانہ رفتار

بلے تا سالک از میان نہ برخاستہ عابدِ خود است و خود را می‌پرستد و می پندارد کہ معبود حقیقی را پرستار است ۔ نزد عارف میان آن سالک و بت پرست فرقے نیست ۔

۱ ۔ در مخطوطہ دوم : بنائے عیش ابد ۔

قال الله تعالی اذا جاء نصرالله و الفتح الایهٔ تا نصرت حق عز شانه شامل حال سالک طریق نشود ، کفرستان طبائع بشری مفتوح نگردد ، هیهات هیهات تا خود این دولت نصیبِ دیدهٔ بیدارِ کیست ، این فتح و فیروزی وقتے روئے ے دہد کہ سیر بہ تجلیات جلالی ناظر بمراتبه جمال بر شہرستان عالم صغیر ترکتاز آرد و قلاع و حصون او را درہم شکنند و ہر نقد و جنس کہ سکان عقول و نفوس و طبائع و لطائف بشری وہماً و خیالاً اندوختہ بودند بیغما رود و مجالِ قرار و محالِ فرار نماند لاعلاج[1] فوج فوج در دین خدا عزشانہ داخل شوند و باسلام حقیقی مشرف گردند ، بانابت و استغفار گرایند چنانکہ کریمہ ''اذا جاء نصرالله'' ازان انباء می نماید ، دریافت این حقائق سورهٔ الفتح باین کیف فی الحقیقۃ نشان می دہد از بلوغ بمرتبۂ بےکیفی - ع :

هنیئاً لارباب النعیم نعیمها

زہے خرابی کہ سبب آبادی گردد ، فی‌الحقیقت این آبادی احیائے است بعد اماتت کہ بولادتِ دوم تعلق دارد :

پیش از مردن بمیر و جاوید بزی
ورنہ پس ازین مرگ چو مردی مردی

صاحب این ولایت و عرفان فی الحقیقۃ صاحب احوال جمیع اشخاص و ولایات است ، در ہر تنے او را سفر در وطن کرامت نموده گذرانده اند و از جمیع قیود آزادی بخشیده اند و در ہر ولایتے از ولایات اشخاص دیگر صاحب احوال بر سبیل استقلال ، مع ھذا این مراتب از نظر اعتبارش ساقط و منتفی گشتہ - عارفے کہ از راه ولایت خود عارف است ، این‌دستگاه را در خواب ندیده ، مقیّد است ، ہرچند در مرتبۂ ولایت بر وجہ اتمّ و اکمل باجمال و تفصیل سیر نموده باشد و دران مرتبہ شان عظیم او را کرامت کرده باشند ، مع ھذا در قید ولایت خود است و آنچہ او[2] خبر از ولایات دیگران می دہد ، انموذجات ولایات اشخاص است و از راه جامعیت آورده است نہ اصل آن ولایات - اگر سالک حدید البصر باشد ہم از ولایت خود تشخیص تواند کرد کہ آنچہ

---

۱ - لاجرم - ۲ - در ہر دو مخطوطہ : او را -

بدید او در می‌آید آن نمائش از راه انموذجات است که در نسخه جامهٔ او و از اشیاء و اشخاص ودیعت نهاده اند و حال آنکه آن ولایات اصلی بیرون ولایت اویند - اگر بمحض فضل و کرم او را از ولایت او برآورده در هر تنے سفر در وطن فرا پیش آرند نیک دریابد که معامله چیست ؟ زیاده چه نویسد که اگر بیش ازین زبان کشاید و فرا نماید آنچه فرموده اند کو سلیم القلبے که باور کند؟ بهرحال خوشحال آنکه بانکار زبان نکشاید هرچند اقرار نکند - تم کلامه - مناقب و مآثر و مقامات[1] وکمالات او بسیار ست بهمین قدر اقتصار[2] کرده شد -

قدسیه : و هم وے گفته یکبارے مرا داعیهٔ حج پیدا شد - عزم مصمم کردم و تهی[3] از زاد و راحله نبودم و بخدمت حضرت ایشان این عزم جزم عرض کردم ، بالفور فرمودند که درین سال ترا درمیان حاجیان نمی بینم - من ازین فرمودهٔ آنحضرت بالکلیة اغماض کرده راهی شدم - قطّاعِ طریق بر من تاختند و مرا زخمی ساختند و اسباب و متاع وغیره مرا بغارت بردند - سفر حجاز دران سال در تعویق افتاد - سال دیگر باز از سر نو استعداد آن سفر نموده متوجه گردیدم و بحج رسیدم -

قدسیه : و هم وے گفته که روزے در اکبر آباد بخدمت شریف ملازمان آنحضرت رسیدم - بمجرد ملازمت فرمودند که فلانے ! در تو تغیرے می یابم - عرض کردم که من در خود هیچ گونه تغیرے نمی فهمم - باز فرمودند تغیر فاحش می بینم - باز من کلمهٔ سابقه اعاده کردم - فرمودند که خواجگی شما چه حال دارد و این خواجگی از یاران جهتمند فقیر بود و از نیازمندان حضرت ایشان و از طبقهٔ امرائے دیندار - عرض کردم تغیر فقیر بانا که ازین راه بوده است که حکیم علی که در حکمت ضرب المثل روئے زمین است ، مرض خواجگی را اسهال کبدی تشخیص کرده است و گفته که عنقریب خواهد مرد - حضرت ایشان فرمودند که ما هم از حکیمِ خود تحقیق مے نمائیم - فردائے آن روز فرمودند که خاطر جمع دارند که خواجگی ازین مرض صحت خواهد یافت - همدران ایام مرا سفر دکن اختیار افتاد - بموجب "الرفیق ثم الطریق" برفاقت محب الفقرا خانخانان می‌رفتم و مرا با

۱ - در مخطوطه اول : مقالات -
۲ - در هر دو مخطوطه : اختصار -
۳ - در هر دو مخطوطه : وتهی زاد و راحله نمودم -

و کیل او قاضی نصراللہ اتفاق مصاحبت واقع شد ۔ دریک عماری ٔ فیل سوار می شدیم ۔ روزے قاضی نصراللہ بحسرت گفت کہ خواجگی یار خوشے بود ، حکیم علی مرض او را لادوا گفتہ است ۔ من جواب گفتم کہ حضرت ِ ایشان ِ ما در باب او فرمودہ اند کہ او را البتہ صحت است ومارا بر فرمودۂ ایشان اعتقاد است ۔ قاضی در جواب گفت کہ "صحت خواجگی امکان ندارد و ازین قسم بشارات دل خوش نمی توان کرد ۔ خواجہ مبالغہ کردند" تا آنکہ من و قاضی مذکور باہم بر ممات و حیات ِ او شرط بستیم ۔ بعد از چند روز خبر رسید کہ خواجگی صحت تمام یافت ومن شرط بردم ۔

ارتحال آن صاحب کمال بتاریخ شوال سنہ ہزار و پنجاہ روئے داد ۔ قبر متبرک او در دہلی در مقبرۂ حضرت خواجہ قدس سرہ است ۔ زوجہ خواجہ ٔ مرحوم از صالحات و عابدات است ، نیز ہمراہ خواجہ بصدق ارادت بخدمت علیہ حضرت ایشان رسیدہ و بہرۂ تمام و حظ وافر از الطاف و عنایات ایشان یافتہ تاآنکہ از مجازات گشتہ ۔ الحال جماعۂ بسیار از طالبات از وے بہرہ‌ور اند و صحبت ِ او موثر است ۔

ذکر شیخ بدیع الدین سہارنپوری رحمۃاللہ علیہ

شیخ بدیع الدین قدس سرہ از کبار خلفائے حضرت ایشان بود و از مشاہیر مشائخ دیارخود است ۔ عالم و عامل و متقی و پرہیزگار، خوش صحبت و شیریں گفتار بودہ ، صاحب ِ کشف وکرامت و خداوند ِ معرفت وبشارت است ۔ در اوان ِ شباب پیش از انسلاک بسلک ارادت در خدمت حضرت ایشان تلویح می‌خواند و بہ‌ ایشان اعتقاد و انقیاد نداشت بلکہ اورا انکار ونقار باین طائفہ ٔ کبار بودہ است ۔ شیخ پیش این حقیر می گفت کہ دران ایام نزد حضرت ایشان سبق علم ظاہری می خواندم و در حجرۂ خانقاہ یکے از مشاہیر سہرندکہ صاحب ریاضت بود ، می بودم ۔ حضرت ایشان در ہمان ایام از حضرت خواجہ رخصت شدہ بسہرند آمدہ بودند ۔ ہنوز شہرت ارشاد و ہدایت ایشان درمیان نشدہ ، گاہ گاہ بر زبان من کلمہ ٔ گونہ از حضرت ایشان درحضور آن درویش صفا کیش رفتے ، وے برآشفتے و مرا بمبالغہ تہدید و توعید کردے و گفتے کہ آنچہ بر من ظاہر شدہ

آنست که ایشان قطب روئے زمین خواہند شد ، تو ایشان را نشناختهٔ و منافع بسیار از ایشان رسیدنی ست ، زنهار کلمهٔ ایشان بر زبان میار - و در ہمان ایام واقعهٔ جلیل[1] القدر دیده بود ؛ بعزیزے که راه انس و محرمیت بوے داشت آن واقعه را مذکور ساخت ، آن عزیز در تعبیر گفت که حضرت ایشان از اکابر اولیا و قطب وقت خواہند شد - الحال مردم قدر نمی‌دانند، آخر ظهور خواہند کرد ، تو نیز از ایشان فیض خواہی برد -

شیخ از ابتداے توبهٔ خود نقل می کرد که درآن ایام نوکر بودم و گاه گاہے بملازمتِ آنحضرت فائز می شدم ، بعشق مجازی مبتلا بودم و باعمال صالحه و ترک مناہی تقیّد نداشتم - حضرت ایشان مرا فرمودند که فلانے ! چرا نماز نمی‌خوانی و از جنایات باز نمی‌آئی ؟ گفتم از مردم بسیار این قسم نصائح شنیده ام - اگر درین باب توجه مبذول دارند و ازین حالت بتوجه و تصرف برآرند می‌تواند بود والاّ نصیحت کارگر نیست - اندکے توجه کرده فرمودند ''فردا باین نیت وامنیت نزد ما بیا'' اتفاقاً روز دیگر معشوقِ من مہمانِ من شد ، صحبت او را غنیمت دانستم و بخدمت ایشان رسیدن نتواستم - بعد از دو سه روز بملازمت ایشان مستسعد گشتم - فرمودند که خلفِ وعده کردی ، اکنون که آمدهٔ نیز نیک و مبارک است ، برو تجدیدِ وضو کن، دوگانه ادا نما و پیش مابیا'' چنان کردم - مرا بخلوت بردند و تعلیم ذکر قلبی نمودند و توجه فرمودند - چنانکه بیخود گشتم و رخت صحو و ہوشیاری بربستم و بر خاک افتادم و ہمچنان مرا بہ بے ہوشی برداشته بمنزل من بردند - بعد از یک شبانه روز بشعور آمدم - چون بہ دل رجوع کردم ، ازان گرفتاری عاری یافتم بلکه از جمیع تعلقات خالی شناختم - بعد ازان ملازم خدمت آنحضرت گشتم و بہ برکت توجہات عالیات آن قبلهٔ حاجات ترقیات بلا نہایات یافتم ، ہر روز از خود دورتر می‌شناختم و ہر ساعت بہ غیب الغیب می تاختم -[2]

بالجمله شیخ سالہا و عمرہا درخدمت حضرت ایشان گذرانیده و بواردات و مقامات رسید و بدرجات کمال و تکمیل مشرف گردید و خلعت خلافت یافته بوطن مالوف خود نشست و بہ تربیت طلاب مشغول گشت - میان این راقم و شیخ اخلاص و اختصاص بود

---

۱ - در مخطوطه ۱ : ایل القدر -

۲ - در ہر دو مخطوطه : می تافتم -

اکثر اوقات کہ صحبت انعقاد می یافت ، از خوارق و کرامات حضرت ایشان قدس سره بادائے شیرین وعبارت رنگین بیان می‌فرمود ، و مجموعۂ صنوف[1] کشوف و بشارات و کرامات آنحضرت بوده است ـ آن قدر خوارق حضرت ایشان کہ ازان عزیز شنیده ام ، اگر درآن وقت داعیۂ تحریر مقامات حضرت ایشان مصمم می‌گردید ، دفترے بزرگ تر مرقوم می‌گشت ـ امّا الحال این عزم تصمیم یافتہ اکثرش از یاد رفتہ ، آنچہ حافظہ وفا کرده است نوشتہ :

قدسیہ: می‌فرمود کہ چون بخدمت حضرت ایشان عرض کردم کہ نوکری ترک دہم ، فرمودند کہ درین سفر ترک مده ـ ہرچند گفتم فرمودند مرضی نیست ، بنا بر حکم وداع شدم ـ از اول روز رخصت از دارالخلافہ اکبر آباد تارفتن بہ برہانپور ہر روز از صبح تافرود آمدن بہ منزل حضرت ایشان را ہمراه خود می‌دیدم کہ می رسیدند و از میان فوج دست مرا گرفتہ کناره می بردند و تربیت می کردند ـ درین مدت ہیچ روز و ہیچ گاه این معنی تخلف نکرده ـ

قدسیہ : و نیز می‌گفت کہ چون بہ آجبین رسیدم ، بنا بر اتفاق بدیدن اجید روپ جوگی ، کہ از رہبانانِ کفر بود و از مرتاضانِ صاحبِ کشف کون واستدراج بود ، پادشاه وقت و امرائے زمانہ اعتقاد و ارادت بوے داشتند و بدیدنِ وے می رفتند ـ رفتم ، بمجرد دیدنِ من گفت کہ فلانے ! تو پیر خود را کہ درین وقت از وے کامل ترے نیست ، عقب گذاشتہ ، پیشتر کجا می روی ؟‚‚ گفتم تو چگونہ دانستی ؟ گفت مرا معلوم و مکشوف گشتہ کہ درین عصر مثل پیرِ تو کسے دیگرے نیست ـ گفتم تو چرا در خدمتِ ایشان نمی روی ؟ گفت من در دینِ خود کاملم ، احتیاجِ ایشان ندارم ـ

قدسیہ : ہم وے گفتہ کہ در حلقۂ ذکر دیدم کہ در صحبت حضرت رسالت ﷺ حاضر شدم ـ شخصے ازان حضرت پرسید کہ یا رسول ﷺ شما سنت زوال می‌گذارید یا نہ ؟ متوقف شدند ـ فقیر عرض کرد یا رسول‌الله ﷺ بندگی میان شیخ احمد این نماز را می گذارند و حال آنکہ ایشان التزام دارند کہ ہر عملے کہ از ذات مبارک شما بوجود

---

۱ - در ہر دو مخطوطہ : صنوف و کشوف ـ

آمده است بیان بجا آرند - حضرت رسالت اندکے مراقب شده سر برآوردند و فرمودند که هر عملے که میان شیخ احمد می کند ، حق است و بعینه عمل ماست و این نماز را ما هم می گذاریم -

قدسیه : و هم وے گفته که من غائبانه از حضرت ایشان بیشتر نسبت بحضور فیض می ربایم و پیوسته تنے[1] از میان خالی از حضرت ایشان ما مشهود و محسوس من می گردد - ازآن راه همواره فیض بمن می رسد و در غیبت ازدیاد شوق و محبت می باشد که موجب مزید استفاضه و قربت است -

قدسیه : و هم وے گفته که هر گاه بخدمت حضرت ایشان بسهرند می آمدم ، از خود می فرمودند که حال این ست و بعد ازین فلان و فلان حال خواهد شد و همچنانکه می فرمودند بیان واقع بودے و بر طبق مقال آن سرگروه ارباب کمال همه احوال بظهور پیوستے و همیشه با من همین طریق سلوک می کردند -

قدسیه : و هم وے گفته که روزے بالتماس آشنائے بزیارت قبر شیخے[2] که حضرت ایشان بنا بر صدور بعضے کلمات مخالف شرع شریف ازان شیخ در بار بودند ، رفتم لیکن درین رفتن خوف آزردگی و خشم آلودگی آنحضرت داشتم - درین اثنا که من سر قبر وے نشسته بودم ، دیدم که شیرے غرّان درون آن خطیره دُر آمد و من بجانب آن شیر دلیر به دہشت و وحشت تمام می نگریستم - دیدم که چشمهائے آن شیر بصورت چشمان حضرت ایشان است و همچنین تمام حلیه زیبائے حضرت ایشان از روئے شیر ظاهر گشت در کمال غضب - از غایت هیبت بسرعت برخاستم و بفرار ساختم و به توبه و انابت شتافتم -

قدسیه : و هم وے گفته که دران ایام که در برهانپور بودم ، روزے چند در خدمت شیخ عیسیٰ سندی که از مشاهیر مشائخ آن دیار است و از متقیان روزگار ، آمد و شد نمودم - مرا در صحبت وے جذبے پیدا شد ، خواستم که با وے بیعت کنم و طریقه

---

۱ - در هر دو مخطوطه : "پیوسته تهی از میان خالی از حضرت ایشان ما من مشهود و محسوس من می گردد"- معنی این جمله ظاهر نیست -
۲ - در هر دو مخطوطه : شخصے -

بگیرم ، و شیخ نیز قرارداد کہ طریقۂ خود با من بگوید ۔ درین اثنا شیخ مرا بخلوت برد تا تلقین ذکر سلسلۂ خود نماید ۔ ناگاہ حضرت ایشان را عیاناً بچشم سر (بفتح سین) دیدم ۔ غضبناک و لطمۂ بر روئے من زدند ، چنانکہ اثر آن برخسارۂ این بیچارہ پیدا گشت و آنچہ من دیدم و چشیدم ، شیخ نیز دید و از دہشت و وحشت این معاملہ بر خود بلرزید و گفت اے فلان! باوجود اینچنین پیر کامل و مکمل ، صاحب غیرت و کرامت و خداوند تصرف چرا قصد انابت بجائے دیگر باید کرد و بالفور برخاست و گفت بروید ، بطریق حقیق پیر دستگیر خود مشغول باشید و مرا نیز در بلا با خود شریک نسازید ۔

بعضے از عرائض کہ شیخ بخدمتِ حضرتِ ایشان نوشتہ ، ایراد می نماید :

مکتوب : عرضداشت احقرالعباد الخدمۃ بدیع‌الدین سہارنپوری بعرض بار یافتگان آستان عرش‌نشان می‌رساند کہ حضرت سلامت ! از حضرت رسالت پناہ ﷺ بشارتہائے خاص می یابد و عنایتہا می نمایند و نصائح می فرمایند ۔ روزے فرمودند انت سراج‌الہند و بہ ازدیادِ طاعت امر نمودند و نیز از عالم غیب بشارت قطبیت می رسد و اکثر اوقات حادثۂ کہ حکم الہی جل شانہ بوقوع آن تعلق گرفتہ است ، پیش از وقوع آن اعلام بخشند بے آنکہ قصد بآن متعلق باشد و از عالم غیب بشارتہائے غریب می یابد کہ عرض آن بحضور تعلق دارد ۔

چندے از طالبان صادق جمع شدہ اند ، سرگرمِ کار اند و احوال بلند می گذرانند و حضور نقشبندیہ در اندک مدت ملکہ ساختہ اند و شمول نسبت بہم می‌رسانند و بعضے بفنائے جسدی مشرّف گشتہ اند (بعنایت) حق سبحانہ احوال اخروی و برزخ را بدیہی اوّلی می‌دانند ۔ بعضے از طلبہ بواسطۂ التذاذ ترک خانمان می کنند ۔

مکتوب : حضرت سلامت! بتوجہِ شریف آنحضرت بدولت مشاہدہ سرفراز ساختند و نیز آرزوے کہ داشت یکبار نظارۂ مہدی علیہ‌الصلوۃ والسلام نماید ، سر بر آستان نہد و از انوار کمالات آن پرتوے یابد ۔ حق سبحانہ بمحض کرم شبے بعد از نماز تہجد

بآن دولت رسانید ـ چنان معلوم گشت کہ اہتمام خدمت این مقام بحضرت غوث الثقلین قدس اللہ تعالیٰ سرہ‌الاقدس تعلق دارد و بے وسیلۂ ایشان بآن درگاہ رسیدن دشوار است و از انوار این مقام اقتباس نہ نمایند مگر کمل اولیا کہ بکمال متابعت سرور انبیا علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات مشرف شدہ اند ـ

حضرت سلامت! درویشے کہ در ملازمت قدوۃ‌المحققین حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ مشغول بود ، می‌گفت کہ شش ماہ در خدمت ایشان بودہ ام ، نسبت بروحانیان داشت و اکثر ارواح مشائخ برو ظاہر می شد ، می گفت حضرت شیخ فرید شکر گنج مرا فرمودہ اند کہ چند گاہ ہمراہ بدیع‌الدین باش ، استغراق در مشغولی خیلے داشت و احوال عجیب او را روئے می‌داد ـ

مکتوب : در معاملہ از حضرت صدیق اکبر رض نسبت حبّی ایشان کہ بسرور کائنات ﷺ داشتند ، التماس نمودم ، از کمال بندہ نوازی عنایت فرمودند و باز از درگاہ رسالت پناہ ﷺ نسبت حبی ایشان کہ بحضرت حق سبحانہ داشتند آرزو کردم ، آنحضرت علیہ‌التحیۃ عنایت فرمودند وگفتند کہ این طریق وصول خاص است ، تم کلامہ ـ

کرامات و خوارق عادات و صنوف کشوف از شیخ منقول ست ، اما اینجا بچند خارق اکتفا می‌نماید ـ

کرامت : یکے از یاران نقل می کرد ، وقتے کہ حضرت ایشان شیخ را خلافت دادہ رخصت وطن فرمودند ، من برائے مشایعۂ وے تا بیرون شہر رفتم ـ بخاطر رسید کہ پدر من مدتے ست کہ وفات یافتہ است ، شیخ را از احوال پدر خود بہ پرسم کہ مثاب است یا معذّب ـ شیخ چون برائے نماز چاشت فرود آمد ، من این معنی را عرض کردم ـ شیخ لحظۂ سر بہ‌جیب مراقبہ فرو کشید ، بعد ازان فرمود کہ شخصے بدین صورت و ہیئت پیدا شد و جامہائے سفید اعلی داشت احوال او از وے پرسیدم گفت نیک است مقام عالی بمن دادہ اند ـ نمی خواستم کہ آنجا انتقال نمایم ـ اما چون شما طلب کردید بضرورت آمدم ، نشانہائے صورت و حلیہ پدر من ہمہ ہمچنان بود کہ شیخ فرمود و حال آنکہ شیخ پدر مرا ہرگز ندیدہ بود و نمی‌دانست ـ

کرامت : وقتے کہ حضرت ایشان قدس سرہ وے را خلافت دادہ رخصت بوطن مالوف کردند ، گویند کہ در اثنائے راہ بخاطرش رسید کہ حضرت ایشان مرا اجازت تعلیم طریقہ فرمودند ، در طالبان تصرف باید کرد ۔ بارے بیازمایم کہ مرا قوت و قدرت تصرف ہست یا نہ و توجہ من اثرے دارد یا نے ، ناگاہ ڈولی دختر کافرے کہ وے کدخدا کردہ می بردند بنظر افتاد ، تصرف را بروے سر دادم ، بالفور آن عروسہ قطع نظر از حیائے کہ دختران را می‌باشد کردہ و بے اختیار شدہ از ڈولی خود را انداختہ بجانب شیخ بشتافت و خود را بر قدم وے انداخت ۔ شیخ نظر باثارت فتنہ کردہ مطلب کہ تجربۂ توجہ بود حاصل نمودہ تصرف خود را از وے باز داشت ، ہمان ساعت وے حیا عود نمود باز گشت و در ڈولی نشست ۔

کرامت : دران ایام سلطان وقت حضرت ایشان مارا قدس سرہ بنا بر نمامت جمعے گمراہ باکبر آباد طلبیدہ بود ۔ یکے از نزدیکان سلطان بشیخ نسبت قرابت داشت لیکن بحکم الاقارب[1] کالعقارب عداوت خاص وے را بشیخ و حضرت ایشان ما بودہ است ۔ شیخ را درین ایام نافرجام بخاطر افتاد ، بخانۂ او رفت و بتملق بسیار التماس نمود کہ در اضرار حضرت ایشان سعی ننماید ۔ آن بے دولت بیش از پیش بجانب عداوت رفت و گفت مراد چندین سالۂ من اکنون برآمدہ است ، بنگر کہ چہ می کنم ؟ شیخ را از استماع آن دہشت شد و رگ غیرت در جنبید و بغایۃ الغایۃ در شورید و بجذبۂ تمام گفت کہ بنگریم کدام یکے کار یکدیگر کنیم[2] (؟) از آنجا باخاطر خستہ برخاستہ بہ زاویۂ خود آمدہ متوجہ گشت ، آن خویش بدکیش پیش از آنکہ فرصت بدگوئی یابد در دو سہ روز بمرد ۔ گویند کہ آن خویش بدکیش شیخ پیش سلطان رفتہ خواستہ بود کہ حرف بدگوئی حضرت ایشان از زبان برآرد کہ ناگاہ در ہمان ساعت وے را درد شکم گرفت و فرصت سخن نیافت ، در اندک فرصت بہمان درد از عالم برفت ۔ این بود سزائے آن بداندیش ۔

ذکر شیخ محمد طاہر بدخشی

شیخ محمد طاہر بدخشی قدس سرہ از خلفائے مشہورین حضرت ایشان قدس سرہ است ۔

---

۱ - ترجمہ : اقربا چون کژدمہا اند ۔ ۲ - صحیح : کند ۔

مردے وارستہ و آزادہ و بے تکلفے بے تعینے است ، از مشاہیر مشائخ دیار جونپور است کہ شہرے ست در ہندوستان در غایت زیبائی ۔ و در اصل از اتراک بدخشان از دشت قلعہ کہ از مضافات اوستاق است ۔

از ابتدائے درآمد خود درین راہ نقل می کرد کہ من در سپاہ گری ہمراہ یکے از امرایان برسر ملکوسہ مے رفتم[1] ۔ شخصے آمد و گفت کہ ترا حضرت رسالت پناہ ﷺ می طلبند ۔ من ہمراہ او رفتم ، دیدم کہ آن سرور علیہ السلام و امیر المومنین ابوبکر صدیق رض و صحابہ دیگر رضی اللہ عنہم نشستہ اند و آنحضرت علیہ السلام والتحیہ جوشن گرانے و زرہے پرگرہ کہ فیل زیر بار آن اعتراف بعجز نماید در پیش خود دارند بمجرد ملازمت من فرمودند یا ابابکر ! تو طرف جوشن را بگیر تا آنرا بشیخ طاہر بپوشانیم ۔ آنحضرت علیہ التحیہ و صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آن جوشن را برداشتند بر بالائے کتف من انداختند ۔ آن را در پوشیدم ۔ بعد ازان فرمودند کہ درین قوم چہ می کنی ، در راہ فقر در آئے ، اما این حصار را فتح کردہ ترک کنی ۔ از خواب درآمدم و الرحیل کوچ بگوش من رسید ، سوار شدم ۔ چون ہمراہ فوج خود نزدیک بحصار ملکوسہ رسیدم ، جنونے در من پیدا شد کہ اسپ پیش از ہمہ دوانیدم بجہت دروازۂ قلعہ ۔ بصدمۂ اول او مفتوح گشت ، در آمدم و متصرف گشتم ۔ بعد ازان از اسپ فرود آمدم و جامہائے زیادتے فرود آوردم و بہ نوکر خود گفتم کہ این جامہا و اسپ مرا بہ خانہ ببر کہ ان شاءاللہ العزیز من ہم می رسم ۔ از آنجا گزردم تا بخدمت شیخ عبدالجلیل بیانکی پیوندم ۔ پیش شیخ رسیدم ، بے پرس و جوئی (؟) آن نسبت بخود ازوے شنیدم ، بعد ازان گفت کہ تو طالب صاحب استعدادی ۔ سفر بر خود لازم گیر ، شاید کہ بکسے برسی کہ کار ترا کفایت کند ۔ اما حضرت خواجہ محمد باقی را (قدس سرہ) در دہلی خواہی دید ۔ چون بدہلی رسیدم و از احوال حضرت خواجہ پرسیدم ، گفتند کہ حضرت خواجہ درین ایام سفر آخرت گزیدند ۔ حضرت ایشان علیہ الرضوان در دہلی تشریف داشتند ۔

شیخ[2] گفتہ کہ حضرت محمد نعمان بر من شفقت بسیار فرمودند و دلالت بحضرت ایشان

---

۱ - مانا کہ عبارت ''شبے در خواب دیدم کہ'' درینجا از کاتب ماندہ است ۔ زیراکہ این واقعہ خواب است ۔

۲ - یعنی شیخ محمد طاہر رحمہ اللہ ۔

نمودند و مرا بخدمت آنحضرت بردند - ملازمت[1] ایشان نمودم - بعد از فراغ نماز ، از راه آشفتگی ہا و پریشانی ہائے طلب التماس فاتحہٴ رخصت کردم - حضرت ایشان فرمودند کہ ماہ رمضان است ، قرآن خوانده می‌شود ، چہ شود اگر باشید و سنت ادا نمائید - گفتم من طالبم ، اگر مرا نگاه دارید و متصدیٴ کار من باشید می‌باشم والا رہا کنید کہ راه خود گیرم - فرمودند کہ این را خود چون بگویم و راہی شدند و باز من التماس فاتحہ رخصت کردم - ساعتے سر در پیش انداختہ و بتوجہ پرداختند ، بعد ازان سر برداشتند و فرمودند باشید کہ ما شما را نگاه داشتیم -

شیخ خدمت ایشان را لازم گرفت و در مدت دو ماه حال بدین منوال گشت کہ جمال جہان آرائے خلاصہٴ موجوات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را پیوستہ معاینہ می نمود و ساعتے از نظر وے جدا نمی گشت - این معاملہ دو سہ ماه برسبیل اتصال کشید ، بعد ازان باحوال سنیہ و مقامات علیہ جذبہ و سلوک مشرف شد و بولایت استعداد یافت و قبول خاص و عام پیدا کرد و تصرف تام نمود - آنحضرت قدس سره در سنہ یکہزار و ہفده پیش از آمدن راقم این سطور در ربقہٴ ارادت حضرت ایشان بیک سال وے را اجازت و خلاف طریقہٴ نقشبندیہ عنایت نموده بجونپور رخصت فرمودند و در حین رخصت گفتند کہ در آنجا برو کہ ازانجا شخصے بظہور آید کہ از مقبولان و دوستان حق باشد - شیخ بعد ارتحال حضرت ایشان بده سال بخدمت حضرات مخدومزادہا گرامی نامہ نوشتہ بودند کہ آن فرزند کہ حضرت ایشان درباب من بشارت داده بودند ظاہر گشت - فرزندے پیدا شده کہ در تحصیل علم و حال رسیده است - تجرید و تفرید را از من گذرانده متوجہٴ خاندان است - زہے نظر دوربین حضرت ایشان! چیزے کہ بعد سی سال بظہور رسد ، بوجود آن حکم فرموده اند -

شیخ بعد از ارتحال حضرت ایشان بسہرند آمده بود - راقمِ این سطور عفی عنہ وے را دیده است - مردے دراز قدے قوی ہیکلے بود بحکم ''اتقیاء امتی برآء عن التکلف'' ہیچ چپ و راست زمانہ بگردِ دل آن یگانہٴ آفاق نگشتہ است ، او را ابدال می‌توان

---

۱ - یعنی ملاقات -

گفت - مکاتیب حضرت ایشان که بشیخ صدور یافته ، در مکتوبات آنحضرت مندرج است، بدانجا رجوع نمایند - عمر شیخ از هفتاد تجاوز نموده بود -

ذکر شیخ یار محمد قدیم قدس سره

آن جناب از اصحاب قدیم حضرت ایشان بود و به جازت تعلیم طریقه امتیاز یافته - وے را قدیم ازان گویند که بعد او یار محمد دیگر که جامع دفتر اول مکتوبات حضرت ایشان است، بارادت حضرت ایشان درآمده - وے را یار محمد جدید گفتند و این را قدیم - بقیام و صیام التزام تمام داشت - همواره استغراق و فرو رفتگی و اضمحلال و استهلاک دامن گیر دل او بود - بغایت وجیه بود ، هر که وے را می دید خدا یاد می کرد - ''اذا رؤا ذکر الله'' که از علامات اولیاء الله نشان داده اند، در وے هویدا بود و بمسکنت و غربت اتصاف داشت و بفقر و فاقه و احتیاط در لقمه موصوف بود، بهان وضع نامرادی بسفر حجاز رفت و طواف بیت الله و روضهٔ سید انام علیه الصلوة والسلام نمود -

قدسیه : بعد از مراجعت از سفر کثیر البرکت بیکے[1] از مخلصان خود گفته که در محل[2] یمانی در هودج آنسرور را صلی الله علیه وسلم به آراستگی و پیراستگی هرچه تمام تر دیدم ، از غایت لذت و حلاوت آن مدهوش گشتم - چون بخود آمدم ، رقصان و پائے کوبان راه می رفتم ، حاجیان در تعجب شدند - بعضے عربان می گفتند ''هذا العجمی مجنون -''

در سنه هزار و چهل و شش ورود آن طالب معبود بزیارت روضهٔ منورهٔ حضرت ایشان قدس سره شده بود - راقم این سطور عفی عنه را بخدمت آن بزرگوار از قدیم الایام نسبت وداد و اخلاص بوده است - درین مرتبه باوے گفتم که من مقامات حضرت ایشان و خلفائے ایشان مسوده می کنم ، اگر سخن چند از مناقب حضرت ایشان از شما شنوم ، داخل کتاب نمایم - وعده کرده بود که در خلوتے باهم بنشینیم و آنچه داریم در عرضه بیاریم ، قضا را میسر نشد - وے باکبر آباد برفت و در آنجا بدان جهان پیوست -

---

۱ بخواجه محمد هاشم کشمیؒ -

۲ - یعنی رکن یمانی -

قدسیه : حضرت ایشان قدس سره کہ[1] بوے نوشتہ اند ، جمیع مشائخ را نافع است وآن این‌ست : چون طالبے بارادت پیش شما بیاید در تعلیم طریقہ تامل بسیار باید کرد ، مبادا درین امر استدراج شما خواستہ باشند و خرابی منظور علی الخصوص کہ در آمدن مرید فرحے و سرورے پیدا شود ـ باید درین باب راہ التجا و تضرع اختیار نمودہ استخارہا متعدد نماید تا آنکہ بیقین پیوندد کہ طریقہ را باید گفت ، استدراج و خرابی مراد نیست ، زیراکہ در بندہائے حق سبحانہ تصرف کردن و وقت خود را در عقب ایشان غارت نمودن بدون اذن او سبحانہ مجوز نیست ـ کریمۂ ''لتخرج[2] الناس من الظلمات الی النور باذن ربهم'' دلالت برین معنی دارد ـ عزیزے وفات یافت ، خطاب آمد توئی کہ زرہ پوشیدہ بودی در دین من بر بندہائے من ، گفت بلے فرمود ھلّا[3] وکّلت خلقی الیّ و اقبلت بقلبك علیّ ـ

ذکر شیخ عبدالهادی قدس سره

مولانا عبدالهادی قدس سره فاضل بود از خلفائے حضرت ایشان و از مشاہیر دیار خود ـ نخستین انتسابے بخادمان قطب المحققین خواجۂ ما خواجہ محمد باقی قدس سره بہم رسانیدہ بود ـ آنحضرت تربیت وے را بحضرت ایشان حوالہ فرمودند و از دہلی بسہرند ہمراہ حضرت ایشان ما فرستادند ـ وے ملازم خدمت ایشان گشت و از برکات و نظرات آنحضرت بہرہا یافت ، چنانکہ آنحضرت در مبادی سلوک او از حال وے بحضرت خواجہ قدس سرہما چنین نوشتہ اند کہ :

> ''مولانا عبدالهادی حضور باستغراق در نقطۂ فوق پیدا کردہ است و نیز می‌گوید کہ مطلق منزہ جل شانہ را در اشیا بصفت تنزیہ می بینم و افعال را ہم ازو تعالیٰ می دانم'' انتہیٰ ـ

---

۱ - یعنی آنچہ ـ
۲ - ترجمہ : تا بیرون آری مردمان را از تاریکی ہا بسوئے نور بحکم پروردگار ایشان ـ
۳ - ترجمہ : چرا نگذاشتی خلق مرا بمن و چون توجہ نکردی بقلب خود بر من ـ

و بعد از ورود این حال آن صاحب کمال مدت بسیار ملتزم سُدّۂ سنّیہ حضرت ایشان بوده است و کمالات و مقامات اکتساب نموده و بدولت خلافت آنحضرت سرفراز گشتہ ـ گویند کہ شیخ عبدالہادی و مولانا یار محمد قدیم در خدمت حضرت ایشان بہ حجره بودند، مولانا ہمواره شبہا بقیام صبح کردے و شیخ بیماری مہولہ[1] داشت ـ حسرت بر فوت طاقت طاعت و قیام لیل مینمود[2] و غبطہ بر احوال مولانا داشت و در دل تاسف بر تلف شرف بیداری شب می کشید ـ روزے حضرت ایشان فرمودند کہ سبحان اللہ حسرت و تاسف شیخ عبدالہادی بر عبادت مولانا یار محمد قدیم را حج آمده و کار او را از مولانا بلند برد و از حضیض باوج رسانید ـ آرے کارِ[3] مدبّرِ[4] بسیار بخش چنین است ـ

ذکر خواجه محمد صادق کابلی قدس سره

خواجہ محمد صادق کابلی قدس سره از قدمائے اصحاب و خلص احباب و از مجازان حضرت ایشان بود ـ و ابتداء توبہٴ او آن بود کہ وے از اغنیاء روزگار بوده است و از ملازمان شاہزادۂ[5] ولیعہد ـ اتفاقاً درد طلب و شوق مطلوب دامنگیر او گشت ـ در آنچہ بود ازان بیرون آمده از الہ آباد عازم ملازمت حضرت خواجہٴ ما قدس سره گشت و بحضرت دہلی رسید ـ شنید کہ حضرت خواجہ بدار باقی رحلت فرمودند ـ بجناب خواجہ حسام الدین احمد علیہ الرحمۃ ، کہ از خلّص اصحاب حضرت خواجہ قدس سره بود ، ملازمت نمود و از درد طلب خود اظہار کرد ـ خواجہ حسام الدین فرمودند کہ اگر طلب حق جل و علا داری بملازمت حضرت ایشان بشتاب کہ دوائے دردِ تو در نظر شفا بخش ایشان است ـ از آنجا احرام حریمِ آن عالی حضرت بست و بشرف ملازمت ایشان رسید و چون طالب صادق بود ، بشرف قبول پیوست و مورد عنایت

---

۱ ـ بیماری سخت و ہولناک ـ ۲ ـ در مخطوطہ ۲ : می خورد ـ

۳ ـ مترجم اردو، ترجمہٴ این عبارت چنین نموده :''بے شک کام بخشش حق کے زیرسایہ ہے ـ''

۴ ـ در مخطوطہ ۲ : بزیر ـ

۵ ـ یعنی شاہزاده سلیم پسر اکبر شاه کہ بجہانگیر شہرت یافتہ ـ

و لطف خاص گشت و بمقامات سنجیده و باحوال پسندیده رسید ـ بنوعے مشمول الطاف گشت کہ او را داخل زمرۂ فرزندان و محرمان می شمردند و چون بکمال عقل و زیرکی و بآداب و اخلاق حسنہ آراستہ بود ، در سفر و حضر خادم حضور و مصدر خدمات شایستہ می شد ـ

چنانکہ منقول ست کہ یکبارے در سفر در ملازمت حضرت ایشان بود ، اتفاقاً منازل ہمچنان افتاد کہ آبہائے آن دیار بسیار بے مزہ و شور بودہ است ـ خواجہ مذکور چون وسعت داشت فرمود تا آب جمن کہ از آنجا در مسافت بعید بود ، بر شتران بار کردہ آوردند و بملازمت عالیہ رفتہ عرض نمود کہ آب شیرین بار کردہ آوردہ اند کہ آب دریائے جمن برائے خادمان حضرت طلبیدہ ام و درین ضمن مجرائے[1] خدمت خود خواست ـ حضرت ایشان فرمودند کہ جمن معبد کفار ست ـ برداشتہ آوردن آب آن مشعر تعظیم آن ست ، نشاید کہ ما آنرا بخوریم یا وضو کنیم ـ بعد ازان فرمودند کہ اضاعت آب روا نیست ـ ہر یارے کہ محتاج باستنجا باشد ، ازان آب استعمال نماید و خود ہمان آب گرم بے مزہ و شور ساختند و رعایت تقوی نمودند ـ

کرامت : گویند کہ خواجہ محمد صادق را مرض جزام پیدا شدہ بود ـ بعضے اعضائے وے معلول گشت ، چنانکہ یاران از صحبت وے استنکاف نمودند ـ وے ازین معنی بغایت دل تنگ[2] شدہ قرار داد کہ برسبیل نکارت و جہالت ہجرت نماید ـ بعضے اصحاب حضرت ایشان رسانیدند بنوعے کہ دل آنحضرت را مہربان گردانیدند ـ آنحضرت ترحم نمودہ توجہ و ہمت بر رفع آن مرض گماشتہ ، روز دیگر فرمودند کہ استنکاف یاران از وے و دل تنگی وے ازین معنی دیدم ، ما را بروے رحم آمد ، مرض وے را برخود گرفتیم ـ بعد ازان آثار آن برپائے مبارک ایشان ظاہر گردیدن گرفت و خواجہ مذکور صحت یافت ـ مخلصان عرض کردند حضرت توجہ نمایند کہ از ایشان نیز این مرض مندفع شود ـ ملتمس ایشان باجابت پیوست ، درین باب نیز توجہ و التجا نمودند و آن مرض را نیز از خود دفع کردند ـ

---

۱ ـ یعنی انعام توجہ خاص ـ ۲ ـ در مخطوطہ ۲ : دل شکستہ ـ

و چون خواجۀ مذکور بدرجۀ کمال رسید و حظ وافر از مقامات طریق یافت ، آنحضرت وے را اجازتِ تعلیمِ طریقہ فرمودند و خواجہ مشار الیہ بامر عالی حضرت ایشان باین امر مہم مشغول گشت و از صحبت او طلاب را سرگرمی و انجذاب و تاثیر تمام پیدا شد و در بلدۀ فاخرہ لاہور اقامت ورزید و قبول پیدا کرد در سنہ ہزار و ہژدہ وفات یافت ۔

ذکر حاجی خضر خان افغان قدس سرہ

حاجی خضر خان افغان قدس سرہ از خاص اصحاب و قدماء احباب و از مقبولان و منظوران حضرت ایشان بود و از خلفاء و مجازان آنحضرت ۔ مسکن و مدفن وے قصبہ بہلول پور است کہ از مضافات سہرند است و بشرف ملازمت حضرت میانجیو کلان اعنی والد ماجد حضرت ایشان نیز مشرف گشتہ بولولۀ شوق و طنطنۀ عشق در عالم تفرید و تجرید سیاحت بسیار کردہ و مشائخ و فقرا را بسیار ملازمت نمودہ و سفر حجاز و اکثر دیار عرب و طواف بیت المقدس بجا آوردہ و در ہرجا او را حکایات شیرین و معاملات رنگین پیش آمدہ ، چنانکہ تفصیل آن طولے دارد ، اما ہیچ جا دلِ وے تسکین نیافتہ ۔ و چون بخدمت شریف حضرت ایشان رسید دلش بیارامید ، ملازمت ایشان گزید ۔ بتلقین ذکر مستسعد گردید ۔ بواردات و مقامات رائقات[1] مشرف گشت و کار او بجائے رسید کہ روزے حضرت ایشان ابلیس را دیدند ، از وے پرسیدندکہ در یاران ما کیست کہ ترا دست تصرف بروے نیست ؟ گفت حاجی خضر ۔ ہرچند تلاش[2] و خراش نمودم ، وے بدامِ من نیفتاد[3] ۔

راقم حروف گوید کہ ازین معنی تعجب نکنی کہ حضرت حق سبحانہ در کلام مجید فرمودہ است : ان عبادی لیس لك علیهم سلطان و نیز در قرآن حمید گفتہ : الا عبادک منهم المخلصین ۔

---

۱ - در ہر دو مخطوطہ : و رابقات ۔
۲ - در ہر دو مخطوطہ 'تلاش' مذکور است و 'تراش' مناسب تر است ۔
۳ - ہمین طور واقعہ در باب شیخ محمد طاہر لاہوری گذشتہ ۔

و آنحضرت گاه گاه با وے مطایبہ می فرمودند و گاه از روئے طیبت وے را خضرا می‌گفتند و وے عاشق جمال ایشان بود کہ در ہر مرحمت کہ ازان محبوب سبحانی نسبت بآن محب جانی سر می‌زد او فدا می‌شد - حاجی اذان خوش الحان باصوت جہیر گفتے و تا وے در خدمت آنحضرت بودے ، دیگر را اذن نبود و اذان او در دلہا بغایت موثر بود - شب ہائے جمعہ بر حجرات مسجد حضرت ایشان بر آمدہ صلوات طیبات برسید کائنات علیہ و علی آلہ الف الف صلوات و تسلیمات بآواز خوش تا دیر خواندے و در اوقات سحر بلکہ اکثر شب ابیات و اشعار بنغمہ سرائیدے و گریستے -

این حقیر یک بار در عشرۂ اخیر ماہ مبارک رمضان در حال حیات حضرت ایشان با حاجی در یک حجرہ معتکف بود - این حقیر در دو روز اخیر عشرہ کتاب خلاصۂ کیدانی شرح مبسوط جامع روایات مسمی بمعراج المومنین تصنیف نمودہ -

القصہ نمی دانم کہ از ذکر و تلاوت وے بگویم و یا از نماز و اوراد و یا از مراقبہ و استغراق وے سرایم یا از دردمندی و سوزگذاری وے بیان کنم و یا از خدمتگاریٔ برادران حقیقت و مخلصان طریقت شرح نمایم - غرض کہ یک لمحہ وے را غافل نیافتم - در دیار بجواڑہ و بہلول پور و غیر آن مردم بسیار از افغان وغیرہم بطفیل صحبت شریف وے بہدایت رسیدند و برخے بمراتب کمال حال پیوستند چنانکہ از حاجی تعلیم طریقہ یافتند -

ازانجملہ است حقائق آگاہ شیخ آدم نبوری اولاً اخذ طریقہ از خدمت حاجی نمودہ سلوک و کسب کمالات کرد - بعد ازان بملازمت گرامی حضرت ایشان رسید چنانکہ تفصیل این در ذکر شیخ آدم بیاید ان شاء اللہ -

حاجی در بجواڑہ کہ خبر ارتحال حضرت ایشان شنود ، بیہوش گردید - چون بہوش آمد از ہمان جا افتان و خیزان و دریائے اشک از چشمۂ چشم ریزان و صیحہ و نعرہ زنان و فریاد و فغان کنان ، گریان و بریان بمنزل حضرت ایشان رسید و خود را بر اقدام مخدوم زادہ ہا انداخت و بے طاقتیہا از فرط محبت و نا شکیبائیہا از افراط عشق کہ بآنحضرت داشت ، بسیار نمود - ماتم آنحضرت را از سر نو تازہ ساخت و اذان

گفت که بیاد حال حیات حضرت ایشان در جمیع اصحاب و اہل محلہ برپا کرد ۔ ہمچنانکہ بلال بعد وصال سید کائنات علیہ الصلوات و التسلیمات از شام بمدینہ سکینۂ حضرت سید امام رسیده و اذان گفتہ بر اہل مدینہ ماتم نبوی را تازه کرد ۔ حاجی از درد مفارقت ایشان ہمواره می نالید تا آنکہ بعد اندک مدت از ارتحال حضرت ایشان بخدمت آن حضرت رسید غفراللہ لہ و رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ ۔

ذکر شیخ احمد دیبنی (دیوبندی) قدس سره

دیبن (دیوبند) شہرے ست نزدیک سہارن پور بوڑیہ[1] ۔ شیخ ازانجا بود و اکثر عمر در سیر و سیاحت گذرانده از مخلصان قدیمی حضرت ایشان بوده است ۔ پیش از درآمدنِ آنحضرت درین راه ، وے پیش ایشان سبق می‌خواند ۔ و سفر پورب[2] دران ایام ہمراه ایشان کرده ۔ جہات اخلاص بحضرت ایشان قوی داشت بعد ازان بنابر اتفاقات بہ برہانپور افتاده ۔ بشیخ فضل‌اللہ کہ از مشاہیر مشائخ آن دیار بود ارادت آورده بخدمت آن عزیز مدت مدید بسر برده و خلافت و ارشاد ازان عزیز یافتہ کہ ناگاه جذبۂ این راه او را بشاہراه دولت ملازمت حضرت ایشان رسانید و بشرف صحبت آنحضرت سعاد تمندگردانید و اخذ طریقہ از آن حضرت نموده و قدم حقوق معرفت و اخلاص وے موجب مزید لطف و مرحمت آنحضرت گشت ۔

درین اثنا حضرت سید میر محمد نعمان بخلافت مستسعد گشتہ عازم برہانپور شد ۔ آنحضرت تربیت شیخ را حوالۂ میر فرمودند و او از صحبت میر بہرۂ تمام یافت تا آنکہ بسیارے از طالبان حق را بوے رجوع شد و صحبت او اثر بخش گردید ۔ بعد ازان باز بخدمت حضرت ایشان و بعنایات ممتاز گردید و مدتہا بآستان قبلہ راستان بہ نیازمندی تمام گذرانید و فیوض و برکات بسیار برداشت ۔ و خلافت و اجازت ازان حضرت یافت ۔

---

۱ - 'بوڑیہ' قصبہ اے ست نزدیک سہارنپور کہ ضمیمہ نام سہارنپور شده ۔
۲ - یعنی دیار شرق ۔

صحبت او را آنقدر اثر پیدا شد که ہر کہ از وے مشغول می‌گشت ، از غلبۂ جذبہ بے اختیار بر زمین می طپید و بعضے بے ہوش مطلق می‌گشتند و برخے در گریہ و زاری و نعرہ و صیحہ مے افتادند ۔ توجہ و تصرفات وے بغایت اثر داشت ۔ چندگاہ در اکبر آباد بر مسند مشیخت نشست و عالمے از صحبتِ فیض بخشِ وے رشد و ہدایت یافتند ۔

و از دولت ہمت و صحبت شیخ مشار الیہ مرحومی قاسم خان کہ صاحب صوبہ بنگالہ بود از تشیع بہ تسنن مہتد شدہ بود در خدمت شیخ تائب گشتہ واردات آوردہ و طریقہ گرفتہ وصحبت تمام بشیخ حاصل نمودہ و صاحب توفیقات و طاعات و مصدر انواع خیرات گشتہ و بالتماس خان مشار الیہ شیخ نیز سیر ملک بنگالہ نمود ۔ وے را آنجا قبول عظیم و تصرف جسیم حاصل گردید چنانکہ طلاب بسیار از علما و صلحا و اکابر و اصاغر در ربقۂ ارادت وے در آمدند و جمعے بخلافت و اجازت شیخ ممتاز گشتند و الحال در مقام ارشاد اند ۔

گویند کہ شیخ در اول مشیخت در خدمت آنحضرت قدس سرہ عرضداشت نوشت کہ من در خود ہیچ حال و کمال نمی یابم ۔ دو کس را ذکر گفتہ بودم ، چنین و چنان احوال بر ایشان ظاہر گشت ۔ آنحضرت در جواب وے چنین نوشتہ اند کہ احوال آنہا فی الحقیقۃ عکس احوال شما ست کہ در آئینۂ استعداد آنان بظہور آمدہ است ۔ چون آن دو تن صاحب علم بودہ اند ، درک احوال نمودہ اند و مقصود حصول احوال ست علم باحوال دولتے دیگر است کہ جمعے را این علم بدہند و جمعے را ندہند ۔ ہر دو ارباب ولایت اند ۔ تم کلامہ المقدس ۔

و چون شیخ از سر ذہول باوجود آگاہی از دوام آگاہی استفسار نمودہ ، آنحضرت در جواب وے نگاشتہ اند کہ دوام آگاہی کہ عبارت از حضور باطن است ، بجناب قدس خداوندی جل سلطانہ شبیہ بعلم حضوری ست کہ دوام لازم او ست ۔ ہیچ شنیدہ اند کہ شخصے در وقتے از اوقات از نفس خود غافل گردد و ذہول نسبت بخود پیدا کند ۔ غفلت و ذہول در علم حصولی متصور است کہ مغایرت درمیان ست و در علم حضوری حضور در حضور است ۔

شیخ در سن ہفتاد سالگی بعالم آخرت رحلت نمود و در اکبر اباد بیاسود ۔

ذکر شیخ احمد برکی قدس سرہ

شیخ احمد برکی قدس سرہ از خلفائے حضرت ایشان است ، عالم و عامل بودہ در اصل از بلدۂ واد[1] است کہ میان کابل و قندھار واقع است و والد ماجد وے خدمت خواجہ از آنجا انتقال نمودہ در بلدۂ کانکریت معروف بہ برک متوطن شدہ ۔ مسکن وے در اینجا ست ۔ مکتوبات قدسی‌آیات حضرت ایشان بدان ملک رسیدہ ۔ شیخ بشرف مطالعہ کلام آن فخر انام مشرف گردیدہ سابقۂ سعادت ابدیہ دل وے را باعتقاد آنحضرت ہدایت نمود ۔ ہمان حال بے اہمال متوجہ حضرت سہرند گشت و بشرف ملازمت آنحضرت مستسعد گردید و از یمن توجہ حضرت ایشان و صدق ارادت خود در یک ہفتہ کار او بانجام رسید و حضرت ایشان او را خلافت دادہ رخصت فرمودند ۔

وے از اقطاب دیار خود شدہ ، چنانکہ حضرت ایشان اشعارے باین معنی فرمودہ اند در مکتوبے کہ بوے نوشتہ اند :

”روزے توجہے بحال شما نمودہ آمد ، دید کہ مردم آن دیار بجانب شما می‌دوند و التجا بشما می آرند ۔ معلوم شد کہ شما را مدار آن زمین ساختہ اند و مردم آن حدود را مربوط بشما داشتہ للہ الحمد والمنة علیٰ ذٰلك ۔ ظہور این معاملہ را از جملہ واقعات نیگارند کہ از مظان ریب و اشتباہ باشد بلکہ از محسوسات و مشاہدات شمرند ۔“

دیگر نوشتہ اند کہ :

”از عدم اطلاع کما ینبغی باحوال خود و یاران خود در آزار نباشند و آنرا دلیل بے حاصلیِ خود ندانند ۔ احوال یاران در آئینہ داری کمالات شما کافی ست ، احوال شما ست کہ بطریق انعکاس در یاران ظاہر گشتہ ۔“

و نیز در مکتوبے کہ بشیخ یوسف برکی نوشتہ اند ، نگارش فرمودہ اند کہ :

---

۱ - در مخطوطہ دوم : شہر واد ۔

''مولانا احمد برکی عوام او را از علمائے ظاہر می‌دانند و او نیز علم باحوال خود و یاران خود ندارد - سرش آنست کہ باطن او متوجہ شہود تنزیہی ست کہ موطن جہل ست و ایمان او دررنگ ایمان علما بغیب ست - باطن او از بلند فطرتی التفات بشہود کثرت آمیز نہ کردہ است و ظاہر او بہ ترہات صوفیہ مغرور و مفتون نگشتہ وجود شریف او دران نواحی مغتنم ست - این حال کہ شما از حصول آن خبر دادہ اید مولانا دیر ست کہ بآن حال متحقق است ، علم او لم یعلم ، نزد فقیر مدار آن بقعہ بر وجود مولانا ست - عجب ست کہ بر اہل کشف آن نواحی چگونہ مخفی ماندہ است -''

در علم فقیر بزرگی مولانا در رنگ وجود آفتاب ظاہر و باہر ست - تم کلامہ القدسی -

و نیز آنحضرت بعد ارتحال او در عزائے وے بفرزندان وے نوشتہ کہ :

''وجود شریف مولانا درین وقت مر مسلمانان را آیتے بود از آیات حق جل و علا و رحمتے از رحمتہائے او تعالیٰ اللھم لا تحرمنا اجرہ -''

و نیز حضرت ایشان بوے مکتوبے نوشتہ بودند کہ در مکتوبات اندراج یافتہ است کہ :

''صاحبِ منصب صاحبِ علم ست مخدوما! قطب الاقطاب صاحب علم ست و اقطاب بقعات در رنگ اجزائے وپند و دست و پائے او - بعضے را علم بمداریت خود بود و بعضے دیگر را نبود - نوشتہ بودند کہ فنا فی اللہ و بقا باللہ تا اکنون بدست نیامد - چہ توان کرد کہ شما در صحبت کم بودہ اید و این قدر مکث نکردید کہ از حصول بعضے از احوال شما اطلاع دادہ شود - اکنون از ہندوستان فنا و بقائے شما را مشاہدہ می کنم - این دو کمال کہ گفتہ اند ، در شما احساس می‌نمایم و شما انکار این معنی می نمائید - مسافت بعیدہ درمیان ست تا ملاقات صوری میسر نشود ، اطلاع بر احوال مکنونہ متعسر ست - مشائخ در فنا و بقا سخنان گفتہ اند کہ ہمہ برمز و

واشارت ست ، از خودکسے چہ دریابد و حضرت حق سبحانہ ہمہ را علم احوال نمی بخشد ۔ شخصے را علم باحوال عطا فرمودہ پیشوا می‌سازد و جمعے را باو مربوط ساختہ بمرتبۂ کمال و تکمیل می رساند ۔ ع :

خاص کند بندہ مصلحت عام را ''

قدسیہ : مولانا در خدمت حضرت ایشان نوشتہ اند کہ:

''یکے از یاران دیدہ کہ آنسرور علیہ السلام فرمودند کہ شیخ احمد برکی را و یاران او را قبول کردیم ۔ و صالحے دیگر دیدہ کہ حضرت رسالت پناہ علیہ السلام فرمودند کہ شیخ احمد برکی دو رنگ خرپزہ می پزد ۔ درویشے دیگر سہ مزرعہ دیدہ ؛ دو پختہ یکے سبز درمیان ہر دو ، وے را گفتند این مزرعہ از آن رسول اللہ ﷺ است و آن مزرعہ از قطب وقت و این مزرعۂ سبز کہ مابین ست از آن شیخ احمد برکی ۔''

قدسیہ : وے گفتہ کہ در ولایت اقدام متفاوت اند و آن درجات خمسہ است ۔ ہر کہ بولایتِ قلبی رسید مشہود او صفات فعلیہ است و ہر کہ بولایت روح رسید مشہود او صفات ذاتیہ و ہر کہ بولایت سرّ رسید مشہود او تجلیات ذاتیہ و ہر کہ بولایت خفی رسید ، مشہود او تنزیہات و تقدیسات ست و ہر کہ بولایت اخفیٰ رسید در آن مرتبہ اتصال بےکیف و وصل عریان با یاس ۔

کرامت : در آن ایام کہ احداد[1] خروج نمودہ بود ، بنابر عداوتِ قدیمی کہ با اہل بلدۂ شیخ مذکور داشت ، علی الخصوص بقوم شیخ ، ہموارہ برسر تاخت و تاراج آن بلدہ بود و از این رو برآن مردم زلزلۂ عظیم بود ۔ شیخ از شر ظلم آن ظالم بحضرت ایشان پناہ آوردہ نیازنامہ درین نوشتہ است ۔ آنحضرت درجواب وے نوشتہ اند کہ بقعۂ شما از شر او محفوظ خواہد ماند ، خاطر ازین معنی جمع دارند ، ہمچنان واقع شد ۔ اطراف و نواحی قریہ ہمہ از دست آن متغلب بتاراج رفت و بآن بقعہ از وے گزندے نرسید ۔

---

۱ - در ترجمۂ اردو : حداد ۔

کرامت : حضرت ایشان بشیخ نوشته اند که اگر شما را سفرے پیش آید ، باید که شیخ حسن را نائبِ خود سازند ـ بعد از چند روز از وصول مکتوب شیخ را در نواحی سنه ہزار و بیست و شش سفر آخرت پیش آمد ـ بعد از ارتحال شیخ عثمان از سفر اکبرآباد مراجعت نموده بخدمت حضرت ایشان رسید ـ آنحضرت خبرِ ارتحالِ شیخ را بوے فرموده فاتحه بروح شیخ خواندند ـ از شیخ عثمان بے اختیار گریه و زاری ظاہر شد ـ از غلبۂ درد مصیبت بیہوش گشت و برزمین می طپید ـ مردم از ہرطرف بمنع او درآمدند ـ حضرت ایشان فرمودند که او را منع مکنید که آسمان و زمین برارتحال شیخ می‌گریند ـ اگر برادرش گریه چرا منع باید کرد ـ و بعضے یاران ازین سخن تعجب نمودند ـ آنحضرت فرمودند که شیخ ازآن اولیاء الله بود که نه مردم وے را شناختند و نه وے خود را شناخت چنانکه ولایت وے بود ـ

ذکر شیخ یوسف برکی قدس سره

شیخ یوسف برکی قدس سره از مجازان حضرت ایشان است ، از ارباب وجد و شوق و اصحاب نعره و صیحه بود ـ نخستین انتساب او بیکے از مشائخ نواحی وطن مالوف وے بوده است و استہلاک در توحید صوری ازآن عزیز حاصل نموده ـ درین اثنا در واقعه دید که بزرگان بمدحت حضرت ایشان زبان کشوده او را دلالت بملازمت حضرت ایشان نمودند ـ وے بخدمت آنحضرت عریضه محتوی بر احوال خود نوشته ارسال داشت ـ آنحضرت درجواب وے نوشتند که این قسم احوال مبتدیان این راه را دست می دہد ، اعتبار نمایند بلکه نفی آن نمایند ـ بعد وصول نوازشنامۂ حضرت ایشان وے را شوق دیدار حضرت ایشان پیدا شد ـ بصد نیاز و انکسار بشرف عتبه بوسی مشرف گشت و سعادت قبول یافت ـ در اندک مدت وے را مراتبِ کمال حاصل گردید تاآنکه حضرت ایشان وے را اجازت داده بجلندهر[1] که قصبۂ ایست نزدیک سہرند صانہا الله سبحانه عن الآفات رخصت نمودند ـ وقت رخصت و ہنگام وداع نعرہا و صیحہا از وے ظاہر گشت و کربہا و بے طاقیتہا نمود

---

۱ ـ جالندهر ـ

و فرط اخلاص و افراط محبت و عشق آنحضرت از وے محسوس و مشهود می‌گردید - بعد از مدت قلیله بخدمت حضرت ایشان میرسید و مستفیض و مستفید می‌گردید و بوطن عود می نمود - و گاه گاه عرائض مشتمله بر احوال خویش بآنحضرت می نوشت و مورد جواب می گشت - حضرت ایشان در مکتوبے که بمخلصے نوشته اند ، مرقوم فرموده اند که شیخ یوسف بما نزدیک اند و تا مدتے اینجا بوده اند ، فوائد بسیار اخذ نمودند و بحقیقت فنا اطلاع یافتند و بمیعاد باز آمدن خانه رفتند - مردے مستعد صادق الاخلاص است -

قدسیه : وے گفته که در اوائل حال دران ایام مغلوب وحدت وجود بودم - در غلبات این حال که خود را حق می‌یافتم می‌گفتم[1] که اگر فی الواقع من حقم چنین شود و چنان گردد ، همچنان بوقوع می آمد و چیز هائے عجیب و غریب بظهور می رسید - و هر که دران وقت از ارباب حاجات حاجت می‌طلبید می‌گفتم که اگر من حقم حاجت تو برآید ، همچنان می شد - و وقتے که حال فرود می‌آمد و خود را بنده می دیدم ، دران وقت ازین امور چیزے بظهور نمی پیوست - شیخ در حدود ثلثین و اربع بعد الالف (۱۰۳۴ھ) ارتحال نمودند - مدفن شیخ در قصبهٔ جلندهر واقع است -

ذکر شیخ کریم الدین عرف عبدالکریم قدس سره

شیخ کریم الدین[2] قدس سره مسکن وے موضع عثمان پور کهتر من اعمال پرگنهٔ اٹک است ، نزدیک بابا حسن ابدال که میان لاهور و کابل واقع است ، از آنجا راہے بکشمیر جدا می‌گردد - شیخ از خلفا و اصحاب مشهورین حضرت ایشان است ، صاحب تصرف و خوارق بود ، درآن دیار از تصرف آن بزرگوار شورے ست - وے از زمینداران آن دیار بوده است -

سببِ ارادتِ خود بحضرت ایشان قدس سره پیش این حقیر نقل می کرد که در سن شباب بجهتِ طلبِ علم بلاهور آمده بودم - علم ظاهری شروع نموده که بخاطر من افتاد که اگر درین حال بمیرم خدا را ناشناخته مرده باشم ، ترکِ خواندن کردم ، بوطن باز

---

۱ - یعنی باخود می‌گفتم -   ۲ - در مخطوطه ۲ : عبدالکریم -

گشتم و بطاعت و عبادت مشغول گشتم ـ طلب مرشد در نهاد من افتاد ـ شبے در واقعہ صورت مبارک بزرگے را دیدم کہ از جمال یوسفی نشانمند بود و کمال وجاہت و وقار داشت ـ بخاطر رسید کہ مرید این عزیز شوم ـ از واقعہ درآمدم ، در حیرت افتادم کہ این بزرگ را کجا توان یافت ـ باخود گفتم کہ ہرچہ در خواب دیدہ میشود ، در بیداری بظہور میآید ـ شب دیگر باز ہمان حلیۂ ہمایون بنظر درآمد ، مرا عشق آن صورت زلیخا وار بےقرار ساختہ ، و ہمچنین چند کرت دیدار آن بزرگوار با نہایت حسن و جمال نمودار گشت و آرام بخش دل مضطرب گردید ـ بعد ازان آن رؤیت در منام ننمود ، بے آرامی و بےقراری دامنگیر دل شد ، تا با یارے کہ ہمراز بود ، قرار دادم کہ در شب بعد از نماز تہجد بہ من اشارتے کنی کہ ہمان وقت بے اظہار مردم خانہ و والدہ خود در طلب خدا برآیم ـ آن یار ہمان وقت آمد و مردم خانہ ہمہ در خواب بودند کہ دیوانہ وار از خانہ برآمدم و ہندوستان افتادم تا بسہرند رسیدم پیش غفران پناہ شیخ جوہر کہ از مشاہیر علما و اہل تقویٰ بود ، رفتم و اظہار کردم کہ مرا بہ پیرے دلالت کند کہ متشرع باشد ، شیخ گفت غم مخور کہ خواہی یافت ـ از وے رخصت شدم ، بخاطر کردم کہ بجانب اکبر آباد بروم شاید کہ دران سر زمین مرشدے بیابم ـ اتفاقاً در اثنائے بازار سہرند باصوفی منشے ملاقات افتاد ، با وے طلب خود را اظہار کردم ، وے نشان حضرت ایشان داد ـ مرا مسجد و خانقاہ ایشان بنمود ـ

آمدم و بیرون دروازۂ ایشان ایستادم ، احوال ظاہر من در غایت افلاس بود ـ درویشےرفت و بخدمت آنحضرت رسانید کہ مردے مفلس آمدہ است ، میخواہد کہ ملازمت نماید ـ حضرت ایشان فرمودند کہ او را بیارید ـ درون رفتم ، چون نظر من بر دیدار فائض الانوار آنحضرت افتاد ، دیدم کہ حضرت ایشان اند کہ صورت و حلیۂ مبارک ایشان قبل ازین بکرات و مرات در واقعات دیدہ بودم ـ گریۂ شوق و صیحۂ ذوق در من گرفت ـ خواستم کہ در قدم ایشان بیفتم ، حضرت ایشان مرا درکنار کشیدند و ساعتے باخود داشتند و من بزور و غلبۂ حال خود را کشیدہ برپائے ایشان افتادم و تا مدتے گریہ و زاری و بے اختیاری داشتم ـ حضرت ایشان سر مرا از پائے مبارک خود برداشتند ـ بالفور

ہمان وقت بحجرہ بردند و طریقہ فرمودند ۔ عرض کردم کہ مقصود من حاصل شد ، باآنکہ روشِ آنحضرت چنان بود کہ طالب مدتہا آمد و شد بخدمت ایشان می کرد ، آن زمان بتعلیمِ طریقہ می‌نواختند ۔ تم کلام الشیخ ۔

درجہ : یکبارے حضرت ایشان را گذر بوطنِ شیخ افتادہ بود ۔ اتفاقاً جماعتے از مریدان شیخ بخدمت حضرت ایشان آمدند و عرض کردند کہ حضرت ایشان از خوان الوان نعمت خود بما نصیبے ارزانی دارند ۔ حضرت ایشان شیخ را طلبیدند ، پرسیدند کہ این مردم را طریقہ گفتہ اید یا نہ ؟ گفت آنچہ از حضرت ایشان بمن رسیدہ بود ، بایشان رساندہ ام ۔ حضرتِ ایشان فرمودند ''زبانِ من زبانِ شیخ کریم الدین ، آنچہ وے گفتہ من گفتہ ام ۔ بروید ، بکار خود مشغول باشید ۔ پیرہنے کہ در بدنِ مبارکِ ایشان بود برآوردہ بشیخ کریم الدین عنایت فرمودند ۔

قدسیہ : شیخ پیش راقم این سطور می گفت کہ بعد از دونیم سال از حینِ اخذِ طریقہ در مسجد حضرت ایشان قبل صبح صادق سر بزانوئے مراقبہ نشستہ بودم ، غیبتم در ربود ، دیدم کہ چہار کس مثلِ من پہلوئے من نشستہ اند و ہر چہار کس منم ۔ بافاقت آمدم و لاحول خواندم و باز مشغول شدم ۔ باز ہمان چہار ہمشکل[1] را نزد خود نشستہ دیدم ۔ بصحو آمدم ، لاحول بر زبان راندم ، سہ مرتبہ ہمچنین واقع شد ۔ مرتبۂ چہارم (چون مرا) غیبت[2] برد ، دیدم کہ شخصے نورانی سفید ریش عصا در دست از جانب حجرۂ مسجد پیدا شد ، سلام گفت ، ردِ سلام کردم ۔ بعد ازان گفت کہ خود را چون مے بینی ، بمجرد گفتنِ او حالِ من دگرگون شد ۔ بعد افاقت گفتم کہ من خود را چنین می‌بینم کہ وطن من ازینجا دو صد کروہ است ، دست خود را ازینجا فراز کنم و ہرچہ آنجا ست اینجا آرم ، تمام ملک بمن متصل و نزدیک شدہ است ۔ گفت می‌دانی صاحبِ این وقت را چہ می گویند ؟ گفتم نہ ، گفت قطب می‌گویند ۔

قدسیہ : شیخ می‌گفت کہ بر من وقتے رسیدہ بود کہ در آن وقت خود را چنان یافتم کہ اگر تمام عالم بنظر من در آید ، بیک نگاہ بمقصود رسانم ۔

---

۱ - در ہر دو مخطوطہ : شکل ۔

۲ - در مخطوطہ دوم : غیبت برد و در مخطوطہ اول بست مرد ۔

قدسیه : و ہم شیخ مے گفت کہ من یکبارے بقصد ملازمت حضرت ایشان می‌آمدم ۔ در سرائے فضل آباد در واقعہ دیدم کہ مرا بر تخت سلطنت نشانده اند و سلطان وقت دست بستہ پیش من ایستاده است ۔ از آنجا بخدمت حضرت ایشان آمدم ۔ آنحضرت دران مرتبہ مرا خلافت مطلق عنایت فرمودند ۔

قدسیه : و ہم شیخ گفتہ کہ حضرت ایشان مرتبۂ اولیٰ مرا اجازت مرید گرفتن ده کس فرموده بودند و مرتبۂ دوم کہ بخدمت آنحضرت رسیدم ، اجازت تعلیم طریقہ ہفتاد کس فرمودند و مرتبۂ سیوم کہ واقعۂ مذکوره دیده بودم ، اما بحضرت ایشان آنرا عرض نکرده بودم ، آنحضرت مرا خلافت مطلق عنایت نمودند ۔

قدسیه : و ہم شیخ گفتہ کہ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سره را در واقعہ دیدم گوئیا می فرمایند تو بجانب ما بیا ۔ مرا خوف حضرت ایشان در آن وقت غالب آمد و بخاطر افتاد کہ پروردۂ نعمت حضرت ایشان باشم و جانب غوث اعظم بروم ، نیک نباشد ۔ سکوت کردم و از غلبۂ خوف از واقعہ بافاقت درآمدم ۔ بعد ازان تا یک سال حال برین منوال بود کہ ہر کرا طریقۂ نقشبندیہ می‌گفتم ، در عین ذکر نقشبندیہ نسبت قادریہ از خود حاصل وقت مرید می شد ۔

درجه : روزے کنیزے پیش شیخ آمد و گفت کہ فلان زن این جزوی مبلغ بخدمت شما فرستاده است ۔ اتفاقاً شیخ با اصحاب خود سر بمراقبہ فروبرده بود ، چون سر برداشت نظر شیخ بران کنیز افتاد ، حال وے دگرگون شد ۔ مست وار بہ جذبۂ بسیار پیش بی‌بی‌ٔ خود رفت ۔ بی‌بی عاقلہ بود ، دریافت کہ اثر نظر شیخ بروے افتاده است کہ او بدین حال دیوانہ مثال گردیده ۔ از مشاہدۂ حال کنیزک در وے نیز جذبہ در گرفت ۔ خواست کہ ترک ستر کرده بملازمت شیخ شتابد ، شوہرش بہزار محنت وے را نگاه داشت کہ ترا با سترے فرستم ۔ این سخن بسمع شیخ رسانیدند ۔ شیخ خلیفۂ خود شیخ جوہر را بخانۂ وے فرستاد ، آن خلیفہ وے را طریقہ فرمود و در وے بغایت تاثیر نمود ۔

تصرف : شیخ عبدالنبی کہ مردے عالم و فاضل در قریۂ شیخ مرجع خلق الله بود ، روزے شیخ را دعوت کرد و بعد از فراغ از طعام بجدّ شد کہ مرا طریقہ بفرمایند ۔

شیخ گفت در مسجدِ بیرونِ خانه بیا ، آنجا با من بیعت کن و طریق بگیر ـ گفت در خلوت بگوئید ، شیخ دانست که او عار می کند از آنکه در حضور مردم مرید من شود ـ فرمود که در خلوت نمی گویم ـ وے گفت که اگر در خلوت بمن طریقه نگوئید ، من مرجع خلقم ، در مردم شہرت دہم که شما مبتدعید و مردمانرا منع کنم که ہیچکس پیشِ شما نرود ـ شیخ از غیرت بر آشفت و از آنجا برخاست و گفت ''ہرچه از دست تو می‌آید از شکوه و شکایت پیشِ خلق بکن و درین باب تقصیر منما ـ'' وے پیشهٔ شکایت شیخ پیش‌گرفت ـ چند روز نگذشته بود که خان و مان او خراب شد ، وے و پسرش عنقریب ہلاک شدند و خانہا خالی بماند ـ

تصرف : شیخ موسیٰ شوین که در ملک خود بجاه و حشمت مشیخت ممتاز بود ، بتقریب کارے بقریهٔ شیخ آمده بود ـ اتفاقاً بدیدنِ شیخ آمد ، شیخ پرسید که شما در کدام سلسله مریدید ؟ گفت مرید شیخ عیسیٰ بلوتی ام و خلافت از آنجا دارم ـ شیخ فرمود که بخود متوجه شوید که از من چیزے بشما رسد ـ وے سرفرود انداخت و شیخ بتوجه پرداخت و بزبانِ بیانِ طریقه نکرد ، و روشِ شیخ بود که محض بتوجه و تصرف طریقه نقشبندیه در دلِ طالب القا می‌نمود و نہال ذکر در مرعزارِ دلِ مرید بتصرف باطن می‌نشاند که در ساعت دلِ مرید بذکر متجوہر می‌گشت ـ بعد از لمحهٔ شیخ موسیٰ سر برداشت و گفت که نسبت شیخ عیسیٰ از باطنِ من زائل گشت و نسبت شما بر دلِ من متمکن گردید ـ بعد ازان که بخانهٔ خود رفت ، به پسر خود شیخ اسحاق اظہارِ این معنی نمود و او را ترغیب بصحبتِ شیخ فرمود ـ پسرش با جلالت شیخ زادگی بدیدنِ شیخ آمد و شیخ بدست خود به تعمیرِ حجره مشغول بود و گل و لائے بدست و پائے شیخ رسیده ـ دران شیخ زاده آمد و سلام کرد ـ شیخ نگاہے بجانب او انداخت و فرمود که دست بشویم و بشما مصافحه کنم ـ وے فریاد برآورد که حضرتم بمجرد نگاہے از شما نسبتے که ہفت ماه است که از خلیفه خواجه محمد باقی قدس سره اعنی شیخ تاج سنبھلی گرفته بودم از من زائل گشت و نسبت شما بجائے آن نشست ـ وے شیخ زاده را درون حجره برد و بوے متوجه شد و در حینِ توجه القائے طریقهٔ انیقه کرد ـ به مجرد توجه شیخ ، شیخ اسحاق مست گشت و چونِ شتر کف از دہانِ وے می رفت و اضطراب و بے طاقتی

از وے ظاہر می‌شد ـ بے اختیار می‌جست ، خود را بر سقفِ حجرہ می‌زد و بر در و دیوار می‌افتاد ـ دیوانہ وار گشت ـ شیخ برخاست و زنجیرِ درِ حجرہ از بیرون بست ، از صبح تا نیمروز گذشت ، وے بے ہوش و مدہوش افتادہ بود ـ بعد ازان شیخ درِ حجرہ باز کرد و نزدیک وے بنشست و متوجہ گشت، بافاقت آمد و سر برپائے شیخ نہاد و گفت ''دوات و قلم طلب کنید کہ حضرت ایشان اینجا حاضر بودند و با من کلامے فرمودہ ، بنویسم تا فراموش نشود ، فرمودہ اند :

''عن احمد السہرندی الی اسحاق السندی ـ یا اسحاق ! انت ولدی و خلیفتی فی جمیع الرموزات الحقیقی[1] و الدقیقی وانی مغفور و انت مغفور و من توسل بك ایضاً مغفور و اقرء لحبیبی و خلیفتی مولانا کریم الدین منی السلام ـ''

شیخ باوے گفت کہ الحال کہ حضرت ایشان ترا خلافت دادند، ہمین بسند است ـ وے را رخصت فرمود ـ او بخانۂ خود رفت و مردمِ آنجا بسیار بوے گردیدند ـ اول کسے کہ مریدِ وے شد ، میرک مسعود بیگ بن احمد بیگ خان کابلی ست کہ یکے از امرا بود ـ علما و فضلا و مشائخ کہ ہمراہِ میرک مشارالیہ بودند از راہ حسد و غیرت بوے گفتند کہ اسحاق مریدِ شیخ عیسیٰ بلوق ست ، بدروغ خود را نقشبندی می کرد ـ وے از ارادتِ شیخ اسحاق پشیمان گشت و دو سہ روز گذشت کہ میرک بخدمت شیخ اسحاق نیامد ـ شیخ اسحاق برخاست و بخانۂ میرک رفت ـ از بس کہ طعنِ طاعنان در وے اثر کردہ بود ، تعظیمِ شیخ اسحاق ننمود ـ شیخ اسحاق را غیرت در گرفت ، آنجا ننشست و رجع القہقری نمودہ بمنزل خود آمد ـ

بہ شب میرک در واقعہ دید کہ گوئیا حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ حاضر اند ـ گاہ چنان می‌بالند کہ تمام زمین و آسمان را در می‌گیرند و گاہ چون سوزنے لاغر می‌شوند و بمیرک خطاب کردہ فرمودند کہ اے مردک! مردانِ خدا را نمی‌شناسی ـ از غایتِ خوف لرزہ بر اندام وے افتاد و از غلبۂ خشیت از خواب درآمد ـ ہمان لحظہ بخدمت شیخ اسحاق رسید و بصد نیاز و انکسار برپائے آفتاد و طلبِ عفوِ تقصیر نمود

---

۱ ـ فی ترکیب ہذہ العبارۃ نظر ـ

وگفت که این جماعتِ حاسدان را ہرچہ فرمائی بکنم که اینها در خطر جان و ایمان من کوشیده بودند - شیخ اسحاق فرمود که اینها را از پیش خود دور کن ، وے ہمچنان کرد -

مرتبهٔ دوم که شیخ اسحاق پیش شیخ کریم الدین آمد ، وے را ذکر نفی و اثبات فرمود - بمجرد گفتن ذکر در شیخ اسحاق در گرفت و او را حرارتے و سوزشے پیدا شد که اگر آب دریا تمام بخورانند ، کفایت نکند - کوزه کوزه آب می‌دادند و او می‌خورد و سیراب نمی شد و می‌گفت سوختم سوختم و تا چند روز سخن نکرد - بعد ازان شیخ از احوال او پرسید ، گفت من نمی دانم که کیستم ؟ مردم یا زنم ، در زمینم یا در آسمان -

تصرف : شیخ گفته که یکبارے اہلیهٔ خود را ہمراه گرفته بخدمت شریف حضرت ایشان آمده بودم - چون خواستم که وداع شوم ، اہلیهٔ من گفت که بہتر آنست که من ہم از حضرت ایشان اخذِ طریقه نمایم و روبروے آنحضرت شده رخصت شوم - بخدمت حضرت ایشان عرض کردم - فرمودند که وقت خلوت بیائید - بردم و عرض کردم که می‌خواہد که از حضرت ایشان طریقه بگیرد - فرمودند خوب - سر بمراقبه فرو بردند ، بعد از دیرے سر بر آوردند ، فرمودند که شیخ کریم الدین! اورا بتو سپردیم ، از تو ذکر خواہد یافت - بعد ازان ہرچند توجه کردم ذکر در وے نمی گرفت - بعد از نماز تہجد بکلمهٔ لا اله الا الله مشغول نشسته بودم و اہلیهٔ من نیز عقب من تہجد گذارده نشسته بود که از زبان لا اله الا الله بلند برآمد - حال بر وے متغیر گشت و جذبش درگرفت و چون مرغ نیم بسمل بر زمین می‌طپید -

و دران ایام که شیخ باعیال خود و اصحاب خود بخدمت آنحضرت آمده بود ، ایامِ عزلت حضرت ایشان بود و کم کسے را از محرمان ، چه جائے غیر محرمان ، آنجا بار بود - امّا حکم بود که شیخ و یارانِ شیخ دران حریم بار داشته باشند -

کرامت : یکے از مریدان شیخ بیمار بود ، خبر بشیخ بردند ، آمد و برابر آن مرید بر عریشِ دیگر خواب کرد تا در واقعه حیات و ممات او را مشاہده نماید - خوابش برد ، دید که گوئیا لشکر سیاه پوشان پیدا شد و وے نیز بمریدانِ خود گفته تا مسلح شوند - ہر دو لشکر مقابل گشتند و آن مرید بیمار گوئیا اسپ از ہمه پیش دوانید

و زخمی گردید و از اسپ فرود افتاد ، اسپ او بفوج ایشان ملحق شد ـ شیخ از خواب درآمد ، از حیاتِ آن مریدِ مریض مایوس گشت و بایاران گفت که استعداد گور و کفن کنید ـ ہیچکس قبول نمی کرد ، زیرا که بیماریِ او باین شدت نمی‌دیدند که بموت رساند و می گفتند یا شیخ ! شما از زبان خود چنین نفرمائید ـ بعد از لمحهٔ نفس او دراز گشته و طلبهٔ علم که منکر درویشان بودند ، دران وقت حاضر شدند که پیری و مریدی را درین وقت به بینیم که چه کار می‌آید ـ شیخ گفت "خدایا ! اگر بالفرض این محتضر بذکر تو مشغول نبود ، الحال زبانِ او را بذکر جاری گردان"ـ ہنوز این سخن تمام نشده بود که آن مریض محتضر ذکر "الله الله" شروع کرد و کلمهٔ ثانی را بلند تر از اول می‌گفت تا آنکه دمِ واپسین بر کلمهٔ الله ختم شد ـ منکران ہمه معتقد و مخلص گشتند ـ

کرامت : شیخ کریم الدین نقل می کرد که در مرتبهٔ اخیر که با اہلیهٔ خود بخدمت حضرت ایشان آمده بودم ، زوجهٔ من حامله بود ـ چون پیاده پا احرامِ ملازمتِ آنحضرت بسته آمده بودم ، پاہائے من سراپا آبله شده بود ـ زوجهٔ خود را در خانهٔ آشنائے فرود آورده خود جریده بخدمت شریف ایشان رسیدم ـ بمجرد آنکه به پائبوس آنحضرت مشرّف شدم ، مرا درکنار گرفتند و فرمودند که شیخ کریم الدین! پاہائے تو بسیار مقروح شده ـ الله تعالیٰ ترا بخشید ، و اہلیهٔ ترا نیز بخشید و آنچه در شکم اہلیهٔ تست آنرا نیز بخشید و حال آنکه دم اول ملازمت بود و ذکرِ ہمراه آوردنِ زوجه و حملِ او درمیان نیامده ـ

ارتحال شیخ بتاریخ سوم ماه محرم در حدود سنه یکہزار و پنجاه واقع شد و در قریهٔ خود در حجرهٔ مسکن مدفن است ـ

ذکرِ شیخ حسن برکی قدس سرّه

شیخ حسن برکی قدس سرّه از جوانمردانِ این راه بود ، از اصحاب استقامت ، جامع بود میانِ شریعت و حقیقت ، صاحبِ مقاماتِ علیّه و واردات سنیّه و علوم لدنیّه بوده ، از علوم ظاہر بہرهٔ تمام داشت ، از تلامذهٔ شیخ احمد برکی ست که احوال خیر مآل وے سبق ذکر یافت ، بآستان عرش نشانِ حضرت ایشان رسیده و باخذِ طریقه مشرّف گردیده

و در صحبت کثیر البرکت آنحضرت حالات و مقامات تحصیل نموده بوطن مالوف خود مراجعت کرده در صحبت شیخ احمد برکی بسر می برد - حضرت ایشان در مکتوبے کہ باستاد وے شیخ احمد مذکور نوشتہ اند ، رقم فرموده کہ ''شیخ حسن از ارکانِ دولت شماست و ممد و معاونِ معاملۂ شما - اگر فرضاً شما را میل سفرے شود ، نائب مناب شما اوست ، التفات و توجہ در حقِ او مرعی دارند و کوشش بلیغ فرمایند کہ از تحصیل علومِ دینیۂ ضروریہ فارغ شود - این سیر ہندوستان ہم در حق او مغتنم بود و ہم در حق شما - رزقنا اللہ سبحانہ وایاکم الاستقامة'' انتہی -

بعد ازین باندک زمان شیخ احمد برکی بسفر آخرت رفت - چون این خبر بہ سمع شریف آنحضرت رسانیدند ، ایشان بیاران شیخ احمد مسطور نوشتند کہ اطوار و اوضاع مرحومی را مرعی دارند و در طریقۂ ذکر و حلقۂ مشغولی باید کہ فتور نرود - یاران جمع شده بنشینند و در یکدیگر فانی باشند تا اثر صحبت ظاہر شود - این فقیر قبل ازین برسبیل اتفاق نوشتہ بود کہ اگر مولانا سفرے اختیار کند باید کہ شیخ حسن را بجائے خود نصب کند ، قضا را این سفر مراد بوده است - الحال مکرر ملاحظہ می نمایم شیخ حسن را متعین این معنی[1] می یابم ، این معنی بر بعضے یاران گران نیاید کہ باختیار ایشان نیست ، انقیاد لازم ست - طریق شیخ بطریق مولانا مناسبت بیشتر دارد و در آخر مولانا نسبتے کہ ازین جانب گرفتہ بود شیخ حسن را دران نسبت شرکت است و یارانِ دیگر ازین نسبت قلیل النصیب اند ، ہرچند کشف و شہود پیدا کنند انتہیٰ -

بالجملہ باجازت و خلافت حضرت ایشان مسند نشینی و افاده پردازی آن نواحی بشیخ حسن قرار گرفت و بافادت و بافاضت پرداخت و بتوجہات غائبانۂ حضرت ایشان ترقیات وافرات نصیب آن عزیز گشت و وے رسائل شریف تصنیف کرده کہ مخبر از علو حال و مشعر از بلندی مقام اوست و ہمہ معارف مندرجۂ آن رسائل مکشوفات خاصۂ اوست و مشہودات مختصۂ وے الا ماشاء اللہ تعالیٰ - در یکے از عرائض بخدمت حضرت ایشان نوشتہ بود : معارفے کہ این بے بضاعت را تسلی می دہد معارف شرعیہ است ، گوئیا ہر

---

۱ - در مخطوطہ ۲ : این امر -

حکمے از احکام شرعیہ دریچۂ ایست کہ موصل شد بشہرِ مقصود و نشانۂ ایست ازان شاہ بے نشان وہمین بیت نصب العین است :

ما بسفر مے رویم عزم تماشا کراست ؟
ما برِ او می رویم گز ہمہ عالم وراست

تم کلامہ ۔

حضرت ایشان در جواب وے رقم فرمودہ اند :

''این معرفت شما بس اصیل است و بسیار عالی و امیدواری بخش ۔ مطالعۂ این معرفت محظوظ ساخت ۔ حق سبحانہ از ہمین راہ بمقصود رساند ۔'' تم کلامہ المقدس ۔

قدسیہ : وے در عرضہ داشت دیگر نوشتہ کہ مدتے حیرت در باطن بر وجہے استیلا یافتہ بود کہ بہ ہیچ کلامے از کلمات صوفیہ و بہ ہیچ عبارتے از عبارات ارباب اشارات و بہ‌ہیچ معرفتے از معارف اہل حقیقت زائل نمی شد بلکہ ممدِ آن حیرت بودہ است ۔ پس لاجرم بعجز خود معترف بود و درین عجز و حیرت جملہ عالم را با خود شریک می یافت ، اما خود را بعقائد اہل سنت و جماعت معتقد بیشتر از پیشتر می دید ۔

قدسیہ : و نیز در عرضہ داشت نوشتہ بود کہ نماز تہجد می گذارد ، درین اثنا معنی کریمہ و نحن اقرب الیہ من حبل الورید را ظاہر ساختند و پردۂ حیرت برداشتند تا بعین‌الیقین مشرف ساختند و از (بیان[1]) حقیقت آن مقام زبان قلم قاصر یافت ۔ از مستمعان فہم آن نمی دید و زان لب نمی کشاد و در عالم مثال ازان حال بغیر ازین مثال تعبیر نمی توانست کرد کہ مخاطب در جسم روح است و جسم نسبت بروح لباس ست و روح نسبت بخالق ارواح ہمین حکم دارد و بس لاجرم خالق الارواح نسبت بارواح از رگ گردن نزدیک‌تر است و این اقربیت حق ابعدیت خلق گشت و این اقربیت بیچونی و بے چگونی[2] است ، ازین جہت عالم را بخالق[3] عالم ہیچ نسبتے ندید بجز خالقیت و مخلوقیت و صانعیت و مصنوعیت ۔ ع :

---

۱ - ہر دو مخطوطہ این کلمہ ندارد و باید کہ باشد ۔

۲ - در مخطوطہ ۱ : بے چونگی ، و در مخطوطہ ۲ : بچگونگی ۔   ۳ - در ہر دو مخطوطہ : بحال ۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

قدسیہ : و نیز در عرضہ داشت دیگر نوشتہ اند کہ نمی دانم کہ یاس است یا وصل ، حظے از کنہِ ذاتِ بیچون تعالیٰ و تقدس بر وجہے دست دادہ کہ خود را معطل از کار می یابد و بہیچ مناسبتے باو تعالیٰ مناسب نمی بیند مگر استغنا از جانب قدس او و احتیاج از جانب این ۔ و باوجود آن ہیچ چیز ازو تعالیٰ بخود نزدیک تر نمی یابم ، حتیٰ کہ لطائف عشرہ ۔ لاجرم دوری ازو تعالیٰ بہ ہیچ وجہ متصور نیست و غفلت متلاشی ست و توجہ معدوم و اینہمہ از برکت متابعت حبیب او تعالیٰ علیہ الصلوات و التسلیمات و تربیت حضرت ایشان می داند ۔ ازینجا امیدواری دست داد ۔ دیگر[۱] آنکہ دو واقعہ روشن بفقیر نمودہ اند ؛ یکے آنکہ حضرت ایشان عنایت کردہ فرمودہ اند کہ ہم توفیق می دہم و ہم ایمان حقیقی ۔ واقعۂ ثانیہ آنکہ حضرت ایشان از من پرسیدند کہ از ما چہ مے طلبی ؟ فقیر گفت ہمہ را بدہند ۔ حضرت ایشان فرمودند پس بیا و دست فقیر گرفتند ، فقیر را حالتے عجب دست دادہ ۔ حضرت ایشان فرمودند کہ اے یاران! این شخص را حالتے دست دادہ کہ ہمیشہ غالب باشد و مغلوب نشود ۔

قدسیہ[۲] : و نیز در مرضِ موت گفتہ کہ بشارت یافتم کہ ہر کہ مرید تست مغفورست ۔ زیادہ ازین درخواستم ، ملہم شدم کہ ہر کہ معتقد تست مغفورست ۔ زیادہ تر درخواستم ، حکم شد کہ ہر کہ بتواتر اعتقاد خواہد کرد تا قیامت مغفورست ۔

قدسیہ : و نیز در وصایائے اصحاب و احباب گفتہ کہ عرصہ جہان را تصفّح نمودم در تمام عالم مثل حضرات مخدومزادہائے گرامی سامی اعنی حضرت خواجہ محمد سعید و حضرت خواجہ محمد معصوم نیافتم ، ہر کرا از شما طلب خدا جل شانہ دامنگیر شود خود را بخدمت ایشان رساند و ملازمت ایشان را سعادت خود داند ۔

حقائق و معارف کہ در رسائل و عرائض کہ بخدمت حضرت ایشان و حضرت مخدومزادہائے عالی قدر نوشتہ بسیار بسیارست و آنچہ این فقیر نقل نمود ذرۂ ازآن ست کہ حضرت ایشان در جواب بعضے از عرائض شیخ حسن برنگاشتہ اند ۔

---

۱ - در ہر دو مخطوطہ : مگر آن دو واقعہ ۔ ۲ - این قدسیہ در مخطوطہ ۱ مرقوم نیست ۔

قدسیه : در ہنگام ارتحال شیخ پسر رسید ، او جوان قابل و مستعد و طالب صادق بود - در خدمت حضرت مرشدی و قبلتی خواجہ محمد سعید بوده است و شیخ نمی‌دانست کہ کجاست ، آن پسررا یادکرد - بعد ازان بشارت یافت کہ خاطر من ازان فرزند جمع شد کہ درخدمت حضرت مخدومزادۂ عالی منزلات است و بشرف اجازت تعلیم طریقہ ازان حضرت رسیده است - الحال اورا وداع کرده‌اند ، عنقریب می رسد و بجائے من می‌نشیند - ہمچنان بوقوع آمد - بعد ازآن ارتحال نمود و در عثمان پور کہ وطن مالوف وے بود ، بیاسود -

ذکر شیخ عبدالحی قدس سره

شیخ عبدالحی سلمہ ربہ از اخیار اصحاب و زبدۂ احباب حضرت ایشان ، دراصل از حصار شادمان است - در ہندوستان مقیم بلدۂ پتنہ گشتہ - از آنجاکہ شیخ را توفیق رفیق گشت و سعادت ازلی ره نمونی کرد از پتنہ احرام ملازمت ایشان بست و بتجرید و تفرید و بجہالت و نکارت بدرگاه ملائک پناه حضرت ایشان قدس سره رسید و بقبول مستسعدگردید - در اندک مدت بتوسل خدمت از مقربان آنحضرت و از محرمان راز گشت - و اکثر خدمات حضور باو تعلق گرفت و در گاه و بےگاه و خلوت و جلوت بحضور موفور السرور حاضر می گردید ، ہرچہ می‌خواست می پرسید و جواب می یافت - باسرار مخفیہ اختصاص یافتہ و دفتر ثانی مکتوبات عالیات حضرت ایشان را وے جمع نموده است - مدتے در خدمت حضرت ایشان بود ، بعد ازان خلافت داده بوطن مالوف وے رخصت نمودند و می‌فرمودندکہ شیخ قطب آن مقام است - چون شیخ در وطن خود رسید مرجع عوام و خواص گردید و قبول عظیم یافت و مریدان رشید و خلفائے اہل ارشاد از وے بظہور رسید وآن حضرت قدس سره بصاحب صوبہ پتنہ در حق شیخ عبدالحی و شیخ نور محمد کہ ذکرش بالا گذشت ، چنیں نگارش فرموده‌اند :

''دو اہل اللہ شیخ عبدالحی و شیخ نور محمد در آن یکشہر قران السعدین -''

و نیز بشیخ نور محمد بدست شیخ عبدالحی نگاشتہ اندکہ :

''شیخ عبدالحی ہمشہر شماست و بجوار شما آمده است - نسخہ علوم و معارف غریبہ است و چیزہائے ضروری این راه نزد او مودع است ، ملاقات او

یاران دور افتاده را مغتنم ست کہ نوآمده است و چیزہائے نو آورده است ، و از فنا و بقا نزد او نشان ست و از جذبہ و سلوک نزد او بیان بلکہ بماوراء فنا و بقاے متعارف و ازگذشت جذبہ و سلوک مقرر نیز او آگاه ہست بلکہ توان گفت کہ اورا درآن جا گذرگاه ہست - بیشترے از معارف غریبۂ مکتوبات گوش زد او شده است و مہما امکن استفسار نموده دریافتہ است'' انتہی -

طریقۂ شیخ بذل موجود است و سخاوت و ہمت ، و بااصحاب طعام خوردن ، و روش عشرت و مشیخت است -

قدسیه : وے گفتہ کہ در مبادیء طلب کہ ہنوز درپٹنہ بودم و بملازمت حضرت ایشان مشرف نگشتہ بودم ، در واقعہ دیدم کہ قلعہ ایست خالی و من درآنجا سیر می کنم ، ناگاه جماعتے درآنجا آمدند و من گوئیا خواستہ ام کہ خود را از ایشان پنہان کنم ، ناگاه مرا گرفتند و بربستند - گفتم ایشان کیانند ، گفتند کہ حضرت رسالت پناه ﷺ (اند) بااصحاب کبار خویش رضی الله عنہم - مرا بستہ از قلعہ بیرون آوردند - دریں اثنا حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنہ درخدمت آنحضرت علیہ التحیہ شفاعت من کرده رہائی دہانید و من گوئیا چون یاران دیگر ہمراه آنحضرت علیہ التحیہ می روم - بعد ازآن سرور علیہ السلام مرا برحمت تمام نزد خود طلبیده فرمودند کہ بفلان مہم رو کہ بے تو صورت نخواہد گرفت ، من و جماعۂ کہ ہمراه منند بر شتران سواریم ، و در ہوا می رویم -

قدسیه : وے زمانے کہ حضرت ایشان مرا بجانب پٹنہ رخصت می نمودند ، فرمودند کہ خاطر ما از شیخ حمید بنگالی جمع نیست[1] البتہ نزد او یک بار خواہی رفت - حیران بودم کہ بہ منگل کوت چہ طور رفتن میسر خواہد شد - اتفاقاً تقریبے ضروری واقع شد کہ بناچار بدان دیار باید رفت - بشہر شیخ رفتم وباخود می گفتم کہ شیخ عالم ست و از مشاہیر مشائخ آن دیار و مرجع اصاغر و اکابرآن ملک - من چہ خواہم گفت کہ اورا مفید بود - باز بخاطر رسید کہ فرمودن حضرت ایشان بے حکمتے نخواہد بود - پیش شیخ رفتم ، مرا احترام بسیار نمود ، بعد ازان فرمود کہ حضرت ایشان و بزرگان دیگر نوشتہ کہ محبت

۱ - در مخطوطہ ۱ : است -

رسالت پناه صلی الله علیه وسلم از ضروریات این راه است و من می گویم که آن دل که در وے محبت حق سبحانه باشد ، محبت دیگرے را دران چسان گنجائش بود ـ گفتم محبت آن سرور عین محبت حق است که کریمهٔ من یطع الرسول فقد اطاع الله مؤید اینمعنی ست ـ شیخ حمید از مقولهٔ خود نادم گردید و مرا بہ یقین معلوم شد که امر ایشان مرا بدیدنِ شیخ و فرمودن که خاطر ما از وے جمع نیست ، ہمیں (برائے) رفع این شبه بوده است ـ تم کلامه ـ

شیخ در سنه ہزار و پنجاه و چہار عازم حرمین بود ، از پتنه بزیارت مزار ملائک مزار حضرت ایشان و ملازمت حضرات مخدومزاد ہائے گرامی سلمہم الله سبحانه بسہرند آمده بودند ـ بعد ازان متوجه حرمین شریفین شدند زادهما الله تشریفاً و تکریماً ـ برقدم توکل قطع این راه نمود و درآن دیار ملائک مزار آن بزرگوار را قبول بسیار روئے داده ـ استماع یافته که شیخ بعد ادائے حج عازم وطن خود گردیده ـ برجهاز ، که با حاجیان که عازم اوطان بوده اند نشسته ـ اتفاقاً تاچند روز از جائے خود نجنبید ، ہمه حیران شدند و غریو از خلق برخاست ـ آخر شیخ گفت یاران و دوستان بروند و ما از جهاز فرود می آئیم و یک حج دیگر می کنیم که این توقیف جهاز برائے ماست که مارا نمی گذارند ـ راوی گوید که فرود آمدنِ شیخ از جهاز و چون سهم راہی شدنِ آن معاً واقع شد ـ گویند که این برگشتنِ شیخ بحرمین شریفین باشارتِ حضرتِ پیغمبر بوده است صلی الله علیه وسلم وسن شریف شیخ نواحی شصت سال بود که بمکهٔ معظمه رفته سلمه الله وابقاه ـ

ذکر خواجه محمد هاشم کشمی برهانپوری

خواجه محمد ہاشم کشمی قدس سره از مقبولان و منظوران خاص حضرت ایشان بود و سرآمد فدویان و نصرتیان[۱] آنحضرت ـ از بزرگزادہائے کشم بدخشان ست ـ والدِ ماجدِ او خواجه قاسم از اکابرِ آن ولایت و از علمائے مشهورین و استاد مرزا شاہرخ بادشاه بدخشان بوده است ـ خواجه می گفت که آبا و اجداد من از منتسبانِ سلسلهٔ کبرویه بوده اند و من نیز در اوان طفولیت بصحبت بعضے خلفائے آن خانوادهٔ متبرک رسیده بودم لیکن بمناسبت فطری و رابطهٔ جبلّی در عنفوان شباب باشارت و بشارت دل بسلسلهٔ خواجگان نقشبندیه بستگی داده بودند ـ اما نمی دانستم که کدام

---

۱ - در مخطوطه ۲ : نصریان و در مخطوطه ۱ : اینجا بیاض گذاشته ـ

راہبر از راہ نمایان این شاہرہ دست مرا بگیرد و کدام یکے از منعمان این سلسلۂ عالی شان مرا بکرم بہ پزیرد - و در اوان کشاکش این اندیشہ مرا رنجوری فرا پیش آمد و در غلبات آن حال بر زبانم می رفت ہان ! بر مرکب زین نہید کہ مرا بہندوستان باید شد -

بعد از شفائے ازان رنج و پس ازان حرفہائے جنون سنج تقریبے درمیان گشت کہ ناچار سر از پائے نشناختہ بمملکت ہندوستان آمد - بعد از سالے در آن کشور شبے در محفل حدیث حالات عجیبہ و تصرفات غریبۂ گذشتگان مشائخ ذکر یافت - بخاطر فاطر گذشت کہ آیا این قسم مردم در زمان ماضی بودہ اند و درین زمان وجود ندارند و یا از دیدۂ ادراک ما مستوراند - درین اثنا شبے در خواب نمودند ، صاحبدلے در رسید و گفت کہ برخیز کہ فلان عزیز در فلان موضع در مجمع اہل دل نشستہ است و ترا می طلبد بر اثر آئندہ آنجا رفت ، بزرگے دیدکہ بحلیۂ ارباب صفا بر صفۂ علیا مراقب نشستہ است و اصحاب او پایان آن صفہ سر در پیش افگندہ - مرا نزد آن بزرگ برد - آن عزیز سر از گریبان کشیدہ دست خود بکشاد و دست من بگرفت و گفت بر خوان ''اذا جاء نصرالله و الفتح و رأیت الناس یدخلون فی دین الله افواجاً - فسبح بحمد ربك و استغفرہ انه کان توّاباً'' و من می‌خواندم و اشک از چشم می‌راندم و چون بیدار شدم از مضمون فتح مشحون و سبب نزول آن پے بمقصود بردم - چون خاتمہ این سورۃ امر باستغفار بود از آنجا شاہراہ توبہ گرفتم - بعد ازین بچند روز در برہانپور بخدمت مرشد الزمان میر محمد نعمان کہ دران بلدۂ معظمہ از خلفائے این سلسلۂ علیہ بر مسند ارشاد و ہدایت بودند و از کاسات جذبات قلوب طلاب را می ربودند ، شتافتم - ذکر و مراقبۂ این سلسلۂ شریفہ از ایشان برداشتم و مدتے بخدمت ایشان بسر بردم تا آنکہ در سنہ یک ہزار و سی و یک حضرت ایشان قدس سرہ الاقدس از سہرند مرا طلبیدند - باجازت این خلاصۂ دودمان سیادت بملازمت گرامی آنحضرت بسہرند رسیدم و قریب دو سال در سفر و حضر بستہ[1] دامان فتراک ایشان بودم - فوائدے کہ این غریب درین مدت قلیلہ از موایدہ[2] کثیرۂ آنحضرت یافتہ و انوارے کہ ازان آفتاب عالمتاب

---

۱ - در مخطوطہ۱: مسب دامان و در مخطوطہ۲: مشیت وامان - ۲ - در مخطوطہ ۱ ، ۲ : فوائد -

بر روزنۀ دل شکستہ خاطر تافتہ شرح و بیان را بر نتابد و بر منطوق آن بوقوع آمدہ انتهٰی -

الحق خواجہ در مدت یسیر بیمن توجہ و قوت تصرف حضرت ایشان باحوال باطنی و مقامات معنوی و حالات عجیبہ و کمالات غریبہ رسیدہ مورد الطاف کثیرہ و اعطاف عظیمہ آنحضرت گشتہ و از محرمان اسرار و از خلوتیان راز حضرت ایشان شدہ و بخلافت تعلیم طریقہ ازان عالیحضرت مشرف و مستسعد گشتہ بامر آنحضرت بہ برہانپور نشستہ جامع جلد ثالث مکتوبات قدسی آیات حضرت ایشان آنجناب ست - صحبت او بغایت تاثیر داشت ، مردم آن دیار چون مور و ملخ و چون پروانها بر شمع می ریختند چہ فقرا و چہ اغنیا ، قبول عام و خاص داشت و معتقدفیہ ہمہ بود و مدار آن دیار بوجود آن بزرگوار[1] بودہ است - خصوص این معنی از اثر نفس نفیس آنحضرت قدس سرہ بودہ کہ در جواب عرضہ داشت وے نگارش فرمودہ اند کہ در وقت مطالعۀ کتاب[2] شما انتساب نورانیت شما در آن نواحی بسیار در نظر در آمد و امیدوار ساخت للہ الحمد و المنة علی ذالك -

گویند در برہانپور در ایام گرمیٔ ارشاد و ہدایت خواجہ روزے آنجناب[3] بجائے سوارہ می رفتند و اعیان و بزرگان در جلو خواجہ بسیار غلو داشتند - چون کثرت ازدحام خلائق دیدہ خواجہ را انکساری روئے داد و گفت کہ من چہ باشم کہ لیاقت و قابلیت این قبولیت عام داشتہ باشم - این ہمہ اثر کلمۀ مبارک حضرت ایشان است کہ روزے در بیلارۂ سن فرمودہ بودند و آن چنان ست کہ وقتے در لاہور این فقیر و بزرگان بسیار در جلو حضرت ایشان می‌رفتیم - من دران ہجوم در لائے افتادم ، آنحضرت بمن مہربانی نمودہ فرمودند کہ خواجہ نزدیک است کہ تو سوار باشی و اکابر و اعیان در جلو تو بروند -

و حضرت ایشان در باب خواجہ بشارات عالیہ فرمودہ اند و آنچہ در مکتوب ہشتاد و دوم از جلد ثالث بنام حضرات مخدومزادہائے گرامی در بیان بشارات و قبولیت ایشان

---

۱ - در مخطوطہ ۱ : پیر بزرگوار -

۲ - یعنی نامۀ شما -

۳ - یعنی خواجہ محمد ہاشم -

بارگاه سلطان حقیقی واقع است مرقوم قلم مشکین رقم حضرت ایشان قدس سره الاقدس گشته که ''ازان یار ثالث خاطر در آزار ماندکه قبول نکردند ، کاش بنوکری نوکران بادشاه قبولش فرمایند'' انتهی ـ بعد ازان باندک مدت آن عالی حضرت قدس سره فرمودند که ''آن یار نیز در حکم ایشانان داخل شد و بدین خصوصیت قبولش کردند ـ'' مراد از یار ثالث خواجه است و نیز از مکاتیب دفتر ثالث که ہم بنام حضرات مخدوم زاد ہائے گرامی‌ست ، در واقعه دیدن خود سید اولین و آخرین را علیه الصلواة و السلام و نوشتن آنسرور علیه السلام اجازت نامه برائے آنحضرت ، نگارش فرموده اندکه ''یکے از یاران جهتمند من درین معامله است'' چنان استماع یافته که مراد از یار جهتمند که میانجیو[1] بود میان آنسرور علیه السلام و میان حضرت ایشان قدس سره نیز خواجه است ـ

درجه : خواجه نقل نمود که روزے حضرت ایشان بحکم ''اما بنعمة ربك فحدث'' از عنایات خداوندی که دربارهٔ آنحضرت بوده است از خصوصیت و درجات خود که تعلق بحشر و نشر داشت بیان می‌نمودند ـ این فقیر الطاف و اعطاف آنحضرت را در باب خود دیده استفسار نمود که این مسکین را در آن مجمع گاه بکدام خدمت گاری حضرت سر افراز خواہند نمود و بچه خصوصیت ممتاز ؟ فرمودند که تو میر تزک مجلس ما خواہی شد ـ

خواجه در ایام مفارقت خود از آستان فلک نشان حضرت ایشان عرضه داشتهائے محتوی بر احوال ارجمند و مقامات بلند بخدمت آنحضرت مرسل می داشته اینجا بایراد یکے ازان که مبیّن از علّو حال و کمال اوست ، اکتفا می رود ـ

عرضه داشت : عرضداشت بندهٔ مهجور آوارهٔ دیار برہانپور محمد ہاشم الکشمی ، بعرض خدمهٔ آن درگاه اقطاب پناه می رساند که بتوجه عالی خادمان آن آستان مقرون صحت و عافیت بشهر مذکور رسید و بملازمت جناب سیدی[2] و مرشدی سلمه الله مشرف گشت و غلام زادہائے[3] حضرت را سلامت یافت اما از داغ جان گدازے که از محروسی آن درگاه بر دل دارد پائے طالع درگل بزبان کدام قلم و بقلم کدام زبان بعرض بیان آرد ـ

---

۱ ـ یعنی واسطه ـ

۲ ـ یعنی میر محمد نعمان قدس سره ـ ۳ ـ یعنی فرزندان خود را ـ

اے جان جہان ! آئینہ گیر بدست
خود گوئے کہ بے تو زندگانی چون ست

مگر نسیم توجہ و تصرف ایشان این غبار تیرہ برراہ افتادہ را باز پیرامون آن آستانہ رساند ۔

مرا کشند و طنابم در گردن اندازند
کشان کشان چو سگانم بکوئے یار برند

چون شکایت را پایان نیست و خود کردہ را درمان نہ ، ازین درد و غم بعرض احوال درہم و برہم آیم ، زیرا کہ آنحضرت بوقت رخصت بتاکید تمام باین کمترین غلام امر فرمودند کہ آنچہ درین مفارقت صوری بگذرانی باید کہ بزبان خامہ بعرض ما برسانی حسب الامر العالی جرأت می نماید ۔

قبلہ گاھا ! مجملے از آن احوال کہ در حضور اقدس بسمع اشرف رسانیدہ بود بعرض می رساند تا قایلے کہ بآن درین اوقات ہجران بتوجہ حضرت ایشان ملحق گشتہ معلوم گردد ۔ بتوجہ والا معاملہ فنا بجائے رسیدہ بود کہ وجود و توابع آن را باصل دادہ بود و احکام عدمیت را بعدم فرستادہ و عین واثر بکلی زائل گشتہ ، خود را نمی یافت مگر ثبوتے کہ کارخانۂ عدم برو برپا بود ۔ بعد ازان چنان دریافت کہ آن کمالات کہ باصل دادہ بود گوئیا ازین کس است و قائم ست بآن ثبوت مذکور چون بعرض اشرف رسانیدہ بود ، فرمودہ بودند کہ آثار ظہور بقائے خاص است ۔ بعد ازان خود را گاہ عدم صرف می یافت و آن کمالات را قائم باصل می دید و گاہ آن ثبوت را حقیقت خود می یافت و آن کمالات را قائم بآن ۔ بالجملہ درعین فنا باقی بود و درعین بقا فانی تا روزے چنان معلوم گردانیدند کہ آن ثبوت نیست مگر نمود وجود او تعالی آن را نیز باصل داد و میان ظل و اصل مغایرہ[1] مفقود یافت بخلاف مایظہر فی المرآۃ الظاہر ولاجرم جز ہستی صرف بظہور نیامد ۔ چون بعرض رسانید فرمودند ''اکنون دائرۂ نفی کہ تعلق بامکان ما شائبۂ آن داشت باتمام رسید ، الحمد للہ علی ذالک ۔ بعد ازین نیست مگر معاملہ اثبات کہ بوجوب متعلق است'' ایضاً بر زبان مبارک گذرانیدند کہ ''بتمامی این دائرۂ نفی،نصیبہ کہ ترا از ولایت ابراہیمی (علیہ السلام) علی صاحبہا و علی نبینا الصلوۃ و السلام[2] بمناسبت

---

۱ ۔ در ہر دو مخطوطہ : مزاحمہ ۔ ۲ ۔ در مخطوطہ ۲ : الصلوات و التسلیمات ۔

استعداد تو بود ، انجام یافت کہ رئیسِ کارخانۂ نفی واثبات و سرِ حلقۂ این ولایت علیا خلیل الرحمن ست ، علی نبینا و علیہ الصلوٰاۃ و السلام الیٰ یوم القیام[1] ۔

و این بندہ نیز بعد ازین عرض واقعۂ کہ ہم دیدہ بود کہ حضرت ایشان خدمت مخدوم زادۂ عالی مرتبہ خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ را با این فقیر در قدم محترم حضرت خلیل اللہ صلوٰاۃ اللہ علیہ انداختند و آنحضرت از غایت نوازش این بندہ را در آغوش مقدس گرفتہ زخصت فرمودند انتہیٰ ، معروض داشتہ بود ۔ نیز واقعہ دیگر کہ ہم درآن ایام بعرض رسانیدہ بود کہ حضرت ایشان باین بندہ فرمودند کہ کار تو از ذکر نفی واثبات بذکر اثبات محض افتاد ، بعد استماع آن واقعہ حضرت ایشان از ذکر نفی واثبات منع فرمودہ بودند و بذکر اسم ذات بتوجہ تصرف امر نمودند ، بعد ازان فرمودند کہ یک دقیقۂ دیگر در معاملۂ نفی بس دقیق ماندہ کہ باید آن نیز بظہور آید و آن اینست کہ چنانکہ عدم مرآت عکوس کمالات وجودیہ بود ، تو آن عکس را در آن فنا باصول آنہا دادی ۔ ہمچنین وجود را مرآت صور وہمیہ عدمیہ[2] احکام دان کہ ہرچند او تعالیٰ جز خود و کمالاتِ خود را نہ بیند ، اما احکام مرآت عدم را گوئیا گرفتہ می‌بینند ، این دقیقہ رقیقہ دریاب ۔ وآن احکام را بعدم صرف دادہ آئینہ وجود را صاف بین'' ۔ بمحض عنایت آن قدوۂ ارباب ارشاد و ہدایت ، این دولت عظمی نیز بحصول پیوست و رخت بکارخانۂ فنائے اتم کشید و بقاء نیز باندازۂ آن فنا جلوہ گر شد و نیز بتوجہ خاص پیر دستگیر آن اسم جزئی کہ از مرتبۂ وجوب مبدء این سالک بود لقائے میسر گشت و خود را کہ نبود مگر عدم ، مقید بآن ثبوت نمود و خود (را) قائم بآن اسم یافت ، عجیب ترآنکہ باوجود این یافت مورد آنان ، آن اسم نبود تعین خودرا باتشخیصات ملحقہ نیافت مگر صور وہمیہ متمثلہ آن اسم کہ او بود کہ باین صورت برآمدہ بود چون تمثل روح الامین بصورت وحیہ کلبی رض وللہ المثل الاعلیٰ ۔

ہست بے صورت جناب قدس ذات
لیک در ہر صورتے خود را نمود

---

۱ ۔ در مخطوطہ ۱ : القیامہ ۔
۲ ۔ در مخطوطہ ۱ : احکام عدمیہ ۔

دران وقت ازان ابوالوقت دو عالم مد الله تعالی ظله العظیم استفسار معنیِ این بیت شیخ عطار عطّرالله تربته نمود که فرموده :

نمی بینی که شاہے چون پیمبر
نیافت او فقر کل تو رنج کم بر

چون فقر کل نیست مگر فقدان تمامی آثار امکان و عدم و چون آن بحصول پیوست فقر کل میسر شد - پس سرور فقرا و سلطان انبیا علیه و علیهم الصلوات[1] و التسلیات چرا فقر کل نیابد ؟ که خاک روبانِ آستان او را بطفیل وے علیه الصلوة و السلام ازین نعمت او ریزہا رسیده - حضرت ایشان که حلاّلِ مشکلاتِ درویشان اند ، فرمودند که مراد شیخ از فقر کل رفع تمیز تعیّن وجودی است یعنی تعیّن مجدی نیست مگر تمیز علمی حضرت ذات - گویا نشان حال ہمت عالی او صلی الله علیه و سلم از بس شوق فقر اتم خواسته است که آن تمیز نیز مرتفع گردد و آن محال بود کما لا یخفلی علی عارفی هذه الاسرار الاسنٰی - پس ''نیافت او فقر کل'' گفتن باین معنی باشد -

و ایضاً حضرت ایشان باین غلام درگاه خود بعد از چند روز ازان الحاق مذکور فرمودند ''ترا بقسر از مبدء تعینتو به مبدء تعین خود آوردیم و مشهود گشت که بقا بآن ترا میسر گشت -'' و بعد ازین بشارت از حصول برکات خلت نیز مژده دادند و این مسکین آنچه ازین دولت فهمیده بود نیز بعرض رسانیده بود و از نسبتے که بملاحت تعبیر نموده بودند و آن از خصائص ولایت حضرت ایشان بود ، نیز از راه نمکین (نمکے) بر جراحت این عاشق دل فگار ریخته بودند و بنده نیز آنچه ازان دریافته بود بعرض اقدس رسانیده بود - فرموده بودند که ہمین ایما ست بفنائے و بقائے مبدء تعین ما که این نسبت از خصائص آنست و از غایت بنده پروری بر زبان مبارک آوردند که ''اگرچه دیگر یاران سالہا درین خانقاه بسر برده اند و محنتها دیدند اما فلان[2] باندک باندک زمان از فرط محبت ما از نسبتهائے خاصهٔ ما بهرور شد'' - بعد ازان فرمودند که ''روئے به نزول داری'' قبیل ایام رخصت فرمودند که :

---

۱ - در مخطوطه ۱ : من الصلوات اکملها و من التسلیات اتمها -
۲ - کنایه از خواجه محمد ہاشم کشمی -

"نزول ہم شدہ و باز ترق ہم بحصول پیوستہ ، اما الحال در کشف ما بخصوصہ نمی درآید ـ"

اے قبلہ دوجہانی ! و اے کعبۂ آمالی و امانی دامت برکاتہم علی رؤس الخلائق ، آرزوے کہ بر دل پیچیدہ بود ، آن بود کہ آن جزئی بکلی بل بمرکز آن کلی کہ معبّر بملاحت است ، ملحق گردد و آن ملحق بہ ملحق بہ مخصوصات خود رساند و از اصل الاصل بہرۂ اتم بخشد ـ پیشتر ازین در بلدۂ متبرکہ اجمیر ہم بشارت حصول آن دولت دادہ بودند و حصول آنرا در حق این غریب بمحض فضل حوالہ فرمودہ و مثل او را بفذلک دفتر حساب وانمودہ ـ ہرچند از نسبت خلّت کہ بصباحت معبّر است بصدقۂ آنحضرت بہرہ ور ست ، اما دلِ مجروح گرفتار نمک آن ملاحت است ـ این رباعی از شورش آن ملاحت از دل بر زبان آمد :

رباعی

از زلف تو آشفتگی بر سر ماست
آشوب جنون پر نصیحت گر ماست
شورے ز ملاحت تو پیچیدہ بہ دل
کز وے ہمہ روز عمر ما محشر ماست

بعضے علوم کہ درین میان افاضہ نمودہ اند ، اگر وقت دیگر بیاد آورید[1] بعرض اقدس خواہد رسانید ـ چنان می نماید کہ سیر را روئے بہ بیرون کمتر است و توجہ بعالم نمی آید باوجود امر آنحضرت بتعلیم ذکر طالبان و افادۂ ایشان ، اما بسبب عدم توجہ بعالم خود را باین معنی بے مناسبت می بیند ـ الحال نسبتے کہ دران ست سرّ کان اللہ و لم یکن معہ شیئ و الآن کما کان است و نیز در عین بقا فانی ست و در عین فنا باقی ست ـ در فقرۂ آخرین از فقرات رسالۂ قدسیہ حضرت قدوۃ الاولیا خواجہ محمد پارسا قدس اللہ تعالی سرہ العزیز کہ مقتبس از کلمات قدسی آیات غوث العارفین خواجہ بہاء الحق و الدین رضی اللہ عنہ است ، بنظر در آمد کہ :

"چون معاملۂ عارف بآن رسد کہ در عین فنا باقی گردد و در عین بقا فانی ، چون در عین بقا فانی بود علمے باشد ـ"

۱ - در مخطوطہ ۱ : آرند و در مخطوطہ ۲ : آرید ـ

اما ازان جهت که در عین فنا باق باشد نفرمودند که بقا علمی ست یا حقیقت آن چیست ؟ می‌دانستم که مقابلهٔ آن گذاشته باشند ـ آخر چنان وانمودند که چون در عین بقا فانی باشد فنا در علم گنجائی دارد که معامله بر بقا مبتنی ست و علم آنجا ثابت ـ اما چون در عین فنا باقی بود علم ببقا نتواند کرد که علم ازان مفقود است که مبنی بر فنا ست ـ نیز وا نمودند که علم مدرک معاملهٔ فنا ست یعنی که علمے که عارف ازان علم باین نسبت فنائیه مطلع می شود ، پرتوے ست ازان نور ، و آن علم که به کمالات بقائیه متعلق است ، گوئیا آنرا بجاسوسی مایجری علی لسانك الاستهلاك برو داشته اند ، نه آنکه آن علم بسالک الحاقے یافته باشد ، بل در مرتبهٔ خود است که علم واجب سبحانه باشد ، ازان مرتبه نظرے باین معامله دارد چنانکه پرتو آفتاب بر روزن خانه افتد و احوال آن معلوم گردد و آن نور خورشید ہمچنان در مرتبهٔ خود باشد ، زیاده برین نمی توانم تعبیر کرد مگر بتائید افاضهٔ علم از باطن اقدس حضرت ایشان ، رب زدنی علماً ـ

و ظهور نسبت را درین ایام بدو[۲] طریق می یابم ، گاه ظهور نسبت فکر و ذکر و توجه و نگرانی و طاعت می یابم که بتوسل اینها راہے کشاده می‌گردد و گاه بے این و آن ازان سوئے بے سو واردے عظیم فرو می رسد و سالک را بتمامه از خود می رباید ـ بخودش واصل خوش مشغول می سازم ـ طریق ثانی از اول الطف می‌نماید و بسیر مرادی و محبوبی و سیر معشوق معبّر می شود ـ

و ایضاً شبے در یکے از حدائق آن شهر تنها رفته گذرانیده بود ، آن شب از ظهور کلام نسبتے فائض شد که جز بمشافهه بتوان بعرض رسانید ـ این ہا ہمه از برکات نیم نظر خادمان آن درگاه است والّا این ناقابل پست ہمت را باین گفتگو چه نسبت ؟

ما چو شطرنجیم اندر برد و مات
برد و مات ما ز تست اے خوش صفات

گدائیی که الحال دارم این ست که این بنده را بمرضیات خود دارند و این

گرگین سگ آستان خود را باز باستان خوانند ، رباعی :

الٰہی بآن سرو نازم رسان　　بآن دلبر دلنوازم رسان
سرم را بود منزل آن آستان　　بسر منزل خویش بازم رسان (انتہٰی)

خدمت خواجہ از فضائل صوری و علوم رسمی بہرہ تمام و سہم کامل داشت وخوش محاورہ و شیرین سخن و نیکو خلق و متواضع بودہ است۔ حکایات رنگین بادا ہائے نازنین ادا کردے و سوز و گداز از تقریر و تحریر وے پیدا و ہویداست ماناکہ ہرچہ ازان عزیز سرمی زد ، از سرحال و ذوق بودہ است نہ از مقال و حرف۔ و مستیہا و فرو رفتگیہا از دیدار وے روشن و مبرہن می‌گشت و در تاریخ وانشا نشاء عالی وے را بودہ است و اشعار دلفریب و ابیات جان نشین و دیوان دلآویزے و مثنوی ہائے جان خراش ورسالہائے لطیف خواجہ اشتہار دارد و بعضے ازان اشعار نگاشتہ می آید :

اشعار

ہست تا[1] یولیدگی با موئے مجنون آشنا
تار جان من بود با تار قانون آشنا

گر نہ بیگانۂ ہوش آشنا شو با کسے
کز درون بیگانۂ خلق ست و بیرون آشنا

کے شناسی مردمی چو مردمان چشم من
تا نگردی از ہجوم گریہ با خون آشنا

خال آن لب دیدۂ کے عقلہا ماند بجائے
باچنان مے چون شود زینگونہ افیون آشنا

ریش دل ناسور شد زان گیسوان مشکبار
زخم این افعی نمی ماند بہ افسون آشنا

---

۱ - در مطبوعہ اردو : ''ہست ناز دلبرم با جان مجنون آشنا'' ، معلوم نیست کہ از کدام نسخہ گرفتہ ۔

پے برد بر کار گردون از ہلال و ماه و سلخ
ہر کہ باشد بافریب لعل واژون آشنا

شہد دانش را بتلخی ہائے نادانی دہد
گر بود صفرائے ہاشم بافلاطون آشنا

خواجہ در منقبت حضرت ایشان ابیات چند در بحر مثنوی گفتہ :

مثنوی

ذبابے را تمنائے شکر شد / بدین سودا سوئے ہر بام[1] و در شد
رسید از بعد حسرتہائے جانکاه / بدکانے شکر ریزے بناگاه
بہ پیرامون دکان لحظہ[2] خاست / کز آشوب سفر سازد نفس راست
نکرده کام شیرین آن[3] فنا کام / بناگہ عنکبوتش کرده در دام
من اکنون آن ذبابے بے نوایم / بقید افتادهٔ بے دست و پایم
کہ از دشت عدم سودائے شکر / بدکان وجودم گشتہ رہبر
مشامم بوئے آن شکر ندیده / جہان در دام خسرانم کشیده
شکرخا[4] طوطیم در خویش محبوس / زہندستان شکر مانده مایوس
چو یاد آرم شکر غلطیدن پیش / زنم بر چوب و آہن سینهٔ خویش
کنون چون ذکر ہندستان در افتاد / مرا عود جگر در مجمر افتاد
کہ آن قندے کہ شیرین‌تر ز جانست / کنون در خطهٔ ہندوستان است
یکے زین ننگ شکرہائے نیرنگ / سرایم کز شکیب آمد دلم تنگ
الا سودائیان شہریست در ہند / کہ اندر پائے او بنہادسر، ہند
سوادش زلف رخسار فتوح است / غبارش توتیائے چشم روح است
ازین شہرے کہ نامش مضمر آمد / بعہد ما عجب کانے برآمد

---

۱ - در مخطوطہ ۱ : نام ور -
۲ - در مخطوطات ۱ و ۲ : لمحہ، -
۳ - در مخطوطات ۱ و ۲ : کام شیرین را فنا کام -
۴ - در مخطوطہ ۱ و ۲ : چو شکر طوطیم -

چه معدن؟ معدنِ قندِ معانی — بشُکر اوست این شکّر فشانی
ازو پیدا بهر شهرے دکانها — روان در دشت جانها کاروانها
تو اندر حبس خود دائم نشینی — بدشت این کاروان را کے به بینی؟
جهان ، یک ذره قندش را بها نیست — و لیکن مشتری غیر از گدا نیست
شکر بخشم ز نامش کام جان را — نئے شکر کنم کلک و بنان را
سمّی خاتم اہل بشارت — باسمے کز مسیحا شد اشارت
بود ہر حرف نامش رمز غایت — الف از راستی بگرفته رایت
بود قلاب چا در بحر نامش — که اوصاف شہان آید بکامش
دہان شد میم تا باشد سخنگو — ز بدوِ کار و عمرِ مرشدِ[1] او
چهارم حرف کان چارست دال ست — که وے از چار[2] نعمت ذی نوال است
به سر دشت ولایت خیمه افراشت — زبس شمع نبوت نور برداشت
ز نامش اول و آخر شمردم — از آنجا سوئے رمزے راه بردم
که شخصے نام ہر اولی و آخری — ز رحمتها ست دریاب این معمّا
ہمی تنها باحمد او سمی نیست — چه گویم با کسے کش محرمی نیست
ز تجدیدش حدیثِ کهنه نو شد — کسے داند که در عشقش گرو شد
ہزار اندر چمن دستان گذارست — که این گل رونق باغ[3] ہزار است
ترا گر نیست فهمِ رازِ بلبل — به بین گل گر نداری در نظر گل
بتذکیریش[3] دلِ ہر ذره حاضر — فذکّر انّما انت مذکّر
سراپا نسخۂ اخلاق فاروق — بزہر منقصت تریاق فاروق
مہین فرزند فاروق ست چون آب — کنون نطق از زبان او کند رب
ز ہر یک نقطه اش چوں نافۂ پُر — شمیم وصل جانان می زند سر
ولے آن کز برودت در زکام ست — چه داند ، نافه اش گر در مشام ست

۱- عمر مرشد حضرت مجدد رحمة الله یعنی حضرت خواجه قدس سره چهل سال بوده که عدد میم ست.
۲ - یعنی ولایات ثلثه و کمالات نبوت که در شعر آئنده مذکورست.
۳ - در ترجمه اردو : باغ بهار :   م ، نسخه مخطوطه ۱ : این بیت ندارد.

ز عرفان گرچہ صد دریا روان کرد
یکے گفت و صدِ دیگر نہان کرد

اگر ظاہر کند اسرار مورے
در اندازد بہفت افلاک شورے

بسے پیران بہ نزدش طفل راہند
چو من لب تشنهٔ نیم نگاہند

بصحرائے سمند انگیخت این شاہ
کہ ماند ارشاد را جمّازہ در راہ

ملاحت ہائے ذاتی را درین خوان
بُد از طرف حبیب اللہؐ نمکدان

صباحتہائے آن قندِ مصفّیٰ
سرِ خوان خلیلؑ آمد مہیّا

عنایت را ز این رشحے درآمیخت
بجامم فطرت والائے او ریخت

خلیلا ! تلخ کامم ، سینہ ریشم
شود یک شب کنی مہمانِ خویشم

نمک بیزی بریشم زان ملاحت
شکر ریزی بکامم زان صباحت

سوئے خوان خلیل آن پیر کافر
بنان آمد ز ایمان شد تونگر

کنون این طفل دون ، آن پیر محزون
بدین نان آمده با قدِّ چون نون

نمک بیز و مبین ناسورِ حرمانش
شکر ریز و مبین صفرائے ایمانش

اگر بودم سراپا سنگ خارہ
ہم از افسردگی ننگ شرارہ

یدِ طولائے دقت شد فلاخن
زد از آوارگی برسینہ ناخن

کنون گر خارہ ام زین دشت پُرخار
فگندم شورش دل در نمک سار

ز سنگ آن بود کین ہمت ندارد
دگر کان دارد و کارے ندارد

قطعه

نگر صراحیٔ مے را کہ از طریقهٔ ماست
کہ گاہ قہقہہ صد گریہ در گلو دارد

کجا ست سوزن مژگان کجاست تار سرشک ؟
کہ پارہ پارہ دلِ من سرِ رفو دارد

لباس[1] فاختگان دانی از چہ اسپید است ؟
کہ سرو باغ نشینے بطرف جو دارد

۱ - در ہر دو مخطوطہ و ترجمهٔ اردو : پلاس .

گہ نظارۂ او ، دل برسم ابرویش
زگفتگوئے لبش[1] بستہ گفتگو دارد

ہزار مژدہ بدیوانگان عشق کہ یار
ہزار سلسلہ در ہر شکنج مو دارد

بکعبہ سجدہ کنان خلق و سجدۂ ہاشم
بدلبرے کہ دلِ کعبہ روبرو دارد

قدسیہ[2] : وے گفتہ کہ دران ایام کہ حضرت ایشان مرا برابطہ و حفظ صورت خود امر فرمودند ، مرا راہ عشق بازی بحضرت ایشان کشودہ بود ، روزے این رباعی بنظم کشیدہ بسمعِ شریفِ آنحضرت رسانیدم :

رباعی

اے آنکہ ملائک مگسِ قندِ تو اند
دل سوختگانِ عشق اسپندِ تو اند
کان نمک از لعل تو آوارہ بکوہ
عالم ہمہ در شور شکرخندِ تو اند

آنحضرت بمجرد استماع مصراع اول فرمودند کہ مدح یکے چنان نباید کرد کہ قدح بزرگ دیگرے لازم آید ۔ ملائکہ بس بزرگ اند ، ملائک را مگسِ قندِ کسے گفتن نامناسب است ۔ مرا برائے استشہاد ، این بیتِ مولوی روم :

بے عنایات حق و خاصانِ حق   گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

بخاطر گذشت ۔ بمجرد خطور فرمودند کہ مبادا باین بیتِ مولوی روم تکیہ کردہ باشی کہ مراد مولوی از خاصان انبیا صلوات‌الله علیہم خواہند بود و نیز مولوی ''گر ملک باشد،، گفتہ یعنی اگر فرض کنیم و گوئیم کہ ملک باشد ، یا در سکر حال از مولوی سر برزدہ ۔

---

۱ - در ہمہ نسخہا : لب بستہ ۔

۲ - زبدة المقامات صفحہ ۲۷۵ (نولکشوری) ۔

کرامت[1] : و نیز وے گفته که روزے در حین تلاوت سورهٔ بنی اسرائیل بآیت : ''فتهجد به نافلة لك عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محموداً'' رسید ، بخاطر گذرانید مگر ادائے نماز تهجد را در نصیب از برکات مقام محمود که مقام شفاعت ست ، دخلے خواهد بود ، از حضرت ایشان باید پرسید بهمین نیت بملازمت حضرت ایشان آمدم ـ در استعداد وضو بودند ، چون مرا دیدند پرسیدند که تهجد را لازم داری ؟ معروض داشتم که اکثر ادامی یابد ، فرمودند هر که خواهد از مقام محمود که مقام شفاعت است بهرهٔ تمام گیرد گو نماز تهجد را ملتزم باشد و همان آیت را تلاوت فرمودند ـ من سر بر قدم مبارک آنحضرت نهادم و معروض داشتم که من اکنون بهمین نیت استفسار این سرّ بملازمت رسیده بودم الحمدلله که بکرامت ایشان بے آنکه عرض کنم بظهور آمد ـ

کرامت : و هم وے گفته که چون حضرت ایشان بهر یکے از مخلصان مکتوبے نگارش فرموده اند این فقیر را نیز تمنائے این معنی در دل خطور کرد و نیز در خاطر گذشت که آن مکتوبے که بنام من صدور یابد خاتمهٔ مکتوبات جلد اول بهمین مکتوب من باشد که من آخرین و فروترین مخلصان حضرت ایشانم ـ آنحضرت از راه اشراق باطن معلوم ساختند ، مکتوبے[2] بمن نوشتند و در آخر آن نگاشته که باین مکتوب که بنام خواجه هاشم ست ، مکتوبات این دفتر را که بر طبق عدد رسل و اصحاب جیش بدر گشته ختم نمایند ـ فحصل مرادی بکرامته قدس سره ـ

اکنون[3] چندے از کرامات خواجه نگاشته می آید :

کرامت : یکے از مریدان خواجه می گفت که جزوی مبلغ نذر خواجه خود محمد هاشم[3] کرده بودم که اگر اسپ من فروخته شود ، آنرا بایشان بگذرانم ـ اتفاقاً چون اسپ من بفروخت رفت دو سه روز برآمد که نذر ادا نشد ـ روزے در کیسهٔ من مبلغے بود که بخدمت خواجه آمدم ، فرمودند که فلانے ! درین زرے که در کیسهٔ تست ما را هم خود شرکتے هست ، چرا ادا نمی نمائی ؟ بمجرد استماع این سخن حال من دگرگون شد و بالفور مبلغ نیاز از کیسه برآورده بایشان گذرانیدم ـ

---

۱ - زبدة المقامات ۵ ۷ ۲ نولکشوری ـ ۲ - مکتوب سه صد و سیزدهم دفتر اول ـ

۳ - این عبارت مخطوطه ۱ ندارد و می باید ـ

کرامت : و نیز یکے از مریدان خواجہ نقل کرد کہ در عالم سپاہی گری در محاربہ صف ما را ہزیمت اتفاق افتاد ـ مردمِ ما ہر طرف جانِ خود گرفتہ می گریختند و من نیز خواجہ را یاد کردہ اسپ خود دواندم[1] ، اتفاقاً در آن پریشانیٔ حال و اضطراب وقت از خانۂ زین اسپ جدا شدہ بر سرین او[2] افتادم ـ در این اثنا خواجہ حاضر شدہ بقوت تمام برداشتہ بر خانۂ زین نشاندند و فرمودند ، درست بنشین ، درست[3] نشستم ، فرمودند کہ برو[4] بسلامت خواہی رفت ـ حق سبحانہ[5] و تعالےٰ مرا بتوجہ ایشان بسلامت آورد و اکثر لشکریان ما آنجا مقتول شدند ـ انتہیٰ ـ

بعض چیزہائے غریب و عجیب از قسم خوارق از خواجہ شنیدہ شدہ است ، اما چون گوش اہل زمانہ آن را بر نمی تابد و ہوش روزگار آن را درک نتواند کرد بنابر آن خامہ را ازان گفتار بکنار کشید و بتاریخ سنہ[6]......... در برہانپور رحلت نمود ـ

ذکرِ شیخ آدم بنّوری قدس سرہ

شیخ آدم بنوری قدس سرہ از مشاہیر خلفائے حضرت ایشان است و از اجلہ اصحاب آنحضرت ـ در صحبت یسیر فوائد کثیر و احوال و مقامات عظیم و مراتب و درجات فخیم از علوّ استعداد و سموّ فطرت و نہاد بل از قوت تصرف پیر بزرگوار و وفور توجہ آن مخزن اسرار حاصل نمودہ ، بخلافت آنحضرت مستسعد گشت ـ باتباع سنت و رفع بدعت موصوف بود و بکمال استقامت در شریعت و طریقت متصف ـ و بذل موجود بطریق مساوات میان معسر و موسر و غنی و غنی و خادم و قادم و فرزند دلبند و درویش نیازمند شیوۂ مرضیۂ آن برگزیدہ بودہ ، طعام بجمعیت تمام با طہارت تام ، درویشان نیک کیشان وے طبخ می فرمودند و علی السویہ قسمت می نمودند ـ ریا و سمعہ را در آن مجلس راہ نبود و تفضیل غنی بر فقیر برآن محفل گذر نداشت ـ امر معروف و نہی منکر طریقۂ انیقۂ شیخ بود ، خصوصاً باہل دنیا بر وجہے بتسلط و غلبہ حرف می زد کہ

---

۱ - در مخطوطہ ۳ : دوانیدم ـ

۲ - در مخطوطہ ۱ و ۳ : اوفتادم ـ

۳ - در مخطوطہ ۱ و ۲ : و درست ـ

۴ - در مخطوطہ ۳ : فرمودند رو ـ

۵ - در مخطوطہ ۱ و ۳ : حق یعالیٰ ـ

۶ - در ہر سہ مخطوطہ بیاض گذاشتہ اند ـ

کسے باحدالناس چنان سخن نگوید و با اینهمه شدت و عنف عجب تر آنکه سخن گیرا داشت ، ہر که گفت و ہر چه گفت در مستمعان موثر افتاد و ہمان لحظه بتوبه و انابت آمدند ، کلام او غالباً یا در امر معروف بود و یا در بیان حقائق و معارف ـ کلام رسمی از زبان شیخ کمتر استماع یافته و اگر فرضاً بظاہر کلامے مشابه بر سمیات بوقوع آمده در ضمن آن موعظتے و حکمتے بوده و صحبت شیخ از ذمائم صفات و معائب اخلاق و از محبت دنیائے دنی تطہّر و تنقیه بخش بوده ـ

شیخ درین زمانه از مشائخ مشہورین ربع مسکون است ـ خلفائے شیخ بمات رسیده اند و مریدان قریب به مأة الف بل زیاده ـ غرض که قبول عظیم داشت و از اکناف و اطراف ارض مردم فوج فوج می آمدند و بسعادت صحبت و انابتش می رسیدند ـ بسیارے از اوقات جماعۂ کثیر از فقرا و درویشان صفا کیشان ہمراه شیخ می بودند و این ہمه را علی السّویه طعام می دادند ـ وطن اصلی شیخ رُوَہ است ـ وے از جانب آباء سیّد بوده است و جدۂ وے از قوم افغان ـ بتقریبے از آنجا به بنّور که قصبۂ ایست از مضافات حضرت سهرند صانها الله سبحانه عن الآفات توطن گرفته ـ

قدسیه : شیخ نزد این حقیر نقل می نمود که والد من آن سرور را صلی الله تعالی علیه وسلم در واقعه دید که آنحضرت علیه التحیه دست مبارک خود بر سینۂ بے کینه خویش بمالیدند و چیزے از آنجا جدا کردند و به پدرم دادند که بخور ، والد من آنرا بخورد ، بعد ازان والدۂ من بمن حامله گشت ـ اکنون مرا معلوم کردند که وجود من ازان عطیۂ نبویه علیه الصلوات والتحیه است ـ

قدسیه : و ہم شیخ باین فقیر می فرمودند که والدۂ من در واقعه دیده بود که چراغ حکمت پر افروخته اند و بسقف خانه آویخته اند ـ چون این خواب را والدۂ من بوالد من گفت ، والد تعبیر کرد که از تو پسرے نورانی بوجود خواہد آمد ـ

قدسیه : و ہم شیخ باین فقیر میفرمودند که من اول از خدمت حاجی خضر خلیفۂ حضرت ایشان ، که احوال وے ببالا ذکر یافت ، طریقه گرفته بودم و احوال عالیه بحصول پیوسته ، چون بخدمت حاجی واردات خود را گذراندم فرمود که زیاده

برین مرا حاصل نیست - اکنون در خدمت حضرت ایشان بروید - باجازت حاجی بخدمت حضرت ایشان پیوستم و سوانح حاصلهٔ خود را بعرض عتبهٔ علیه رسانیدم فرمودند که کہ این مبادی احوال ست ، کمال ہنوز کجا است ؟ بخاطرم گذشت کہ ظاہرا تشویق من اراده دارند وگرنہ ازین پیش کمال چہ خواہد بود - اما چون حسن اعتقاد داشتم بخدمت پرداختم ، بعد از مدت یسیر معلوم گشت کہ واردات حاصلهٔ من نسبت بآنچہ در خدمت حضرت ایشان بر من افاضہ رفت قابلیت ابتدا ہم نداشت - بعد از چند ماہ در خلوت خوانده اجازت ارشاد و خلافت عنایت فرموده رخصت بہ بنور کردند و من محض بنابر امتثال چند کس را طریقہ گفتم - اما دل من بر مسند نشینی و مشیخت اقبال نمی کرد تا آنکہ بعد از چند گاہ چون باز بعتبہ بوسیٔ آنحضرت مشرف گشتم ، آنحضرت از راہ اشراق دانستند کہ مرا سرگرمی این کار نیست - فرمودند کہ خدائے تعالیٰ از شما خواہد پرسید کہ باوجود قدرت ہدایت خود را معاف می دارید - چون آنحضرت قدس سره باین تاکید و اہتمام فرمودند ، ناچار درین کار بگرمیٔ بسیار درآمدم - تم کلامہ

در سنہ یکہزار و پنجاه و سہ شیخ بدارالسلطنت لاہور بنابر التماس مخلصے و ایفائے وعده کہ بوے رفتہ[1] رفتہ بود - خبر بسلطان[2] رسید - چون شیخ اجتماع عظیم از افغانان وغیرہم ہمراه داشت ، بعضے مردم خبر شیخ را بسمع سلطان وقت بنوعِ دیگر رسانیدند کہ بر مزاج اشرف گران آمد - چون شیخ را از قدیم الایام داعیهٔ زیارت بیت اللہ و روضهٔ رسول اللہ نیز بوده لاچار از دارالسلطنت لاہور بوطن اصلی خود مراجعت نموده عازم حرمین شریفین گشت - بعد از ادائے حج چون بمدینهٔ سکینہ رسیده ، اجازت اربعین در حرم محترم یافتہ و دران دیار شیخ را نیز قبول عظیم پیدا شده - و چون عزم معاودت نموده ، از آن حضرت علیہ السلام و التحیہ مبشّر گشتہ ''یا ولدی انت فی جواری'' ہمانجا مانده تا در ماہ شوال سنہ[3] . . . دست از حیات فانیہ افشاند و بآخرت مرکب راند و نزدیک روضهٔ منورهٔ امیر المومنین حضرت عثمان رض بمسافت قلیلہ مدفون گشت ، چنانکہ سایهٔ گنبد مبارک امیر المومنین برقبر شیخ می افتاد -

---

۱ - در مخطوطہ ۱ و ۲ : بوے رفتہ بود -

۲ - در مخطوطہ ۲ : سلطان وقت -

۳ - در ہر سہ مخطوطہ بیاض گذاشتہ اند -

ذکرِ مؤلفِ کتاب حضرات القدس شیخ بدرالدین

المسکین بدرالدین جامع این کتاب عفی عنه هر چند این حقیر لیاقت آن ندارد که خود را در زمرهٔ مریدان آنحضرت انسلاک و انضمام دهد، اما چون بعضے کلمات قدسی آیات از زبان الهام ترجمان ایشان شنیده و خوارق ایشان دیده و باحوال و واردات حضرت ایشان متحقق گردیده و این کتاب مستطاب برین معنی تالیف نموده، بنابر ضرورت اتفاق افتاد که نام من غریب درین جرگه داخل باشد ـ

این فقیر پانزده ساله بود که بشرف ارادت آنحضرت استسعاد یافته ، وقتے که این حقیر را بذکر اسم ذات مشغول کردند و خود نیز متوجه و مراقب شدند و بنده هم بذکر مشغول گشت ، اتفاقاً بحبس نفس ذکر دل می کرد ـ ایشان باشراف باطن معلوم ساخته فرمودند که در ذکر اسم ذات حبس نفس نیست ، بے حبس نفس ذکر بگو ـ بعد ازان بهمان نهج مشغول شد ، در همان مجلس ذکر در گرفت ، بعد ازان فرمودند که چند روز ترک سبق خود و تکرار طلبه باید کرد تا ذکر ملکهٔ دل گردد ـ بعد ازان فرمودند که شغل خود نخواهد گذاشت که میل شما بامرے دیگر واقع شود ـ همچنان شد که میل خواندن و جدا[1] ماندن بالکل برخاست تا آنکه در یک هفته ذکر ملکهٔ دل شد بحدے که اگر خواهم ذکر نگویم ممکن نبود که برطرف شود ، کار از اختیار بیرون رفت ـ بعد ازان ذکر بجانب یمین صدر که مقام روح است منتقل شد ، بعد ازان بجانب یسار تحت قلب که مقام سر است انتقال یافت ـ بعد از چند گاه بطرف یمین تحت مقام روح که مقام خفی است ، منتقل شد ـ پستر بوسط سینه که مقام اخفیٰ ست ذکر متجوہر گشت و تا مدتے حال بدین منوال بود ـ بعد ازآن ذکر در تمام بدن سرایت کرد ـ وہر موے و هر عضو ذاکر بود ـ بعد ازان هرشے را از شجر و مدر ذاکر یافت تا آنکه روزے وضوئے چاشت می کرد و پیره زنے از پیش گذشت ، درین اثنا تجلی حق عزو جل پرتو انداخت ، دید او تعالیٰ بدین لباس متلبس شده ظاہر گشته است ـ بعد ازان هر چیزے که در نظر افتاد آنرا حق می یافت که بدین کسوت مکتسی[2] شده ـ بعد ازآن خود را

---

۱ ـ یعنی از صحبت حضرتِ ایشان جدا ماندن ـ ۲ ـ در مخطوطه ۱ و ۲ : مکتسب ـ

نیز ہمچنان یافت کہ دیگران را می یافت کہ گوئیا باطن این حقیر را بہ تمام بردہ اند و اکثرے از ظاہر نیز ہمراہی[1] کردہ و اگر کسے بامن سخن می‌گفت یا من بکسے سخن می‌کردم، نمی دانستم کہ اوچہ گفت و من چہ گفتم ـ و اگر گاہے باز[2] می دادند می دیدم کہ ہیچ غبارے از ہیچ قسم نہ از دنیا و نہ از دین دران راہ نیافتہ است و از آئینہ ہم صاف ترست اما نمی دانستم کہ کجا می بردند ؟

بعد ازان بتوجہ آنحضرت تنزیہ و تقدیس پرتو انداخت و تشبیہ و توحید[3] رخت بربست ـ حضرت حق سبحانہ را غیب الغیب یافت و صفات او را تعالی در رنگ ذات او نیز غیب‌الغیب یافت ـ غیب الغیب ہم از تنگیٔ عبارت می‌گفت والا این لفظ را ہم در آنجاگنجائش اطلاق نبودہ ـ او را سبحانہ بعالم ہیچ نسبتے بہ ہیچ وجہ ثابت نمی کرد و نہ صفات او را تعالی ـ و جمیع بنی نوع را از جناب قدس او ہمچو خود بے مناسبت و عاجز از درک و پریشان از یافت و نیز از بے مزگی و بے حلاوتی باکمال یاس و ناامیدی می یافت و گاہے غلبۂ این یاس بحدے می رساند کہ جامہا چاک کردہ صحرا ہا بگردد و گاہ بران می آورد کہ خود را ہلاک سازد و از غم یافت و نایافت خلاص گردد[4] و اکثر اوقات ازین معنی گریہا و سینہ خراشی ہاکردہ می شد ، اما حضرت ایشان را ہمیشہ بچشم سر (بفتح سین) باخود می دید کہ درمیان آمدہ تسلی می بخشیدند ـ بعد از مدتے ہمین حال عود می نمود و باز ایشان تسکین می فرمودند ـ

و از آنجا کہ حضرت حق را سبحانہ از عالم مستغنی و بے‌نیاز می یافت و خود را دور تر از دور تر[5] می دید از سلب ایمان و عذاب اخروی بر خود می لرزید و این یافت غیب الغیب در ضمن حجب ظلمانی بود ـ بعد ازان حجب ظلمانی منتہی شدہ شروع در حجب نورانی افتاد ـ آن را ہم قطع نمودہ می رفت ـ چند حجاب کہ در نظر می افتاد مجملاً ازان می گذراندند و بتفصیل بران اطلاع نمی بخشیدند و درایتے کہ پیش ازین حاصل شدہ بود قسمے دیگر بود ، دران حالت بعد ہر حجابے تعین او تعالی می کرد ـ چون

---

۱ - در مخطوطہ ۳ : ہمراہ ـ
۲ - یعنی باطن را بمن باز می دادند ـ
۳ - یعنی توحید وجودی ـ
۴ - در مخطوطہ ۱ و ۲ : کردند ـ
۵ - در مخطوطہ ۲ : دور می دید ـ

بدانجا می رسید ازان حجاب او را تعالی وراء می یافت ، اما درین حالت ہیچ جا تعین نمی کرد - و ہر چہار و پنج و ده و بیست حجاب کہ در نظر می آمد ازان بالکلیہ وراء می یافت بلکہ نمی یافت و بحیرت و جہالت پیشتر می رفت بے تعین و تشخیص ثم فثم - طرفہ کارے و عجیب معاملۂ بود - امید و نا امیدی دست و گریبان یکدیگر بود - درین اثنا کہ این حال اخیر در خلوت بعرض ایشان می رسانید مخدوم زادۂ اعظم خواجہ محمد صادق در خدمت آنحضرت در آمدند - حضرت ایشان فرمودند کہ شنیدند فلانے[1] معطل شده است و تبسّم نمودند - بعد ازان فرمودند باک نیست ، این احوال اصالت مآل بر سالکان وارد می شود ، اما شکر کن کہ در عالم تنزیہ است ، در لباس تشبیہ نیست کہ آن مزلۂ اقدام ست و موجبِ ضلالت و ظلام ست - اکثرے از راہِ تشبیہ برقدم رفتہ اند نہ از رہگذر تنزیہ - دعوت انبیا ہمہ تنزیہ بوده است -

یک بارے بحضرت ایشان عریضہ نوشتہ بود ، آنرا بجنس ایراد می نماید -

عرضداشت : قبلۂ من ! مراتب ترقیات بحسب التقدیس و التنزیہ ہر روز بلکہ ہر ساعت نوع دیگر منکشف می گردد و دقتہائے[2] عجیب بطرزہائے غیر مکرر بظہور می آید ، اما بعد از گذشت آن حال کم ست کہ یاد بماند بلکہ منسی مطلق می گردد ، بطریقے کہ گوئیا آن حالت نداشتہ است ، مع ذلک برائے عرضداشت دو چیز دیگر مانع است ؛ یکے آنکہ یقین آن دارد کہ برآن حضرت منکشف می گردد کہ احوال طالبان چنین ست ، خصوصاً حال این حقیر کہ باطن خود را محاذیٔ باطن شریف آن قبلہ گاہی می یابد کہ ہر چہ از کمالات بر باطن شریف می ریزند در باطن این حقیر نیز ظاہر می شود وجداناً مجملاً" چنانکہ صورت در آئینہ کہ محاذی ذی صورت است - وجہ دوم آنکہ در کتب و رسائل حضرت ایشان دیده است کہ احوال و مواجید را اعتبارے نہ باید نہاد بلکہ کمر ہمت را باید بست کہ بمحول احوال توان رسید" - احوال را چندان اعتبارے نمی نہد بلکہ ہمت آن دارد کہ بوئے از محول آن احوال بیابد -

---

۱ - کنایہ از شیخ بدر الدین رحمہ اللہ -

۲ - در ہر سہ مخطوطات دقتہائے عجیب مسطور است - ماناکہ دقیقہائے عجیب بوده باشد ؟

حالا آنچه باعث این ہمہ گستاخی است آن ست کہ مدت یک ماہ کم و بیش باشد کہ من کہ عالم و ہرچہ ازین پیش موجود و متحقق می دانست بالکلیہ از نظر باطن مرتفع گشتہ است و بعدم یکجا شدہ و نسیان آن تحقق یافتہ است ، استغفراللہ نسیان کرا بود ؟ کہ ناسی نیز موجود نیست و او ست سبحانہ موجود بدان تنزیہ کہ تعبیر آن بلسان[1] خامہ قریب باستحالہ است ـ آرے این قدر می توان گفت کہ آنجا جز حیرت و نادانی ثابت نیست و اثبات احکام و اعتبارات و اوصاف سلبی و ثبوتی در آنجا عین زندقہ است ـ درین حالت بطریق القا[2] ظاہر شد کہ این فنا بعد از اتمام دائرہ عروج قاب است ، بر صحت و سقم آن اشارت فرمایند و نیز درین مقام خود را از محفوظان ذنوب می یابد تا معاملہ چیست ؟

حضرت ایشان در جواب می‌فرمودند کہ ہمین فنا و بقا ست کہ ولایت بدان متحقق می شود ـ مخدوم زادۂ اعظم از آنکہ نوشتہ بودم کہ ''آنچہ بر باطن آنحضرت می ریزند در باطن این حقیر ظاہر می شود'' ـ تعجب کردند کہ بسیار بلند ست ـ حضرت ایشان فرمودند کہ چہ جائے تعجب ست کہ وے بقدر استعداد خود فیض می برد و این مصراع خواندند ، ع :

بقدر آئینہ حسن تو می‌نماید رو

بعد ازان عرضہ داشت دیگر نوشتہ کہ حضرت سلامت اکنون اندکے از غنودگی و سُکر آن سر برآوردہ است ، عالم در نظر آمدہ اما آن را وہم و خیال می یابد ، نہ بطریقے کہ سابقاً نیز ظاہر شدہ بود کہ آنجا علم تحقق عالم داشت و حال غالب بود و درینجا با غلبۂ حال علم تحقق و ثبوت آن نیست بلکہ علم و یقین راسخ موافق حال است ـ حضرت ایشان بعد مطالعۂ این حال فرمودند کہ حال اصل ست ، حضرت خواجۂ ما آنرا فرق بعد الجمع می‌گفتند ـ

روزے بخدمت آنحضرت عریضہ نوشت کہ حق سبحانہ وراء الوراء است ، وراء اسما و صفات و وراء شیون و اعتبارات بلکہ وراء وجود می یابد ـ حضرت ایشان در جواب

---

۱ - در مخطوطہ ۲ و ۳ : بلسان و خامہ ـ ۲ - مخطوطہ ۲ : این کلمہ ندارد ـ

می فرمودند که این حال اصل ست ، بر متقدمین نیز گذشته است شیخ علاءالدوله سمنانی می فرماید که فوق عالم الوجود عالم الملک الودود ـ

و در عرضه داشت دیگر نوشته حضرت سلامت ! ہر گاه بر قبرے می‌گذرد ، احوال اہل آن را از عذاب و ثواب و ایلام و انعام معلوم می نماید ـ گاہے بخصوصه عذاب و ثواب و گاہے قبر را مکدر و منور می بیند ـ و اگر بر سر مزار بزرگے می رود اثابت و تنعیم اودر جنت معلوم می‌کند و الطاف و مراحم آن عزیز در حق خود مشاہده می نماید ـ گاہے اعراض و بے توجہی نیز مکشوف می شود ، بعد از استفسار با تضرع[1] بسیار وجه آنرا ازان بزرگ معلوم می نماید ـ روزے بزیارت والدین رفته بود و وضو ساخته دو رکعت نماز گذارده بعد از ادائے نماز گفتم ''اللهم اجعل ثوابها لنبیّنا و لجمیع الانبیاء و اصحاب کل من الانبیاء و لجمیع الاولیا و تبعیتهم لارواح[2] والدی'' بلفظ اخیر که رسیدم ارواح جمیع مقبوران آن مقبره ملخ وار بر من ریختند تا ایشان را نیز درج نمایم ہرچند گفتم که می خواہم که بوالدین ثواب جزیل برسد فائده نداشت ، الحاح و تضرع می نمودند ـ گریختم و در مقبرۂ شیخ ابو بخاری خود را انداختم ـ دیدم که در چہار دیوار شیخ نہ درآمدند و محروم باز می‌گشتند ، بایشان وعده کردم وقت مراجعت به نیت جمله شما فاتحه علیحده خواہم خواند ، خوشوقت شدند ـ درون مزار شیخ بزرگوار در آمدم ، شیخ برخاست و تعظیم کرد و انواع الطاف و مراحم بجا آورد و بشارت داد که ازین وبا که درین بلده استیلا یافته ، محفوظ خواہی ماند ـ

حضرت ایشان در جواب فرمودند که حضرات خواجہائے ما قدس الله اسرارہم بکشف قبور اعتبار نمی نہند ـ طریقۂ ایشان در زیارت مزارات آن ست که محاذی قبر ، خود را از جمیع نسب خالی ساخته بجمع ہمت متوجه صاحب قبر می نشیند بعد ازان ہرچه بباطن ایشان فائض گردد ، ازان حال صاحب قبر دانند و در صحبت مردم بیگانه نیز

---

۱ - در مخطوطه ۲ و ۳ : تضرعے ـ

۲ - در ہر سه مخطوطات : بارواح والدی ـ

طریقهٔ ایشان چنین ست ، آنها را اعتبار نگیری که در عجب خواهی افتاد و عجب سد راه است ـ

وقتے دیگر بخدمت آنحضرت عریضه نوشت که حضرت سلامت ! چنانکه از جناب قدس او تعالیٰ جهل و حیرت متحقق بود ، علم نیز بآن منضم گشت ، گوئیا اجتماع نقیضین بوقوع آمد ـ تنزیه سابق که ملاحظهٔ اضافات در آنجا ساقط بود و جهل متحقق ، بر حال خود است و اثبات صفات مر ذات را و علم ذات موافق مذهب سنت و جماعت متحقق ـ اما نه ازان قبیل که در آن واحد هر دو حالت اجتماع یافته باشند بلکه اینزمان علم ست و اثبات اضافات ، اما اگر نظر کند آیا تنزیه سابق در باطن ملحوظ است یا نه ؟ هرچند ورود این علم هم بر باطن است می یابد که آن تنزیه همان صرافت است ، درین زمان علم هم بوے یکجا می شود ـ

و وقتے دیگر نوشته که حضرت سلامت ! در آن حالت که جهل و حیرت متحقق بود از سلوک این طریقه نا امید شده بود ، ازین جهت که اناء استعداد خود را تنگ می یافت و در آن اناء زیاده ازین گنجائش نمی‌دانست و التجا و تضرع بحضرت صمدیت ازین ممر از حد[1] متجاوز شده بود ، حق سبحانه بتوجه شریف آنحضرت میدان باطن را وسیع ساخت و از روئے القا معلوم ساختند که این وسعت میدان باطن که در نظرداری وسعت میدان روح است ـ امید که بر صحت و سقم وقوف یابد ـ

حضرت ایشان بکمال بشاشت فرمودند که ''جهل و حیرت به از علم و معرفت است ـ امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی الله عنه فرموده اند العجزعن درك الادراك ادراک'' هر چند معامله بجهل صرف افتد و کار تنزیه صرف می‌افتد[2] و بوصول اقرب است ـ سعی کنید که حال از جهل بعلم فرودنیاید و ظاهر با باطن درین معامله متحد گردد ـ آرے بعد از نزول علم به از جهل ست و بعکس در عروج ، و حال تو عروج ست نه نزول ـ

وقتے دیگر نوشته بود که حضرت سلامت ! ظهور امور غیبیه بر اقسام است؛ اول

---

۱ - در مخطوطه ۱ ، ۲ : ار خدمت صادر ـ

۲ - در هر سه نسخه واو مذکور ست ، اما مناسب آنست که عبارت چنین بود ''و کار به تنزیه صرف می‌افتد بوصول اقرب است ـ''

آنکه از غیب بگوش باطن می شنود که این امر چنین است گاہے بلفظ عربی و گاہے بفارسی و گاہے بہندی وگاہے بے عبارت فہم مطلب می کنند و حق را سبحانہ ہمچنان غیب الغیب می یابد و این معنی را ہمچو کلام بہ متکلم[1] منسوب نمی‌یابد اما در اول وہلہ پیداست ، می داند که از حق است سبحانہ لیکن تعلقِ این بحق جل و علا مفہوم نمی‌شود و ظہور آن را جہت معلوم نمی‌گردد ۔ و گاہے چنان می‌شود که عرض مہمے می کند و منتظر جواب می باشد بیکبار می‌بیند[2] مثلاً اسم اللئیم[3] یا اسم الفقیر التماس می کند باسم الکریم آن مہم را و اسم الکریم جواب می دہد ۔ این فقیر این معاملہ را معاینہ می نماید و بجواب آن اسم یقین تام حاصل می گردد ۔ وگاہے چنان می شود که در فعل و ترک امرے جانب اطمینان قلب و رجحان آن برآن جانب حکم می کنند و گاہے امرے را بر نہجے که شدنی ست شده[4] می بیند ۔ مثلاً شخصے ست ، صحیح می‌بیند که او بیمار ست و دیگرے ست که او را بصورت میت می‌بیند ۔ و مردے ست در سفر غائب ، خواہد که موت و حیات او معلوم نماید ، خود را از برائے این معنی جمع می کند ، اگر او در نظر آمد چنانکه اجساد در نظر آیند ، می داند که او زنده است واگر بطرز ارواح بظہور می آید ، معلوم می کند که مرده است ۔ و گاہے ست که عالم را بر نہجے که در خارج ست در باطن خود احساس می نماید از زمین و آسمان و کوچہ و بازار و غوغائے خاص و عام ۔ علیٰ ہذا حیات و موت را ازین فہم کردن خود آسان است حتیٰ که دران وقت اگر توجہ نماید، آنچہ در دلہائے ایشان ست معلوم سازد از آنجا که صفا دارند این معنی نادرا[5] حاصل می شود، اما آنچہ درحق حضرت ایشان سلمہ اللہ و ابقاہ در وقت حلقۂ ذکر بظہور می آید این ست که می بیند که ایشان گوئیا در سینۂ این کمینہ مربع[6] نشستہ اند ۔ درعین غیبت و بے شعوری برخاستن ایشان بلکہ قصدِ برخاستنِ ایشان معلوم می نماید و گاہے این علم مخالف واقع نشده ۔

---

۱ - درہر سہ نسخۂ خطیہ : کلامِ متکلم ۔ ۲ - یعنی آن مہم را ساختہ می بیند ۔

۳ - یعنی بنده که مسمیٰ باسم لئیم و فقیر ست التماس می کند بواسطہ اسم کریم که نام خداوندی ست ۔

۴ - در مخطوطہ ۱ و ۲ : شده است می بیند و در مخطوطہ ۳ : بر نہجے که شده نیست شده می‌بیند ۔

۵ - یعنی بسیار نادر ۔ ۶ - در ہرسہ نسخہ خطیہ : مرجع ۔

واقعه : می‌بیند که گوئیا بمدینهٔ معظمه رسیده ، ناگاه بمزار سیّد ابرار علیه الصلواة و السلام آمده دید که گنبدے ست بس عالی از سنگ سیاه ، فراخیِ آن گنبد بقدر یک کروه راه[1] باشد و مردم بسیار بسیار می در آیند و می برآیند و غلو بسیار در آن مزار ملائک قرار[2] شده۔ من نیز درآمدم ، قبر آنحضرت را دیدم و بوسیدم۔ 'مسنّم[3] است و یک بدست از زمین مرتفع و تسنّم آن نه بآن روش است که در ہندوستان می‌سازند[4] که از مسطّح بتدریج بروش زینها ساخته از میانه مسنّم می‌سازند و تعویذ طورے درمیان می نهند بلکه تمامی قبر بشکل تعویذے ست که درمیان قبر می کنند۔ بخاطر رسید در گنبد آن سرور علیه السلام قبر حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه ہم است ، و درآنجا ہیچ قبرے دیگر نمایان نیست۔ گفتم ظاہرا در ته خانه آمده باشد ، کلندے گرفتم که خاک از بالائے آن قبر دور کنم تا قبر نمایان شود۔ از برابر قبر آن سرور علیه السلام شروع کندن کردم ، قبرے نه برآمد۔ گفتم شاید از روئے ادب اندکے فروتر کنده باشند ، یک بدست بدست تقدیر کردم و کندن آغاز نهادم۔ قبر یافتم و آنجا را کافتم و خاک از چپ و راست آن برداشتم و قبر چنانکه بود ظهور نمود و اصلاحش دادم۔ باز بخاطر رسید که قبر حضرت عمر رضی الله تعالیٰ عنه نیز در گنبد حضرت پیغمبر علیه السلام بوده است برابر قبر حضرت ابوبکر۔ چند کلند زدم ، نشانے از قبر نیافتم، گفتم مگر قبر حضرت فاروق رضؓ از جهتِ ادب صدیق اکبر رضؓ فروتر کنده باشند، اینجا دو بدست بدست پیمودم و شروع درکندن نمودم ، از جانب سر قبر خاک پاک برداشتم۔ و قبر نمایان شده بود که گوئیا موذن اذان صبح گفت۔ برائے نماز رفتم ، باین نیت که بعد ادائے نماز تمام قبر را نمایان خواهم ساخت ، دربن اثنا بیدار شدم[5]۔

---

۱ - مخطوطه ۳ : این کلمه ندارد۔

۲ - در مخطوطه ۲ و ۳ : مزار ملائک مزار۔

۳ - یعنی بلند بقدر کوہان شتر۔

۴ - در مخطوطه ۱ : است۔

۵ - ظاہرا این پست و بلند بودن قبور مبارک اشارۂ ایست بآنکه بعد پیغمبر صلی الله علیه و سلم مقام ابوبکر رضی الله عنه است و بعد صدیق اکبر مقام حضرت فاروق رضی الله عنه و مانا که در زیر خاک نهفتنِ قبورِ شیخین رضی الله عنهما ایمائے ست بآنکه دربن زمان مردم در اتباع شیخین علیهما الرضوان سست رو گشته بودند و نمایان ساختن ہر دو قبر رمزے ست بآنکه این نماپندگی بسعی حضرت مجدد و اتباعِ ایشان شده است رحمهم الله تعالیٰ۔

واقعه : می بینند که آن سرور علیه الصلواة والسلام در مسجد نقیر پشت بقبله دو زانو نشته اند ـ بنده از بیرون بدرون مسجد در آمد ، دید که آنحضرت رض نشسته ، بے اختیار خود را بر قدم آنحضرت انداخت ـ بعد ازان برخاست و ہر دو دست برداشته چنانکه برائے دعا بردارند ـ التماس نمود یا رسول الله بمن بشارتے عنایت فرمایند ـ آنحضرت رض آیت خواندند ''سبحان الذی اسری بعبده لیلاً'' بعد ازان فرمودند که درخانهٔ تو فرزندان نرینه آیند ، اتفاقاً درآن ایام فرزندے درخانهٔ نقیر نمی شد ، بعد ازین واقعه به ده ماه درخانهٔ فقیر پسر آمد، محمد عارف اورا نام کرد ـ بعد ازان در ہر حمل فرزند نرینه می‌آمد تا آنکه حق سبحانه بطفیل بشارت آنحضرت علیه الصلواة و السلام والتحیة تا حال ہفت پسر دیگر داده ـ

واقعه : می بیند که پیغمبر علیه الصلواة و السلام به جهت تسخیر ہندوستان بالشکر تمام نهضت فرمودند ، از راه ملتان آمده اند و تا بسهرند در حیطهٔ تصرف آورده اند و پیشتر را عازم اند و مخدومزادہائے عالی قدر خواجه محمد سعید و خواجه محمد معصوم را قراول کرده اند و تدبیر این تسخیر به رائے و صلاح ایشان گذاشته و این حقیر را خدمت یسولی[1] است که لشکر را بهنجار سوارگرداند و نگذارد که در سوار شدن و فوج بستن تکاسلے از ایشان واقع شود ـ گوئیا آنحضرت رض از سهرند بیرون آمده اند ـ دو سه کروہے از شهر بجانب اکبر آباد فرود آمده اند ـ چون صباح شد آنحضرت رض سوار شدند و یک تیر پرتاب بلکه ازان کمتر رفته بانتظار مخدوم زادہا فرود آمدند و من در تلاشم[2] که ایشان زود شوند که حضرت علیه السلام و التحیه منتظر اند و به لشکریان دیگر[3] ہم اہتمام می نمایم و بخدمت مخدومزادہا می گویم که درحین سواری حضرت علیه التحیة می باید که شما پارهٔ راه پیاده در رکاب سعادت می‌رفته باشید[4] و اگر از شما نیاید بفقیر اذن کنید که من دران وقت در رکاب سعادت می‌رفته باشم ـ درین اثنا شخصے گفت که ازین دروازه که در عمارت سر چاه واقع است جمال جهان آرائے حضرت

---

۱ ـ یعنی انتظام لشکر ـ ۲ ـ یعنی فکر و سعی ـ ۳ ـ در ہرسه مخطوطه : دیگر را ہم ـ

۴ ـ در مخطوطه ۱ و ۲ : ''باشم'' ست و عبارتے بقدر یک سطر قبل ازآن از بین رفته است و آن چنین است ''می رفته باشید و اگر از شما نیاید ، بفقیر اذن کنید که من دران وقت در رکاب سعادت می‌رفته باشم''- از مخطوطه ۳ آورده شد ـ

علیہ السلام نمایان است ، زود سوار باید شد و بآن حضرت ملحق گشت ، من بر سر آن دروازہ رفتم جمال محمدی را صلی اللہ علیہ وسلم دیدم کہ آفتاب درپیش روئے آنحضرت از غایت انفعال خسوف گرفتہ است و زرد و بے نور گشتہ ۔ و آنحضرت سفید پوست ، سیاہ ریش ، نورانی رو بر عریشے در صحرائے مسطح نشستہ اند غالباً ترب بدست خود پاک می نمایند و پارہ می کنند و می‌خورند و لشکریان ہمہ بر زمین نشستہ اند ، از غایت لذتے کہ از رؤیت جمال با کمال آنحضرت رض یافتم بیدار گشتم وتا مدت مدید آن لذت در دل این فقیر تازہ بود ۔

واقعہ[1] : می بینم کہ سرور کائنات در خانۂ این حقیر بندہ نوازی کردہ اند و بر عریش بنشستہ و بندہ بر بوریائے نشستہ است گوئیا از بیرون خانہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ در دیوار درآمدہ بے آنکہ دیوار شق شود چنانکہ کسے در آب درآید ، داخل خانہ شدہ اند باگریہ و اضطراب بر زانوئے آنحضرت ﷺ افتادند و گفتند یا رسول اللہ! شنیدید کہ این جوان چہ گفت و اشارت بمن می کنند ، اما از راہ دلسوزی و نصیحت نہ از روئے غضب و شکایت ۔ از خوف و رعب این واقعہ بیدار شدم و توبہ و انابت بجا آوردم و وجہ آن را مشخّص معلوم نکردم ، اما این قدر می‌دانم کہ از من درآن روز دو چیز واقع شدہ بود؛ یکے آنکہ با مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید می گفتم کہ در جمیع امور متابعت سرور کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات ممکن است اما در طریق جماع مشکل کہ آن را کسے چہ طور داند ؟ و دوم آنکہ شخصے از من پرسید کہ در قبر لحد را بہ نہجے نمے سازند کہ کسے بنشیند و در حدیث پیغمبر علیہ السلام آمدہ کہ مردہ را در لحد می نشانند ، گفتم کہ این نشاندن امرے ست معنوی نہ کہ صوری کہ جثۂ این کس را بنشانند ، از ہر دو قول تائب گشتم ۔

واقعہ : می بینم کہ گوئیا چاہے دہ در دہے[2] عمیقے[3] است و گرد آن باغچۂ ایست مدّور خوش اسلوب ۔ در آنجا ایوانے ست عالی ، گوئیا درآن ایوان افضل پیغمبران علیہ‌الصلوۃ و السلام نشستہ اند و این حقیر در جائے کہ آب دلو منجنیق می‌افتد

---

۱ - این واقعہ در مخطوطہ ۱ مذکور نبود ، از ۲ و ۳ آوردہ شد ۔

۲ - یعنی بقدر دہ ذراع در دہ ذراع وسیع ۔ ۳ - در مخطوطہ ۱ و ۲ : عمیق ۔

نشسته است و شخصے پیش من کتاب حدیث می خواند ، در معنیِ لفظے غیر مستانس درمانده ام که آنحضرت علیه التحیة از ایوان برآمده در باغ تشریف آوردند و وقفه کرده معنی آن لفظ را فرمودند و بجانب دروازۂ باغ متوجه شدند و بنده بملازمت آنحضرت ﷺ تا سر دروازۂ باغ ہمراہی کرده ، ایشان تمام حدیث را بر خواندند و آن حدیث بلفظه یاد داشتم اما تا نوشتن وفا نکرد ۔

واقعه : می بیند که از سفر دور و درازے مراجعت می نماید و بر اسپ سوار است و پدر من نیز ہمراہست و جماعۂ سالکان و مجذوبان که باسامی ایشان را می‌داند نیز ہمراه اند ۔ بقصد نماز فرود آمدیم، چاہے ده در ده بود ، آنجا وضو ساختم و آب خوردم ، چون ازانجا باز آمدم در باطنِ من ندا دردادند و من باین[1] جماعۂ رفقا باین عبارت گفتم قال الله سبحانه لی قد غفر الله لکم ۔

واقعه : شبے در واقعه دیدم در شهر عظیم الشانے در ایوان کلانے و صُفّه عالی مکانے در ملازمت حضرت ایشان قدس سره نشسته ام ، درویشے از بیرون در آمد و به فقیر گفت که حضرت خضر علیه السلام بر در ایستاده اند و ترا می‌طلبند ۔ اشارت اجازت از آن حضرت قدس سره یافتم ، بالفور برخاستم و بیرون شتافتم ، دیدم که حضرت خضر بصورت جوانے خوش زبانے ، نیکو روئے ، سفید رنگے ، نو ریشے در دروازه ایستاده اند ۔ سلام کردم ، بمجرد آمدن من راہی شدند و من در عقب ایشان می‌رفتم ، سیر سکک[2] و طرق آن بلده می‌نمودند ۔ درین اثنا عرض کردم که حضرتم از نسبت خود بهره‌مند گردانند ۔ فرمودند که تو نسبت از کسے گرفته که ترا و عالم را ارشاد آن[3] بسند است ، اشارت بعظمت حضرت ایشان کردند ۔ از اتفاقات آنکه در سیر و سلوک حضرت خضر علیه‌السلام ہمان راه در دروازۂ حضرت ایشان معاودت نموده بودند که ناگاه حضرت ایشان دران وقت بے قصد از خانه بیرون آمده اند ۔ من پیش شدم و بحضرت خضر گفتم که حضرت ایشان را در یابید ۔ حضرت خضر قدمے چند بجانب حضرت ایشان رفته مصافحه و معانقه کردند ۔ بعد ازان فرمودند که قطب است و از یکدیگر رخصت شدند

---

۱ - در مخطوطه ۱ و ۲ : با این ۔

۲ - کوچها جمع سکه ۔

۳ - در مخطوطه ۳ : ارشاد وے بسنده است ۔

و من در خدمت حضرت ایشان ماندم و ہمراہ حضرت خضر نرفتم ـ

درجه : بعد از ارتحال حضرت ایشان قدس سره در واقعه دیدم کـو گوئیا حضرت ایشان در کوشکے رفیعے و قصرے وسیعے که طول آن نزدیک بیک کروه باشد ، مسکن دارند و گوئیا از قصور جنت است و ایـن حقیر نیز در گوشهٔ ہمان ایـوان کلبهٔ دارد و دور تـر ازآن ایوان خانهٔ دیگر است و درون آن خـانـهٔ دیگر ست ، مانند آنکه در حمام حجرات متعدده یکے درون دیگرے می‌باشد ـ می‌گویند این دوزخے ست ـ بخاطر این مسکین گذشت که درین خانها در آیم و تماشا نمایم که کدام مردم در دوزخ آمـده اند ـ از دو سه خـانه درگذشتم و به دروازهٔ آن خانه که در آنجا مـردمان معـذب می‌بودند رسیدم ـ دیدم که در بسته است و شخصے بر در آن ایستاده ، باو گـفتم که مـی خـواہم تا اہل دوزخ را تماشا کنم ـ آن شخص گفت ازان روز که حضرت ایشان قدس سره از دنیا به جنت علیا تشریف آورده اند بحکم الٰہی جل شأنه دروازهٔ دوزخ بسته اند و آن را سرد گردانیده ، الحال بطـفیل ایشان ہیچکس[1] بدوزخ نمی رود ـ باز گشتم و این ماجرا بخدمت حضرت ایشان گفتم ـ فرمـودند که راست گفته است مـوکل دوزخ ـ الحمد لله الـذی منّ علینا بارادته[2] ـ

درجه : حـضرت ایـشان قـدس سـره یـک مـدتے بـر مصلائے قالیہائے پشمین نماز می گـذاردند و چون بر مذہب امام مالک[3] سجده بر پـشمین مکروه است و طریقهٔ ایشان جمع مـذاہب بود حتی‌الامکان ، در موضع سجده قدرے جامهٔ ریسمانی بآن مصلائے پشمین دوخته بودند و سالہا برآن مصالی نماز گذارده اند و برآن قطعهٔ جـامه سجده کـرده اند ـ چـون آن پـرچهٔ جامه شـوخـین شد ، خـادمـان آن جـامـه را فرود آوردنـد و بجائے آن جامهٔ نو ہمان قـدر دوختند ـ این مسکین آن جـامهٔ شوخین را که بغایت متبرک بود ، در دستار خود نگاہداشت که بخانهٔ خود رفته آن را در جائے نیک بتعظیم تمام نـگاه خـواہد داشت ـ اتفاقاً شب در آمـد و ایـن حـقیر نماز عـشا را خوانده بخواب رفت و آن جامه

---

۱ ـ مانا که مراد ہیچکس از متوسلان حضرت ایشان خواہد بود ـ

۲ ـ در ہر سه نسخ ہمین طور نوشته ، ظاہرا در اصل نسخه 'بارآئته' بوده باشد ـ

در دستار من بماند - از دولت عظمت و کرامت آنحضرت در آن شب جمال جهان آرائے پیغامبر علیه السلام را دوازده بار بلکه زیاده بخواب دیدم - هر بار بیدار می‌شدم و بخواب می‌رفتم و باز آن سرور را علیه السلام مشاهده می نمودم -

درجه : در ایام تحریر این کتاب ''حضرات القدس'' شب جمعه نهم جمادی الاولی دیدم که گوئیا باغ ست بغایت زیبا و دروازهٔ دارد نهایت عالی - حضرت ایشان را دیدم که در دروازهٔ آن باغ بر تخت پادشاهانه نشسته اند و دو سه کس دیگر نزد آنحضرت بر بساط نشسته اند و پیش دروازه از هر دو طرف تا مدّ نظر اولیاء الله صف بسته ایستاده اند بادب تمام سر فروهشته و دست بر ناف بسته ، گوئیا جان در بدن ایشان نیست ، و مردم نذر و فتوح علی التوالی و التواتر می آرند و این درویش گوئیا در خدمت ایشان درون می رود و بیرون می آید که نذر و نیاز که می آرند و می گذرانند ، این مسکین آن را از حضور حضرت ایشان بر می دارد و بخرج دار می سپارد - نوزده[1] روپیه باین حقیر نیز دران مجلس مقدس ازآن فتوحات بدست خود مرحمت فرمودند -

درجه : می بینم که حضرت ایشان گوئیا بر مسند قطبیت نشسته اند و بدست مبارک خویش بر قطعهٔ کاغذ می نویسند 'قبل فلان' و برآن مُهر خود می کنند - و این حقیر را گوئیا فرموده اند که این قطعات قراطیس را بنام هر کس که باشد باو برسان و این خدمتِ رساندن بمن حواله شده - نخستین بر قطعهٔ کاغذے بدست خط خاص نوشته اند که 'قبل بدر الدین' و بالائے آن بمهرخود مزیّن ساخته بانهایت مرحمت و غایت‌عنایت بمن دادند و من آنرا بصد انکسار و تواضع از دست مبارک ایشان گرفتم و در دستار خویش نگاه داشتم - بعد ازان کاغذے دیگر بمهر خود عنایت فرمودند که در آنجا نوشته بود 'قبل امان الله' و فرمودند که بوے برسانی - و این مرد عالم بود و همدرس قدیم فقیر و مرید آنحضرت - و همچنین بر پرچهٔ کاغذ مهر می کردند و 'قبل فلان' می‌نوشتند و باین حقیر می سپردند و من بهر کدام می رساندم الی ماشاء الله - درآن وقت چنان معلوم می شد که قبول و ردّ هر فرد را از عالمیان باختیار حضرت ایشان واگذاشته اند

---

۱ - در مخطوطه ۲ : ده روپیه -

و این حقیر را متصدی این خدمت ساختند ۔

درجه[1] : در شبے در واقعه می بینم که گویا حضرت ایشان قدس سره پیش روضه منوره خویش نشسته اند و مریدان و طالبان در پیش ایشان حلقه زده ۔ بعد از ساعتے می بینم که سرور کائنات علیه و علی آله الصلوات والتسلیمات اند و جماعهٔ که حلقه کرده اند صحابه و پیغمبران اند ۔ درین اثنا دیدم که جبرئیل امین از آسمان فرود می آید تاآنکه بخدمت آنحضرت علیه التحیة رسید و سلام حضرت علام جل جلاله بآنحضرت رسانید وبادب تمام باندک فاصله بدو زانو بنشست ۔ من بیکے از اصحاب آنسرور که پهلوئے بنده نشسته بود ، گفتم نزول ِ جبرئیل انقطاع پذیرفته بود ، الحال وجه ِ نزول ِ جبرئیل چه باشد ؟ گفت ندانستهٔ که جبرئیل بجهت تناول ُستور (بر[2]) پیغمبر همواره فرود می آید ۔

قدسیه : حضرت ایشان همواره در ماه رمضان ختمات ثلثه قرآن می‌شنیدند ، باوجود کبر سن و ضعف ِ بنیه ۔ و از هر طرف مردم دیگر را ُنعاس می گرفت و اکثر مردم را غنودگی غلبه می‌نمود بخلاف حضرت ایشان را در حین استماع قرآن در تراویح غنودگی نمی شد ۔ این حقیر عرض کرد که حضرت ِ سلامت ! تمام مردم را غنودگی می برد ، از کرامات حضرت ایشان است که هرگز سِنه نمی آرند ۔ فرمودند که :

''شناوری ِ بحر قرآن کے می گذارد که غفلت را در آنجا گنجائش بود ،
کشان کشان بجانب ِ خود می برد ۔''

قدسیه : روزے حضرت ایشان درمیان کبار اصحاب خود فرمودند که لفظ نسبت که در السنهٔ ارباب این طریقه جاری ست ، معنی آن چیست ؟ عرض کردیم که حضرت خود عنایت فرمایند ۔ لمحهٔ سر درپیش انداختند و متوجه گشتند ۔ بعد ازان فرمودند که مراد از نسبت نسبتے ست که میان سالک و حق است سبحانه ۔

ملفوظ : روزے یکے از خاص اصحاب در حضور این فقیر ازان حضرت پرسید که

---

۱ - ماناکه تاویل این واقعه تفسیرے ست قول حضرت مجدد قدس سره را که ''طریقهٔ ما همین طریقهٔ اصحاب کرام است'' و نزول ِ جبریل[4] کنایهٔ ایست از آنکه اقوال و معارف مجددیه همه از الهامات ربانی و حقانی اند که لاریب فیها در شان ِ آنها توان گفت ۔

۲ - همه نسخ ِ خطیه این کلمه ندارد و باید که بود ۔

سرّ چیست که در ذکر لا اله الا الله ابتدا از ناف نماید و بعد تا سر کشد و ازانجا بجانب کتف راست آورده بر دل ضرب کند - اندکے سر بمراقبه فرو بردند - بعد ازان فرمودند که درین صورت نقش ''لا''[1] پیدا می‌شود فَهِمَ من فَهِمَ -

قدسیه : روزے این فقیر از آنحضرت قدس سرہ پرسید که در اخبار آمده که آن سرور علیه‌السلام در نماز اتم و اسرع بودند، بعضے نماز را از همه بسرعت تمام می‌گذاردند و هیچ دقیقهٔ از دقائق آداب را فروگذاشت نمی‌کردند - این معنی چه طور تواند بود ؟ فرمودند که مردم در نماز وقفات بیجا بسیار می‌کنند و اگر سراپا مشغول ارکان و آداب نماز باشند و بے جا تعلل و تعطل نه نمایند، نماز ایشان نیز اسرع و اتم باشد -

قدسیه : روزے در مجلس مقدس آنحضرت حاضر بودم - فرمودند که در شریعت غرّا در نماز تکلیف احضار قلب نکرده اند - خشوع و خضوع که صاحب شرع فرموده، آن ست که نظر را در قیام بسجده گاه دوزد و در رکوع برپشت پا و در سجده بر پرهٔ بینی و در جلسه بکنار خود - لیکن سرّ درین معنی آن ست که بند کردن نظر را تاثیرے ست در جمعیت بخشیٔ دل - و هر که چشمش پراگنده نشود دلش پراگنده نشود - روزے که این فقیر را شغل فرمودند، گفتند که هرچند چشم پوشیدن وقت ذکر شرط نیست اما تا ذکر ملکهٔ دل نگردد چشم پوشیده هم مشغول[2] باید کرد که چشم فراپیش داشتن را اثرے ست عظیم در حصول جمعیت، حضرات خواجگان ماقدس الله اسرارهم درین باب حدیثے روایت کرده اند و آن حدیث را نیز خواندند - خوش گفت :

اگرچه دیده بود پاسبان تو اے دل
هوش باش که نقد تو پاسبان نبرد

قدسیه : روزے حضرت ایشان فرمودند که در معنیٔ حدیث نبوی علیه الصلوة والسلام که ''حب الهرة من الایمان'' است، اکثر بخاطر خلجان داشت که ایمان را به محبت گربه چه مناسبت است که آنحضرت علیه‌السلام والتحیه دوستی او را از ایمان فرمود - توجهِ تام درین باب کرده شد، آخر معلوم ساختند که مردم باواز نوحه آسائے هره تطیّر می‌کنند وآن را شوم می‌انگارند و ازین راه باگربه عداوت دارند - پیغمبر علیه السلام فرمودند که

---

۱ - یعنی صورت لائے منقلبه بدین شکل ﻻ -　　۲ - یعنی دل بذکر مشغول باید کرد -

محبت گربہ از ایمان است یعنی ہرگاہ وے را دوست دارند باواز نوحہٗ وے تطیّر و تشائم نخواہند کرد کہ تطیّر از کفر ست و ترک آن از ایمان ۔

قدسیہ : روزے بتقریب نصیحت یکے از خدام خود ، بے آنکہ نام وے بر زبان آرند ، درمجمع اصحاب فرمودند کہ قلب را با مقلّب نسبتے ست خاص کہ ہیچ چیز را آن نسبت باوے سبحانہ کائن نیست ۔ ہرچند قلب کافر بود پس ایذائے دل ، ہر دلے کہ باشد فی الحقیقة ایذائے حق است سبحانہ کہ ایذائے جار بجار سرایت کند فکیف کہ نسبت و خصوصیت درمیان ایشان باشد ۔

قدسیہ : حضرت ایشان می فرمودند کہ در نماز رعایت سنن و مندوبات و آداب کار حضور قلب می نماید ، چہ این رعایتہا ہمہ ذکر است زیراکہ یاد کرد امر[1] اوست سبحانہ و توجہ باو تعالیٰ ۔

کرامت : این حقیر را رسالہٗ در علم قراءت بغایت غریب از جائے بدست افتادہ بود ۔ بخاطر رسید کہ آن را بخدمت حضرت ایشان بگذرانم کہ آنحضرت ذوق بعلمِ قرأت بسیار دارند ۔ بہمین نیت آن رسالہ را در بغل انداختم و بخدمت شریف ایشان شتافتم ۔ بعد ازان کہ دولت ملازمت آنحضرت دریافتم ، بمجرد رسیدن و دیدن فقیر فرمودند کہ در بغل تو چیست؟ گفتم کہ رسالہ ایست در علم قراءت ۔ از بغل خود برآوردم و بردو دست خود نہادہ نزد ایشان بردم ۔ از دست گرفتند و مطالعہ فرمودند ۔ و بعضے از مواضع تردد را از آنجا تحقیق نمودند و بعد ازان بجانب من نگاہ کردند و تبسم کردہ فرمودند جزاک اللہ خیراً رسالہٗ نیک گذراندی ۔ گفتم حضرت سلامت! فقیر بہمین نیت آوردہ است کہ بگذراند ، حضرت ایشان کرامت کردند ۔ آنحضرت آن رسالہ قبول فرمودند و در خلوت خانہ بالائے طاق نگاہ داشتند ۔

چون ازان مجلس مقدس برخاست بردل فقیر خطرہ گذشت کہ این رسالہٗ نادر و لطیف بود کہ حضرت ایشان بمطالعہٗ آن این قدر حظ کردند ، اگر پیش من بودے یا

---

۱ ـ در مخطوطہ ۲ ، ۳ : امر است ، و در مخطوطہ ۱ اینجا بیاض گذاشتہ است و مانا کہ امتثال امر او الخ بودہ باشد ۔

نقلش برداشتمے و بعد ازان گذراندے بهتر بودے - روز دیگر وقت نماز پیشین چون دروازه خلوت خانه کشادند ، فقیر بخدمت آنحضرت رسید - وضو می ساختند ، به بنده خطاب نموده فرمودند که اے که امروز در قیلوله می‌بینم که تو آن رساله را از من می طلبی، اینک رساله در طاق است ، برو بگیر - خوف بر من غالب شد که آنحضرت بر خطرهٔ من مطلع شدند ، اما اظهار خاطر خود مرا زیبا نه نمود - عرض کردم که حضرت سلامت! این واقعه احتمال تعبیر هم دارد که بنده طلب علم قراءت از حضرت ایشان می کند - فرمودند چنین نیست ، چیز دیگر است ، دل خود را به بین که چه گفته است -

کرامت : این حقیر هر گاه در حلقهٔ ذکر حضرت ایشان می‌نشست ، صورت آنحضرت را پیوسته در دل خود نشسته می‌یافت و بمشغولی می پرداخت تا آنکه حلقه آخر می‌شد - چون می دیدم که صورت حضرت ایشان از دل این مسکین برخاست ، چشم وا می کردم ، معائنه می نمودم که حضرت ایشان نیز برخاسته اند یا بر می خیزند ، این معنی هرگز تخلف نورزیده و مختلف نگردیده بود - زہے تصرف آنحضرت برد لہائے طالبان !

کرامت : شبے بر بستر خواب نیم بیدار بودم که گوئیا دو کس آمده بر سینهٔ من نشستند - هرچند قصد کردم که خود را خلاص نمایم نتوانستم و این قدر طاقت نشد که لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم بر خوانم - آخر بزور تمام خود را خلاص کردم - شبِ دیگر و دیگر شب همچنین واقع شد - حیران کار خود گشته برسر مزار ملائک قرار[1] حضرت ایشان نشستم ، ملتجی و متضرع - درین اثنا مرا غیبتے در ربود ، حضرت ایشان را دیدم که می فرمایند که در مکان عریش[2] تو دو جن است ، هرگاه خواهی که بخواب روی دہائیِ[3] ما بده و بخواب رو که ایذا نتوانند رساند - چون شب درآمد و وقت خواب بر بستر خود دراز کشیدم، گفتم ''یا معشر جن شما را دہائی حضرت ایشان می‌دهم، اگر در خواب یا در بیداری بر من حاضر شوید'' و نام نامی آنحضرت را بر زبان آوردم - آن شب بآرام تمام خوابیدم ، چند شب بر همین قول عمل کردم

---

۱ - در مخطوطه ۲ و ۳ : ملائک مزار -   ۲ - عریش بمعنی چارپائی -

۳ - یعنی واسطه و پناه ، در هر سه مخطوطه : 'در دہائی' البته در مخطوطه ۲ لفظ 'در' قلم زد کرده شده -

ہیچکس از جن بر من حاضر نشد ۔ شبے از غلبۂ خواب دہائی فراموش کردم ، میان خواب و بیداری ام ، دو کس دیدم کہ مرا خفہ[1] می کنند ، از خوف بیدار گشتم و ہمان کلمہ را بر زبان راندم ، ہیچکس از جن بر من ظاہر نشد ۔ بعد ازان تا مدت مدید این عمل را ملتزم بودم و ہرگز اثرے از آثار جن ندیدم ۔

کرامت : فرزند ارجمند شیخ محمد افضل ، دور از امروز ، در ایام صغر سن بیمار بود و تب محرق داشت ، درین اثنا وے را آسیب رسید و ہذیان بر زبان او جاری گردید ۔ من دران وقت حاضر گشتم و پرسیدم کہ تو کسیتی؟ گفت پرنام نام جنی ام ، در فلان ناودان کہ در خانۂ شما است می باشم ۔ گفتم کہ تو مگر ما را نمی شناسی کہ بے محابا[2] می در آئی و شوخی می نمائی و فرزندان ما را آسیب می رسانی ؟ ما مریدان[3] حضرت ایشانیم ۔ گفت ہمین ساعت از روضۂ مطہرہ ایشان می آیم ۔ گفتم بگذر وگرنہ ترا ہلاک گردانیم ۔ بندہ بمزار ملائک قرار حضرت ایشان رفت و بصد نیاز و شکستگی عرض این حادثہ نمود ۔ آواز از مزار آنحضرت بگوش ہوش من رسید کہ بخانۂ خود رو کہ فرزند ترا صحت شد و آن لعین بدر رفت ۔ بخوشحالیٔ تمام بخانہ آمدم، دیدم کہ آن فرزند عزیز صحت یافتہ است واثرے ازان ماجرای ندارد و بعد ازان الیٰ یومنا ہذا آن جن ہیچکس را از اہل خانۂ این فقیر آزار نرسانیدہ ۔

کرامت : چون دفتر ثالث مکتوبات قدسی آیات باختتام رسید و چند مکتوبات بدوستان دیگر نوشتند، بخاطر فاتر این حقیر گذشت کہ جامع این دفتر رابع من باشم، چنانکہ دفتر اول را مولانا یار محمد جدید تمہید نمودہ و دفتر ثانی را مولانا عبدالحی و دفتر ثالث را خواجہ ہاشم کشمی جمع فرمودہ اند ۔ روزے در خلوت این نیت و امنیت خود را بعرض آنحضرت رسانیدم ۔ لمحۂ سکوت نمودہ فرمودند کہ وقت کجا ست و فرصت کرا؟ اول یقین حاصل باید کرد کہ حیات این قدر وفا خواہد کرد کہ از اعوام[4] گذشتہ است و بایام افتادہ ۔ تو خود اجر نیت خود را یافتی ۔ بعد از ایام معدودہ ازین مقولہ آن

---

۱ - یعنی گلویم می گیرند ۔
۲ - در ہرسہ مخطوطہ بجائے ہوز مسطور است ۔
۳ - در مخطوطہ ۳ : مریاران ۔
۴ - جمع عام بمعنی سال ۔

آفتاب عالمتاب رو در نقاب تراب طاب تربته کشید ـ

کرامت : دور از امروز در پائے من داغ سفید از برص پیدا شده بود ، حیران و پریشان گشتم ـ گاه بخاطر می‌رسید کہ وطن بگذارم تا باز رسوائی در وطن نباشد و گاہ بخاطر می گذشت کہ خود را ہلاک گردانم ـ روزے حضرت ایشان قدس سرہ الاقدس از حلقۂ بامداد برخاستہ خواستند کہ درون محل روند ، من خلوت یافتہ خود را در دروازۂ درون رساندم و بخدمت آنحضرت بصد پریشانی و حیرانی حال خود معروض داشتم و آن داغ را بایشان بنمودم ـ فرمودند ہیچ قصہ نیست ، وہم نکنی ، برطرف خواہد شد ـ فرمودن ایشان این بشارت و دفعِ پریشانیِ دلِ من معاً واقع شد ، اما آنروز تمام تا شب آن داغ نمایان بود ـ چون صباح کردم ، دیدم اثرے از آثار آن داغ نیست ـ شکر خدا جل و علا بجا آوردم و ایمان و ایقان بکرامت و عظمت حضرت ایشان ده صد گشت ـ

کرامت : روزے حضرت ایشان در جاعت خانۂ خود در آمدند و حضرات مخدوم زادہائے عالی درجات اعنی خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم سلمہما اللہ سبحانہ ہمراه بودند ـ زنجیر دروازه را بدست خود از اندرون بستند تا غیرے داخل نشود و بطرف قبلہ از قبۂ منورۂ مخدوم زادۂ اعظم اعنی خواجہ محمد صادق قدس سرہ نشستند[1] و بمعارف درآمدند و این حقیر طرف دیگر ازان قبہ نشستہ بودم ـ مرا ندیده بودند و من استراق سمع می‌نمودم و معارف می شنودم و در دلِ خود آرزوئے این معنی کردم کہ چہ شود کہ مرا نیز بطلبند ؟ و اجازت حضور در خلوت فرمایند ، تا سخن باینجا رسید کہ خطرۂ غیر در دلِ فانی نمی گذرد اگرچہ وے را عمر نوح دہند ـ اتفاقاً مرا نیز در آن ایام حال[2] بدین منوال بود کہ خطره از دل منقطع شده بود ـ اما ہنوز بخدمت آنحضرت معروض نہ داشتہ بودم ـ درین اثنا حضرت ایشان نام این مسکین را برزبان آورده فریاد کردند ، گفتم 'لبیک' و دران خلوتِ خاص حاضر گشتم ـ فرمودند بنشین کہ تو از محرمانی و داخلِ عیالِ مائی ـ در خلوت حاضر شده می باش کہ تقدم علم بحال مثمر حصول حال است بایسیر[3] وجوه بر تو خود این حال وارد است کہ خطره بر دل نمی‌گذرد، اما بگو

---

۱ ـ در مخطوطہ ۲: نشستہ ـ

۲ ـ در مخطوطہ ۳: حالہ بدین منوالہ ـ

۳ ـ یعنی باسانی تمام ـ

این ہمہ خطرات اکل و شرب و نشستن و برخاستن وغیر ذالک اگر بردل نمی‌گذرد پس کجا عبور می نماید۔ عرض کردم کہ لطائف ستہ مابین خودہا فواصل دارد ، این خطرات در فاصلہا کہ میان اینہا ست مرور[1] می‌نماید۔ حضرت ایشان این سخن فقیر را بسیار تحسین فرمودند۔ بعد ازان فرمودند کہ آنچہ برما ظاہر ساختہ اند، آنست کہ عبور این خطرات در نفس است کہ تعلق بدماغ دارد و بدل کارے ندارد۔

کرامت : شبے در ایام وبا نیم شب در گلوئے اہلیہ‌ٔ این فقیر شکنج طاعون ظاہر گشت و تب محرق در گرفت۔ حیران و پریشان گشتم کہ اطفال صغار داشتم۔ در ہمان وقت باگریہ و زاری بباطن متوجہ حضرت ایشان گشتم۔ آنحضرت حاضر شدند و فرمودند۔ ''این نانہا کہ در فلان جا نہادہ اند آنرا تصدق کنید کہ اہلیہ‌ٔ شما را صحت خواہد شد'' و غائب گشتند۔ من از اہلیہ‌ٔ خود پرسیدم کہ آیا نانہا در خانہ ہست؟ گفت آرے در فلان خانہ است ، ہمانجا کہ حضرت ایشان فرمودہ بودند نشان داد۔ و ہمان وقت برخاستم و نانہا را برداشتم و بیرون شتافتم و فقیرے را بیدار ساختہ باو دادم۔ ہنوز صبح ندمیدہ بود کہ تبش برطرف شد و آن شکنج طاعون غائب گشت۔

کرامت : یکبارے بعضے عورات مستورات از محرمات فقیر و عمّ من شیخ محمد کہ شیخ فانی شدہ بود و طاقت رسیدن بملازمت ایشان نداشت بفقیر مجد شدند کہ ما را بطریقہ‌ٔ ایشان مشغول کن۔ گفتم من اجازت ندارم۔ از حضرت ایشان رخصت گرفتہ مشغولی خواہم گفت۔ چون بملازمتِ آنحضرت رسیدم معروض داشتم کہ بعضے نساء صالحات ازین فقیر طلب مشغولی می کنند ، درین ہرچہ حکم شود برآن عمل نمایم و نام عمّ فراموش کردم۔ فرمودند بآن نساء مشغولی بگو بلکہ عمّ خود شیخ محمد را ہم خواہی گفت کہ او ہم مشتاق است۔ و نام پیرے دیگر بردند کہ پسر او آمدہ بود و از جانب او التماس مشغولی می‌نمود ، بخانہ‌ٔ وے رفتہ او را مشغولی بگوئی۔ بخاطر فقیر گذشتہ کہ این اجازت مقیّد است بہمین اشخاص یا دیگران را ہم اگر مشغول کنم مجوّز باشد۔ ہنوز این خطرہ در دل استقرار نگرفتہ بود کہ فرمودند کہ ترا اجازت مطلق ست کہ تو داخل عیال

---

[1] - در ہر سہ مخطوطہ : مسرور۔

مائی - بعد ازان این فقیر بآن عورات و بعمّ خود و بآن پیر دیگر مشغولی گفته بملازمت رسید - احوال آن جماعه بتفصیل پرسیدند - عرض کردم که ہمه را مشغولی گفتم و درینها بتوجه حضرت خوب در گرفته - فرمودند الحمد لله رب العالمین - بعد ازان چند کس دیگر را ہم تلقین ذکر کردم و احوال فرورفتگیها و استغراق ایشان بخدمت حضرت ایشان معروض داشتم - خوشوقت شدند و فرمودند ما می‌خواستیم که تو بنشینی و بارشاد خلق الله پردازی ، کثرتِ عیال ترا نمی گذارد -

واقعه : و در آن ایام که بمشیة الله سبحانه عازم جازم دارالخلافه اکبرآباد شده بود و بسرائے قصبهٔ متبر که پانی‌پت فرود آمده، قبل نماز دیگر بارادهٔ زیارت قدوة المحبوبین زبدة المجذوبین شیخ شرف الحق و الدین ابوعلی قلندر قدس سره از دروازهٔ شرق سرائے مذکور بیرون آمد و یاران ہمراه بودند که ہمه اشتیاق زیارت شیخ بزرگوار داشتند - چون قدمے چند بجانب یسار آن دروازه بسوئے مزار آن بزرگوار برداشت از عقب اشارتے و بشارتے از عزیزے بر دل این مسکین وارد شد که نزد ما بیا و ما را زیارت کن که صاحب ولایت این مقام مائیم - با یاران بیان این معنی کرده شد ، ہمه متعجب شدند که باوجود شیخ بزرگوار درین دیار صاحب ولایت که خواہد بود ، بہرحال بر گشته درپۓ آن اشارت روان شدیم - نزدیک دروازهٔ یمین آن مسجدے نمایان گشت و معلوم شد که آن اشارت از ہمانجا بوده است - در محاوطهٔ آن در آمدیم و پیش صحن مسجد مقابر بسیار بود - از حضار مسجد پرسیده شد که درینجا مزار بزرگوارے ہم ہست ؟ گفتند بلے خواجه شمس الدین ترک که صاحب ولایت این مقام است درینجا آسوده است - گفتم این معنی را بشرح و بسط بگویند - گفتند ایشان خلیفهٔ خواجه معین الدین اجمیری چشتی اند - چون حضرت خواجه ملک ہندوستان را بحکم حق سبحانه بر اولیا قسمت نمودند ، پانی پت را بخواجه شمس الدین ترک دادند و خواجه شمس الدین بامر پیر دستگیر خود باینجا تشریف آوردند - بعد استماع این کلام که مصداق کشف صحیح صریح بود، در حجرهٔ مزار خواجه شمس‌الدین ترک درآمد ، بمجرد در آمدن انوار آن بزرگوار ظاہر گشت و سراپائے این درویش را درگرفت و از آثار آن انوار ظاہر و باطن این مسکین منورگشت و سردی و خنکی که لازم آرام و جمعیت است ، ہویدا گردید ، قبر مبارک را بوسه داد و

بتواضع تمام[1] روئے برو بنشست و مشغول گشت ـ لطفہائے بیکران از آن دریائے بے پایان مشاہدہ نمود و نسبت خاصۂ خود را کہ سراسر بیچونی داشت ، برین حقیر افاضہ فرمودند و رخصت نمودند ـ

از آنجا روز دیگر رو براہ نہاد تا آنکہ بسواد حضرت دہلی کہ از سویدائے چشم روشن تر است ، افتاد و آرزو داشت کہ بزیارت مزار حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ کہ از دوستان شنیدہ بود کہ در سواد طرف درآمدن آن بلدۂ معظمہ واقع است ، مستسعد خواہد شد ـ غالباً چون پیش ازین بزیارت آنحضرت مشرف نشدہ بود، آن مقام را نمی دانست و رفقا نیز نمی دانستند ـ اتفاقاً بہلبان کرایہ کش بہل را براہ غیرمسلوک[2] و معہود برد و گفت کہ من دو کروہ راہ از دہلی خانہ دارم ـ این منزل را ہمان جاگذراندہ متوجہ منزل دیگر می‌شوم ـ حیرانی روئے داد کہ یکے از زیارت حضرت خواجہ[3] خود ، دوم از[3] ملازمت حضرت خواجہ زادہا حرمان نصیب گشت ـ درین اثنا کہ غم و غصہ می‌خورد و با بہلبان منازعت و خصومت داشت کہ راہے پیش آمد ، از ہر دو طرف باغ دارد و برین مسکین مکشوف گردید کہ مزار حضرت خواجہ بزرگوار درین باغ یمین راہ ہست ـ و مکرر و مؤکد بالہام این کلام اعلام دادند و چون فلق صبح روشن گشت و بیقین پیوست خود را از بہل روان بے آنکہ فکر شکستن دست و پا کردہ باشم بشوق تمام و سُکر مالا کلام انداختم و بسوئے آن باغ شتافتم و در آن درآمدم و پرسیدم ـ گفتند کہ ہم درین باغ مزاریست از حضرت خواجہ[3] ـ شوق و آرزومندی یکے ہزار شد ، بدویدم و بصفہ رفیعہ منیعہ برآمدم و مزار حضرت خواجہ را از میان قبور شناختم بے آنکہ کسے بیان کند ـ بعد ازان مجاورے در رسید و مصدق گردید ـ

الحق مزارے ست کہ انکسار و اضمحلال از آن می بارد ، بر قدم آنحضرت افتادم و بمستی رو نہادم ـ جنونے دست داد کہ ہزاران ہوشمندی نزد آن بجوئے نیرزد و گریہ روئے نمود کہ ہزاران شادی بپاسنگ آن نخرند[4] ـ تا وقتے و مدتے بیخود افتادہ بودم

---

۱ ـ در مخطوطہ ۱ : بتواضع روبرو ، و در مخطوطہ ۲ : بتواضع تمام روبرو ، و در مخطوطہ ۳ : و روبرو بنشست ـ

۲ ـ در ہر سہ نسخۂ خطیہ : غیر مسلوک معہود ـ

۳ ـ ہر سہ مخطوطہ کلمہ 'از' ندارد ـ

۴ ـ در مخطوطہ ۲ : نخرد ـ

در آن افتادگی و رفتگی حضرت خواجه را دیدم و بپابوس آنحضرت مشرف گردیدم[1] ـ مراحم و عنایات که آباء بر ابناء می کنند ، در حق این نیازمند بجا آوردند و به فرزندی قبول کردند ـ نسبت خاصهٔ خود عنایت نمودند و فرمودند که ''نسبت خاصهٔ من معیت حبّی ست و این نسبت را پیرزادهٔ تو محمد سعید غائبانه از من بقوت محبت و اعتقاد که با من داشت ، اخذ نموده است ـ وے آن را سرانجام خواهد داد'' ـ و جذبے عجیبے در خود یافتم و محبت بے کیفی بذات بیچونی در خود مشاهده نمودم تا آنکه این معنی را به پیرزادهٔ برجاده نوشتم ـ ایشان در جواب نوشتند که سعی کنید که نام و نشانے از غیر محبوب حقیقی جل شانه در نظر بصیرت نماند ـ متفکر شدم که غیر در نظر است و مقتضائے محبت نسیان ما سوی ـ درین تفکر ملهم گشتم که نسیان در ولایت است و این محبت (معیت) حبّی دیگر است که در نبوت بحصول پیوندد و ''یحبّهم و یحبّونه'' ازین سر چشمهٔ نبوت سر می‌زنند ، والله معنا ازین مقام ناشی ست و آن مرتبهٔ نسیان ما سوی مدتے ست که ترا در حضور شیخ تو بحصول پیوسته بود و آن را بمراحل دور تر گذاشتهٔ : والحق چنان بود ـ

بعد ازان بزیارت حضرت خواجه قطب الدین بختیار کاکی مشرف گشتم ـ قبرے بسر آپا شکستگی و انکسار بنظر در آمد ـ بتواضع تمام آن را ببوسیدم و روئے بروئے ایشان نشسته متوجه گردیدم ـ حضرت خواجه بر اسپ تازی سوار از مزار بیرون آمدند چنانکه نصف عقب اسپ درون قبر بود و نصف پیش اسپ بیرون و اسپ را در بهان قدر جا می‌تازاندند و می فرمودند که آن نسبت معیت حبّی که حضرت خواجه محمد باقی بتو داده است ، از من گرفته است و این نسبت نسبت من است ، آن را نیک نگاه داری و خود را از من دانی و گویانی و از همین جا باز گرد و در گوشه بنشین و راه آمد و رفت مخلوق بر خود به بند ، آنچه ازین سفر جوئی همانجا یابی ـ عرض کردم که چون برآمده ام ، یکبار اکبرآباد بروم و باز گردم و آنچه فرموده اند انشاء الله تعالیٰ بعمل آرم ـ فرمودند تا زود باز گردی و رخصت کردند[2] ـ

---

[1] ـ در مخطوطه ۳ : گشتم ـ

[2] ـ در مخطوطه ۱ : فرمودند ـ

هیچ معلوم نه گشت که بر اسپ سوار برآمدن باین نیت و تازاندن را چه سبب خواهد بود و زیارت حجرۂ حضرت خواجه محمد باقی که نزدیک مزار حضرت خواجه قطب الدین کاکی بود و ایشان آنجا تنها شبها می‌گذرانیدند و نصف شب پیش مزار خواجه آمده تا آخر شب می‌نشستند ، کرده شد ـ اما حیرت و تعجب از فرمودۂ حضرت قطب الدین روئے نمود که مگر این نسبت نسبتِ چشتیه است که حضرت خواجۂ ما از حضرت خواجه قطب الدین گرفته اند ـ اگر چنین بود چرا نفرمودند که این نسبت چشتیه است ، نقشبندیه نیست ، این خلجان در دل ہمیشه داشت ـ

بعد ازان باکبر آباد رسیده کارے که در پیش داشت ، بانجام رسانید ـ اتفاقاً سلطان را در آخر شعبان بعزم زیارت حضرت خواجه معین الدین اجمیری اتفاق افتاد ـ فقیر را نیز داعیۂ زیارت حضرت خواجه معین الدین دامن‌گیر شد ، برفاقتِ عسکرِ سلطانی روان شد ـ چون باجمیر رسید بزیارت حضرت خواجه رفت ـ بارگاہے دید چون بارگاه سلطان و حشمت و عظمت و جاه و جلال پادشاہانه و نوبتے چون ملوک قرار داده[1] و از کثرت[2] لشکریان و غلوّ زوّار از امرا و ملوک زیارت قریب باستحاله گشت ـ برگشته بخانه آمده امیرے که با فقیر سر اخلاص داشت بارے ہمخانه بود ، حقیقت ماجرا باوے بعرض بیان آورد و او را ترغیب و تحریص بر زیارت نمود ـ او صد روپیه برائے خرج مزار حضرت خواجه ہمراه گرفت تا زیارت بآسانی میسر آید ، باز بزیارت رسیدیم ، وے آن جا زرپاشی نمود ـ صد روپیه چه اگر ہزار روپیه ہم بمجاوران بدہند زیارت ممکن الحصول نبود ـ چه جمع کثیر متصل یکدیگر قصد می کردند که بدرون در آیند و جمع دیگر ہمچنان عزم آن داشتند که بیرون آیند و تدافع اینہا موجب ایذائے یکدیگر می گشت ـ درین اثنا بعضے درمیان می‌افتادند و جان برباد[3] می دادند ـ غرض آنکه آن ہجوم و عموم و علوّ و غلوّ بدیدن تعلق دارد ـ ع :

شنیده کے بود مانندِ دیده

۱ ـ مخطوطه ۲ و ۳ این کلمه ندارد ـ
۲ ـ در مخطوطه ۲ : از ورود کثرت ـ
۳ ـ در مخطوطه ۱ : می مردند ـ

بمزار حیله نفوذ در گنبد عالی آنحضرت و دست رسانی بمزار آن بزرگوار واقع شد و بهان لحظه بخاطر گذشت یا حضرت خواجه ! این همه کثرت را چرا قبول کرده اید ؟ و یقین است که اگر شما نخواهید هرگز این غلوّ نشود ـ فرمودند عزّ ما عزّ اسلام است ـ بعد ازان مرتبهٔ دیگر زیارت واقع شد ـ یک شب تمام شب در مسجد آنحضرت که روبروئے مزار ملائک قرار ایشان واقع است و آن را از سنگ مرمر ساخته اند ، گذراند و آخر شب که خلوت شد بزیارت آنحضرت در قبهٔ معلیٰ درآمد و تا مدتے مدید نشست ـ باز بهان خطره دامن گیر گشت بلکه بر زبان جریان یافت که یا حضرت خواجه! اینهمه غلوّ و کثرت مگر مزاحم نسبت شما نمی شود ؟ فرمودند که :

''مارا قطب الاقطاب دیار ہندوستان ساخته اند و روائی مهمات و حاجات خلق را بما مربوط گردانیده ـ ایشان را از رجوع بما چاره نیست و ما را از امتثال امر علاج نه ، و جمع بین الامرین ما را میسّر است ـ''

بعد ازان فرمودند آن نسبت که خواجه قطب الدین بخواجه محمد باقی داده بود و او بتو داده ، از من گرفته بود و آن نسبت از من است ، نیک نگاه داری که تو ازمائی ـ عرض کردم که یا حضرت خواجه ! بنده آن نسبت را نسبت حضرات خواجها[1] می دانست و از فرمودهٔ ایشان و حضرت خواجه قطب الدین چنان ظاہر می شود که این نسبت چشتیه است ـ فرمودند که این نسبت خواجها ست که خواجه یوسف ہمدانی بمن ارزانی داشته بود ـ

بعد ازان مرتبهٔ دیگر بزیارت مشرّف گشت ، فرمودند که :

''بوطن خود باز گرد و آنجا بنشین و راه آمد و رفت مردم بربند و ایذائے آنجا بکش ـ''

بعد از آنکه مراجعت کرد ، بحضرت دہلی فرودآمد و زیارت حضرت سلطان المشائخ کرد ، مشاہده نمود که محبوبے نازنینے بر بستر عیش و عشرت آرامیده است و فرمود که :

---

۱ ـ یعنی خواجگان نقشبندیه ـ

''معنی معیت حبّی که نسبت ماست ، آن ست که حب طرفین معاً برابر باشد ، اما بر ما محبوبی غالب است و فرمودند که بنا بر وصیت مشائخ بنشینی و صبر اجر دارد و تحمّل تجمّل ۔''

و در وقت برآمدن از دہلی بزیارت قدم حضرت[1] رسالت پناه ﷺ مشرّف گشت و آبے که مجاوران در قدم معظم می‌اندازند ، به دہن خود بیاشامید و گریہا دست داد و در آنجا مبشر بمغفرت گشت و از آنجا بیرون آمد و آرزوئے آن داشت که باز بزیارت حضرت خواجه محمد باقی قدس سره مستسعد گردد ۔ درین میان پارهٔ راه رفته بود، مکشوف شد که درین باغ مزار حضرت خواجه است ، درآمد و قدم بوسید و وجدہا کرد و لطفہا دید ۔

بعد ازان به پانی پت رسید ، باز بزیارت خواجه شمس الدین ترک مستسعد گشت و الطاف و اشفاق بے اندازه از ایشان مشاہده نمود ۔ بعد ازان بزیارت شیخ شرف الدین[2] بو علی قلندر سربلند گردید ۔ بعد ادائے مراسم[3] فرمودند که :

''ایذائے نیست و صبرے نه'' الحق چند گاه بر طبق قول بوقوع پیوست و ''بعد ازان ایذائے و صبر و تحمل است ۔''

واقعه : شبے در واقعه می بیند که تمام عالم از آب پُر است و من براہے می روم ۔ ہر چند پیشتر می روم (آب) ازان راه عمیق تر می‌آید ۔ باز گشتم و براه دیگر افتادم ، دیدم که کعبه مکرمه است و این ہمه آبہائے عمیق بدامن آن می‌ریزد و غلاف سیاه بران پوشانیده اند و این پشت کعبه بود که بجانب آب بود ، اما پہلوئے کعبه در حرم دروازه بود ۔ ازان راه در آمد ، روئے کعبه دید ، دروازهٔ ایست وسیع چون دروازهٔ ایوان ، و جامهٔ سیاه در پیش دروازه فروانداخته اند ، برداشت ، دید که بر دیوارہائے درون توریت نوشته اند ۔ آن را دران وقت برخوانده و پرده فرو ہشت ، چنانکه بود ۔

---

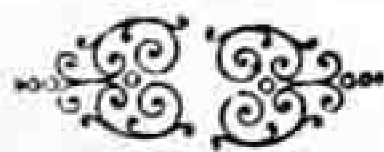
۱ - در مخطوطه ۱ : قدم رسول ، و در مخطوطه ۲ : قدم مبارک رسالت پناه ۔

۲ - در مخطوطه ۲ ، ۳ : شرف بوعلی ۔

۳ - در مخطوطه ۱ ، ۲ : بعد ادائے مراحم ، و در مخطوطه ۳: بعد ازان مزاحم ۔

بعد ازان به بلندی‌ها برآمد که آنجا آب و رطوبت نبود و درین عالم آشنایان پیدا شدند و ضیافت ها کردند و بعد ازان آگاه شد ـ

تعبیر این واقعه بخاطر این فقیر چنین گذشت که این درویش را از ولایت محمدی و ولایت موسوی نصیب است و این واقعه را با تعبیر بخدمت مخدومی مخدومزادگی خواجه محمد سعید مذکور ساخت ـ فرمودند که بخاطر[1] فقیر همچنین می‌گذرد والسلام اولاً و آخراً علی سید الاولین والآخرین محمد وآله واصحابه اجمعین و قد تم الکتاب المسمی بحضرات القدس فی مقامات الاکابر النقشبندیه و درجات الاعیان الاحمدیه بمنّه وکرمه ـ



۱ ـ در مخطوطه ۳ : بخاطر شریف فقیر ـ

عبارت خاتمه هائے کتابت

مخطوطه ۱ : حاصل کرده از خانقاه سراجیه کندیان ضلع میانوالی :

''قد فرغ من تحریر هذه النسخة المبارکة فی سنة یک ہزار و یکصد و نود و پنج -

مخطوطه ۲ : حاصل کرده از خانقاه ٹنڈو سائیں داد ضلع حیدر آباد سنده - تاریخ ختم کتابت مذکور نیست -

۱ - و ہمین قدر مذکور است که باصل مقابل نموده نشد - چون مکشوف بود بنابران تصرف کرده نشد ، انشاء الله از نسخهٔ دیگر مقابل کرده شود -

۲ - کتاب حضرات القدس ملک مُلا دین محمد آخند -

مخطوطه ۳ : حاصل کرده از خانقاه موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیره اسمٰعیل خان -

۱ - (کاتب) الفقیر الحقیر ملا محمد صادق غفرالله له فی تاریخ پانزدہم ذی قعده سنه یکهزار و یکصد و بست و یک -

۲ - در آخر کتاب دو مکتوب از امام ربانی مجدد الف ثانی — چهل و ہفتم و پنجاه و سیوم — بنام شیخ فرید بخاری مرقوم فرموده، تاریخ اختتام ''فی وقت الزوال روز دو شنبه شہر جمادی الاول سنه یک ہزار و یکصد و بیست و دوم'' نگارش کرده اند -

الحمد لله والمنته که امروز روز دو شنبه دوم محرم الحرام یکهزار و سه صد وہشتاد و ہشت ہجری (۱۳۸۸ھ) مطابق یک ہزار و نه صد و شست و ہشت شمسی (یکم اپریل ۱۹۶۸ء) از نقل و مقابله این نسخهٔ مبارکه فراغ حاصل شد - فالحمد لله علیٰ ذلك -

العاجز الفقیر الی رحمة ربه محمد محبوب الٰہی غفرالله له
۷ بیڈن روڈ ، لاہور

